بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

ھو القادر

سیدی ضیاء الدین احمد القادری رحمۃ اللہ علیہ

تالیف

عبد المصطفیٰ محمد عارف قادری ضیائی

جلد دوم

حزب القادریہ۔ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ

ھوالقادر

سیدی ضیاء الدین احمد القادری رحمۃ اللہ علیہ

تالیف

عبدالمصطفیٰ محمد عارف قادری ضیائی

جلد دوئم

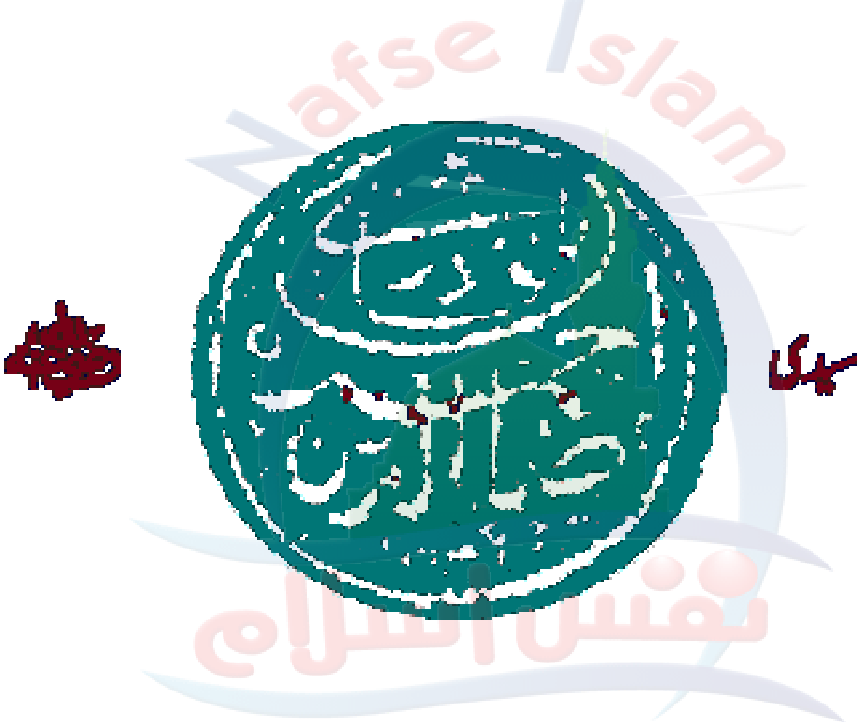
حزب القادریہ۔ لاہور۔ پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

ھو القادر

مسمیٰ



تالیف

عبد المصطفیٰ محمد عارف قادری ضیائی

جلد دوم

حزب القادریہ لاہور - پاکستان

تسلسل نمبر ------ ۲۲

نام کتاب ------ سیدی ضیاء الدین احمد القادری رحمۃ اللہ علیہ

مولف ------ عبد المصطفیٰ محمد عارف قادری ضیائی عفی عنہ

جلد ------ دوم

کاتب ------ ابوحمزہ عبد الرؤف عثمان قادری

تعداد ------ ۱۱۱۴

طباعت اول ------ ۲ شعبان ۱۴۲۶ھ

طباعت ثانی ------ ۲ شعبان ۱۴۲۸ھ

باھتمام ------ بدر سبحانی سیدی محمد عامر پردیسی قادری

ھدیہ ------ دعائے خیر بحق معاونین حزب القادریہ

ناشر ------ عبد العزیز خان قادری

حزب القادریہ۔ لاہور۔ پاکستان

۲۲۲، جی بلاک گلشن راوی لاہور

فہرست

(۳)

زیارتِ اکابر

(۴) مشاہیر علماء و مشائخ کے مکتوبات بنام قطب مدینہ رحمۃ اللہ علیہ

(۱۲)

معاصرین جن کے ساتھ قطب مدینہ کے گہرے مراسم تھے

(۱۳) علماء و مشائخ جن کا قطب مدینہ رحمۃ اللہ علیہ ذکر فرمایا کرتے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ھوالقادر

تیرے ان دوستوں کے طفیل اے خدا
بندۂ ننگ خلقت پہ لاکھوں سلام

حضرت قطب الاقطاب

سیدی ضیاءالدین احمد

قادری رضی اللہ عنہ

کے

اساتذہ کرام

و

مشائخ عظام


شاہ برکات و برکات پیشینیاں
نوبہار طریقت پہ لاکھوں سلام
KHHANQAH BARKATIYA, MAREHRA SHARIF

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

علامہ العصر مولانا محمد حسین پسروری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت علامہ محمد حسین بن میاں فضل دین ۱۸۷۰ء کو پسرور ضلع سیالکوٹ کے دینی و علمی گھرانہ میں پیدا ہوئے۔ دینی تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ نے اینگلو ورنیکلر اسکول پسرور سے ابتدائی تعلیمی مراحل طے کئے۔ یونیورسٹی اورینٹل کالج لاہور سے عربی فاضل کے امتحان میں امتیازی حیثیت سے کامیاب ہوئے۔ پسرور گورنمنٹ ہائی اسکول میں عربی زبان کے مدرس اعلیٰ مقرر ہوئے، ۱۹۲۲ء تک ملازمت اختیار کی پھر استعفیٰ دے کر شاہی مسجد پسرور میں درس قرآن و حدیث پر معمور ہوئے، اسی مسجد کی خطابت بھی آپ کے سپرد تھی۔ ۱۹۲۵ء میں انجمن تبلیغ الاسلام پسرور کی بنیاد رکھی گئی تو آپ صدر چنے گئے، انجمن کے زیر اہتمام متعدد تبلیغی کتابچے شائع کئے، زبردست تبلیغی کام کیا، بے شمار ہندو، سکھ، عیسائی اور مرزائی آپ کے دست حق پرست پر دولت ایمان سے مالا مال ہوئے۔ آپ حضرت خواجہ نور محمد تیراہی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۸۲ھ) کے خلیفہ اول حضرت حافظ محمد فتح الدین نقشبندی قدس سرہٗ (المتوفی ۱۳۱۲ھ) جامع مسجد اعوانان رنگ پورہ سیالکوٹ والے، کے مرید و خلیفہ تھے۔ ہر جمعرات کو پیر و مرشد کی زیارت کے لئے سیالکوٹ جایا کرتے۔ حافظ فتح الدین کے وصال کے بعد بھی آپ نے یہ معمول جاری رکھا، کچھ عرصہ بعد آپ مستقل طور پر سیالکوٹ منتقل ہوگئے اور محلہ رنگ پورہ کی مسجد کی امامت اور پیر و مرشد کے مزار شریف کی نگہداشت کرنے لگے۔ حضرت حافظ صاحب کی رحلت کے بعد حضرت خواجہ بابا فقیر محمد چوراہی رحمۃ اللہ علیہ پیر و مرشد حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ

محدث علی پوری نے اجازت وخلافت سے نوازا۔

تحریک پاکستان میں حضرت امیر ملت محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ (۱۸۴۱ء۔۱۹۵۱ء) کے ساتھ بہت کام کیا، ۱۹۴۲ء میں قائد اعظم جب سیالکوٹ تشریف لائے تو آپ نے جلسے میں شرکت فرمائی اور قائد اعظم کو زبردست خراج تحسین پیش کیا۔

پروفیسر ڈاکٹر احسان الٰہی (صدر شعبہ عربی پنجاب یونیورسٹی لاہور) فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت مولانا محمد حسین نقشبندی قدس سرہ کی بینائی معدوم ہوگئی تو انہوں نے قصیدہ بردہ شریف پڑھ کر دم کرنے کی فرمائش کی چند روز یہ عمل کیا گیا تو آپ کی بینائی واپس آگئی۔ (برکات بردہ مطبوعہ لاہور)

آپ کے تلمیذ رشید قطب مدینہ علامہ ضیاء الدین احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ آپ کے استاد و پیر اور اکبر مولانا نور احمد پسروری تفضل یقین تھے اور استاذ محترم علامہ محمد حسین پسروری رحمۃ اللہ علیہ پر تصوف کا غلبہ تھا۔ نیز آپ کے اخلاق اور قوت حافظہ کے بے حد مداح تھے۔ (فقیر قادری)

۱۱ رمضان المبارک ۱۳۷۰ھ/۱۵ جولائی ۱۹۵۱ء بروز اتوار بوقت عصر ۸۰ برس کی عمر میں رحلت فرمائی۔ نماز جنازہ حضرت امیر ملت محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت مولانا امام الدین رائے پوری سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی حاضرین کی تعداد چالیس ہزار کے قریب تھی، جامع مسجد حنفیہ اعواناں محلہ رنگ پورہ سیالکوٹ کے احاطہ کے شمالی جانب پیر و مرشد کے پہلو میں آخری آرام گاہ بنی۔ رحمۃ اللہ علیہ چار صاحبزادے اور ایک صاحبزادی چھوڑی۔ ؎

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عارف باللہ حضرت مولانا غلام قادر بھیروی قدس سرہ

استاذ الاساتذہ، مقتدائے اہل سنت حضرت مولانا عبد القادر المعروف بہ غلام قادر ہاشمی ابن مولانا غلام حیدر رحمہما اللہ تعالے ۱۲۴۵ھ/۱۸۲۹ء میں بھیرہ، ضلع سرگودھا میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مولانا غلام محی الدین بگوی (جو ان دنوں مسجد حکیماں، اندرون بھاٹی دروازہ لاہور میں درس حدیث پاک دیا کرتے تھے) اور ان کے چھوٹے بھائی مولانا احمد الدین بگوی سے حاصل کی، مزید تعلیم حاصل کرنے کے لئے حضرت مولانا مفتی صدر الدین آزردہ صدر الصدور دہلی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تکمیل علوم کے بعد لاہور تشریف لائے اور اندرون بھاٹی دروازہ، اونچی مسجد، میں خطیب مقرر ہوئے، ان کی عالمانہ تقریر کی کشش سے دور دور سے لوگ حاضر ہونے لگے بیگم شاہی مسجد کی متولیہ مائی جیواں آپ کے ارشادات سے اس قدر متاثر ہوئیں کہ اپنی مسجد کا خطیب مقرر کر دیا، بعد ازاں مسجد کی تولیت بھی آپ ہی کے سپرد کر دی۔

سلسلہ عالیہ چشتیہ میں حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس اللہ سرہ سے بیعت ہوئے اور اجازت وخلافت سے بہرہ ور ہوئے، آپ کے اوراد واشغال میں حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے اویسی نسبت کی بنا پر قادریت کا غلبہ تھا۔

مشہور تاریخ گو اور تذکرہ نویس بزرگ مولانا غلام دستگیر نامی لکھتے ہیں:

"آپ کو لاہور کا قطب سمجھا جاتا تھا"

۱۸۷۰ء میں اورینٹل کالج، لاہور میں عربی کے نائب استاد مقرر ہوئے اور دو سال تک طلباء کو علم وفضل سے فیضیاب کرتے رہے۔ انہی دنوں انگریزوں کو ایک فتوے کی ضرورت پیش آئی، متدین علماء نے صاف انکار کر دیا، کالج سے متعلق علماء سے رجوع کیا

گیا تا کہ وہ وظیفہ خوار ہونے کی بنا پر انگریز کی منشاء کے مطابق فتوے صادر کر دیں، مولانا غلام قادر بھیروی کے سامنے دستخط کرنے کے لئے فتویٰ پیش کیا گیا تو انہوں نے استعفاء پیش کر دیا اور فرمایا:

''میں ملازمت سے دستبردار ہو سکتا ہوں لیکن غلط فتوے کی تائید نہیں کر سکتا''

چنانچہ آپ نے جامعہ نعمانیہ، لاہور میں درس و تدریس کا کام شروع کر دیا اور تمام تر توجہ قرآن وحدیث کی تعلیم پر صرف کر دی۔

لاہور کے سادہ لوح مسلمانوں کو ورغلانے کے لئے عیسائیوں اور مرزائیوں کے علاوہ دیوبندی، وہابی، نیچری اور شیعہ علماء نے سازشوں کے جال بچھانے شروع کئے تو مولانا غلام قادر بھیروی قدس سرہ نے تحریر وتقریر اور وعظ ومناظرہ کے ذریعہ سب کے دانت کھٹے کر دیے۔ علمی دبدبے اور طبیعت کے جلال کے سبب کسی کو سامنے آنے کی جرأت کم ہی ہوتی تھی آپ نے مسجد میں مفسدین کا داخلہ بند کر رکھا تھا اور مسجد کی پیشانی پر ایک پتھر نصب کروادیا۔ جس پر یہ عبارت درج تھی:

"باتفاق انجمن حنفیہ و حکم شرع شریف قرار پایا کہ کوئی وہابی، رافضی،
نیچری، مرزائی مسجد ہذا میں نہ آئے اور خلاف مذہب حنفی کوئی بات
نہ کرے"

فقیر غلام قادر عفی عنہ، متولی بیگم شاہی مسجد

آج کل کے بعض "دانشور" یہ تاثر دینے کی کوشش کر رہے ہیں کہ سنی وہابی اختلاف محض فروعی حیثیت رکھتا ہے لہٰذا آپس میں رواداری کا ثبوت دینا چاہئے۔ سوال یہ ہے کہ جو لوگ اہل سنت کو کافر و مشرک کہتے ہوئے نہیں تھکتے، بارگاہ رسالت (ﷺ) کے آداب کو پس پشت ڈال کر گستاخانہ روش اختیار کرتے ہیں، وہ کس رواداری کے مستحق ہو سکتے ہیں؟

مولانا غلام قادر بھیروی قدس سرہٗ کی مسجد میں کوئی بدمذہب بغرض فساد داخل ہو جاتا تو اسے دھکے دے کر باہر نکلوادیتے۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر علماء اہلِ سنت اس تصلب کا مظاہرہ نہ کرتے تو آج دین کا حلیہ بگڑ چکا ہوتا۔ پنجاب کے علماء میں سب سے پہلے مرزا قادیانی کے خلاف آپ ہی نے فتویٰ دیا اور اس وقت مرزا کی تردید کی جب کہ اس نے ابھی تک نبوت کا دعویٰ نہیں کیا تھا۔

پنجاب کے علماء کی غالب اکثریت آپ کے رشتۂ تلمذ میں منسلک تھی، چند تلامذہ کے نام یہ ہیں:

۱۔ امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری

۲۔ مولانا محمد عالم آسی امرتسری (مصنف الکاویہ علی الغاویہ)

۳۔ مولانا نبی بخش حلوائی (مصنف تفسیر نبوی وغیرہ)

۴۔ مولانا غلام احمد حافظ آبادی (سابق صدر مدرس جامعہ نعمانیہ، لاہور)

۵۔ مولانا غلام حیدر قریشی پوچھوی

۶۔ قاضی ظفر الدین

۷۔ صوفی غلام قادر چشتی سیالوی

۸۔ حضرت مولانا محمد ضیاء الدین احمد قادری قدس اللہ سرہٗ، مقیم مدینہ منورہ خلیفہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس اللہ سرہٗ

مولوی حکیم عبدالحی لکھنوی لکھتے ہیں:

"لم یکن لہ نظیر فی کثرۃ الدرس والافادۃ"

"درس وافادہ کی کثرت میں کوئی ان کا مدِ مقابل نہ تھا"

حضرت مولانا غلام قادر بھیروی قدس سرہٗ نے درس و تدریس اور رشد و ہدایت کی بے پایاں مصروفیات کے باوجود تصانیف کا گرانقدر ذخیرہ یادگار چھوڑا، تصانیف کے نام یہ ہیں۔

۱۔ اسلام کی گیارہ کتابیں (دینی تعلیم کا بہترین نصاب)

۲۔ الشوارق الصمدیہ، ترجمہ و تلخیص البوارق المحمدیہ (از مولانا شاہ فضل رسول بدایونی)

۳۔ نماز حضوری

۴۔ ختمات خواجگان

۵۔ شمس الحنفیہ بجواب نور الحنفیہ (مسئلہ وحدۃ الوجود)

۶۔ نور الربانی فی مدح المحبوب السبحانی

۷۔ شمس الضحیٰ فی مدح خیر الوریٰ

۸۔ نماز ضروری

۹۔ حقیقتِ انوارِ محمدیہ

۱۰۔ جوہر ایمانی

۱۱۔ عکازہ در صلوٰۃ جنازہ

۱۲۔ فاتحہ خوانی

حضرت میاں شیر محمد شرقپوری قدس سرہ انگریزی خواں طبقے کو "تواریخ حبیب الہ" اور اسلام کی گیارہ کتابیں پڑھنے کا حکم دیا کرتے تھے۔

استاذ اساتذۃ العصر حضرت مولانا غلام قادر قریشی ہاشمی بھیروی قدس سرہ العزیز ۱۹ رمضان المبارک/۱۰ راپریل ۱۳۲۷ھ/۱۹۰۹ء کو واصل بحق ہوئے اور بیگم شاہی مسجد میں محو استراحت ابدی ہوئے۔ نماز جنازہ میں خلق خدا کا ہجوم اس قدر تھا کہ تل دھرنے کو جگہ نہ ملتی تھی۔ مولانا کرم الدین" رئیس بھیں" ضلع جہلم فرماتے ہیں۔

"مولانا غلام قادر صاحب مرحوم کا جنازہ جب شہر لاہور میں اٹھایا گیا تو ہجوم خلائق اس قدر تھا کہ نماز جنازہ باہر پریڈ میں پڑھی گئی، کارخانوں کے مزدوروں نے اس روز مزدوری ترک کرکے شمولیت جنازہ کی۔"

آپ کے شاگرد رشید مولانا محمد عالم آسی امرتسری نے تاریخ وفات کہی :

(۱) مبنعِ فیضِ ربِ جلیل (۲) در خلد بریں قبلہ من

۱۳۲۷ھ ۱۳۲۷ھ

مولانا فتح محمد فاروقی حقیر نے تاریخِ وفات ۱۳۲۶ھ قرار دیتے ہوئے قطعۂ تاریخ کہا ہے ؎

تھے غلام قادر اک جو مولوی باصفا تھے
ستونِ دینِ احمدؐ بے ریا و باعمل

تھے عدو، لامذہبوں کے، اہلِ مذہب کے تھے دوست
گوہرِ بحرِ علوم اور تھے مناظر بے بدل

تھا ربیع الاول اور انیسویں تاریخ تھی
چار شنبہ کا تھا دن جب آگئی ان کی اجل

دارِ فانی سے گئے ملکِ بقا کو جبکہ وہ
مرگ سے ان کی گیا سب مومنوں کا دل دہل

سالِ رحلت پوچھا ہاتف سے جو میں نے اے حقیر
کان میں میرے کہا "مغفور" اس نے بے خلل

۱۳۲۶ھ

لے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت علامہ وصی احمد محدث سورتی قدس سرہٗ

محدث سورتی ۱۸۳۶ء میں راندیر (ضلع سورت، بھارت) میں پیدا ہوئے، یعنی انقلاب ۱۸۵۷ء سے تقریباً بیس سال قبل۔ ۱۲۷۱ھ میں آپ دہلی آئے یہاں مسجد فتح پوری میں قیام کیا، ان دنوں راقم کے جد امجد حضرت مفتی محمد مسعود شاہ محدث دہلوی مسجد مذکور میں درس و تدریس میں معروف تھے۔ ممکن ہے کہ محدث سورتی نے ان سے بھی استفادہ کیا ہو۔ مسجد فتح پوری میں قیام کے بعد محدث سورتی مدرسہ حسین بخش (دہلی) پہنچے۔ وہاں کچھ عرصہ پڑھنے کے بعد ۱۲۷۹ھ میں مجاہد جنگ آزادی مولانا عنایت احمد کاکوروی کے مدرسہ فیض عام (کانپور) چلے گئے، جہاں ان کو مولانا لطف اللہ علی گڑھی جیسا استاذِ کامل ملا۔ مولانا احمد حسن کانپوری، محدث سورتی کے ہم سبق رہے۔ مولانا علی گڑھی کے فضل و کمال کا اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ پیر مہر علی شاہ گولڑوی، مولوی عبدالحق حقانی دہلوی اور نواب حبیب الرحمٰن خاں شیروانی ان کے تلامذہ میں تھے۔

محدث سورتی ۱۲۸۶ھ میں مدرسہ فیض عام سے فارغ ہوئے اور گنج مرادآباد (ضلع اناوہ یوپی) پہنچے۔ جہاں فاضل کامل و عارف اکمل مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی کی صحبت سے مستفیض و مستفید ہوئے اور بیعت وخلافت سے نوازے گئے۔ مولانا گنج مرادآبادی کو شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے سند حدیث حاصل تھی، آپ کے تلامذہ میں مولانا محمد علی مونگیری، مولانا احمد حسن کانپوری، پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری اور مولانا دیدار علی الوری جیسے فضلاء شامل تھے۔

۱۲۹۳ھ میں محدث سورتی دارالعلوم مظاہر العلوم (سہارنپور) پہنچے جہاں مولانا احمد علی سہارنپوری سے درس حدیث لیا اور تقریباً ۱۲۹۵ھ میں سند حدیث لی۔ اس مدرسہ

میں پیر مہر علی شاہ گولڑوی اور مولانا دیدار علی الوری آپ کے ہم سبق رہے۔

تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد محدث سورتی کان پور پہنچے جہاں مدرسہ فیض عام میں درس و تدریس اور فتویٰ نویسی کی ذمہ داریاں تفویض کی گئیں۔ یہاں آپ آٹھ سال رہے۔ نسائی شریف کا حاشیہ یہیں لکھنا شروع کیا۔ ۱۲۹۶ھ میں شادی کے بعد کانپور سے پیلی بھیت (یو۔ پی) تشریف لے آئے اور یہاں مدرسہ حافظ العلوم میں صدر مدرس ہو گئے۔ پندرہ سال تک درس و تدریس میں مصروف رہے پھر آپ نے مدرسۃ الحدیث کے نام سے اپنا الگ مدرسہ پیلی بھیت میں قائم کیا اور درس حدیث کا آغاز کیا اس کے ساتھ مسجد شیخ کبیر میں آخر عمر تک امامت کے فرائض انجام دیتے رہے۔ درمیان میں دو سال کے لئے قاضی عبد الوحید کی دعوت پر مدرسہ حنفیہ (پٹنہ) چلے گئے لیکن دو سال بعد پھر اپنے مدرسہ میں آ گئے۔

محدث سورتی نے تحریک ندوۃ العلماء میں بھی حصہ لیا۔ ۱۳۱۰ھ میں مدرسہ فیض عام (کانپور) میں اس کا آغاز ہوا۔ امام احمد رضا بھی اس کے ایک اجلاس میں شریک ہوئے اور اصلاح نصاب کے سلسلے میں ایک مقالہ پڑھا لیکن جب ندوۃ العلماء کا مزاج اور کردار بدلا تو پہلے امام احمد رضا علیحدہ ہوئے اور اس کے بعد محدث سورتی، یہی نہیں بلکہ ندوۃ العلماء کے خلاف مستقل ایک تحریک کا آغاز کیا۔ اس سے قبل محدث سورتی نے پاک و ہند اور حجاز میں مولانا نذیر حسین کے زیر اثر چلنے والی مہم کا بھی تعاقب کیا تھا، اس سلسلے میں انہوں نے ایک کتاب جامع الشواہد لکھی۔ ۱۲۹۵ھ سے ۱۳۷۳ھ تک اس کے ۱۲ ہزار نسخے شائع ہو چکے تھے۔

المختصر محدث سورتی نے پاک و ہند میں حنفیت کے تحفظ و دفاع اور مسلک اہلسنّت وجماعت کے فروغ واشاعت کے لئے مقدور بھر کوشش کی، فقہ و حدیث میں ان کو بڑا تبحر حاصل تھا، جس پر ان کی تصانیف و حواشی گواہ ہیں، ان کے تلامذہ میں بہت سے صاحب فضل و کمال ہوئے۔ بیشتر کو امام احمد رضا نے خلافت و اجازت سے نوازا۔ تلامذہ میں یہ حضرات قابلِ ذکر ہیں: مولانا محمد ظفر الدین بہاری مولانا مفتی ضیاء الدین احمد قادری

مدنی، مولانا مشتاق احمد کانپوری، مولانا نثار احمد کانپوری، مولانا سید محمد محدث کچھوچھوی مولانا خادم حسین محدث علی پوری، سید سلیمان اشرف بہاری وغیرہ وغیرہ۔

محدث سورتی کا حلقہ احباب بھی بڑا وسیع تھا۔ جس میں امام احمد رضا خاں قادری بریلوی خاص طور پر قابل ذکر ہیں، ان کے علاوہ یہ حضرات احباب میں شامل تھے۔ مولانا محمد عبد القادر بدایونی، مولانا احمد حسن کانپوری مولانا عبد الکریم گنج مراد آبادی، مولانا ارشاد حسین رامپوری، مولانا عبد العلی آسی، پیر مہر علی شاہ گولڑوی اور مولانا دیدار علی شاہ الوری وغیرہ۔

محدث سورتی کی اولاد میں صرف ایک صاحبزادے تھے یعنی مولانا عبد الاحد پیلی بھیتی، ان کے علاوہ پانچ صاحبزادیاں بھی تھیں۔ عبد الاحد کے صاحبزادے شاہ فضل احمد صوفی نے قابلِ قدر سیاسی و ملی خدمات انجام دیں۔ ۱۹۲۸ء میں انہوں نے وصال فرمایا۔ دوسرے صاحبزادے قاری احمد پیلی بھیتی، نے بھی قابل ذکر سیاسی خدمات انجام دیں۔ وہ مسلم لیگ میں شامل تھے۔ ۱۹۴۰ء میں قرار دادِ پاکستان آل انڈیا سنی کانفرنس (پیلی بھیت) کے ناظم اعلیٰ مقرر ہوئے۔ ۱۹۴۶ء میں وہ ایک قافلے کی شکل میں آل انڈیا سنی کانفرنس (بنارس) میں شریک ہوئے۔ پاکستان آنے کے بعد وہ جمعیت علماء پاکستان سے منسلک ہوگئے۔ ۱۹۷۶ء میں وصال فرمایا، تیسرے صاحبزادے شاہ ماما میاں قادری نے بھی مذہبی و ملی خدمات انجام دیں۔ ۱۹۷۷ء میں انہوں نے انتقال کیا۔

تصانیف:

۱۔ حاشیہ مدارک

۲۔ حاشیہ بیضاوی (قلمی)

۳۔ حاشیہ جلالین (قلمی)

۴۔ تعلیقات سنن نسائی

۵۔ تعلیقات شرح معانی الآثار

۶۔ تعلیقات شروح اربعہ ترمذی

۷۔ شرح سنن ابی داؤد (قلمی)

۸۔ شرح مشکوۃ المصابیح (قلمی)

۹۔ افادات حصن حصین

۱۰۔ التعلیق المجلی لمافی منیۃ المصلی

۱۱۔ الدرہ فی عقد الایدی تحت السرہ

۱۲۔ کشف الغمامہ عن سنۃ العمامہ

۱۳۔ اظہار شریعت

۱۴۔ انفع الشواھد

۱۵۔ حاشیہ مقامات حریری

۱۶۔ حاشیہ شافیہ

۱۷۔ حاشیہ ملا حسن (قلمی)

۱۸۔ میبذی

محدث سورتی نے مسلک ومذہب کے لئے بے مثال خدمات انجام دے کر اور اپنی ظاہری ومعنوی یادگاریں چھوڑ کر ۸/ جمادی الاول ۱۳۳۴ھ/۱۲/ اپریل ۱۹۱۶ء کو وصال فرمایا۔ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ نے اس آیت قرآنی سے مادہ تاریخ وفات نکالا ہے۔

یطاف علیھم بآنیۃ من فضۃ واکواب ۳

۱۳۳۴ھ

سلسلہ مبارکہ چشتیہ

۱۔ سید الاولین والآخرین رحمۃ للعالمین سید المرسلین خاتم النبیین
سیدنا و مولانا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ — وصال ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ

۲۔ حضرت امام الاصفیاء امیر المومنین سیدنا و مولانا علی المرتضیٰ
اسد اللہ الغالب — الشہید ۴۰ھ

۳۔ حضرت خواجہ حسن مدنی ثم بصری — المتوفی ۱۱۱ھ

۴۔ حضرت خواجہ حبیب عجمی بصری — المتوفی ۱۵۶ھ

۵۔ حضرت خواجہ داؤد طائی — المتوفی ۱۶۵ھ

۶۔ حضرت معروف کرخی بغدادی — المتوفی ۲۰۲ھ

۷۔ حضرت خواجہ سری سقطی بغدادی — المتوفی ۲۵۳ھ

۸۔ قطب الاقطاب حضرت جنید بغدادی — المتوفی ۳۰۲ھ

۹۔ قطب خواجہ ممشاد علو کریم الدین صائم الدھر الدینوری — المتوفی ۲۹۹ھ

۱۰۔ حضرت خواجہ اسحاق شامی ثم چشتی — المتوفی ۳۲۹ھ

۱۱۔ حضرت خواجہ الشریف ابی احمد شاہ ابدال چشتی — المتوفی ۳۵۵ھ

۱۲۔ حضرت خواجہ الشریف ابی محمد شاہ چشتی — المتوفی ۴۲۱ھ

۱۳۔ حضرت خواجہ ناصر الدین ابو یوسف شاہ چشتی — المتوفی ۴۵۹ھ

۱۴۔ حضرت خواجہ سید قطب الدین مودود چشتی — المتوفی ۵۲۷ھ

۱۵۔ حضرت خواجہ مخدوم شریف زندنی — المتوفی ۶۱۲ھ

۱۶۔ حضرت قطب خواجہ ابی النور عثمان ہارونی مکی — المتوفی ۶۱۷ھ

۱۷۔ قطب الاقطاب سلطان الہند خواجہ خواجگان سید معین الدین
حسن سنجری اجمیری — المتوفی ۶۳۲ھ

۱۸۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی دہلوی — المتوفی ۶۳۳ھ

۱۹۔ حضرت خواجہ مسعود بابا فرید الدین گنج شکر فاروقی پاکپتنی — المتوفی ۶۵۹ھ

۲۰۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء بدایونی، دہلوی — المتوفی ۷۲۵ھ

۲۱۔ حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی — المتوفی ۷۵۷ھ

۲۲۔ حضرت خواجہ سید محمد جلال الدین جہانیاں جہاں گشت اُچی — المتوفی ۷۸۸ھ

۲۳۔ حضرت خواجہ قاضی محمد اجمل بہرائچی — المتوفی ۸۲۲ھ

۲۴۔ حضرت خواجہ سید محمد بڈھن بہرائچی — المتوفی ۸۸۰ھ

۲۵۔ حضرت خواجہ درویش محمد القاسم اودھی — المتوفی ۸۹۶ھ

۲۶۔ حضرت خواجہ مولانا عبد القدوس نعمانی گنگوہی — المتوفی ۹۲۲ھ

۲۷۔ حضرت خواجہ رکن الدین رکن عالم نعمانی گنگوہی — المتوفی ۹۸۳ھ

۲۸۔ حضرت خواجہ عبد الاحد فاروقی — المتوفی ۱۰۰۷ھ

۲۹۔ حضرت خواجہ احمد فاروقی مجدد الف ثانی — المتوفی ۱۰۳۲ھ

۳۰۔ حضرت خواجہ محمد معصوم — المتوفی ۱۰۷۹ھ

۳۱۔ حضرت محمد حجۃ اللہ مجددی — المتوفی ۱۱۱۵ھ

۳۲۔ حضرت محمد زبیر مجددی — المتوفی ۱۱۵۴ھ

۳۳۔ حضرت محمد ضیاء اللہ مجددی — المتوفی ھ

۳۴۔ حضرت شاہ محمد آفاق مجددی — المتوفی ۱۲۵۱ھ

۳۵۔ امام المحدثین حضرت علامہ شاہ فضل رحمان گنج مرادآبادی — المتوفی ۱۳۱۳ھ

۳۶۔ حضرت علامہ شاہ وصی احمد محدث سورتی — المتوفی ۱۳۳۲ھ

۳۷۔ حضرت علامہ شاہ ضیاء الدین احمد القادری المدنی — المتوفی ۱۳۱۰ھ

رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجدد اعظم امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہٗ

مولانا احمد رضا خاں بریلوی نسباً پٹھان، مسلکاً حنفی، مشرباً قادری اور مولداً بریلوی تھے، آپ کے والد ماجد مولوی نقی علی خاں (م، ۱۲۹۷ھ/۱۸۸۰ء) اور جد امجد مولوی رضا علی خاں (م، ۱۲۸۲ھ/۱۸۶۶ء) اپنے عہد کے ممتاز علماء میں شمار کئے جاتے تھے۔ مولانا بریلوی نے اپنے نعتیہ دیوان حدائق بخشش (۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء) میں ان دونوں کا اس طرح ذکر کیا ہے ۔

احمد ہندی رضا ابن نقی ابن رضا

مولانا احمد رضا خاں ۱۰ ر شوال ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۴ ر جون ۱۸۵۶ء کو بریلی (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ اپنے والد ماجد اور دوسرے اساتذہ سے علوم منقولہ، معقولہ کی تحصیل کی، جن حضرات سے انہوں نے پڑھا یا سند حدیث وفقہ حاصل کی ان کے اسماء گرامی یہ ہیں:

۱۔ شاہ آل رسول مارہروی (م۔ ۱۲۹۶ھ/۱۸۷۹ء)
۲۔ مولانا محمد نقی علی خاں (م۔ ۱۲۹۷ھ/۱۸۸۰ء)
۳۔ شیخ احمد بن زین دحلان مکی (م۔ ۱۲۹۹ھ/۱۸۸۱ء)
۴۔ شیخ عبدالرحمٰن سراج مکی (م۔ ۱۳۱۴ھ/۱۸۸۳ء)
۵۔ شیخ حسین بن صالح (م۔ ۱۳۰۲ھ/۱۸۸۴ء)
۶۔ مولانا عبدالعلی رام پوری (م۔ ۱۳۰۳ھ/۱۸۸۵ء)
۷۔ شاہ ابوالحسین احمد النوری (م۔ ۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء)
۸۔ مرزا غلام قادر بیگ (م۔ ۱۳۰۱ھ/۱۸۸۳ء)

مولانا احمد رضا خاں بریلوی نے جن علوم وفنون کی تحصیل اپنے اساتذہ اور ذاتی مطالعہ سے کی ان کی تعداد ۵۶ تک پہنچتی ہے۔ یہ تمام تفصیلات مولانا بریلوی نے اُس عربی سند اجازت میں دی ہیں جو انہوں نے حافظ کتب الحرم شیخ اسمٰعیل خلیل مکی کو عنایت کی۔

مولانا بریلوی، محیر العقول فطری ذکاوت کی وجہ سے علوم عقلیہ ونقلیہ سے بہت جلد فارغ ہو گئے چنانچہ خود لکھتے ہیں:

میں نے جب پڑھنے سے فراغت پائی اور میرا نام فارغ التحصیل علماء میں شمار ہونے لگا اور یہ واقعہ نصف شعبان ۱۲۸۶ھ کا ہے۔ اس وقت میں تیرہ سال، دس ماہ پانچ دن کا تھا، اسی روز مجھ پر نماز فرض ہوئی تھی اور میری طرف شرعی احکام متوجہ ہوئے تھے۔

علم قرآن میں ان کا ترجمہ اُردو امتیازی شان رکھتا ہے جو کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن کے نام سے ۱۳۳۰ھ/ ۱۹۱۱ء میں منظر عام پر آیا۔ پھر اس پر ان کے خلیفہ مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی (م۔ ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۸ء) نے خزائن العرفان فی تفسیر القرآن کے عنوان سے تفسیری حواشی لکھے۔ اس ترجمے وتفسیر کے بہت سے اڈیشن ہندوستان اور پاکستان سے شائع ہو چکے ہیں اور برابر شائع ہو رہے ہیں۔

ترجمہ قرآن میں مولانا بریلوی نے جس عاقبت اندیشانہ احتیاط کو پیش نظر رکھا ہے وہ تراجم کے تقابلی مطالعے سے ظاہر ہے۔

مولانا بریلوی نے ترجمہ قرآن کے علاوہ تفسیر کا سلسلہ بھی شروع کیا تھا چنانچہ سورۂ ضحیٰ کی بعض آیات کی تفسیر ۸۰ جز تک لکھ کر چھوڑ دی، دوسرے دینی وعلمی مشاغل کی وجہ سے اتنا وقت نہ مل سکا کہ قرآن پاک کی مبسوط تفسیر لکھتے۔

علم قرآن وعلم تفسیر کے علاوہ علم حدیث میں بھی مولانا بریلوی کو تبحر حاصل تھا۔ چنانچہ شیخ یسین احمد خیاری المدنی نے علم حدیث میں بھی مولانا بریلوی کے تبحر کو سراہتے ہوئے لکھا ہے:

"وھو امام المحدثین"

اور وہ محدثین کے امام ہیں۔

علم حدیث کے علاوہ علم فقہ میں مولانا بریلوی کو جو تبحر حاصل تھا اس کا اندازہ ناظم ندوۃ العلماء (لکھنو) مولانا ابوالحسن ندوی کے ان تاثرات سے لگایا جا سکتا ہے۔

فقہ حنفی اور اس کی جزئیات پر ان کو عبور حاصل ہے اس کی نظیر شاید کہیں ملے اور اس دعویٰ پر ان کا مجموعہ فتاویٰ شاہد ہے نیز ان کی تصنیف کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس الدراہم جو انہوں نے ۱۳۲۳ھ میں مکہ معظمہ میں لکھی تھی۔

جزئیات فقہ کے علاوہ متون فقہ پر مولانا بریلوی کو جو قدرت حاصل تھی وہ اہل علم کے لئے حیرت انگیز تھی۔ چنانچہ مولانا ابوالحسن علی ندوی لکھتے ہیں:

حرمین شریفین کے قیام کے زمانے میں بعض رسائل بھی لکھے اور علمائے حرمین نے بعض سوالات کئے تو ان کے جواب تحریر کئے۔ متون فقہیہ اور اختلافی مسائل پر ان کی ہمہ گیر معلومات، سرعت تحریر اور ذہانت کو دیکھ کر سب کے سب حیران و ششدر رہ گئے۔

متون فقہیہ پر استحضار کی یہ کیفیت تھی کہ بعض اوقات وہ بغیر دیکھے عبارات کی عبارات لکھتے جاتے تھے چنانچہ قیام مکہ معظمہ کے زمانے میں بھی اس قسم کے مظاہر سامنے آئے۔ آخری ایام میں علالت کی وجہ سے بریلی سے بھوالی چلے گئے تھے، کوئی کتاب پاس نہ تھی۔ اس زمانے میں ایک استفتاء کا جواب دیا تو اس میں کتب فقہ و حدیث کے ۳۱ حوالے موجود ہیں۔

فتاویٰ حامدیہ کی دو جلدیں مولانا وصی احمد محدث سورتی (م۔ ۱۳۳۴ھ / ۱۹۱۵ء) سے مستعار لیں اور ایک دن و ایک رات میں دیکھ کر واپس کر دیں قرآن پاک کا ایک ایک پارہ روزانہ حفظ کر کے ایک ماہ میں پورا قرآن حفظ کر لیا۔

فتاویٰ رضویہ کے مطالعہ سے مولانا بریلوی کے تبحر علمی کے ساتھ ساتھ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ علم فقہ کتنا وسیع علم ہے اور ایک باکمال فقیہ ہونے کے لئے کس قدر علوم و فنون سے واقفیت ضروری ہے۔

مولانا بریلوی کے دارالافتاء (بریلی) میں ہندوستان، پاکستان، برما، چین، امریکہ، افغانستان، افریقہ، حجاز مقدس اور بلاد اسلامیہ سے بکثرت فتوے آتے تھے جن کی

تعداد ایک وقت میں کبھی چار سو اور کبھی پانچ سو تک جا پہنچتی تھی۔

مولانا بریلوی کے فتوے عربی، اردو فارسی اور انگریزی میں ہیں۔ مطبوعہ مجلدات میں اول الذکر تین زبانوں میں فتوے ہیں انگریزی فتوے ان قلمی مجلدات میں ہیں جو بریلی (بھارت) میں محفوظ ہیں۔ مولانا محمد احمد مصباحی (صدر المدرسین، فیض العلوم، محمد آباد، گوھنہ بھارت) نے ایک مضمون میں لکھا ہے:

عرصہ ہوا فتاویٰ کی ایک قلمی جلد میں، میں تو یہ دیکھ کر سخت حیرت میں پڑ گیا کہ انگریزی کا جواب انگریزی میں ہے اور جواب بھی مختصر نہیں، بہت مبسوط ہے۔

مولانا بریلوی کے فتوے بلاد اسلامیہ اور پاکستان و ہندوستان میں قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے، حافظ کتب الحرم سید اسمٰعیل خلیل کو جب مولانا بریلوی نے اپنے عربی فتوے ارسال کئے تو انہوں نے جواباً لکھا:

"واللہ اقول والحق اقول لو رآھا أبو حنیفة النعمان
لأقرت عینیه وجعل مؤلفها من جملة الأصحاب"

ترجمہ: اور قسم کھا کر کہتا ہوں اور سچ کہتا ہوں کہ ان فتووں کو اگر ابوحنیفہ نعمان دیکھ لیتے تو یقیناً ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچتی اور وہ اس کے مؤلف کو اپنے شاگردوں میں شامل کر لیتے۔

مولانا بریلوی نے تیرہ سال دس مہینہ اور چار دن کی عمر میں ۱۴ شعبان ۱۲۸۶ھ مطابق ۱۸۶۹ء اپنے والد مولوی محمد نقی علی خاں کی نگرانی میں فتویٰ نویسی کا آغاز کیا، سات برس بعد ۱۲۹۳ھ/۱۸۷۶ء میں فتویٰ نویسی کی مستقل اجازت مل گئی۔ پھر جب ۱۲۹۷ھ/۱۸۸۰ء میں والد ماجد کا انتقال ہوا تو مستقل طور پر فتویٰ نویسی کے فرائض انجام دینے لگے۔ مولانا بریلوی نے لکھا ہے کہ ان کے جد امجد مولوی رضا علی خاں کے زمانے سے فتویٰ نویسی کا سلسلہ جاری ہے اور ۱۳۳۶ھ/۱۹۱۸ء میں خود ان کو فتوے لکھتے پچاس برس ہو چکے ہیں۔ اس پچاس برس کے عرصے میں فتاویٰ رضویہ کی بارہ جلدیں تیار ہو چکی تھیں۔

علوم منقولہ کے علاوہ علوم معقولہ میں بھی مولانا بریلوی کو کمال حاصل تھا، مولوی

ظفر الدین بہاری نے لکھا ہے کہ ۱۳۲۹ھ / ۱۹۱۱ء سے قبل ڈاکٹر سر ضیاء الدین نے (وائس چانسلر، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ) علم مربعات سے متعلق ایک سوال اخبار دبدبۂ سکندری (رام پور) میں شائع کرایا جس کا مولانا بریلوی نے بروقت جواب شائع کرایا اور اپنی طرف سے ایک اور سوال پیش کر دیا۔ جس کو پڑھ کر سر ضیاء الدین کو تعجب ہوا کہ ایک مولوی نے نہ صرف جواب دیا بلکہ الٹا سوال بھی پیش کر دیا۔ مولانا بریلوی سے سر ضیاء الدین کا یہ پہلا غائبانہ تعارف تھا۔ اس کے بعد وہ پروفیسر سید سلمان اشرف کے ایماء پر ریاضی سے متعلق ایک لاینحل مسئلہ دریافت کرنے مولانا بریلوی کے پاس گئے۔ جس کو مولانا بریلوی نے حل کر دیا۔ مولوی محمد حسین میرٹھی (موجد طلسمی پریس) نے ۱۹۲۹ء میں سر ضیاء الدین کے قیام شملہ کے زمانے میں مولانا بریلوی سے ملاقات کے بارے میں استفسار کیا تو انہوں نے جواباً کہا:

> "میرے سوال کا جو بہت مشکل اور لاینحل تھا ایسا فی البدیہہ جواب دیا گویا اس مسئلے پر عرصے سے ریسرچ کی ہے۔ اب ہندوستان میں کوئی جاننے والا نہیں۔"

علم ریاضی کے علاوہ علم ہیاۃ و نجوم میں بھی مولانا بریلوی کو کمال حاصل تھا۔ انگریزی اخبار ایکسپریس (شمارہ ۱۸ / اکتوبر ۱۹۱۹ء / ۱۳۳۸ھ) میں امریکی منجم پروفیسر البرٹ نے ۱۷ / دسمبر ۱۹۱۹ء کے بارے میں ایک دل ہلانے والی پیشن گوئی کی تھی۔ جب مولانا بریلوی سے پوچھا گیا تو انہوں نے علمی طور سے اس کا رد کیا اور اس کو لغو قرار دیا، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

عقائد و افکار میں مولانا بریلوی متقدمین اور سلف صالحین کے پیرو تھے، انہوں نے اپنے دور میں سیاست و مذہب میں تجدید و احیاء کے فرائض انجام دیئے۔ غالباً اسی لئے بعض علماء عرب نے ان کو مجدد کہا ہے۔ چنانچہ حافظ کتب الحرم سید اسمٰعیل خلیل مکی لکھتے ہیں:

"لو قیل فی حقہ انہ مجدد ھذا القرن لکان حقاً و صدقاً"

ترجمہ: اگر ان کے بارے میں یہ کہا جائے کہ وہ اس صدی کے مجدد ہیں
تو یہ بات صحیح اور سچی ہوگی۔

اسلامی معاشرے کے بعض افراد فرائض وسنن کو چھوڑ کر مستحبات ومباحات کے پیچھے لگے رہتے ہیں، مولانا بریلوی کی نظر میں ایسے لوگوں کی نیکیاں شریعت کی نظر میں مردود ہیں۔ بعض لوگ شریعت وطریقت کو الگ الگ خانوں میں تقسیم کرتے ہیں، مولانا بریلوی اس تقسیم کو سختی کے ساتھ رد کرتے ہیں اور طریقت کو عین شریعت قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"شریعت کے سوا سب راہوں کو قرآن عظیم باطل ومردود فرما چکا۔" ۵

روحانیات وتصوف

امام احمد رضا قدس اللہ سرہٗ کے تصوف وحکمت اور شریعت وطریقت کے متعلق خواجہ حسن نظامی کے تاثرات بھی بڑی اہمیت کے حامل ہیں موصوف نے یہ تاثر فاضل بریلوی کی زندگی ہی میں پیش کیا تھا۔ جو ۱۹۱۵ء میں ہفت روزہ خطیب (دہلی) میں شائع ہوئے تاثرات اس طرح ہیں۔

"بریلی کے مولانا احمد رضا خاں صاحب جن کو ان کے معتقد مجدد مائۃ حاضرہ کہتے ہیں درحقیقت طبقہ صوفیائے کرام میں بہ اعتبار علمی حیثیت کے منصب مجدد کے مستحق ہیں انہوں نے ان مسائل اختلافی پر معرکہ کی کتابیں لکھی ہیں جو سالہا سال سے فرقہ وہابیہ کے زیر تحریر وتقریر تھیں اور جن کے جوابات گروہ صوفیہ کی طرف سے کافی وشافی نہیں دیئے گئے تھے۔ ان کی تصنیفات وتالیفات کی ایک خاص شان اور خاص وضع ہے۔ یہ کتابیں بہت زیادہ تعداد میں ہیں۔ اور ایسی مدلل ہیں جن کو دیکھ کر لکھنے والے کے تبحر علمی کا جید سے جید

مخالف کو اقرار کرنا پڑتا ہے مولانا احمد رضا خاں صاحب جو کہتے ہیں وہی کرتے ہیں اور یہ ایک ایسی خصلت ہے جس کی ہم سب کو پیروی کرنی چاہیے۔ ان کے مخالف اعتراض کرتے ہیں کہ مولانا کی تحریروں میں سختی بہت ہے اور بہت جلدی دوسروں پر کفر کا فتویٰ لگا دیتے ہیں مگر شاید ان لوگوں نے اسمٰعیل دہلوی اور ان کے حواریوں کی دل آزار کتابیں نہیں پڑھیں جن کو سالہا سال صوفیائے کرام برداشت کرتے رہے ان کتابوں میں جیسی سخت کلامی برتی گئی ہے اس کے مقابلہ میں جہاں تک میرا خیال ہے مولانا احمد رضا خاں صاحب نے اب تک بہت کم لکھا ہے۔ جماعت صوفیا علمی حیثیت سے مولانا موصوف کو اپنا بہادر صف شکن سیف اللہ سمجھتی ہے اور انصاف یہ ہے کہ بالکل جائز سمجھتی ہے۔''[۱]

اور ڈاکٹر محی الدین الوائی جامع ازہر مصر (جو مسلکا اہلحدیث ہیں) نے فاضل بریلوی کے تصوفانہ زندگی پر اس طرح خراج عقیدت پیش کیا:

''احمد رضا بچپن ہی سے دنیاوی آرائشوں کی طرف ملتفت نہ تھے لوگوں سے معاملات میں حلم تواضع بلند اخلاق کے ساتھ پیش آتے تھے۔ ۱۲۹۴ھ میں آپ قطب زماں حضرت مولانا سید شاہ آل رسول رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے۔ آپ کی علمی سرگرمیوں میں تصوف، اتقاء پرہیزگاری کے بہترین نمونے ہیں۔ جس کی بناء پر آپ بہت جلد سارے برصغیر میں مشہور ہو گئے اور آپ کے پاس نور معرفت کے پروانے ہر طرف سے آنے لگے۔''[۲]

مولانا بریلوی نے نہ صرف معاشرے کی اصلاح کی بلکہ سیاست میں بھی انہوں

نے اہم کردار ادا کیا، ان کے افکار سے میدان سیاست کے شہ سواروں نے فیض حاصل کیا مولانا بریلوی کی سیاسی خدمات پر بعض مؤرخین و محققین نے لکھا ہے۔

مولانا بریلوی سیاسی استحکام کے لئے معاشی استحکام کو ضروری سمجھتے تھے دور جدید کے عالمی حالات سے ان کے اس خیال کی تصدیق ہوتی ہے۔ ملت اسلامیہ کی معاشی و اقتصادی اور مذہبی و اخلاقی فلاح و بہبود کے لئے انہوں نے چند اہم تجاویز پیش کیں جو ۱۳۳۱ھ/ ۱۹۱۲ء میں کلکتہ اور رام پور سے شائع ہوئیں۔ پروفیسر محمد رفیع اللہ صدیقی (ایم۔ ایس کوئنز یونیورسٹی، کینیڈا) نے مولانا بریلوی کی ان تجاویز کا محققانہ جائزہ لیا ہے اور ''فاضل بریلوی کے معاشی نکات'' کے عنوان سے ایک مقالہ پیش کیا ہے جو ۱۹۷۷ء میں لاہور سے شائع ہو چکا ہے۔

مولانا بریلوی نے ایک طرف اپنا رسالہ ''تدبیر فلاح و نجات و اصلاح'' لکھ کر اپنی تجاویز عام کیں تو دوسری طرف انصار الاسلام اور جماعت رضائے مصطفےٰ کے نام سے ان کے متبعین نے اصلاحی تنظیمیں قائم کیں اور اس وقت جو وہ کر سکتے تھے کیا۔

۱۹۲۰ء میں مسٹر گاندھی کے ایماء پر تحریک ترک موالات شروع ہوئی جو تحریک خلافت (۱۹۱۹ء) کا تتمہ کہی جا سکتی ہے۔ تحریک خلافت کے زمانے میں ہندو مسلم اتحاد کا جو ایک طوفان اٹھا تھا وہ اب شباب پر پہنچ گیا۔ مسلمان جذبات کی رو میں بہہ رہے تھے اور سارے سیاسی فوائد ہندو حاصل کر رہے تھے۔ مسلمان عوام و خواص اپنی سادگی اور سادہ لوحی کی وجہ سے اس کو محسوس نہ کرتے تھے مگر مولانا بریلوی نے یہ بات شدت سے محسوس کی اور مسلمانوں کو ایسے اتحاد سے باز رہنے کے لئے للکارا جو ان کی سیاست و معیشت اور مذہب سب کو ختم کر کے رکھ دے۔

چنانچہ انہوں نے شدید علالت کے باوجود رسالہ المحجة المؤتمنة فی آیة الممتحنة (۱۳۳۹ھ/ ۱۹۲۰ء) لکھا جس میں مسلمانوں کو اس اتحاد کے انجام سے متنبہ کیا اور مخالفین کے عزائم سے خبردار، یہ وہ زمانہ تھا جب قائد اعظم محمد علی جناح اور علامہ اقبال دونوں خاموش خاموش سے تھے مگر مولانا بریلوی نے نتائج کی پرواہ کئے بغیر جو بات وہ حق

سمجھتے تھے اس کا برملا اظہار کیا۔ اور یہ ان کی مذہبی غیرت اور سیاسی جرأت کی دلیل ہے۔

مولانا بریلوی حریت و آزادی کے لئے جو راہ متعین کر گئے تھے اس پر ان کے صاحبزادگان، خلفاء، تلامذہ اور متبعین گامزن ہوئے۔ ۱۹۲۵ء میں مولانا بریلوی کے خلیفہ مولانا محمد نعیم الدین مرادآبادی (م ۱۳۶۷ھ/۱۹۴۸ء) نے الجمعیۃ العالیۃ المرکزیہ (آل انڈیا سنی کانفرنس) کے نام سے ایک تنظیم کی بنیاد رکھی جس نے آگے چل کر پاکستان کے لئے قابل قدر خدمات انجام دیں۔ ۱۹۴۶ء میں بنارس میں اس کے تاریخی اجلاس ہوئے۔ ۲۹ ر اپریل ۱۹۴۶ء کے اجلاس میں یہ قرارداد پاس ہوئی:

''آل انڈیا سنی کانفرنس کا یہ اجلاس مطالبۂ پاکستان کی پر زور حمایت کرتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ علماء و مشائخ اہل سنت اسلامی حکومت کے قیام کی تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے ہر امکانی قربانی کے واسطے تیار ہیں اور یہ اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ ایسی حکومت قائم کریں جو قرآن اور حدیث نبوی (ﷺ) کی روشنی میں فقہی اصول کے مطابق ہو۔''

اسلامی نقطۂ نظر سے ہندو مسلم عدم اتحاد کا یہ مقصد ہرگز نہیں کہ ہندو رعایا کو معاشی یا مذہبی حیثیت سے دل شکستہ کیا جائے مگر سوراج یا ہندو ازم کا مقصود معلوم ہوتا ہے کہ وہاں مسلم رعایا معاشی و مذہبی طور پر دل شکستہ رہے۔ پاک و ہند کی ساٹھ سالہ تاریخ ان حقائق پر گواہ ہے۔

مولانا بریلوی فقاہت و سیاست کے علاوہ ادب و شاعری میں کمال رکھتے تھے، ان کی فصاحت و بلاغت کی اہل عرب نے تعریف کی ہے۔ چنانچہ شیخ احمد ابوالخیر میرداد مکی لکھتے ہیں:

" الحمد لله على وجود مثل هذا الشيخ فاني لم ار مثله في العلم والفصاحة "

ترجمہ: مولانا بریلوی جیسے شیخ کے وجود پر میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں، بے شک میں نے علم اور فصاحت میں ان جیسا نہیں دیکھا۔

اسی طرح دوسرے علمائے عرب نے بھی تعریف کی ہے۔ پاک و ہند کے بہت سے شعراء اور ادباء ان کی تعریف میں رطب اللسان نظر آتے ہیں۔

مولانا بریلوی باکمال شاعر تھے۔ وہ تلمیذ رحمٰن تھے، شاعری میں ان کا کوئی استاد نہ تھا۔

مولانا بریلوی مشہور نعت گو مولانا کفایت علی کافی شہید (۱۸۵۸ء/ ۱۲۷۴ھ) سے بے حد متاثر تھے جس کا انہوں نے ذکر کیا ہے۔ مولانا غلام رسول مہر نے بھی یہ بات لکھی ہے۔

مولانا بریلوی نے لکھا ہے کہ نعت کہنا:

''تلوار کی دھار پر چلنا ہے، بڑھتا ہے تو الوہیت میں پہنچ جاتا ہے اور کمی کرتا ہے تو تنقیص ہوتی ہے۔''

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ کتنے محتاط تھے، اس احتیاط کے باوجود نعت کو کمال تک پہنچانا واقعی ان کا کمال ہے۔

انہوں نے ایک جگہ خود کہا ہے۔

یہی کہتی ہے بلبل باغ جناں کہ رضا کی طرح کوئی سحر بیاں
نہیں ہند میں واصف شاہ ہدیٰ مجھے شوخی طبع رضا کی قسم

انسان جتنی دیر میں کوئی مفہوم لفظوں میں ادا کرتا ہے اعلیٰ حضرت اتنی ہی دیر میں بے تکلف تاریخی مادے اور جملے فرمایا کرتے تھے۔

مولانا بریلوی کی تقریباً تمام تصانیف کے نام تاریخی ہیں۔ اپنے والد مولانا نقی علی خاں کی وفات پر عربی میں ۱۶ تاریخی مادے کہے۔ مولانا محمد اسمٰعیل (م۔ ۱۳۰۶ھ) کی وفات پر دو عربی قطعات کہے ان اشعار کی

تعارفی عبارت بھی تاریخی مادوں پر مشتمل ہے۔ اشعار کی مجموعی تعداد ۵۳ ہے۔ ہندوستان کے مشہور بیرسٹر قاضی عبدالودود بانکی پور کے والد قاضی عبدالوحید، مولانا بریلوی کے خلیفہ تھے۔ ان کے انتقال (۱۳۲۶ھ/۱۹۰۹ء) پر جنازے میں شریک تھے، راستہ ہی میں عربی اشعار پر مشتمل ایک قطعہ تاریخ کہا۔ جو تحفہ حنفیہ میں توضیحی نوٹ کے ساتھ شائع کیا گیا پیر عبدالغنی کی وفات (۱۲ ربیع الاول ۱۳۳۸ھ/۱۹۲۰ء) پر دس عربی اشعار پر مشتمل ایک قطعہ تاریخ کہا۔ مولانا محمد عبدالکریم جبل پوری کی وفات (۱۳۱۷ھ) پر ایک عربی قطعہ تاریخ کہا۔ الغرض مولانا بریلوی کے عربی، فارسی اور اردو اشعار کا ایک بڑا ذخیرہ ہنوز منتشر ہے۔ کلیات رضا کے نام سے کوئی فاضل اس منتشر کلام کو جمع کریں تو یہ ایک ادبی خدمت ہوگی۔

مولانا بریلوی نے باخبری وخود آگاہی کے ساتھ نعتیں کہی ہیں انہوں نے نعت کہتے وقت متقدمین ومتاخرین علماء وشعراء کی نگارشات پر نظر رکھی ہے اور بڑی احتیاط کے ساتھ اس میدان میں اُترے ہیں۔

مولانا بریلوی علم قرآن، علم تفسیر، علم حدیث، علم فقہ وسیاست اور ادب وشاعری میں ید طولیٰ رکھتے تھے، بہت سے علوم وفنون قدیمہ وجدیدہ میں ان کو کمال حاصل تھا اور وہ اس صدی کے ممتاز علماء میں سے تھے۔ وہ ۱۲۷۲ھ/۱۸۵۶ء میں پیدا ہوئے ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء کو جمعہ کے دن بریلی میں انتقال کیا۔ وہ تقریباً ۶۵ سال اس دنیا میں رہے۔ اور نصف صدی سے زیادہ عرصہ تک اسلام اور ملت اسلامیہ کی خدمت کرتے رہے۔ ان کی یادگار صاحب علم وفضل ان کے فرزند مولانا حامد رضا خاں (م ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء) اور مولانا محمد مصطفیٰ رضا خاں (م ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۱ء) بہت سے تلامذہ، بکثرت خلفاء اور بے شمار تصانیف ہیں۔

مولانا رحمان علی نے ۱۳۰۵ھ/۸-۱۸۸۷ء میں اپنی کتاب تذکرہ

علمائے ہند مرتب کی تو مولانا بریلوی کی تصانیف کی تعداد ۷۵ بتائی۔ اس وقت مولانا بریلوی کی عمر ۳۰ برس ہوگی۔ ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء میں خود مولانا بریلوی نے یہ تعداد ۲۰۰ لکھی ہے۔ ۱۳۲۷ھ/۱۹۰۹ء میں مولانا محمد ظفر الدین بہاری نے مولانا بریلوی کی تصانیف پر ایک رسالہ قلم بند کیا، اس میں پچاس مختلف علوم وفنون پر مولانا بریلوی کی ۳۵۰ تصانیف کا ذکر کیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ تلاش کیا جائے تو ۵۰ تصانیف اور نکلیں گی۔ اس میں ۱۰۰ عربی ہیں، ۲۷ فارسی اور ۲۲۳، اردو۔ مولانا بریلوی کے صاحب زادے مولانا حامد رضا خاں نے لکھا ہے کہ ۲۰۰ سے زیادہ تصانیف ہیں۔

یہ اعداد وشمار مختلف اوقات میں مولانا بریلوی کی زندگی میں مرتب کئے گئے۔ انتقال کے بعد مولانا ظفر الدین بہاری نے شمار کیا تو یہ تعداد چھ سو سے زیادہ نکلی جس کا تفصیلی ذکر انہوں نے حیات اعلیٰ حضرت، جلد دوم میں کیا ہے۔ ۱۳۹۶ھ/۱۹۷۶ء میں بمبئی سے ماہنامہ المیزان کا امام احمد رضا نمبر شائع ہوا ہے اس میں مولانا بریلوی کی پچاس علوم وفنون پر ۵۴۸ تصانیف کا ذکر کیا ہے۔ مفتی اعجاز ولی خاں (م۔ ۱۳۹۳ھ/۱۹۷۳ء) نے مزید تحقیق کی تو یہ تعداد ہزار سے متجاوز ہوگئی۔ انہوں نے مولانا بریلوی کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:

”صاحب التصانیف العالیہ و التالیفات الباھرۃ التی بلغت اعداد ھا فوق الالف۔“

ایک باوثوق اطلاع کے مطابق مولانا بریلوی کی مطبوعہ تصانیف کے پورے اعداد وشمار خانقاہ برکاتیہ مارہرہ (یو۔پی۔انڈیا) میں محفوظ ہیں۔ دوسری اطلاع کے مطابق دارالعلوم اشرفیہ (مبارک پور، اعظم گڑھ انڈیا) کے فاضل مولانا عبدالمبین نعمانی نے مولانا بریلوی کی تصانیف کی تفصیلی فہرست پوری تحقیق وتلاش کے بعد مرتب کی ہے۔

تصانیف کے علاوہ مولانا بریلوی کے بہت سے حواشی وشروح بھی ہیں جس کا انہوں نے خود ذکر کیا ہے۔ مولانا ہدایت الرسول لکھنوی (م۔ ۱۳۳۳ھ/۱۹۱۵ء) نے ان حواشی وشروح کا مطالعہ کیا اور اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے لکھا کہ مولانا بریلوی کے حواشی خود ان کے افاضات وافادات ہوتے ہیں۔ مولانا عبد الحکیم اختر شاہ جہاں پوری نے حواشی وشروح کی تعداد مرتب کی ہے۔ جو ڈیڑھ سو تک پہنچتی ہے۔ ۵

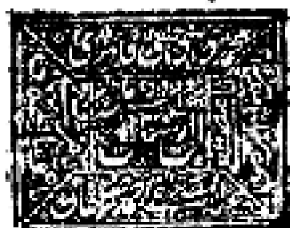
حضرت وحشی رضی اللہ عنہ

"قَتَلْتُ خَيْرَ النَّاسِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ
وَقَتَلْتُ شَرَّ النَّاسِ فِي الاسلام"

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی لا سیما علی السید
الکریم المصطفی وآلہ وصحبہ والخلفاء اما بعد فقد اجزت اخی فی اللہ
ذا المجد والجاہ مولانا المولوی غلام احمد السنبھلی بالسلسلۃ العلیۃ
العالیۃ القادریۃ البرکاتیۃ زادہ اللہ تعالی لہ وبہ وعلیہ ودلہ
الطریق البیضاء وثبتہ ابن حسان مکافحا عن اہل السنۃ ونکایۃ
اہل البدع والفتنۃ وجعل سعیہ فی حمایۃ السنن واعانۃ اربابہا ونکایۃ
الفتن وموالاۃ اصحابہا فان ذلک اعظم القربات وارضی مرضاۃ للنبی و
الرحمن لا یستغنی من دعواتہ الصالحۃ المتوافقۃ بالعفو والعافیۃ فی
الدین والدنیا والآخرۃ وکان ذلک لعشرین خلون من شہر المحرم الحرام
عام الف وثلاث مائۃ وسبعۃ وثلاثین من ہجرۃ سید الانام علیہ وعلی
آلہ وصحبہ واولیائہ وحزبہ افضل الصلاۃ والسلام آمین والحمد للہ رب العلمین
قالہ بفمہ وامر برقمہ عبد المصطفی احمد رضا المحمدی السنی الحنفی
القادری البرکاتی البریلوی عفی عنہ بجاہ النبی الامی
صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ
وصحبہ وبارک وسلم



(سند اجازت مولانا غلام احمد فریدی)

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
ایم۔اے، پی۔ایچ۔ڈی، اعزاز فضیلت



تاریخ ۷ رجب المرجب ۱۴۲۱ھ

ضروری وضاحت

تقریباً ۵۰ سال قبل مولانا غلام محی الدین فریدی علیہ الرحمہ نے
اپنے والد ماجد مولانا غلام محمد فریدی سنبھلی علیہ الرحمہ کے نام سلسلۂ
قادریہ برکاتیہ میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اجازت نامے
کی عکسی کاپی عنایت فرمائی اور فرمایا کہ حسب روز [illegible]
[illegible] تھی لیکن حسب روز [illegible] ۳۰ ذوالحجہ
تھی اس لیے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۷ ذوالحجہ (والد صاحب عشرہ ذی الحجہ)
کاٹ کر ۳۰ ذوالحجہ (عشرہ [illegible]) اپنے دست مبارک
سے تحریر فرمائی۔

محمد مسعود احمد

۲۴ اگست ۲۰۰۰ء

۲/۱۷، سی۔پی۔ای۔سی۔ایچ سوسائٹی کراچی ۷۵۴۰۰ (اسلامی جمہوریہ پاکستان)
فون: 4552468 فیکس: 92-21-2584674 ای میل: almazhar@cat.net.pk

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت مولانا شاہ عبدالسلام علیہ الرحمۃ جبل پوری

آپ کا اسم گرامی عبدالسلام اور والد کا نام مولانا شاہ عبدالکریم تھا۔ آپ کا سلسلہ نسب خلیفۃ الرسول (ﷺ) سیدنا امیر المؤمنین صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔ تین سال کی عمر شریف میں اپنے والد ماجد کے ساتھ حیدر آباد دکن سے جبل پور تشریف لائے۔ ۱۲ برس کی عمر شریف میں قرآن مجید حفظ کیا اور تمام ظاہری و معنوی علوم کی تکمیل اپنے والد ماجد ہی سے کی۔ فارغ ہونے کے بعد ابتداً ''ندوۃ العلماء'' کی طرف راغب ہوئے اور اس کے پہلے بنیادی جلسہ میں آپ مجلس عاملہ کے رکن کی حیثیت سے شریک بھی ہوئے۔ ۱۳۱۲ھ میں مجلس ندوۃ العلماء کا اجلاس لکھنؤ میں منعقد ہوا تو آپ اس میں شریک ہوئے۔ اگلے سال ۱۳۱۳ھ میں ''ندوۃ العلماء'' کا اجلاس جب بریلی میں ہونا قرار پایا اور دعوت نامہ بھی اس کا آپ کو موصول ہو گیا تو آپ کے والد نے فرمایا:

> ''بیٹا ندوہ فتنہ ہے اور اس میں شرکت دین اور وقت کی بربادی ہے۔''

آپ کے والد ماجد شاہ عبدالکریم (م ۱۳۱۶ھ/۱۸۹۸ء) علیہ الرحمہ کی اگرچہ اعلیٰ حضرت سے بالمشافہ ملاقات نہ تھی مگر دونوں بزرگوں کے درمیان کچھ تحریری سلسلہ تعارف ضرور تھا جس کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ اعلیٰ حضرت نے اپنے والد ماجد مولانا مفتی نقی علی خاں (م ۱۲۹۷ھ/۱۸۸۰ء) علیہ الرحمہ کی کئی تصانیف آپ کے نام ارسال فرمائیں اعلیٰ حضرت نے شاہ

عبدالکریم کی وفات پر عربی میں قطعہ تاریخ تحریر فرمایا جو عربی فصاحت و بلاغت کا ایک شاہکار ہے۔

قیل مات الزکی عبدالکریم　　قلت کلا بل احتظی بدوام

حی عن بنیہ فکیف یموت　　انما المیت ھالک الاوھام

أیموت المدی خلف؟　　سلم اللہ مثل عبدالسلام

جبل الدین راسخ بمقامہ　　فی جبلفور شامخ الاعلام

قلت تاریخ عیشہ الاہدی

دام عبدالکریم خلد کرام

-----۱۳۱۷ھ-----

مولانا عبدالسلام، کے صاحبزادے مفتی برہان الحق اپنی یادداشت میں یوں رقم طراز ہیں۔ جدامجد نے فرمایا۔

''ندوہ میں شریک ہو یا نہ ہو لیکن مولانا احمد رضا خان صاحب سے ضرور ملنا، اس وقت ان کا علم و فضل وکمال اپنی وسعت تابانی اور تحقیق و تدقیق کے لحاظ سے بے نظیرو بے مثال، انتہائی عروج و کمال پر ہے، جس طرح بھی ہو، مولانا کی خدمت میں رہ کر جتنا فیض حاصل کرسکو، تمہارے خاندان کے لئے باعث رحمت و برکت وسعادت وسربلندی ہوگا، بریلی میں ندوہ کا یہ اجلاس تمہارے لئے حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب سے علم و فضل وسعادت حاصل کرنے کا انشاءاللہ ذریعہ اور سبب ہے۔''

مفتی برہان الحق اکرام امام احمد رضا میں رقمطراز ہیں:

والد ماجد کے فرمان کے ساتھ آپ بریلی روانہ ہوئے، حسن اتفاق سے الہ آباد سے مولانا شاہ محمد حسین الہ آبادی (المتوفی ۱۳۲۲ھ) کا ساتھ

ہو گیا۔ بریلی کے اجلاس میں شرکت ہوئی لیکن مولانا محمد حسین الٰہ آبادی کے اعتراض پر مولانا شبلی کی برہمی اور بدزبانی نے بدمزگی پیدا کر دی۔ چنانچہ دونوں حضرات جلسے سے واک آؤٹ کر گئے، چلتے ہوئے مولانا عبدالسلام جبل پوری نے امام احمد رضا کے رسالے ''سوالات حقائق نما بردُس ندوۃ العلماء'' پر دستخط کر کے مولانا شبلی کے ہاتھ میں دیتے ہوئے فرمایا:

''اس کے ہر سوال کا مفصل جواب دے کر مطمئن کرنا آپ کا اور آپ کے تمام ہم خیال اراکین کا ذمہ ہے اور آپ سب کا اخلاقی فرض ہے۔''

اس واقعہ کے فوراً بعد مولانا عبدالسلام محلہ سوداگران (بریلی) میں اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ایک پرچہ پر نام لکھ کر کسی بچے کے ہاتھ رقعہ اندر بھیجا۔ چند منٹ کے بعد اعلیٰ حضرت باہر تشریف لائے ہاتھ میں ایک لفافہ تھا سلام دعا کے ساتھ معانقہ بھی کیا اور فرمایا:

''یہ آپ کے والد ماجد عبدالکریم جبل پوری صاحب کی کرامت ہے کہ ابھی مجھے لفافہ (خط) ملا، خط پڑھ ہی رہا تھا اور اسی فقرہ پر نظر تھی: فقیر زادہ عبدالسلام حاضر ہو رہا ہے اس پر نظر کرم فرما کر اپنی تربیت اور سرپرستی میں فیضان علوم ظاہرہ و باطنہ سے اسے عزت و سرفرازی بخشیں۔ عین اسی وقت آپ کا رقعہ ملا، آپ کا اسم گرامی پڑھ کر معاً متصور ہوا کہ یہ آپ کے والد محترم مولانا عبدالکریم صاحب کی کرامت ہے کہ وہ روحانی طور پر خط کے ذریعہ آپ کو اس فقیر کے سپرد فرما رہے ہیں اور آپ کا ہاتھ فقیر کے ہاتھ میں دے رہے ہیں۔''

اعلیٰ حضرت نے خیریت دریافت فرمائی اور آنے کا سبب دریافت

فرمایا جس پر مولانا عبدالسلام نے ندوۃ العلماء میں شبلی کے ساتھ گفتگو کی رو داد، سوالات، حقائق نما کے ٹائیٹل پر مجلس عاملہ کے خصوصی رکن کی حیثیت سے دستخط کے ساتھ چند اہم کلمات لکھتے ہوئے مولانا شبلی کے ہاتھ میں رسالہ دینے کا پورا واقعہ سنایا اس پر اعلیٰ حضرت نے فرمایا:

''ماشاء اللہ آپ نے فقیر کی بہترین نیابت ووکالت فرمائی بارک اللہ''۔

اعلیٰ حضرت نے مولانا عبدالسلام سے اپنے مدرسے میں ہی قیام کے لئے اصرار فرمایا اور مولانا عبدالسلام نے اس طرح ۱۰ ماہ مسلسل اعلیٰ حضرت کے فیض علمی وعملی، ظاہری و باطنی، صوری و معنوی اور بیعت و ارشاد کی سعادتوں سے بہرہ ور ہوئے اور مولانا حامد رضا خان خلف اکبر (اعلیٰ حضرت کے ساتھ درس کی تکمیل فرمائی اور پھر اعلیٰ حضرت نے آپ کی علمی وعملی، ذہنی و اخلاقی قابلیت وصلاحیت کا بنظر عمیق معائنہ فرمایا اور افتاء و وعظ اور درس کی اجازت کے ساتھ ساتھ مختلف سلاسل میں بیعت و اجازت اور خلافت سے بھی سرفراز فرمایا۔ ۱۳۱۳ھ میں عربی میں ایک سند عطا فرمائی اور دستار فضیلت سے نوازا۔

مفتی برہان الحق اس جلسۂ دستار بندی سے متعلق آنکھوں دیکھا حال تحریر فرماتے ہیں۔

۲۶ رجمادی الثانی ۱۳۱۳ھ مطابق ۱۴ ردسمبر ۱۸۹۵ء کو مدرسہ بریلی میں جلسہ دستار فضیلت ہوا۔ اس میں امام احمد رضا نے تقریر بھی فرمائی۔ آپ کی تقریر ایک عجیب شاہکار تھی، ہر فرد گوش ساعت تھا اور اکثر کے آنسو جاری تھے، حضور ﷺ کی عظمت شان ورفعت مکان اور محبت وفنائیت کا جو بیان فرمایا وہ آپ ہی کا حق تھا دوران تقریر حضرت والد ماجد کے متعلق کچھ قیمتی ارشادات اور بہترین کلمات خیر ارشاد فرمانے کے بعد نہایت محبت بھرے

انداز میں فرمایا:

''اے جبل پور کے مسلمانو! مولانا عبدالسلام کی ذات ستودہ صفات صرف تمہارے لئے ہی نہیں بلکہ سارے ہندوستان کے لئے عبدالاسلام ہے اور ابھی آج سے مولانا عبدالسلام کے القاب میں ''عبدالاسلام'' کا اضافہ کرتا ہوں آئندہ آپ کے اسم گرامی کے ساتھ عبدالاسلام بولا اور لکھا جائے''

ان مقدس کلمات کے سنتے ہی مجمع نے بلند آواز سے والہانہ انداز میں نعرہ تکبیر کہہ کر خلوص و محبت کے ساتھ مسرت کا اظہار کیا۔ والد ماجد اعلیٰ حضرت کے قدموں کی طرف جھکے، اعلیٰ حضرت نے سینے سے لگا لیا اور دیر تک لگائے رہے، عجب روح پرور، ایمان افروز اور دلکش منظر تھا اور نزول رحمت و برکت و سعادت کا وقت تھا۔ نعرہ ہائے تکبیر و رسالت سے فضا گونج رہی تھی۔ والد ماجد نے اعلیٰ حضرت کے دست مبارک کا بوسہ لیا اعلیٰ حضرت نے آپ کی پیشانی چومی، جب تک یہ منظر رہا پورا مجمع کھڑا نعرہ ہائے تکبیر و رسالت لگاتا رہا پھر اعلیٰ حضرت منبر پر رونق افروز ہوئے اور مجمع بیٹھ گیا۔

اعلیٰ حضرت کو مولانا عبدالسلام سے والہانہ محبت تھی، مولانا کی اہلیہ کا جب انتقال ہوا تو اعلیٰ حضرت نے تعزیتی خط کے ساتھ ساتھ عربی زبان میں قطعۂ تاریخ بھی ارشاد فرمایا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تاریخ رحلتِ عفیفہ امینہ سکینہ خاتون رحمہا اللہ تعالیٰ زوجۂ مقدسہ جناب فضائل لقائب فواضل مآب حامی السنن ماحی الفتن الدنیہ جناب مولانا مولوی عبدالسلام صاحب قادری جبل پور ادامہ اللہ بالفیض النوری آمین۔

حلت لمن عبد السلام حلية

في العدن وهي حصينة و رزينة

ھی العفات مدی الحیوۃ لزینۃ
ویعفو ربی فی المماف مزینۃ
سال الرضا عام الوفاۃ معہ الدعا
قلت ارحم التابوت فیہ سکینہ

------۱۳۲۹ھ------

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ
۲۵ جمادی الاول ۱۳۲۹ھ یوم الخمیس

جس طرح اعلیٰ حضرت کو اپنے شاگرد و مرید و خلیفہ سے محبت تھی اسی طرح اس مرید باصفا کو اپنے مرشد اعلیٰ حضرت سے بھی اتنی ہی عقیدت تھی جس کا اندازہ آپ کے ایک استفتاء سے لگایا جا سکتا ہے جب آپ نے اپنے مرشد کو ایک استفتاء لکھا تو اس میں مندرجہ ذیل القابات سے یاد کیا۔ جو ایک تاریخ ہی نہیں حقیقت پر مبنی ہیں۔

آیت من آیات اللہ رب العلمین، نعمت اللہ علی المسلمین، اعلم العلماء المتبحرین، افضل الفضلا المتصدرین، تاج المحققین، سراج المدققین مالک ازمۃ الفتاویٰ والمفتین، ذوالمقامات الفاخرہ، والکمالات الزاھرۃ الباھرہ، صاحب الحجۃ القاھرہ، مجدد المائۃ الحاضرہ، العلامۃ الاجل الابجل، حلال عقدۃ مالا ینحل، بحر العلوم، کاشف سر المکتوم، صدر الشریعۃ محی السنۃ، المحدث، الفقیہ العدیم النظیر۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۲۴۶)

اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ آپ کو دیار ''سی پی'' کا قطب اوحد، فرماتے تھے۔ ۱۸/ جمادی الاول ۱۳۷۲ھ، ۳/ فروری ۱۹۵۳ء کو آپ کا وصال ہوا۔ محلہ دارالسلام جبلپور میں دفن ہوئے۔ مزار اقدس مرجع خاص و عام ہے۔[1]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت علامہ السید مصطفیٰ الکلیدار رحمۃ اللہ علیہ

آپ اور آپ کے چار صاحبزادے احمد شرف الدین الکلیدار، سلطان الاولیاء غوث الثقلین سیدنا ابو محمد عبد القادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز سیدی قطب مدینہ شیخ السلام ابوفضل ضیاء الدین احمد قادری مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے مشائخ میں سے تھے۔ بغداد مقدس میں آپ ان مشائخ کی صحبت میں رہے، اوران دونوں حضرات سے خرقۂ خلافت سے نوازے گئے۔

حضرت سید مصطفیٰ قادری رحمۃ اللہ علیہ بغداد مقدس میں پیدا ہوئے آپ حضرت سیدنا غوث اعظم سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے کلیدار اور بغداد شریف کے جید علماء وفضلاء میں سے تھے۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے۔ علوم عقلیہ ونقلیہ اورعلوم طریقت ومعرفت اپنے والد کریم کے علاوہ حضرہ قادریہ کے اکابر علماء ومشائخ سے حاصل کئے اور مختلف مشائخ سے سند حدیث شریف سے نوازے گئے۔ اور علم وعمل اور زہد وتقویٰ کی فضیلت کی بنا پر حضرہ جیلانیہ میں احناف کے امام کے عہدہ جلیلہ پر فائز ہوئے۔

تمام زندگی شریعت وطریقت کی خدمت میں معروف رہتے ہوئے ۱۳۱۹ھ میں وصال فرمایا اور حضرہ جیلانیہ کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

السید مصطفیٰ الکلیدار

هو السيد الفاضل مصطفى الكليدار احد علماء بغداد الافاضل ولد في

بغداد من عائلة آل الكيلاني التي يرتقي نسبها الى سيدنا الشيخ عبدالقادر الكيلاني ونشأ على طلب العلم والمعرفة حيث درس العلوم العقلية والنقلية على كبار علماء بلده وفضلاء عصره حتى صار على جانب من العلم حيث عين امام للحنفية في الحضرة الكيلانية الشريفة وذلك سنة ۱۳۱۹ هجرية وبقي يخدم شريعة الله حتى توفي في بغداد ودفن فيها۔[۱]

ﷺ ﷺ

لباس مبارک (ﷺ)

تاج والے دیکھ کر تیرا عمامہ نور کا
سر جھکاتے ہیں الٰہی بول بالا نور کا

پشت پر ڈھلکا سرِ انور سے شملہ نور کا
دیکھیں موسیٰ طور سے اُترا صحیفہ نور کا

میل سے کس درجہ ستھرا ہے وہ پتلا نور کا
ہے گلے میں آج تک کورا ہی کرتا نور کا

(حدائقِ بخشش۔ امام احمد رضا خاں قادری)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت سید حسین الحسنی الکردی قدس اللہ سرہ العزیز

شیخ الاکمل حضرت سید حسین بن عبد اللہ الحسنی الکردی ﷫ بڑے عابد و زاہد شب زندہ دار بزرگ تھے۔ آپ کردستان (عراق) کے الجر جا قلعہ کے رہنے والے تھے۔ حضرت قطب مدینہ رحمۃ اللہ کے مشائخ میں سے تھے۔ آپ نے ڈیڑھ برس حضرت سید حسین الحسنی کی خدمت میں بسر کیا اور اجازت و خلافت سے نوازے گئے۔

حضرت قطب مدینہ قدس اللہ سرہٗ آپ کے بارے میں فرمایا کرتے تھے:

''انہوں نے ایک سو بیاسی (۱۸۲) برس عمر پائی۔ اس پیرانہ سالی میں وہ نوجوانوں سے زیادہ جوان تھے۔ کھڑے ہو کر نماز پڑھتا تو کجا گھوڑے کی سواری اور شیر کا شکار بھی فرماتے۔ نہایت متقی، پرہیز گار اور شب زندہ دار بزرگ تھے۔ آپ نے ایک کمرہ بنوایا ہوا تھا اسی میں اکثر قیام فرماتے تھے۔ رات کو نوافل کی ایک، ایک رکعت میں قرآن کریم کے تین، تین جز تلاوت فرماتے۔''

السید احمد شریف سنوسی آپ کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:

سیدی عبد العزیز الحبشی ﷫ کے ایک خلیفہ جو ایک بہت بلند مقام والے کردی شیخ جن کا نام حسین بن عبد اللہ ہے، نے سیدی عبد العزیز الحبشی کی خبر دی۔ (فہرس المجالس)

آپ کو سیدی اسماعیل الاولیائی ﷫ سے اجازت و خلافت حاصل تھی

اور انہیں سیدی عبد العزیز الحبشی قدس سرہ العزیز جن کی عمر ۱۹۵ برس تھی۔ سیدا لاولیاء سیدنا السید عبد العزیز بن غوث الاعظم وحی الدین ابن عربی وشیخ فخر الدین ابن البخاری والقطب احمد البدوالی وحافظ ابن حجر اور امام سیوطی سے خرقہ خلافت عطا ہوا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور آپ (سید عبد العزیز الحبشی) قطب الآفاق سیدنا السید عبد الرزاق بن سیدنا سلطان الاولیاء غوث الثقلین السید عبد القادر جیلانی حسنی حسینی کے خلیفہ تھے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

دست و بازو مبارک (ﷺ)

جس کو بار دو عالم کی پروا نہیں
ایسے بازو کی قوت پہ لاکھوں سلام
کعبۂ دین و ایماں کے دونوں ستوں
ساعدین رسالت پہ لاکھوں سلام
ہاتھ جس سمت اٹھا غنی کر دیا
موج بحر سماحت پہ لاکھوں سلام
جس کے ہر خط میں ہے موج نور کرم
اس کف بحر ہمت پہ لاکھوں سلام
نور کے چشمے لہرائیں دریا بہیں
انگلیوں کی کرامت پہ لاکھوں سلام
عید مشکل کشائی کے چمکے ہلال
ناخنوں کی بشارت پہ لاکھوں سلام

(حدائق بخشش۔ امام احمد رضا خاں قادری)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت علامہ شیخ احمد الشمس القادری ﷫

قدوۃ السالکین امام المحدثین حضرت علامہ ابو العباس شیخ احمد الشمس المالکی الشنقیطی ۱۲۲۰ھ کو مراکش میں پیدا ہوئے۔ آپ کا سلسلۂ نسب قبیلہ اولاد الحاج سے ملتا ہے، جن کی نسبت الانصار سے ہے۔ آپ الفقہ واللغۃ اور التصوف کے کامل عالم تھے۔ علم الاسماء والاوفاق اور اذکار والدعوات کے علوم میں ماہر تھے۔ آپ سیدی محمد مصطفیٰ ماء العینین قدس اللہ سرہ العزیز کے شاگرد و مرید اور خلیفہ و داماد تھے۔ ۱۲۷۹ھ میں ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ آگئے، شیوخ و محدثین مدینہ میں بلند مقام والے تھے، قلیل الکلام اور قناعت پسند تھے، محدث حجاز کے لقب سے معروف تھے۔

قطب مدینہ قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

> ''میں نے زندگی میں دو ایسے محدث دیکھے جو بیضاوی شریف کے حافظ تھے، ایک تو حضرت استاذی شیخ احمد الشمس القادری ﷫ اور دوسرے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت ﷫ کے بڑے شہزادے حضرت حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خان قادری ﷫''

فقیر قادری نے، فقیہ ہند شارح بخاری حضرت علامہ شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۴۲۰ھ سے مدینہ طیبہ میں یہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا:

> ''فقیر نے ایک زمانہ بڑے حضرت (حضرت علامہ حامد

رضا خان) کی خدمت میں گذارا، میرا یہ مشاہدہ ہے
حضرت قطب مدینہ ﷫ نے بالکل درست فرمایا۔''

حضرت قطب مدینہ علامہ ضیاء الدین احمد قادری قدس اللہ سرہٗ نے آپ کی صحبت میں عرصہ دراز گزارا، اخذ علوم وکسب فیض فرماتے رہے۔ سند حدیث وجمیع سلاسل کی خلافت واجازت سے ۱۳۳۰ھ میں نوازے گئے۔

حضرت ابوالعباس علامہ شیخ احمد شمس ﷫ کے بارے میں ضیاء الملت والدین قدس اللہ سرہٗ نے فرمایا:

''شیخ احمد الشمس المالکی المغربی ثم المدنی قدس سرہٗ نہایت متدین، متقی بزرگ تھے، ان کی غذا صرف کھجور کے چند دانے اور بکری کا دودھ تھا، بکری خود پال رکھتے، اسی کا دودھ پیتے افطار کے وقت بکری کا دودھ نچوڑتے، وہی ان کا فطور اور وہی ان کا سحور (افطاری وسحری) ہوتا۔ جب کبھی حج پر جاتے، اونٹ کے شغدف (کجاوے) کے ایک طرف بکری ڈال لیتے اور دوسرے میں خود تشریف فرما ہوتے''۔

آپ سے کثرت سے علماء نے فیوض وبرکات حاصل کیے جن میں سے

۱۔ عمر بن حمدان المحرسی ۲۔ عبدالحفیظ فاسی
۳۔ عبدالباقی لکھنوی ۴۔ ابوبکر الحبشی باعلوی
۵۔ محمد بن عوض بافضل ۶۔ محمد الطیب المکی
۷۔ عباس بن محمد رضوان ۸۔ محمد السالک الشنقیطی
۹۔ سیدی کامل الہدی ۱۰۔ ضیاء الدین احمد القادری

رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

آپ کے سلاسل مندرجہ ذیل ہیں:

سیدی ضیاء الدین احمد القادری عن سیدی شیخ احمد الشمس القادری المالکی عن سیدی محمد مصطفی ماء العینین الحسنی عن سیدی عبد العزیز الحسنی الحبشی عن قطب الآفاق سیدنا السید عبد الرزاق بن سلطان الاولیاء سیدنا السید عبد القادر الحسنی الحسینی الجیلانی رضی اللہ عنہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

سیدی و مرشدی شیخ ضیاء الدین احمد القادری، عن سیدی شیخ احمد الشمس المالکی القادری، عن الشیخ العارف محمد مصطفی ماء العینین الحسنی الشنقیطی، عن ابیہ الشیخ محمد فاضل، عن ابیہ مامین، عن ابیہ الشیخ محمد فاضل، عن ابیہ مامین، عن ابیہ الطالب اخیار، عن ابیہ الطالب محمد ابی الانوار، عن والدہ الجیہ المختار، عن والدہ محمد الحبیب، عن ابیہ محمد علی، عن ابیہ سیدی محمد، عن ابیہ یحییٰ الصغیر، عن ابیہ محمد، عن الشیخ العلی، عن الحافظ الاسیوطی (فہرس الفہارس)

مولانا الشیخ سیدی ضیاء الدین احمد القادری، عن ضوح الشمس سید احمد بن الشمس الشنقیطی المدنی، عن استاذہ سیدی السید محمد مصطفی ماء العینین الحسنی الشنقیطی عن ابیہ سیدی فاضل بن مامین عن سیدی مصطفی ابن احمد الکحیل، عن عبد اللہ بن الحاج ابراہیم العلوی، عن محمد بن الحسن البنانی، و محمد بن سالم الحفنا و احمد الجوہری و احمد الملاوی و احمد بن مصطفی بن احمد الاسکندری عن عبد اللہ بن سالم البصری المکی و محمد بن عبد الباقی الزرقانی عن البابلی

(از سند حضرت علامہ شاہ عبد العلیم صدیقی قادری)

۲۸/ ذوالحجہ ۱۳۴۲ھ / ۱۹۲۳ء میں وصال فرمایا اور جنت البقیع شریف میں سیدنا امام مالک رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک کے قریب دفن کیے گئے۔ رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محدث اعظم حضرت علامہ محمد بدر الدین الحسنی رحمۃ اللہ علیہ

محدث شام حضرت علامہ محمد بدر الدین بن یوسف بن عبد الرحمٰن بن عبد الوہاب بن عبد اللہ بن عبد الملک بن عبد الغنی المغربی المراکشی البیانی ۱۲۶۷ھ/۱۸۵۱ء کو دمشق میں پیدا ہوئے۔ آپ حضرت الامام العارف ابوعبد اللہ سید محمد سلیمان الشاذلی الجزولی صاحب دلائل الخیرات کے سلسلہ نسب سے تھے۔ آپ کے اسلاف میں سے مصر منتقل ہوئے۔ آپ کے والد یوسف بن عبد الرحمٰن مصر میں الجیر کے قصبہ بیان میں پیدا ہوئے، وہاں سے تونس چلے گئے اور ''جامع الزیتونہ'' میں تعلیم حاصل فرمائی پھر مشرق کی جانب سفر کیا اور دمشق میں سکونت اختیار کی، المغربی کے نام سے معروف ہوئے۔

علامہ محمد بدر الدین قدس اللہ سرہ نے دمشق میں تعلیم حاصل کی صحیحین (بخاری شریف و مسلم شریف) کو اسانید کے ساتھ حفظ کیا اور بیس ہزار (۲۰،۰۰۰) اشعار علوم وفنون کی کتب سے حفظ کئے۔ پھر درس وتدریس اور عبادت وریاضت کے لئے الگ تھلگ ہوگئے۔ آپ بڑے زاہد اور کثرت سے روزے رکھنے والے تارک الدنیا تھے۔ عوام وحکام کے نزدیک آپ کا مقام بہت بلند تھا، یہاں تک کہ جب اتحادیوں نے پہلی جنگ عظیم میں ترکوں سے بغاوت کی تو دمشق کے عوام نے آپ کو تحریک انقلاب کی قیادت اور بیعت خلافت لینے کو کہا تو آپ نے سختی سے انکار فرمادیا۔ الگ تھلگ ہوکر گوشہ نشین رہے۔ تالیف وتصنیف اور فتویٰ صادر کرنے کی طرف راغب نہ

تھے، آپ کے دو رسالوں کے علاوہ کسی مطبوعہ تصنیف کا علم نہیں ہو سکا۔ ان میں سے ایک سند صحیح بخاری اور دوسری شرح قصیدہ غرامی جو کہ اصطلاح حدیث میں ہے اور تیسرا مخطوطہ جس کا نام ''الدرر البھیۃ فی شرح المنظومہ البیقونیۃ'' ہے۔ اس پر آپ کا نام محمد بدر الدین بن یوسف بن بدر الدین مکتوب ہے۔ آپ کے ایک تلمیذ جو ایک طویل مدت تک آپ سے کسب فیض کرتے رہے نے بتایا کہ آپ کی تقریباً چالیس مؤلفات ہیں جو حضرت علامہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تیس سال کی عمر سے پہلے تالیف فرمائیں تھیں۔ سید محمد سعید الحمزاوی نقیب الاشراف دمشق سے آپ کی تالیفات کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے حضرت شیخ بدر الدین رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں ایک قصیدہ لکھ بھیجا جو طاہر الاتاسی کا منظومہ تھا، اس میں شیخ کی مداح کی گئی اور آپ کی کتب کا ذکر تھا۔ اس میں سے مندرجہ ذیل اشعار ہیں:

اضحت من الفضل تتلو اهلغ السود
علی الجلالین فی التفسیر حاشیه
ارق من دمع صب لج فی السحر
و معرب جاء للقرآن، تبینة
علیک فیه، ولیس الخبر کالخبر [۱]

اور یہ آپ کی تالیفات میں سے ہیں:

۱۔شرح البخاری ۲۔شرح الشمائل ۳۔شرح الشفا ۴۔شرح البیقونیۃ فی المصطلح، ۵۔حاشیۃ علی شرح مختصر ابن الحاجب، فی الاصول ۶۔حاشیۃ علی عقائد النسفی ۷۔شرح نظم الموصلیۃ ۸۔شرح الخلاصۃ، فی الحساب ۹۔حواشی علی شروح الشذور والقطر والجامی، فی النحو ۱۰۔شرح مغنی اللبیب، ۱۱۔شرح لامیۃ الافعال ۱۲۔شرح السلم، فی المنطق، ۱۳۔حاشیۃ علی المطول۔

مزید ایک طویل تحقیق کے بعد رقمطراز ہیں کہ آپ کے مزید بارہ

رسائل جو تفسیر و حدیث اور توحید کے بیان میں ہیں دیکھنے میں آئے ہیں اور آپ کے نورانی حالات لکھتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب سوریا میں فرانسیسیوں نے بغاوت پیدا کرادی تو اس وقت حضرت علامہ قدس اللہ سرہٗ نے سوریا کے تمام شہروں کا دورہ فرمایا لوگوں کو جہاد کے لئے برانگیختہ کرتے اور حملہ آور کا ڈٹ کر مقابلہ کرنے پر ابھارتے اور حکمت بھرے مواعظ سے مجاہدین کو تقویت پہنچاتے، جب تحریک انقلاب اٹھی تو آپ انقلابیوں اور انقلابی مجاہدین کے روحانی باپ تھے۔ [۱۳]

حضرت علامہ محمد الیاس مدنی قادری تحریر فرماتے ہیں:

اچھے اچھے علماء موجود ہیں۔ خاص کر حضرت علامہ بدرالدین صاحب مدظلہ اپنے زمانہ کے بڑے جید عالم مانے جاتے ہیں۔ صدہا علما ممالک اسلام سے آکر حضرت کے درس میں شریک ہوتے ہیں۔ تفسیر اور حدیث حضرت کا خاص مضمون ہے۔ دیکھنے کو ضعیف اور سن رسیدہ ہیں لیکن ہمت جوان ہے۔ تعلیم سے ازحد دلچسپی ہے شب و روز یہی مصروفیت رہتی ہے حضرت کی توجہ سے کئی عربی مدارس آباد ہیں۔ عوام و خواص امیر و غریب، سب حضرت کا احترام کرتے ہیں عقیدت کا دم بھرتے ہیں حضرت کا اثر دیکھ کر حکومت فرانس بھی دبتی ہے۔ بہت لحاظ اور ادب کرتی ہے ہم لوگوں پر حضرت کی بہت خاص شفقت عنایت رہی اور حضرت مولانا عبدالقدیر صاحب مدظلہٗ کی تو ایسی قدرشناسی فرمائی کہ دمشق کے تمام علماء میں چرچا ہوگیا کہ ہندوستان سے ایک بڑا عالم آیا ہے ایسی صحبت کہاں نصیب ہوتی ہے۔ جو کچھ استفادہ کر لیں غنیمت ہے لیکن قیام بہت مختصر تھا سب کی زبان پر تھا ع

حیف درچشم زدن صحبت یار آخر شد [۱۴]

حضرت شیخ علامہ محمد یحییٰ مکتبی حسینی رحمۃ اللہ علیہ تلمیذ حضرت علامہ بدر الدین و استاذ مدرسہ دارالحدیث دمشق آپ کے متعلق لکھتے ہیں:

میں عرب وعجم کے علماء سے ملا۔ ان میں بزرگ ترین شخصیت میرے شیخ، میرے سردار، اور میرے رہنما، عالم ربانی، چودھویں صدی کے مجدد، کتب حدیث وآثار کے حافظ، سنت کو زندہ کرنے والے، بدعت کو مٹانے والے یعنی شیخ محمد بدر الدین محدث مشہور ہیں۔ اللہ مسلمانوں کو ان کی درازئ حیات سے نفع پہنچائے وہ جمعہ کے دن نماز جمعہ کے بعد سے عصر کی اذان تک اسناد کے ساتھ حدیث کی کتابوں کا زبانی درس دیا کرتے تھے۔ پھر کوئی شخص آجاتا تو حضرت استاذ اس کی طرف متوجہ ہوتے اور اس شخص کے ضمیر میں جو ہوتا اس پر گفتگو فرماتے۔ بہت سے لوگ ایسے ہوتے جو اس سے پیشتر کبھی حاضر درس نہیں ہوئے تھے اور بہت ایسے ہوتے جو پہلے کسی مسئلہ میں آپ سے اختلاف رکھتے اور پھر آپ کے درس میں آتے تو ان کی مشکلیں حل ہو جاتیں۔

محدث شام علامہ محمد بدر الدین رحمۃ اللہ علیہ حضرت حافظ ابو زکریا یحییٰ بن شرف نووی الشافعی شارح مسلم (المنہاج فی شرح مسلم بن الحجاج) کے مدرسہ دار الحدیث کے شیخ الحدیث اور عالم باعمل تھے۔

حضرت شیخ ضیاء الدین قادری قدس سرہ العزیز فرماتے:

''آپ نہایت عابد وزاہد اور متقی انسان تھے، آپ بہت مودب تھے، ادب کی وجہ سے مسجد نبوی شریف میں داخل نہیں ہوتے تھے بلکہ باب الرحمۃ میں کھڑے صلوۃ وسلام عرض کرتے رہتے تھے۔''

سیدی قطب مدینہ رحمۃ اللہ علیہ کو آپ سے خلافت واجازت ۱۳۲۳ھ میں حاصل ہوئی۔ ۱۳۵۴ھ/۱۹۳۹ء کو دمشق میں وصال ہوا۔

سند السيد بدرالدين الحسنی

يروی الشيخ المعمر ضياء الدين احمد القادری عن سيد بدرالدين الحسني عن عبد القادر الخطيب عن محمد بن عبد الغني النابلسي عن أبيه عبد الغني النابلسي عن نجم الدين الغزي عن أبيه البدر الغزي عن عبد الحق السنباطي عن عبد الرحيم ابن الفرات عن العز ابن جماعة عن أحمد هبةالله عن الدمياطي عن المؤيد الطوسي عن محمد الفراوي عن عبد الغافر الفارسي عن محمد بن عيسی الجلودي عن أبي اسحاق بن سفيان النيسابوري عن الامام مسلم بن الحجاج النيسابوري۔

بدرالدين الحسنی

يروي عن أبيه يوسف بن بدرالدين الحسني عن زين العابدين جمل الليل عن صالح الفلاني، وأحمد الدردير، ومحمد طاهر سنبل۔

ويروي أبوه يوسف عن عبدالله سراج، وعمر بن عبدالرسول العطار، وعارف حكمت، وعبدالعزيز القادري، وعبد الرحمن الكزبری۔

ويروي بدرالدين عن ابراهيم السقاعن ثعلب عن أحمد الملوي عن عبدالله بن سالم البصري بثبته۔

ويروي بدرالدين عن عبدالقادر الخطيب عن محمد بن عبدالغني النابلسي عن عبد الغني النابلسي۔

ويروی بدرالدين عن عبدالقادر الخطيب عن البرهان الباجوري عن الأمير الصغير عن الأمير الكبير۔

ويروی بدرالدين الحسني عن جعفر بن اسماعيل البرزنجي عن أبيه عن صالح الفلاني۔

وقعت قرأة هذه الكتابة
وسمه السيف كرر
حلالنا نعم ما لي ولا باد
الى سو الطريق
وادا حنا حلاوة
التحقيق العجيب الاعجوبة
بد الدرك
يحكى عنه

[illegible]
[illegible]
[illegible]

قصيدة نازلة ولد الحديث
في سيد العلامة الاديب
والشاعر الاديب
البهائي
للقب
حبيب
الحرم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجاہد فی سبیل اللہ حضرت سید احمد الشریف السنوسی قدس اللہ سرہٗ

حضرت سید احمد الشریف بن محمد بن علی السنوسی خطابی ۱۲۸۴ھ/ ۱۸۶۷ء میں جغبوب میں پیدا ہوئے، آپ کا سلسلہ نسب آل خطاب جو کہ قبیلہ مجاھر میں سے ہے، سے ملتا ہے جو کہ الجزائر کی سرحدی پٹی پر آباد ہے۔ آپ مجاہد کبیر اور طریقہ سنوسیہ کے مشہور اکابرین میں سے تھے آپ نے جغبوب میں تعلیم پائی اور الناج جو الکفرہ کے علاقہ میں واقع ہے اور البرقہ کا حصہ ہے میں اقامت اختیار کی۔

۱۳۲۹ھ میں اطالیوں نے سلطنت عثمانیہ کی مخالفت کرتے ہوئے مغربی طرابلس اور برقہ پر حملہ کر دیا تو آپ نے اطالیوں کے خلاف ڈٹ کر جہاد کیا، طرابلس اور برقہ پر آپ کا قبضہ ہو گیا۔ جب اطالیوں اور عثمانیوں کے درمیان صلح ہو گئی تو آپ نے تنہا جہاد کی ذمہ داری اپنے کندھوں پر اٹھالی سید احمد شریف رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے چچا زاد بھائی سید ادریس کے مابین اختلافات پیدا ہو گئے، جس کی وجہ سے آپ کے ساتھی بہت تھوڑی تعداد میں رہ گئے تو آپ کو آستانہ بلا لیا۔ اسٹیمر سے سفر کیا اور دار الخلافہ عثمانیہ پہنچ گئے۔ سلطان محمد السادس کی تاج پوشی کے دن آپ کو وزیر کے مرتبہ پر فائز کیا۔

سلطنت عثمانیہ کے زوال کے بعد آپ کے عثمانیوں کے ساتھ تعلقات کے جرم کی وجہ سے مصطفیٰ کمال نے آپ کو ترکیہ سے نکل جانے کا حکم دیا تو آپ دمشق چلے گئے، چونکہ وہاں فرانسیسیوں کی حکومت تھی، انہوں نے سید شریف علیہ الرحمۃ کو وہاں رہنے کی اجازت نہ دی تو آپ سیدھے حجاز آگئے،

ملک عبدالعزیز نے آپ کا استقبال کیا اور بڑے عزت و احترام کے ساتھ پیش آیا پھر آپ آخر دم تک حجاز میں قیام پذیر رہے، سردیوں میں مکہ معظمہ اور گرمیوں میں مدینہ طیبہ میں رہتے امیر شکیب ارسلان نے آپ کے اوصاف بیان کرتے ہوئے کہا:

''حبر جلیل، وسید غطریف' واستاذ کبیر، من أنْبَلِ الناس

جلالۃ قدر وسراوۃ حال ورجاحۃ عقل''

آپ بہت بلند مقام اور گہرے علم والے تھے، آپ کی تصنیفات میں مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ ثبت کبیر۔

۲۔ الانوار القدسیة في مقدمة الطریقة السنوسیة۔

۳۔ فیوضات المواهب المکیة بالنفحات الربانیة المصطفویة۔

۴۔ رسالة في فضل الجهاد والحث علیه۔

۵۔ الدر الفرید الوهاج في بیان رحلة السید محمد المهدی والسید محمد الشریف من الجغبوب الی التاج. ویسمی ایضا السراج الوهاج۔

۶۔ الدر النضید من کلام ساداتنا المفید۔

۷۔ تجرید الاسانید۔

۸۔ الفیوضات الربانیة في اجازة الطریقة السنوسیة الاحمدیة الادریسیة

۹۔ الشموس العرفانیه الاشراقیه في بیان الاعلام السنوسي الادریسه الحمدیه النورانیة

۱۰۔ ملخص الشموس الاشراقیة النورانیة

۱۱۔ تراجم مشائخہ و مشاہیر من اجتمع بھم

حضرت سید احمد الشریف سنوسی نے ۱۳۵۱ھ/۱۹۳۳ء میں مدینہ منورہ میں وصال فرمایا اور بقیع الغرقد الشریف میں دفن ہوئے۔[۱۵]

حضرت علامہ ضیاء الدین احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ آپ کے بہت گہرے مراسم تھے، آپ کو ۱۳۳۵ھ میں سید احمد شریف سنوسی رحمہ اللہ نے اپنے تمام سلاسل کی اجازت وخلافت عنایت فرمائی۔ آپ کی نماز جنازہ حضرت قطب مدینہ قدس سرہٗ نے پڑھائی۔ سنوسی سلسلہ کی اجازت:

۱۔ قطب مدینہ سیدی ضیاء الدین احمد القادری

۲۔ عن السید احمد الشریف السنوسی

۳۔ عن استاذہ السید محمد المھدی

الف۔ وعن والدہ السید محمد السنوسی

ب۔ وعن استاذ المعمر السید احمد الریفی

ج۔ وعن جدہ سید محمد بن علی السنوسی

۴۔ عن سیدنا السید المعمر عبد العزیز الحسنی نزیل الحبشہ

۵۔ عن الامام الاولیاء سیدنا السید عبد العزیز ابن غوث الاعظم جیلانی سیدی عبد العزیز الحبشی کو مزید درج ذیل اکابر اولیاء سے اجازت تھی

الف۔ وعن سیدی شیخ الاکبر محی الدین بن العربی

ب۔ وعن شیخ زین الخلیل

ج۔ وعن الامام فخر ابن البخاری

د۔ وعن القطب احمد الشہروالی

ھ۔ وعن جلال الدین السیوطی

و۔ وعن قطب الافاق سیدنا السید عبد الرزاق بن سلطان الاولیاء،

قطب الاقطاب، الباز الاصب الاشہب محی الدین سیدنا ومولانا الشیخ السید عبدالقادر الحسنی الحسینی الجیلانی الغوث الاعظم والمحبوب السبحانی رضی اللہ عنہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

سیدی عبدالعزیز الحبشی قدس اللہ سرہ العزیز

السید احمد الشریف بن سید محمد الشریف السنوسی نے مجھے (عبدالحی بن عبدالکبیر الکتانی) مدینہ منورہ سے ایک خط میں اطلاع دی کہ سیدی عبدالعزیز الحبشی رضی اللہ عنہ کے ایک خلیفہ جو ایک بہت بلند مقام والے معمر کردی شیخ جن کا نام حسین بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہما تھا۔ ان کی ایک تحقیقی تحریر سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ (سیدی عبدالعزیز الحبشی رضی اللہ عنہ) ۳ رمضان ۵۸۱ھ میں پیدا ہوئے آپ کی عمر چھ سو پچانویں (۶۹۵) برس تھی۔ ایک دوسرے مکتوب میں مجھے تحریر فرمایا کہ آپ بغداد شریف گئے اور قطب الآفاق سیدنا السید عبدالرزاق قدس اللہ سرہٗ العزیز سے کسب فیض کیا اور مجاز وماذون ہوئے۔ دمشق کی طرف گئے شیخ محی الدین ابن عربی رضی اللہ عنہ سے خلافت حاصل کی مزید شیخ فخر ابن بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے اخذ فرمایا۔ جس سے میری خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔

اور آپ (احمد شریف سنوسی) نے مجھے اپنے آخری مکتوب میں جو کہ موسم حج میں مدینہ منورہ سے لکھا، تحریر کیا کہ میں نے سید حبیب قدس اللہ سرہ سے ملاقات کی جو کہ سیدی عبدالعزیز الحبشی المعمر رضی اللہ عنہ کے سلسلہ نسب سے تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ میرے دادا سیدی عبدالعزیز الحبشی رضی اللہ عنہ کا نسب سترھویں (۱۷) پشت میں نبی کریم ﷺ تک جاملتا ہے۔ [۱۲]

اور الوسیمی والمحری سے بھی زیادہ عجیب ونادر واقعہ ہے کہ مجھے (عبدالحی الکتانی) خبر دی العالم الفاضل سلیل المجد والرفعۃ السید احمد الشریف بن محمد الشریف بن الاستاذ محمد بن علی السنوسی الخطابی الطرابلسی نے،

اپنے مکتوب میں جو انہوں نے شہر اشول سے لکھا کہ ان کے دادا، حضرت سیدی شریف معمر عبد العزیز نزیل حبشہ سے مجاز و ماذون ہوئے۔ ان کو حافظ ابن حجر سے اجازت تھی، سیدی شریف عبد العزیز الحبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات ۲۱ رمضان ۱۲۷۲ھ کو میرے دادا کی وفات کے تیرہ (۱۳) دن بعد ہوئی۔

سید احمد سنوسی اپنے دادا سے ثبوت کے ساتھ نقل کرتے ہیں کہ سیدی عبد العزیز الحبشی وادی فاطمہ میں پیدا ہوئے اور اپنے دادا کے اجازت نامہ کی سند کی نقل جو ان کو سید معمر مذکور سے حاصل تھی بھیجی اور یہ سند عامہ ہے آپ روایت کرتے ہیں، المعمر الناسک عبد الہادی بن العربی عواد سے اور آپ الاستاذ السنوسی سے اور وہ سیدی عبد العزیز الحبشی سے اور آپ الحافظ ابن حجر سے۔

میں (عبد الحی الکتانی) کہتا ہوں کہ یہ وہ حبشی ہیں جن کا ذکر کتاب المجد الطارف والتالد علی اسئلہ الناصری سیدی احمد بن خالد، للعلامہ الادیب المورخ الجوال محمد الامین الصحراوی الشنقیطی المراکشی میں کرتے ہیں:

کہ حضرت علامہ صوفی سیدی الحاج عمر ابن سودہ نے مجھ سے بیان کیا، جب ہم ۱۲۸۲ھ میں وکالہ میں تھے۔ کہ موسم حج کے ایام میں مکہ مکرمہ میں ایک مرد کی زیارت کی جو حبشہ سے آئے ہوئے تھے۔ ان کی عمر چھ سو (۶۰۰) سال کے درمیان تھی، اس وقت بعض حجاج نے جو اس سے پہلے بلاد حبشہ کو جاچکے تھے مجھے اس مرد (معمر سیدی عبد العزیز الحبشی) کی خبر دی اور مزید بیان کیا کہ ان کے دانت مدت سے بار بار گر جاتے تھے اور پھر ان کی جگہ نئے دانت نکل آتے تھے۔

عبد الحی الکتانی کہتے ہیں کہ یہ وہی معمر حبشی ہیں جن کا ذکر کیا ۱۳۲۰ھ میں الاستاذ المقری المعمر الناسک ابو العباس بن ابی العلاء ادریس البدراوی

الناسی، جنہوں نے مشرق ومغرب کی سیاحت کی، سے میری ملاقات ہوئی۔ آپ نے کہا کہ ایک طویل مدت غیب رہنے کے بعد آپ شہر فاس میں وارد ہوئے۔ اور آپ نے بیان فرمایا کہ المعمر سیدی عبد العزیز قدس سرہ سے ملاقات کی آپ نے الشیخ السید عبد العزیز بن الشیخ سلطان الاولیاء سیدنا السید عبد القادر الجیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما سے طریقہ حاصل کیا۔ ۶۷



ضريح الإمام محمد بن علي السنوسي في الجغبوب، أحد معالم التاريخ الليبي التي هدمها القذافي

سند رضی اللہ تعالی عنہ فی موطأ مالک

یروي الشیخ المعمر ضیاء الدین احمد القادری عن احمد شریف السنوسي عن أحمد الریفي عن محمد بن علي السنوسي عن أبي العباس أحمد بن ادریس العرائشي عن التاودي بن سودة المري عن محمد بن عبد السلام البناني عن أحمد بن العربي بن الحاج السلمي عن محمد بن عبدالقادر الفاسي عن أبیه عن عم أبیه العارف عبد الرحمن الفاسي عن أبي عبد الله محمد القصار عن رضوان الجنوي عن سقين عبدالرحمن القیسي العاصمي عن شیخ الاسلام زکریاء الأنصاري عن عبد الرحمن بن الفرات عن ابن أبي جماعة عن أبي جعفر ابن الزبیر عن أبي الخطاب ابن خلیل عن ابن زرقون عن الخولاني عن الطلمنکي عن أبي عیسی یحیی بن یحیی عن عم أبیه عبید الله بن یحیی عن أبیه یحیی بن یحیی اللیثي عن امام دار الهجرة مالک بن أنس رضی الله عنه۔

رضی اللہ تعالیٰ علیهم اجمعین

سند الطريقة القادريه

أحمد الشريف السنوسي عن عمه محمد المهدي عن محمد بن علي السنوسي عن أحمد بن ادريس عن أبي المواهب التازي عن محمد هاشم السندي عن عبدالقادر الصديقي المكي عن سعد الله غلام محمد السورتي عن مظهر النور السيد عبد الشكور عن شاه مسعود الاسفر ايني عن علي الحسيني الكلاباذي عن جعفر بن أحمد الحسيني عن ابراهيم الحسني عن عبدالله الحسيني القادري عن السيد عبد الرزاق بن عبدالقادر الجيلاني عن أبيه عبدالقادر الجيلاني رضي الله عنه۔

رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

سند دلائل الخيرات

عن عبد الحفيظ العجيمي عن صالح الفلاني عن محمد بن عبدالله الولاتي عن محمد بن محمود الونكري التبكتي عن السيد عبدالرحمن بن أحمد بن محمد بن أحمد المجلوب عن ابيه عن جده عن والد جده عن محمد بن سليمان الجزولي و عن عبدالرحمن المجلوب عن أبيه أحمد عن أبيه محمد أبيه أحمد المجلوب عن سيدى محمد ابى سليمان الجزولي۔

سلسلہ طریقہ قادریہ

۱۔ احمد شریف السنوسی المتوفی ۱۳۵۱ھ

۲۔ محمد المہدی السنوسی المتوفی ۱۳۲۰ھ

۳۔ محمد بن علی السنوسی المتوفی ۱۲۷۲ھ

۴۔ احمد بن ادریس المتوفی ۱۲۵۳ھ

۵۔ ابی المواہب التازی المتوفی ۱۲۱۳ھ

۶۔ محمد ہاشم سندھی المتوفی ۱۱۷۳ھ

۷۔ عبد القادر الصدیقی المکی المتوفی ۱۱۳۸ھ

۸۔ سعد اللہ غلام محمد السورتی

۹۔ مظہر النور السید عبد الشکور

۱۰۔ شاہ مسعود الاسترآبتی

۱۱۔ علی الحسینی الکلاباذی

۱۲۔ جعفر بن احمد الحسینی

۱۳۔ ابراہیم الحسینی

۱۴۔ عبد اللہ الحسینی القادری

۱۵۔ سید عبد الرزاق المتوفی ۶۲۳ھ

۱۶۔ سیدنا غوث الاعظم عبد القادر الجیلانی المتوفی ۵۶۱ھ

رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبي بعده

يقول العبد ربه [illegible] استاذه السيد محمد المكي احمد الشريف السنوسي

الخطابي الحسني الادريسي اني ناولت المصحف العظيم المنزل على النبي

الشفيع الكريم سيدنا محمد صلى الله عليه وسلم وشرف وعظم الى شهاب سماء المجد

السالك سنن الفضائل بالصدق والجد الاجل الوجيه الصفي النبيه ولدنا

الاكرم محمد ابن ادريس [illegible] الفاسي المقيم واجزته بقراءته وانا اوصيه

بتقوى الله العظيم والمراقبة في السر والجهر قال تعالى ولقد وصينا الذين

اوتوا الكتاب من قبلكم واياكم ان اتقوا الله [illegible] التقوى وجعلهم من

المتمسكين بحبل الاتقوى العاملين باحكام كتاب الله المبين التابعين سنة سيد

المرسلين وادعو الله تعالى ان يظهر البركة في عمره وماله وولده وذريته

وان يوفقه لرضاه ويجعله من خير الدارين ما تمناه انه على ما يشاء قدير

وبالاجابة جدير حرر في ١٠ صفر الخير سنة ١٣٢٩

اقول وانا احمد الشريف السنوسي

اني قد اجزت ولدنا الجليل

محمد ابن ادريس [illegible]

المذكور في القران وجميع

العلوم العقلية والنقلية

[illegible] الخصوصية والعمومية

الطريقة المحمدية وفي الاوراد والاذكار

[illegible] التوفيق حسبما اخذت ذلك

عن استاذنا الاعظم السيد المهدي واستاذنا

السيد احمد الريفي عن الاستاذ السيد محمد بن علي السنوسي

[illegible]

بسم الله الرحمن الرحيم وصلى الله على سيدنا محمد وآله وصحبه وسلم

يقول عبد ربه [illegible] الشيخ السنوسي [illegible] العطايا [illegible]
[illegible] الاسلام [illegible] الائمة [illegible]
[illegible] والاوراد والاوقات والسلسلات [illegible] الطائفة [illegible]
الادريسية والانتساب اليهم [illegible] الشريعة [illegible] والطريقة الاحمدية [illegible]
[illegible] باتباع السنة النبوية [illegible]
فقد اجزت الشيخ [illegible] الطائفة [illegible] الادريسية اجازة
تامة مطلقة عامة [illegible] رواية ودراية [illegible] الكرام واجازوني به [illegible]
[illegible] العلوم [illegible]
[illegible]
[illegible] رضي الله عنهم [illegible]
[illegible] السيد محمد بن علي السنوسي [illegible] القطب الكبير [illegible]
[illegible] السيد احمد بن ادريس [illegible]
[illegible] رضي الله عنهم ونفعنا بهم [illegible]
بتقوى الله واتباع سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم في جميع الاحوال والاقوال والافعال [illegible]
[illegible] بقوله تعالى وما آتاكم الرسول فخذوه وما نهاكم عنه فانتهوا [illegible]
[illegible] بسيدنا المصطفى [illegible]
[illegible] السعادة وجعلنا من الذين احسنوا الحسنى وزيادة [illegible]
[illegible] سيدنا محمد وعلى آله وصحبه وسلم [illegible]

سند اجازت برائے الشیخ محمد ادریس بن احمد البنانی

بسم الله الرحمن الرحيم   وصلى الله على سيدنا محمد وآله وصحبه وسلم

من عبد ربه سبحانه احمد الشريف السنوسي الى حضرة الشاذلي المحترم المكرم مولانا السيد
محمد الصادق حفظه الله تعالى .
السلام عليكم ورحمة الله تعالى وبركاته ومغفرته ومرضاته وتحياته ورضوانه وبعد
فالمرجوا من الله تعالى دوام صحتكم وعافيتكم ومن الله مزيد الحمد على ما تحبون
وقد وصلنا جوابكم وحمدنا الله على سلامتكم ووصولنا . ثم من الروضة الطاهرة
باصلاح حالكم وتيسير اموركم والمرجوا من الله الشريف انه اكرم مسئول وخير
مأمول . ثم ما ذكرتم من خصوص الصباغ فان سيدنا رسول الله صلى الله
عليه وسلم يصبغ بالكتم المعروف ويروى انه يصبغ بالحناء وانتم لكم الخيار . ومن
خصوص نشر خاطره الادريسية لا بأس من التصدي لها والحافظ هو الله .
وسلموا منا على والدتكم وعلى عموم اهل الزاوية وخصوصا اولادنا اهل السنوسي وولد
احمد الله . ومولانا السيد المهدي وسلمكم منا عموم السلام [illegible]



[illegible]

مکتوب بنام سید محمد صادق علیہ الرحمہ

بسم الله الرحمن الرحيم   وصلى الله على سيدنا محمد وآله وصحبه وسلم

من عبد ربه خادم الإسلام أحمد الشريف السنوسي   حفظه

إلى الأخ الوجيه الأكرم المحترم الأكمل ولدنا الأعز محمد الصادق ابن الإمام ولينا الشيخ [illegible] حفظه الله آمين

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته ومغفرته ورضوانه وبعد فقد تشرفنا بكتابكم و[illegible] عافيتكم ومنه استفدنا

صحتكم وحمدنا الله عز وجل على ذلك وأنتم تفضلتم علينا بالسؤال فإننا والله الحمد بأتم النعم لم نحصي إلا الاجتماع

بكم في تلك البقعة المقدسة ربنا يقدر ذلك في بركة وقت إنه سميع مجيب وقد [illegible] على [illegible]

وأنتم جارين [illegible] [illegible] النافعة و[illegible] بالبد [illegible] وجزاكم الله خيراً في [illegible] وتطلب

كتب للإشراف بالمساعدة [illegible] في مصلحتكم [illegible] الكلام [illegible] وزجوكم الدعاء لنا [illegible] الله الوارد به

المقصود [illegible] سيدنا عبد الله بن العباس وعلينا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

والفضل [illegible] [illegible] [illegible] السلام [illegible] الإخوان [illegible] والسلام تحريراً في [illegible] شوال سنة ۱۳۴۹

[illegible]

مکتوب بنام سید محمد صادق علیہ الرحمہ

بسم الله الرحمن الرحيم وصلى الله على سيدنا محمد وآله وصحبه وسلم

من عبيد ربه خادم العلم الشريف احمد رضا السني الحنفي

[illegible]



[illegible]

مکتوب بنام سید محمد صادق علیہ الرحمہ



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی قدس اللہ سرہٗ

بوصیری العصر ابو المحاسن حضرت علامہ یوسف الشافعی بن اسمٰعیل بن یوسف بن اسماعیل بن محمد ناصر الدین النبہانی البیروتی فلسطین کی شمالی جانب قصبہ اجزام واقع حیفا جو کہ شام کا علاقہ ہے ۱۲۶۵ھ/۱۸۴۹ء میں عرب کے ایک بادیہ نشین قبیلہ بنی نبہان میں پیدا ہوئے۔ علامہ نبہانی قدس اللہ سرہٗ عاشق صادق اور محبت رسول (ﷺ) میں امتیازی شان والے بہترین شاعر وادیب تھے۔ سب سے پہلے ۱۲۹۱ھ میں محکمہ قضاء سے منسلک ہوئے۔ پھر شرقی عرب اور ترکیہ کا سفر کیا، آستانہ، موصل، حلب، دیار بکر، شہرزور، بغداد و بیت المقدس اور حجاز کی سیاحت کی۔ ۱۳۰۵ھ میں بیروت کے محکمہ الحقوق العلیا کے رئیس مقرر کئے گئے۔ ۱۳۱۰ھ میں سعادت حج سے بہرہ ور ہوئے پھر حجاز (مدینہ منورہ) میں اقامت اختیار فرمائی۔

حضرت علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ کی مؤلفات میں سے جو کتاب سب سے پہلے ظاہر ہوئی وہ ''الشرف المؤبد لآل سیدنا محمد'' ہے پھر ہمزیہ جس کی وجہ سے آپ کو بہت شہرت حاصل ہوئی، اہل علم میں اس کی بلاغت وتنسیق اور لب و لہجہ کا بہت چرچا ہوا، پھر آپ کی نظم ونثر میں جو تصانیف السید الاعظم ﷺ کی شان مبارک میں ہیں، طبع ونشر ہو کر مقبولیت عامہ حاصل کر گئیں، جس کا بین ثبوت یہ ہے کہ ۱۳۱۸ھ میں ابن عابدین والکزبری نے بیروت سے ایک رسالہ طبع کرایا جس میں آپ کے مختصر حالات زندگی اور شرح و فوائد کے ساتھ آپ کی تالیف کی فصاحت وبلاغت کا اعتراف کیا گیا۔

آپ کے اساتذہ میں سے چند کے اسماء گرامی جن سے حضرت علامہ نے اخذ علوم فرمائے اور اسناد حاصل کیں۔

۱۔ الشیخ المعمر محمد الدمنھوری	۲۔ الشیخ ابراہیم البرھان السقا المصری
۳۔ الشمس محمود حمزہ الدمشقی	۴۔ الشیخ محمد بن عبداللہ الجانی الدمشقی
۵۔ الشمس محمد الانبانی المصری	۶۔ علامہ عبدالہادی الابیاری المصری
۷۔ علامہ شیخ ابراہیم الزرو الخلیلی	۸۔ الشیخ المعمر محمد امین ابیطار الدمشقی
۹۔ علامہ الشیخ ابی الخیر بن عابدین الدمشقی	۱۰۔ عبداللہ ابن ادریس السنوسی

رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

اور جن شیوخ عظام سے کسب فیض کیا اور طرق سلاسل میں مجاز و ماذون ہوئے۔

۱۔	الشیخ اسمٰعیل النواب نزیل مکہ معظمہ۔	طریقہ ادریسہ
۲۔	الشیخ عبدالقادر ابی رباح الدجانی الیافی۔	طریقہ رفاعیہ
۳۔	الشیخ حسن رضوان الصعیدی۔	طریقہ خلوتیہ
۴۔	الشیخ الشمس محمد بن مسعود الفاسی۔	طریقہ شاذلیہ
۵۔	الشیخ علی نور الدین الیشرطی۔	طریقہ شاذلیہ
۶۔	الشیخ غیاث الدین الاربلی۔	طریقہ نقشبندیہ
۷۔	الشیخ امداد اللہ ہندی۔	طریقہ چشتیہ
۸۔	الشیخ حسن بن حلاوہ الغزی۔	طریقہ قادریہ

(رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین)

جب کہ حجۃ اللہ علی العالمین میں حضرت علامہ علیہ الرحمۃ نے الشیخ علامہ محمد سعید الدمشقی سے بھی اجازت کا ذکر فرمایا ہے۔ ان کے علاوہ مندرجہ ذیل علماء و مشائخ سے مجاز و ماذون ہوئے۔

۱۔ العارف احمد بن حسن العطاس

۲۔ الشیخ سلیم المسونی الدمشقی

۳۔ الشیخ حسین بن محمد بن حسین الحسبشی الباعلوی۔

موخر الذکر شیخین کی صحبت میں میرے (عبدالحی الکتانی) ماموں زاد بھائی ابی عبداللہ صاحب تصنیف ''السلوہ'' مقیم بیروت، وعلامہ نبہانی دونوں اکٹھے رہے۔ اس کے بعد میری (عبدالحی) ترغیب پر

۱۔ شیخ عبداللہ السکری الحنفی الدمشقی،

۲۔ شیخ سید عبدالکبیر الکتانی،

۳۔ الشیخ ابی عبداللہ محمد الکتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم

اور مدینہ منورہ سے دلائل الخیرات کی اجازت شیخ محمد سعید المغربی سے حاصل کی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اجر عظیم سے نوازے اور آپ کے ساتھ احسن معاملہ فرمائے۔ حضرت علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی السیرۃ الاحمدیہ اور نبی کریم ﷺ کی جناب میں بلند خدمات انجام دینے کے لئے وقف کر رکھی تھی

آپ کی مؤلفات میں سے یہ ہیں:

۱۔ وسائل الوصول الی شمائل الرسول

۲۔ الانوار المحمدیة مختصر المواهب اللدنیة

۳۔ افضل الصلوات علی سید السادات

۴۔ الاحادیث الاربعین فی وجوب طاعة امیر المومنین

۵۔ النظم البدیع فی مولد الشفیع

۶۔ الهمزیة الالفیة الطیبة الغراء فی مدح سید الانبیاء

۷۔ الاحادیث الاربعین فی فضائل سید المرسلین

۸۔ الاحادیث الاربعین فی امثال افصح العالمین

۹۔ حجة الله علی العالمین فی معجزات سید المرسلین

۱۰۔ سعادة الدارین فی الصلاة علی سید المرسلین

۱۱۔ ریاض الجنۃ فی اذکار الکتاب والسنۃ
۱۲۔ نجوم المھتدین فی معجزات سید المرسلین
۱۳۔ احسن الوسائل نظم اسماء النبی الکامل
۱۴۔ والأسمی فیما لسیدنا محمد من الاسما
۱۵۔ شواھد الحق فی الاستغاثۃ بسید الخلق فی مجلد ضخیم
۱۶۔ البرھان المسدد فی نبوۃ سیدنا محمد
۱۷۔ جواھر البحار فی فضائل النبی المختار
۱۸۔ اتحاف المسلم باحادیث الترغیب من البخاری و مسلم
۱۹۔ الاربعین أربعین من احادیث سید المرسلین
۲۰۔ منتخب الصحیحین
۲۱۔ الفتح الکبیر فی ضم الزیادۃ الی الجامع الصغیر،
۲۲۔ حاشیۃ دلائل الخیرات۔ ۱۸ لے
۲۳۔ جامع کرامات الأولیاء مجلدان
۲۴۔ المجموعۃ النبھانیۃ فی المدائح النبویۃ، أربع أجزاء
۲۵۔ تھذیب النفوس، اختصرہ من ریاض الصالحین للنووی
۲۶۔ نجوم المھتدین، فی دلائل النبوۃ
۲۷۔ السابقات الجیاد فی مدح سید العباد
۲۸۔ الشرف المؤبد لآل محمد
۲۹۔ خلاصۃ الکلام فی ترجیح دین الاسلام
۳۰۔ ھادی المرید الی طرق الاسانید، ثبتہ
۳۱۔ الفضائل المحمدیہ
۳۲۔ الأسالیب البدیعۃ فی فضل الصحابۃ واقناع الشیعۃ
۳۳۔ منتخب الصحیحین

۳۴۔ فضل عثمان

۳۵۔ فی فضل ابی بکر و عمر وغیرھما

۳۶۔ فضائل عمر

۳۷۔ فضائل ابی بکر

۳۸۔ فضائل علی

۳۹۔ الرائیۃ الصغریٰ

۴۰۔ مختصر شرح قصیدہ ھمزیہ [19]

شیخ ابن تیمیہ و ابن قیم جوزی اور شیخ محمد عبدہ و جمال الدین افغانی کا خوب رد کیا۔ جمال الدین افغانی و شیخ محمد عبدہ اور محمد رشید رضا کی ہجو میں ایک لمبا قصیدہ لکھا۔

جب پہلی عالمی جنگ شروع ہوئی تو آپ اپنے قصبہ میں واپس آ گئے اور وہاں ہی ۱۳۵۰ھ/۱۹۳۲ء میں اللہ تعالیٰ کی رحمت میں داخل ہو گئے۔

حضرت علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۳۳۵ھ میں قطب مدینہ شیخ ضیاء الدین احمد قادری قدس اللہ سرہٗ کو سند حدیث و جمیع طرق سلاسل کی اجازت وخلافت عنایت فرمائی۔ [20]

حضرت علامہ نے جامع الکرامات اولیاء جلد دوم صفحہ ۹ پر اپنا ایک شجرہ عالیہ قادریہ تحریر فرمایا ہے۔

۱۔ یوسف بن اسماعیل نبہانی

۲۔ شیخ عبدالفتاح زعبی

۳۔ شیخ محمد بدرالدین (بکار)

۴۔ شیخ سید عبدالغنی

۵۔ شیخ یوسف

۶۔ شیخ علی بکار

۷۔ شیخ احمد

۸۔ شیخ محمد

۹۔ شیخ محمد ابی بکر

۱۰۔ شیخ علی نورالدین

۱۱۔ شیخ سید محمد
۱۳۔ شیخ سید محمد
۱۴۔ شیخ سید یعقوب
۱۵۔ شیخ سید محمد
۱۶۔ شیخ سید یعقوب
۱۷۔ شیخ سید ابی بکر عبد العزیز
۱۸۔ شیخ سید علی کبیر
۱۹۔ شیخ سید محمد زین العابدین
۲۰۔ شیخ سید احمد ابی البقاء
۲۱۔ شیخ سید محمد شرف الدین

۱۲۔ شیخ سید یعقوب
۲۲۔ شیخ سید ابی الفتح موسیٰ شرف الدین
۲۳۔ شیخ سید محمد شمس الدین
۲۴۔ شیخ سید علی نور الدین
۲۵۔ شیخ سید بدر الدین
۲۶۔ شیخ سید محمد شمس الدین
۲۷۔ شیخ سید محمد حسام الدین شرشیق
۲۸۔ شیخ سید محمد ابی بکر
۲۹۔ شیخ سید عبد العزیز
۳۰۔ غوث الثقلین سیدنا عبد القادر محی الدین الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنھم

شجرہ عالیہ شاذلیہ

شواھد الحق صفحہ ۲۸۸ پر اس طرح رقم طراز ہیں۔

۱۔ شیخ یوسف بن اسماعیل نبہانی
۲۔ سیدی علی نور الدین بنی یشرطی حسنی حسینی
۳۔ ابو عبد اللہ محمد بن حمزہ ظافر مدنی
۴۔ شریف حسنی ابی احمد عربی درقاوی
۵۔ شریف حسنی مولائی علی عربی الجمل
۶۔ شیخ سیدی عربی بن احمد بن عبد اللہ
۷۔ سیدی قاسم خصاصی
۸۔ سیدی محمد بن عبد اللہ الکبیر
۹۔ سیدی عبد الرحمٰن الفاسی
۱۰۔ سیدی یوسف فاسی
۱۱۔ سیدی عبد الرحمٰن مجذوب
۱۲۔ سیدی علی صنہاجی المشہور بالدوفاء
۱۳۔ سیدی ابراہیم الفحام
۱۴۔ سیدی احمد زروق
۱۵۔ سیدی احمد بن عقبہ حضرمی

۱۶۔ سیدی یحیٰ القادری

۱۷۔ سیدی علی بن وفا

۱۸۔ سیدی محمد بحر الصفا

۱۹۔ سیدی داؤد باخلی

۲۰۔ سیدی احمد بن عطاء اللہ

۲۱۔ سیدی ابی العباس مرسی

۲۲۔ سیدی علی ابن الحسن شاذلی

۲۳۔ سیدی عبدالسلام بن مشیش

۲۴۔ سیدی عبدالرحمٰن موسیٰ

۲۵۔ سیدی القطب تقی الدین

۲۶۔ سیدی القطب فخر الدین

۲۷۔ سیدی القطب نورالدین ابی الحسن

۲۸۔ سیدی القطب تاج الدین

۲۹۔ سیدی القطب شمس الدین

۳۰۔ سیدی القطب زین الدین قزوینی

۳۱۔ سیدی القطب ابی اسحاق ابراہیم بصری

۳۲۔ سیدی القطب ابی القاسم احمد

۳۳۔ سیدی قطب سعد

۳۴۔ سیدی قطب محمد فتح السعود

۳۵۔ سیدی قطب سعید القزوانی

۳۶۔ سیدی قطب ابی احمد جابر

۳۷۔ قطب الاقطاب سیدنا و مولانا امام حسن

۳۸۔ سیدنا امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین

۳۹۔ سیدنا و مولانا محمد سید الاولین والآخرین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین

سند بخاری

یروی الشیخ المعمر ضیاء الدین احمد القادری عن یوسف بن اسماعیل النبهانی یروي عن أبي الخیر محمد بن أحمد بن عبد الغني عابدین عن أبیه أحمد عابدین عن محمد أمین بن عمر عابدین عن محمد شاکر العقاد عن محمد بن عبدالله المغربي عن محمد بن سالم الحفني عن محمد بن محمد البدیري عن محمد بن قاسم البقري عن محمد البابلي عن محمد حجازي الواعظ عن محمد بن أحمد الغیطي عن محمد الدلجي عن محمد بن عبدالرحمن السخاوي عن محمد ابن فهد عن محمد بن ظهیرة عن محمد بن عبد الرحمن المکي عن محمد بن محمد بن علي الطبري عن أبیه محمد الطبري عن محمد بن علوي الحسیني عن محمد بن الفضل الفراوي عن محمد الخبازي عن محمد الحفصي عن محمد الکشمیهني عن محمد الفربري عن محمد بن اسماعیل البخاري۔
رضی الله تعالیٰ علیهم اجمعین

یوسف النبهاني

يـروي عـن الـعـلامة ابـرهـيـم الـسـقا عن ثعلب الفشـني عن احمد الـملوى وعن أحمد الجوهري عن عبدالله بن سـالم البصري كما في ثبته۔

ويـروي ابـراهيم الـسـقا عن الأمير الصغير عن والده الأمير الكبير بأسـانيده الموجودة في ثبته المشهور۔

ويـروي الـنبهانـي عن عبدالكبير الكتاني عن عبد الغني الدهلوى عـن مـحـمـد عابد الـسندي بسنده۔ ويروي الطريقة الشاذلية عن علي نور الدين اليشـرطي۔ رضي الله تعالیٰ عنهم اجمعين۔

يوسف بن إسماعيل

القاسمي شيخ الحديث حين مروره
ببيروت قاصداً الحج وأسأله
أن لا ينساني من دعائه الذي
هو منتهى أمنيتي كتب ذلك
الفقير يوسف
ابن اسماعيل [illegible]
النبهاني

يوسف بن اسماعيل النبهاني

[illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت شیخ سیدی احمد السباعی قدس اللہ سرہٗ

حضرت سیدی احمد السباعی قدس سرہٗ کبار علماء مکہ معظمہ میں سے تھے۔ آپ مؤلف تاریخ مکہ شیخ احمد کے دادا ہیں۔ آپ حضرت علامہ مفتی عبدالرحمٰن سراج مفتی حنفیہ مکہ مکرمہ کے ساتھیوں میں سے تھے۔ ۱۲۹۵ھ میں جب مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی ﷺ مکہ معظمہ حاضر ہوئے تو حضرت سیدی احمد السباعی رحمۃ اللہ علیہ آپ سے ملاقات کے لئے آپ کی قیام گاہ پر متعدد مرتبہ تشریف لائے۔ حضرت سیدی و مرشدی ضیاء الدین احمد قادری قدس سرہٗ کو آپ سے سلسلہ عالیہ قادریہ کی اجازت و خلافت اور سند حدیث حاصل تھی۔

شجرہ طریقت

غوث الاعظم شیخ الطریقۃ و معدن الشریعۃ و الحقیقۃ سیدنا السید الشیخ عبدالقادر الجیلانی — قطب الآفاق سیدنا السید عبدالرزاق — السید الشریف عبدالحریر بن جبل الحسبۃ — شیخ ابراہیم رشیدی — سیدی احمد السباعی — قطب مدینہ ضیاء الدین احمد قادری رضی اللہ تعالیٰ عنھم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت علامہ ابوالخیر محمد بن احمد خطیب قدس اللہ سرہٗ

حضرت علامہ ابوالخیر محمد بن احمد بن عبد الغنی بابن عابدین دمشقی ۱۲۶۹ھ میں پیدا ہوئے۔ مفتی شام، مشائخ کبار میں سے تھے۔ حضرت قطب مدینہ سیدی ضیاء الدین احمد قادری قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہیں کہ آپ عصر سے مغرب تک حضرت محی الدین ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب فتوحات مکیہ کا درس دیتے تھے۔ حلقہ درس بڑا وسیع تھا بڑے بڑے علماء و مشائخ حاضر ہوتے۔ قطب مدینہ رحمۃ اللہ علیہ آپ کے خرمنِ فیض سے مستفیض ہوئے اور اجازت و خلافت کا شرف پایا۔

حضرت شیخ ابوالخیر قدس اللہ سرہٗ نے اپنے والد حضرت علامہ ابن عبد الغنی عابدین اور اپنے چچا فقیہ شام حضرت علامہ الشمس ابن عابدین و چچا زاد بھائی علاء الدین بن محمد امین اور علامہ محمد بن حسن البیطار اور مفتی شام محمود بن حمزہ سے تعلیم مکمل کی اور سند حدیث و خلافت حاصل ہوئی۔ ان کے علاوہ مندرجہ ذیل مشائخ سے سندیں ملیں۔

☆ حضرت علامہ محمد طاہر بن عمر الآمدی
☆ عبد اللہ الصوفی الطرابلسی
☆ شیخ احمد مسلم بن عبد الرحمٰن الکزبری
☆ علامہ سلیم العطار
☆ شیخ عمر العطار
☆ شیخ بکری العطار
☆ علامہ محمد الطنطاوی
☆ شیخ محمد طیرلی
☆ علامہ حسین بن عمر الغزی
☆ شیخ ابی المحاسن القاوقجی

☆ شیخ یوسف بن بدر الدین المغربی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

حضرت ابوالخیر نے ۱۳۲۳ھ میں بیروت میں رحلت فرمائی اور دمشق میں دفن ہوئے۔ اھ

آپ کی تالیفات میں سے درج ذیل ہیں۔

۱۔ التقریر فی التکریر

۲۔ حکمۃ تکریر القصص فی القرآن الکریم

۳۔ تحریر الاقوال فی اخذ الحقوق من سائر الاعمال

شجرہ طیبہ

۱۔ امام الاولین والآخرین رحمۃ للعالمین سید المرسلین خاتم النبیین سیدنا ومولانا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ وصال ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ

۲۔ امام الاصفیاء امیر المومنین علی المرتضیٰ حیدر کرار الشہید ۴۰ھ

۳۔ امام الاتقیاء سیدنا حسین الشہید ۶۱ھ

۴۔ امام سید علی زین العابدین المتوفی ۹۴ھ

۵۔ امام سید محمد الباقر المتوفی ۱۱۴ھ

۶۔ امام سید جعفر الصادق المتوفی ۱۴۸ھ

۷۔ امام سید اسماعیل

۸۔ امام سید محمد

۹۔ امام سید اسماعیل

۱۰۔ امام سید احمد

۱۱۔ امام سید حسین

۱۲۔ امام سید اسماعیل

۱۳۔ امام سید حسن

۱۴۔ امام سید قاسم

۱۵۔ سید عزالدین
۱۶۔ سید عبداللہ
۱۷۔ سید احمد
۱۸۔ سید محمود
۱۹۔ سید احمد
۲۰۔ سید علی
۲۱۔ سید احمد
۲۲۔ سید رحمت اللہ
۲۳۔ سید حسین
۲۴۔ سید مصطفٰی شہابی
۲۵۔ سید تقی الدین
۲۶۔ سید محمد کمال
۲۷۔ سید نجم الدین
۲۸۔ سید محمد صلاح الدین عابدین
۲۹۔ سید نجم الدین عابدین
۳۰۔ سید عبدالرحیم عابدین
۳۱۔ سید احمد عابدین
۳۲۔ سید عبدالعزیز عابدین
۳۳۔ سید عمر عابدین
۳۴۔ سید احمد بن عبدالغنی عابدین
۳۵۔ ابوالخیر سید محمد بن احمد عابدین
۳۶۔ امام قطب سیدی ضیاء الدین احمد القادری

رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت شیخ سید محمد القادری الحریری رضی اللہ عنہ

حضرت علامہ سید محمد بن علی الحریری المدنی المالکی ۱۲۰۲ھ میں پیدا ہوئے، مدینہ منورہ کے اکابر مشائخ میں سے تھے۔ حضرت سیدی قطب مدینہ مفتی ضیاء الدین احمد قادری قدس اللہ سرہ نے آپ سے ایک عرصہ علمی و روحانی استفادہ فرمایا۔ سلسلہ عالیہ قادریہ میں مجاز وماذون ہوئے اور دلائل الخیرات، دعائے حزب البحر وحزب الاعظم اور قصیدہ بردہ شریف وقصیدہ حزبیہ کی خصوصی اجازت عنایت فرما کر سجادہ آپ کے سپرد فرمادیا۔

۱۲۳۷ھ میں وصال فرمایا، بقیع شریف میں دفن ہوئے۔

سلسلہ معمریہ قادریہ ھرویہ۔

۱۔ سیدنا سلطان الاولیا سید عبد القادر جیلانی قدس اللہ سرہٗ

۲۔ شمس الدین محمد الطویل الھروی — عمر ۱۳۹ برس

۳۔ شہاب الدین احمد بن علی الموصلی — عمر ۱۲۹ برس

۴۔ محمد الظاھر بن عبد اللہ بن حمران الاصبھانی — عمر ۵۰۲ برس

مولود ۳۱۷ھ ومتوفی ۱۲۳۵ھ (فہرس الفہارس)

۵۔ حضرت شیخ سید محمد القادری الحریری — عمر ۱۳۵ برس

۶۔ سیدی ضیاء الدین احمد قادری — عمر ۱۰۷ برس

رضی اللہ تعالیٰ عنھم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت مولانا شاہ علی حسین اشرفی کچھوچھوی قدس اللہ سرہٗ

علی حسین نام نامی پیر شاہ اور اعلیٰ حضرت خاندانی خطاب، اشرفی تخلص، ۲۲ ربیع الآخر ۱۲۶۶ھ بروز دوشنبہ بوقت صبح صادق ولادت ہوئی، حضرت مولانا گل محمد خلیل آبادی علیہ الرحمۃ نے بسم اللہ خوانی کی رسم ادا کرائی، مولوی امانت علی کچھوچھوی، اور مولانا سلامت علی گورکھپوری اور مولانا قلندر بخش کچھوچھوی علیہم الرحمۃ سے فارسی عربی کی تحصیل کی، ۱۲۸۲ھ میں اپنے برادر اکبر قطب المشائخ حضرت شاہ اشرف حسین قدس اللہ سرہٗ سے مرید ہوکر تکمیل سلوک فرما کر اجازت وخلافت حاصل فرمائی، ۱۲۹۳ھ میں پہلا حج کیا، دربار نبوی (ﷺ) سے خاص نعمتیں مرحمت ہوئیں، ۱۲۹۷ھ میں مسند سجادہ نشینی پر فائز ہوکر معروف ہدایت وارشاد ہوئے ۱۳۲۳ھ میں دوبارہ حج وزیارت کا سفر کیا، تیسری بار ۱۳۲۹ھ میں مناسک حج کی ادائگی اور دیدار روضہ نبوی (ﷺ) کے بعد بیت المقدس شریف، شام ومصر، حما شریف، حمص شریف، کربلائے معلٰی بغداد مقدس کی زیارت سے شرف یاب ہوئے، چوتھا اور آخری سفر حج وزیارت ۱۳۵۲ھ میں کیا مذکورہ بالا دیار میں صدہا علماء مشائخ داخل سلسلہ ہوئے، اور اجازت وخلافت سے سرفراز کئے گئے، حضرت میاں راج صاحب ۱۲ سوندھ شریف ضلع گڑگانواں نے سلسلہ قادریہ زاہدیہ کی اجازت کے ساتھ سلطان الاذکار ودیگر اشغال مخصوصہ کی اجازت دی اور ایک دونی عطا فرمائی، مولانا سید شاہ محمد امیر کابلی نے سلسلہ قادریہ منوریہ کی اجازت سے نوازا، حضرت شاہ آل رسول

مارہری ۳؎، حضرت شاہ حافظ حسین خاں شاہ جہانپوری ۴؎، حضرت شاہ خلیل احمد ۵؎ مخاطب بہ عین اللہ صفی پوری نے اپنے سلاسل کی اجازتیں عطا فرمائیں، اعلیٰ حضرت سرکار کچھوچھہ علاوہ باطنی اعلیٰ اوصاف و خصوصیات کے ساتھ ظاہری شکل وصورت میں حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے ہم شکل وصورت تھے، ارباب مشاہدہ نے اس کی تصدیق کی ہے، ولی عہد سجادہ سرکار کلاں حضرت مولانا سید شاہ اظہار اشرف مدظلہٗ کی روایت ہے کہ ایک بار اعلیٰ حضرت قدس اللہ سرہٗ حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ کے مزار پاک کے اندر سے فاتحہ پڑھ کر نکل رہے تھے اور فاضل بریلوی امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا قدس اللہ سرہٗ بغرض فاتحہ جارہے تھے کہ فاضل بریلوی کی نظر اعلیٰ حضرت پر پڑی، دیکھا تو بالکل ہم شکل محبوب الٰہی تھے، اسی وقت برجستہ یہ شعر کہا ؂

اشرفی اے رخت آئینۂ حسن خوباں
اے نظر کردہ و پروردہ سہ محبوباں

ہزارہا افراد تو صرف آپ کے حسن خداداد کی زیارت سے حلقہ بگوش اسلام ہوئے، آپ کی تقریر نہایت مؤثر ہوتی تھی، مواعظ میں جس انداز میں آپ مثنوی پڑھتے وہ بے نظیر تھا، ...... حضرت مخدوم سلطان سید اشرف سمنانی کچھوچھوی کے بعد سلسلہ عالیہ اشرفیہ میں آپ جیسے مرجع الخلائق کوئی دوسرے بزرگ نہیں گذرے، آپ ہی کی ذات مبارکہ سے شرق سے غرب اور شمال سے جنوب تک صدیوں بعد سلسلہ اشرفیہ بلادِ اسلامیہ میں پھیلا۔

آپ کا دربار میکدۂ عرفان وآگہی تھا، جہاں بادہ گساران طریقت کا ہر وقت میلہ لگا رہتا تھا، آپ متقدمین صوفیہ کی روش پر فکر سخن بھی فرماتے تھے، آپ کے محبوب مرید اور مشہور مبلغ اسلام میر غلام بھیک نیرنگ وکیل انبالہ نے دیوان عرفان ترجمان کا مجموعہ بنام ''تحائف اشرفی'' ۱۳۲۳ھ میں مرتب کرکے شائع کیا، دوبارہ ازہر بکڈپو کراچی نے شائع کیا ہے۔

گیارہویں رجب ۱۳۵۵ھ کو طویل عمر میں حضرت کا وصال ہوا، مرقد درگاہ

مخدوم سید اشرف میں زیارت گاہ ہے۔ ٦ے

آپ سے بکثرت کرامات کا ظہور ہوا، جن میں سے چند ایک کا ذکر کرتا ہوں جو یقیناً یاران طریقت کے لئے باعث فرحت و انبساط ہو گا۔

اشرف المشائخ حضرت علامہ غلام قادر اشرفی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۹۹ھ مدفون جی۔ٹی۔روڈ لالہ موسیٰ جو آپ کے مرید باصفا ہونے کے شرف سے مشرف اور خلفاء کی صف میں ممتاز درجے پر فائز تھے۔آپ نے بیان فرمایا کہ:

فرید کوٹ (بھارت) میں ایک ہندو ریلوے آفیسر تھا اس کی ایک ہندو عورت داشتہ تھی، وہ تین سال سے اس عورت کے ساتھ ناراض تھا۔ایک دن وہ عورت ہمارے گھر آئی اور کہا آپ مجھے اپنے پیر صاحب کے پاس لے چلو ان سے دعا کرانا چاہتی ہوں تاکہ میرا اس آفیسر سے دوبارہ رابطہ قائم ہو جائے۔میں نے سوچا کہ حرام کام کے لئے دعا کرنا بھی حرام ہے حضرت قبلہ قدس اللہ سرہ العزیز سے یہ کس طرح ممکن ہے کہ اس کے لئے دعا فرمائیں گے، اس لئے میں نے اس عورت کو کہا کہ حضرت پیر صاحب قبلہ تو اکثر دورے پر ہوتے ہیں۔کچھ خبر نہیں کہ وہ اس وقت کہاں تشریف رکھتے ہیں اس لئے آپ کے دولت کدہ پر حاضری تمہارے لئے کچھ مفید نہیں، جب بھی حضرت قبلہ ہمارے ہاں تشریف لائیں گے تو اس وقت بات کر لینا۔وہ بار بار کہتی جب پیر صاحب آئیں تو مجھے ضرور اطلاع کرنا۔میں نے کہا کہ میں کس طرح تمہارے ساتھ وعدہ کر لوں کیا خبر پیر صاحب کب تشریف لائیں؟ اور جب وہ آئیں مجھے یاد رہے، نہ یاد رہے۔الغرض بڑی مشکل سے اسے روانہ کیا۔

ابھی چند دن ہی گزرے کہ حضرت قبلہ اشرفی میاں ﷺ تشریف لے آئے۔نہ جانیں اس عورت کو کیسے خبر ہوئی وہ بھی آ گئی، میں نے اس سے کہا اس وقت پیر صاحب آرام فرما رہے ہیں تم چلی جاؤ پھر کسی وقت آنا مگر وہ بضد بیٹھی رہی اور بار بار مجھے حضرت قبلہ سے ملاقات کرنے کو کہتی رہی۔میں بہت پریشان اس کو بھگانے کی کوشش میں تھا، حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فقیر کو طلب فرمایا اور فرمایا مولانا وہ عورت کیا چاہتی ہے؟ میں

نے عرض کیا غریب نواز وہ ہندو عورت ہے، فرمایا مولانا میں نے پوچھا ہے کہ وہ کیا چاہتی ہے؟ عرض کیا آپ کی زیارت کرنا چاہتی ہے۔ فرمایا بلاؤ، وہ سن رہی تھی فوراً کمرے میں داخل ہوتے ہوئے آداب بجالائی بیٹھنے کی اجازت طلب کی، بیٹھ گئی اور رونا شروع کر دیا۔ میں بہت گھبرایا ہوا تھا کہ حضرت قبلہ تو میرے ساتھ ناراض ہوں گے۔ آپ نے اس عورت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کیا چاہتی ہو؟ اس نے اپنا تمام ماجرا بیان کیا آپ نے ہاتھوں کو بلند فرماتے ہوئے دعا فرمائی اور اسے کہا جاؤ بیٹی خیر ہوگی وہ عورت چلی گئی آپ نے فرمایا مولانا ہم جاتے ہیں، عرض کیا غریب نواز ابھی تو سفر کی تھکن بھی دور نہیں ہوئی کم از کم آج کا دن تو قیام فرمائیں۔ قبول نہ فرمایا اور فوراً تشریف لے گئے۔ آپ کے تشریف لے جانے کے تقریباً چھ گھنٹے بعد وہ عورت اور اس کا مطلوب آئے اور حضرت قبلہ کا دریافت کیا۔ جب انہیں معلوم ہوا کہ آپ تشریف لے جا چکے ہیں تو انہوں نے کہا کہ ہم حضرت پیر صاحب کے پاس ابھی جانا چاہتے ہیں آپ ہمارے ساتھ چلو، سبب دریافت کرنے پر اس ہندو ریلوے آفیسر نے بتایا کہ۔

اس عورت سے میرا پرانا تعلق تھا عرصہ تین سال سے میں اس سے متنفر ہو گیا تھا۔ میں کسی بھی قیمت پر اس کی شکل دیکھنا گوارا نہیں کرتا تھا مگر تھوڑی دیر پہلے میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اس سے ملاقات کرنی چاہیے، میں تو اس کی شکل دیکھنا پسند نہ کرتا تھا اس لئے اس خیال سے چھٹکارا حاصل کرنے کی کوشش کرتا رہا۔ خواہش بڑھتی گئی اور میں اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکا ناچار و بے بس ہو کر مجبوراً اس کے پاس آ کر اپنی حالت بیان کی، پوچھا ایسا کیوں ہوا ہے؟ تو اس نے پیر صاحب کے متعلق بتایا کہ ان سے عرض کی اور آپ نے دعا فرمائی۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ آپ میرے سامنے ہو۔ اب میں حضرت پیر صاحب سے ملنے کے لئے بے چین ہوں آپ دیر نہ کریں ابھی ہمارے ساتھ چلیں۔

ریلوے آفیسر تھا ریل کا ایک ڈبہ بک کروالیا اس کی بیوی دو بیٹیاں اور یہ خاتون ساتھ تھیں۔ حضرت قبلہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور اس عورت نے سارا قصہ حضرت صاحب کو سنایا۔ ناشتہ کیا آپ ان سے گفتگو فرماتے رہے۔ اس آفیسر نے کہا

حضرت پیر صاحب ہمیں مرید کرلو۔آپ نے فرمایا ہم کسی غیر مسلم کو مرید نہیں کرتے۔ دوپہر کے کھانے کے بعد پھر اس نے مرید ہونے کی التجاء کی آپ نے پھر فرمایا کہ ہم کسی غیر مسلم کو مرید نہیں کرتے اس نے کہا کہ کیا آپ کا مرید ہونے کے لئے مسلمان ہونا ضروری شرط ہے؟ فرمایا بہت بہت ضروری ہے۔آگے بڑھتے ہوئے اس نے کہا تو پھر ہمیں مسلمان کرلو وہ پانچوں ہی مسلمان ہو کر داخل سلسلہ ہوئے۔اس عورت کا اسی وقت اس سے نکاح کر دیا اس عورت کو ہزار روپے عنایت فرماتے ہوئے فرمایا تم ہماری بیٹی ہو، اپنی ضرورت کا سامان خرید لینا اور دوسروں کو پانچ پانچ سو روپے عنایت فرمائے۔اجازت چاہی، ریلوے اسٹیشن پہنچے کچھ دیر کے بعد ایک آدمی موٹر کار پر ہمارے لئے کھانا لے کر پہنچا۔معلوم ہوا کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ہمارے لئے کھانا تیار کروایا تھا کہ ہم ساتھ لے جائیں گے۔مگر یہ خدمت جس کے ذمہ تھی وہ بھول گیا۔جب حضرت قبلہ کو معلوم ہوا تو حکم دیا کہ وہ ابھی ریلوے اسٹیشن پر ہی ہوں گے جلدی ان کو پہنچا آؤ۔

شخص مذکور بے حد متاثر ہوا، کہا واپس چلتے ہیں ایک بار پھر پیر صاحب کی زیارت کرلیں۔اسی موٹر کار پر واپس ہوئے رات آپ کے ہاں قیام رہا اور دوسرے دن واپس ہوئے۔

فرمایا:

حضرت قبلہ غریب نواز شاہ علی حسین اشرفی کچھوچھوی قدس اللہ سرہ العزیز لاہور تشریف لائے، حزب الاحناف میں قیام فرماتے۔ایک دن فرمایا آج نماز جمعہ شاہی مسجد میں پڑھوں گا۔حضرت قبلہ سید ابوالبرکات صاحب رحمۃ اللہ علیہ و دیگر خدام نے عرض کیا حضور وہاں مولوی غلام مرشد صاحب خطیب ہیں، جن کا عقیدہ درست نہیں رہا اور آپ تو اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھیں گے، اس لئے آپ وہاں تشریف نہ لے جائیں۔مگر آپ رضامند نہ ہوئے، اس لئے ہمیں بھی مجبوراً جانا پڑا۔آپ نوافل میں مشغول تھے، مولوی غلام مرشد صاحب آئے اور آپ کے قریب کھڑے ہو گئے، جب آپ رحمۃ اللہ علیہ نوافل سے فارغ ہوئے تو دست بوسی کی اور عرض کیا حضرت منبر پر تشریف لے جائیں اور ارشاد

اطلاع کرائی کہ میرے مرشد تشریف فرما ہیں، زیارت کی تمنا ہو تو حضرت کی قیام گاہ پر آ جاؤ۔ اطلاع ملتے ہی اپنے خاوند اور دونوں بیٹوں کے ہمراہ حضرت اشرفی میاں قبلہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئی۔ دیکھتے ہی بیعت کے لئے عرض کیا، آپ نے اپنا پٹکا اس خاتون کی طرف بڑھایا مع دونوں بیٹوں اور خاوند کے داخل سلسلہ ہوئیں۔ حضرت کو پانچ سو روپیہ نذر پیش کی، آپ نے فرمایا تم ہماری بیٹی ہو ہم بیٹیوں سے لیا نہیں کرتے ہیں، خازن سے فرمایا بیعت فلاں میں کچھ ہے اس نے عرض کیا حضور بہت کچھ ہے اس سے ایک ہزار روپے لے کر اس خاتون کو عنایت فرمائے۔

فرمایا:

قصور ہی میں تشریف فرما تھے، ایک عورت حاضر خدمت ہوئی اور عرض کیا حضرت میرا خاوند فوت ہو گیا ہے، میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں، دعا فرمائیں میرا کوئی بہتر سبب بن جائے۔ آپ نے دعا فرمائی اور وہ اجازت لے کر رخصت ہوئی۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک آدمی حاضر بارگاہ ہوا اور عرض کیا حضرت، میری بیوی فوت ہو گئی ہے، چھوٹے چھوٹے بچے ہیں ان کی کوئی دیکھ بھال کرنے والا نہیں ہے دعا فرمائیں میرے لئے کوئی بہتر سبب پیدا ہو جائے۔ فرمایا مولانا جاؤ اس بچی کو بلا لاؤ اس کی دعا اللہ تعالیٰ نے قبول فرما لی ہے۔ میں نے عرض کیا غریب نواز وہ تو جا چکی ہے اور یہاں پنجاب میں عورتوں کے ساتھ شادی کی بات کرنے کو برا خیال کیا جاتا ہے۔ مجھے ڈانٹتے ہوئے فرمایا کہ تم کیوں نہیں اس کو بلا کر لے آتے؟ ناچار گلی میں گیا اِدھر اُدھر دیکھا کہیں نظر نہ آئی، حاضر ہوا اور عرض کیا حضرت وہ تو نہیں ملی، سختی سے ڈانٹ پلاتے ہوئے کہا جاؤ میں جو کہتا ہوں وہ کہیں ہے اس کو لے آؤ۔ دوبارہ گلی میں چلا آیا، اچھی طرح دیکھا گلی سے باہر گیا نہ ملنے پر واپس ہوا اور گھر کے دروازے پر آ کر کھڑا ہو گیا، عورت نظر نہیں آ رہی تھی اور آپ قبلہ بضد ہیں اس کو حاضر کروں میرے لئے امتحان تھا، حیرانگی میں کھڑا تھا کہ تھوڑی ہی دیر بعد وہ عورت سامنے والے گھر سے باہر نکلی۔ میں نے اسے کہا کہ بہن پیر صاحب آپ کو بلا رہے ہیں۔ آپ کے پاس حاضر ہوئے، فرمایا دیکھا مولانا ہماری بچی تو یہاں ہی تھی۔ قریب حاضر

ہوتے ہوئے میں نے دوبارہ عرض کیا غریب نواز یہاں پنجاب میں عورتوں کے ساتھ شادی کی بات کرنا معیوب خیال کیا جاتا ہے اس لئے اس سلسلہ میں آپ بذات خود کچھ نہ فرمائیں کسی دوسرے کے ذمہ لگا دیں۔ فرمایا مولانا تم ہر بات پر اعتراض کر رہے ہو۔ پہلے اس کو بلانے پر راضی نہ تھے اور اب اس کے نکاح میں رکاوٹ بنتے ہو، میں نے آپ سے معذرت کی آپ خاموش رہے۔ اس خاتون کو فرمایا، بیٹی اللہ تعالیٰ نے تمہاری دعا قبول فرمائی ہے اور اس مرد کو بھیج دیا ہے۔ اب میں تمہارا دونوں کا نکاح کر دیتا ہوں، نکاح ہو گیا۔ بیت المال میں سے ایک ہزار روپے طلب فرمائے اور اس بچی کو دیئے، فرمایا تم میری بیٹی ہو اپنے جہیز کے لئے کچھ سامان خرید لینا مزید پانچ صد روپے طلب فرما کر اس آدمی کو دیتے ہوئے فرمایا، یہ میری بیٹی ہے، اس کو تنگ نہ کرنا، میں غوثِ پاک کا پوتا ہوں، اگر تم نے اسے تنگ کیا تو قبر تک تمہارا پیچھا نہیں چھوڑوں گا۔ دعا فرماتے ہوئے ان کو رخصت کیا۔

ﷺ ﷺ

سینۂ اقدس و قلب مبارک (ﷺ)

رفعِ ذکرِ جلالت پہ ارفع درود
شرحِ صدرِ صدارت پہ لاکھوں سلام

دل سمجھ سے وراء ہے مگر یوں کہوں
غنچۂ رازِ وحدت پہ لاکھوں سلام

(حدائقِ بخشش۔ امام احمد رضا خاں قادری)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قطب مکہ معظمہ شیخ الدلائل محمد عبدالحق الٰہ آبادی قدس اللہ سرہٗ

محمد عبدالحق بن شاہ محمد بن یار محمد مہاجر مکی ۱۲۵۲ھ/۱۸۳۶ء کو الٰہ آباد، ہند میں پیدا ہوئے، آپ مفسر، فقیہ حنفی اور اس کے اصول کے عالم و فلفی اور تصوف میں سیدنا محی الدین ابن عربی قدس اللہ سرہٗ کے طریقہ پر تھے۔ ہندوستان میں تعلیم پائی، ۱۲۸۳ھ میں حج کیا اور چار (۴) سال مدینہ طیبہ میں اقامت پذیر رہے، پھر مکہ معظمہ میں سکونت اختیار کی، شیخ الدلائل کی حیثیت سے جانے جاتے تھے۔ ہندوستان کے حجاج آپ سے بیعت کرتے اور دلائل شریف کی اجازت حاصل کرتے۔ ۷؎

آپ بہت بڑے ولی اللہ، عالم باعمل، متقی شب زندہ دار اور بہت عبادت گزار بزرگ تھے۔ اہل مکہ مکرمہ آپ کو قطب مکہ مکرمہ کہا کرتے تھے۔ ۸؎

آپ صدیقی النسب تھے۔ مولانا تراب علی لکھنوی وغیرہ سے درسیات پڑھی، حضرت مولانا عبداللہ صاحب گورکھپوری سے بیعت کی، امام اہلسنّت مولانا شاہ احمد رضا خاں قادری قدس اللہ سرہٗ دوسرے سفر حج میں آپ کی قیام گاہ پر بار بار حاضر ہوئے۔ ۹؎

سیدنا امام احمد رضا قادری قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہیں:

''فقیر دعوتوں کے علاوہ صرف چار (۴) جگہ ملنے کو جاتا۔ مولانا شیخ صالح کمال اور رئیس العلماء محمد سعید بابصیل اور مولانا عبدالحق مہاجر الٰہ آبادی اور کتب خانے میں مولانا سید اسمٰعیل کے پاس۔ رحمۃ اللہ علیہم'' ۱۰؎

حضرت مولانا عبدالحق الہ آبادی کو چالیس سال سے زائد مکہ معظمہ میں گزرے تھے، کبھی شریف کے یہاں بھی تشریف نہ لے گئے، قیام گاہ فقیر پر دوبار تشریف لائے۔ مولانا سید اسمٰعیل وغیرہ ان کے تلامذہ فرماتے تھے، کہ یہ محض خرقِ عادت ہے۔ مولانا کا دم بسا غنیمت تھا، ہندی تھے مگر ان کے انوار مکہ میں چمک رہے تھے۔ التزاماً ہر سال حج کرتے، مولانا سید اسمٰعیل فرماتے تھے کہ ایک سال زمانہ حج میں حضرت مولانا عبدالحق صاحب بہت علیل اور صاحب فراش تھے، نویں تاریخ اپنے تلامذہ سے کہا: مجھے حرم شریف میں لے چلو! کئی آدمی اُٹھا کر لائے، کعبہ معظمہ کے سامنے بٹھایا، زمزم شریف منگا کر پیا اور دعا کی الٰہی حج سے محروم نہ رکھ، اسی وقت مولا تعالیٰ نے قوت عطا فرمائی کہ اٹھ کر اپنے پاؤں سے عرفات شریف گئے اور حج ادا کیا۔ [۱۳]

امام اہل سنت مجدد اعظم احمد رضا خان قادری قدس اللہ سرہ العزیز مکہ مکرمہ کے علماء کا تذکرہ کرتے ہوئے، آپ کے بارے میں یوں ارشاد فرماتے ہیں:

> ''علماء کی خدمت سے شرف خصوصاً اکابر، جیسے آج کل مولانا مولوی عبدالحق صاحب مہاجر الہ آبادی کہ حمیدیہ محل کے قریب تشریف فرما اور مسلمانان ہند کے لئے رحمت مجسم ہیں۔'' [۳۲]

حضرت مولانا غلام مصطفیٰ مدرس، مدرسہ عربیہ اشرف العلوم گھوڑا مارا راج شاہی مشرقی پاکستان ۱۳۷۹ھ/۱۹۵۹ء کو جب حج وزیارت سے مشرف ہو کر اپنے وطن پہنچے تو احباب کے اصرار پر انہوں نے سفرنامہ حرمین طیبین مرتب فرمایا۔ مکہ معظمہ میں جن علماء کی خدمت میں بطور وفد حاضر ہوئے ان میں سے مولانا مفتی سعد اللہ مکی، مولانا سید محمد علوی مالکی قاضی القضاۃ، حضرت علامہ شیخ محمد مغربی الجزائری اور حضرت مولانا عبدالرحمٰن درویش

ہیں۔

مولانا عبدالرحمٰن درویش

مولانا غلام مصطفیٰ اپنے سفرنامہ صفحہ ۲۱۷ میں رقمطراز ہیں کہ:

مکہ شریف میں، ہماری ملاقات مولانا درویش عبدالرحمٰن صاحب قبلہ بانجو سے ہوئی ان سے مل کر بہت سی باتیں معلوم ہوئیں یہ نہایت ہی بزرگ اور ہر دلعزیز درویش ہیں۔ میں دن کے وقت گرمی سے پریشان ہو کر ان کے مکان پر چلا جاتا۔ ان کا مکان حرم شریف سے بالکل متصل اور نہایت ٹھنڈا تھا ان کی عمر شریف تقریباً اسی سال کی ہو چکی ہے لیکن جوانوں سے بھی زیادہ چست ہیں۔ سوائے بالوں کی سفیدی کے ان پر بڑھاپے کا قطعی کوئی اثر نہیں ہے میں نے ان کی صحت کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ بزرگان دین کے کرم کا اثر ہے۔ میں جب چھوٹا تھا تو حضرت علامہ شیخ الدلائل مولانا عبدالحق صاحب الٰہ آبادی مہاجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا جوٹھا کھانا مجھے نصیب ہوا کرتا تھا۔ یہ حضرت موصوف کے جوٹھے کھانے کی برکت ہے کہ میں ابھی تک جوان ہوں، مولانا عبدالرحمٰن درویش یہ وہ بزرگ ہیں کہ اعلیٰ حضرت کے بہت سارے تبرکات ان کے پاس موجود ہیں جن کی میں نے اور مولانا عبدالمصطفیٰ صاحب اعظمی نے زیارت کی مولانا عبدالرحمٰن صاحب کے پاس اعلیٰ حضرت کے عطا کردہ تبرکات میں حسب ذیل چیزیں اب بھی موجود ہیں ایک کالے رنگ کی شیروانی ایک روئی دار بنڈی، بریلی شریف کے بنے ہوئے تانبے کے دو لوٹے ایک مشک، مولانا عبدالرحمٰن صاحب کا بیان ہے کہ میں اس وقت چھوٹا تھا لیکن ذی ہوش تھا مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ علمائے حرم شریف جب اعلیٰ حضرت سے ملتے تو ان کی دست بوسی کرتے اور اتنا احترام فرماتے کہ میں نے اتنا احترام کسی ہندوستانی عالم کا

نہیں دیکھا۔ ۳۳

حضرت علامہ سید علی احمد قادری رامپوری مہاجر مدنی و حضرت مولانا کریم اللہ قادری مہاجر مدنی فاضل بریلوی کے نام ایک مشترکہ مکتوب محررہ جمادی الآخریٰ ۱۳۳۰ھ میں لکھتے ہیں:

حضرت مولانا صاحب قبلہ مدظلہ العالی (حضرت علامہ عبدالحق الہ آبادی مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ) نے مکہ معظمہ سے دو خط بنام سید محمد سعید و سید محمد عباس رضوان صاحبان بھیج دیئے۔ والحمد للہ علی ذلک ---مولانا موصوف نے مکہ معظمہ سے تحریر فرمایا ہے کہ ہمارے خطوط کی نقل کر کے بریلی کے مولانا کو بھیج دو بعد ازاں سید محمد سعید صاحب وغیرہ کو دے دینا۔ لہٰذا نقل خط ثانی سید محمد سعید صاحب کے ملفوظ عریضہ ھذا اور خط ثانی سید عباس صاحب کا مضمون واحد ہے نام کا فرق ہے۔ ۳۴

اس خط کی نقل الدولۃ المکیہ مخطوطہ مخزونہ سیدی و مرشدی قطب مدینہ رضی اللہ عنہ کے شروع میں درج ہے۔

رسالة من العلامة الفاضل شيخ الدلائل محمد عبدالحق الى جناب الشيخ الاجل محمد سعيد سلمه الحميد المجيد و مولانا الشيخ عباس رضوان سلمه الله الحنان المنان دام فضله



حامدا ومصليا و مسلما اما بعد......فمن محمد عبدالحق عفي عنه الى جناب الاجل محمد سعيد سلمه الحميد المجيد و مولانا الشيخ عباس رضوان سلمه الله الحنان المنان السلام عليكم و على من لديكم ورحمة الله وبركاته قد ارسلت الى جنابكم جواب كتابكم والله اكلفكم لامر اهم وهو ان مولانا الفاضل المحقق المدقق جامع فنون العلوم

وشات الفضائل احمد رضا خان سر الحنان المنان من اجل علماء اهل السنة والجماعة وجل همته الرد علی الفرق الضالة سیما الوهابیة والناشرة وغیر هما شکر الیه سعیه ونفع المسلمین بطول بقائه وهم فی اشد عداوته والافتراء علیه وینسبون الیه مالا اصل له حتی افشوا انه کتب فی الرسالة الفلانیة کذا و کذا والحال انه ما کتب فیها وحتی زادوا من عند انفسهم فی بعض رسالاته کما یظهر هذا الامر من مطالعة رسالاته وقالوا لا ینبغی لاحد ان یطالع مولفاته لانه یکتب فی بعضها شیئا موافقا لاهل السنه والجماعة وبعضها مخالفا له فلا اعتبار لها اصلا وهکذا افتراء ات اخری یطول ذکرها هنا وقد افشوا انه الف الدولة المکیة فی مکة المعظمة زادها اللہ تعالیٰ تعظیما وتشریفا و کتب فیها کذا و کذا مخالفاً لعقیده اهل السنة والجماعة والحال ان الدولة المکیة لما کتبها الشیخ منها نسخ عدیدة کما هی موجودة هنا عند العلماء المعتبرین وما هو الا زور وکذب واختلاق علیه کما یظهر هذا من التقریظات التی قرظت فی رسالته المسماة الدولة المکیة بعد افشائهم لمذکور ویصل الی جنابکم بواسطة المولوی مجی محمد کریم الله سلمه اللہ سلمه اللہ تعالیٰ الرسالة بالدولة المکیة فالمرجو من جنابکم ان تکتبوا علیها شیئا دفعا للافتراء علیه وقد ورد فی الحدیث الشریف علی قائله الف الف صلوة وسلام والله فی عون العبد ما کان العبد فی عون اخیه وقال اللہ تعالیٰ (لینصر الله من ینصره) وبلغوا السلام الی حضرة النبی ﷺ وعلی اٰله وصحبه علی جمیع الانبیاء والمرسلین وسلم تسلیما کثیرا والسلام مع التعظیم حرر ۲ ۱۳۲۸ھ هجری علیه افضل الصلاة والتسلیم۔

کتبه محمد عبدالحق

آپ کو دلائل الخیرات کی سند شیخ الدلائل علی الحریری المدنی بن

یوسف باشلی رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہما سے حاصل تھی۔ حزب البحر کی اجازت علامہ شاہ عبد الغنی دہلوی مہاجر مدنی و مولانا محمد قطب الدین مہاجر مکی قدس سرہما اور حزب الاعظم کی اجازت علامہ عبد الغنی مہاجر مدنی وقصیدہ بردہ شریف کی اجازت شیخ علی الحریری اور مولانا ابی البرکات تراب علی لکھنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے حاصل تھی۔ ۳۵

حضرت قدوۃ السالکین سیدی قطب مدینہ علامہ ضیاء الدین احمد قادری قدس اللہ سرہ العزیز کو آپ سے دلائل الخیرات و دیگر تمام اوراد و ظائف کی اجازت حاصل تھی۔

آپ کا وصال ۱۸ / ﷺ ۱۳۳۳ھ / ۱۹۱۵ء کو مکہ معظمہ میں ہوا اور جنۃ المعلیٰ میں مدفون ہوئے۔ ۳۶

آپ کی تصانیف میں سے:

۱۔ الاکلیل علی مدارک التنزیل، شرح تفسیر نسفی، تین جلدوں میں سات اجزا میں۔

۲۔ سراج السالکین فی شرح منہاج العابدین۔

۳۔ حاشیہ علی شرح السلم منطق ۳۷

۴۔ مجموعہ ارشاد الحق

۵۔ تعلیم حقانی

۶۔ مجموعہ رسائل اربع

۷۔ انیس المسافرین مع رسالہ حج بدل

۸۔ منبع المحسنات فی مولود افضل الکائنات ۳۸

۹۔ الدر المنظم فی حکم مولود النبی الاعظم (ﷺ)

۱۰۔ الکنز الاکبر شرح فقہ الاصغر

۱۱۔ التعلیقات علی الدر المختار ۳۹

شجرہ طریقت الشاذلی والجزولی

۱۔ حضرت امام الاولین والآخرین سید المرسلین خاتم النبیین رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین الرؤف الرحیم سیدنا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ وصال ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ

۲۔ حضرت امام الاصفیا امیر المومنین علی المرتضیٰ حیدر کرار اسد اللہ الغالب زوج البتول الشہید ۴۰ھ

۳۔ امیر المومنین سیدنا الحسن المجتبیٰ السبط رسول ابن البتول شہید ۵۰ھ

۴۔ الشریف امام محمد حسن المثنی متوفی ۹۷ھ

۵۔ الشریف امام عبد اللہ المحض متوفی ۱۴۱ھ

۶۔ الشریف امام محمد المہدی زکی الدین نفس الزکیہ شہید ۱۴۵ھ

۷۔ الشریف امام عیسیٰ
۸۔ الشریف امام محمد

۹۔ الشریف امام احمد
۱۰۔ الشریف امام ورد

۱۱۔ الشریف امام یوشع
۱۲۔ الشریف امام یوسف

۱۳۔ الشریف امام قصی
۱۴۔ الشریف امام حاتم

۱۵۔ الشریف امام هرمز
۱۶۔ الشریف امام تمیم

۱۷۔ الشریف امام عبد الجبار
۱۸۔ الشریف امام عبد اللہ

۱۹۔ الشریف امام علی

۲۰۔ حضرت قطب سیدی الشریف ابو الحسن الشاذلی المغربی سر طریق شاذلیہ ۵۵۴ھ / ۶۵۶ھ

۲۱۔ حضرت ابی عبد اللہ محمد الشاذلی المغربی المتوفی سنہ

۲۲۔ حضرت ابی عبد اللہ المغربی دفین دمشہور المحرہ

۲۳۔ حضرت ابی عباس احمد القرانی علی البدر القرنی

۲۴۔ حضرت ابی البرکات عیوس البدوی الرائی

۲۵۔ حضرت خواجہ ابی الفضل العبدی

۲۶۔ حضرت خواجہ ابی زید عبدالرحمٰن الرجراجی متوفی ۹۲۷ھ

۲۷۔ حضرت خواجہ ابی عثمان سعید الہنتانی متوفی ۸۳۱ھ

۲۸۔ حضرت خواجہ ابی عبداللہ محمد شریف بن عبداللہ المغاری السیتی المتوفی ۸۲۳ھ

۲۹۔ سیدنا و مولانا الشریف ابو عبداللہ محمد بن سلیمان الجزولی السملالی الحسنی
قطب العالم صاحب دلائل الخیرات الشریف المتوفی ۸۷۰ھ

۳۰۔ ابی محمد بن عبدالعزیز بن عبدالحق الحرار المتوفی ۹۱۴ھ

۳۱۔ سید السملالی

۳۲۔ احمد بن ابی العباس الصمعی

۳۳۔ عبدالقادر فاسی

۳۴۔ احمد المقری

۳۵۔ احمد بن الحاج

۳۶۔ ابی البرکات محمد بن احمد بن احمد الشی

۳۷۔ محمد بن سید احمد المدغری الحسنی

۳۸۔ سید علی بن یوسف الحریری باشمی مدنی

۳۹۔ علامہ محمد عبدالحق بن شاہ محمد بن یار محمد مہاجر مکی المتوفی ۱۳۳۳ھ

۴۰۔ قطب مدینہ علامہ ضیاء الدین احمد القادری المتوفی ۱۴۰۱ھ
رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت علامہ شاہ محمد عبد الباقی لکھنوی مہاجر مدنی قدس اللہ سرہٗ

حضرت مولانا محمد عبد الباقی بن مولانا علی بن ملا محمد معین بن ملا محمد مبین حنفی مدنی بروز اتوار ۱۸/ رجب ۱۲۸۱ھ کو فرنگی محل لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔ یہ شہر ہندوستان کے شہروں میں علماء و محدثین کی کثرت کی وجہ سے معروف ہے۔ چار سال کی عمر میں والد کا انتقال ہو گیا تو بڑے بھائی ابراہیم نے کفالت میں لے لیا۔ آپ کا خاندان علماء و فضلاء اور کثرت محدثین کی وجہ سے ہندوستان میں مشہور رہے۔ اس خاندان سے حضرت علامہ عبد الحلیم لکھنوی متوفی ۱۲۸۵ھ ہوئے جن کی متعدد تصانیف نافعہ ہیں۔ اور آپ کے چچا زاد حضرت علامہ عبد الحی لکھنوی مولود ۱۲۶۴ھ محدث اور فقہاء حنفیہ میں سے تھے۔ اور آپ کے دادا حضرت ملا معین رحمۃ اللہ علیہ شارح مسلم الثبوت فی الاصول والسلم فی المنطق، ہیں آپ کے آباؤ اجداد علماء میں سے چلے آ رہے ہیں۔

بھائی اور والدہ کی زیر نگرانی تربیت پائی اور گیارہ برس کی عمر میں تجوید پڑھا اور قرآن کریم حفظ کرلیا۔ مدرسہ میں داخل ہوئے اور اپنے ماموں زاد بھائی اور چچا زاد بھائی علامۃ الہند عبد الحی لکھنوی (متوفی ۱۳۰۴ھ) سے حساب، جومیٹری، الجبراء، المقابلہ اور صرف و نحو کی تعلیم حاصل کی، پھر دیگر علماء سے عربی اور دینی و عقلی علوم اخذ کئے۔ حفظ المتون کے بعد حضرت فاضل حفیظ اللہ ندوی اور پھر حضرت سید عین القضاۃ بن محمد وزیر حیدر آبادی سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد شیخ فضل اللہ بن نعمت و مولانا محمد نعیم بن عبد الحکیم نظامی سے کتب درایہ و فقہ حنفی کی تعلیم پائی اور حضرت مولانا

عبد الرزاق لکھنوی (بن مولانا شاہ جمال الدین رحمۃ اللہ علیہ) سے دیگر کتب کے علاوہ موطا وصحاح ستہ اور مشکوۃ المصابیح پڑھیں اور دوسرے علوم کے علاوہ فتویٰ صادر کرنے کا طریقہ سیکھا اور آپ سے بیعت کی، اجازت و خلافت کی سند سے بہرہ ور ہو کر درس وتدریس میں مشغول ہوئے۔

پہلی مرتبہ ۱۳۰۱ھ میں حج وزیارت کی غرض سے حجاز مقدس آئے اور بعض علماء سے ملاقاتیں کیں اور ان سے اجازتیں حاصل کیں ان میں سے شیخ مفتی عباس بن صدیق مکی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ شیخ عبد اللہ بن حسین مکی قدس سرہ، حضرت شیخ احمد ابوالخیر مرداد حنفی ﷫، حضرت شیخ علی بن ظاہر الوتری ﷫، شیخ محمد الحریری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ حضرت شیخ عبد اللہ بن حسین مکی رحمۃ اللہ علیہ سے شاطبیہ پڑھی اور قاری حبیب الرحمٰن کاظمی سے عشرہ قرأۃ کے ساتھ قرآن پڑھا اور وطن واپس لوٹ کر اپنے شہر کی بڑی درسگاہوں میں پڑھاتے رہے۔

پانچ سال بعد دوسری مرتبہ ۱۳۱۲ھ میں حجاز مقدس آئے اور متعدد علماء کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا اور ان سے اجازتیں حاصل فرمائیں ان علماء میں سے علامہ مورخ احمد الحضری، فقیہ احمد المیرغنی مجوب، شیخ صالح السناری اور شیخ محمد باصبیل ہیں۔ پھر ہندوستان واپس ہوئے چونکہ بہت سے علماء نے آپ کو اپنی اجازتوں سے نوازا تھا جس کی وجہ سے آپ کی قدر و منزلت میں مزید اضافہ ہوا اور طلباء کی تعداد بھی بہت زیادہ ہوگئی۔

ہندوستان واپسی پر درس وتدریس میں مستغرق رہے اور طلباء کو سلوک و اخلاق سے خوب سیراب کرنے کے بعد بغداد شریف چلے گئے اور بعض علماء کبار سے بہت سے علوم حاصل کرنے کے بعد وطن کو مراجعت فرمائی تقریباً دس برس قیام رہا۔ مگر دل مجاورت رسول (ﷺ) حاصل کرنا چاہتا تھا تو ۱۳۲۲ھ میں مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ شیخ محمد امین رحمۃ اللہ علیہ،

شیخ فالح الظاہری قدس سرہ، شیخ احمد بن اسماعیل البرزنجی رحمۃ اللہ علیہ، اور شیخ احمد شمس الشنقیطی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ ان سب جید ومنفرد حیثیت کے علماء سے علوم اور عالی اجازت نامے حاصل کیے جو اس سے پہلے کسی کو حاصل نہ ہوئے تھے۔

جب آپ نے مدینہ طیبہ میں مستقل سکونت اختیار کرلی تو مسجد نبوی شریف میں درس وتدریس جاری کیا۔ علم کا بازار قائم کر کے طلباء کو عنایات سے نوازتے ہوئے درس حدیث شروع کیا۔ راویت میں توسیع پیدا کی اور دیگر علوم پڑھانے شروع کیے تو آپ کا حلقۂ درس آہستہ آہستہ وسیع ہوتا گیا حتیٰ کہ مسجد نبوی شریف کے تمام حلقوں سے بڑا ہو گیا، مگر بیماری اور بڑھاپا مسجد نبوی شریف میں تعلیم جاری رکھنے میں سنگِ گراں ثابت ہوا اور گھر پر ہی درس وتدریس پر اکتفا کرنا پڑا۔

آپ نے مدینہ منورہ میں مستقل قیام اختیار کیا تو تقریباً ۱۳۲۰ھ کو اپنے گھر حوش فواز میں مشہور مدرسہ نظامیہ قائم کیا۔

محمود احمد قادری لکھتے ہیں: ملا نظام الدین بانی درس نظامی کی یاد میں مدرسہ قائم کیا اور پوری توجہ سے تدریس کے کام میں مصروف ہوئے۔ نظام حیدر آباد میر عثمان علی مرحوم کی طرف سے مدرسہ کا وظیفہ مقرر تھا۔

محمد الیاس برنی چشتی قادری فرماتے ہیں:

مولوی عبد الباقی صاحب فرنگی محلی لکھنوی نے اپنے شوق وکوشش سے محلہ السیح میں ایک مدرسہ نظامیہ جاری کر رکھا ہے سرکارِ نظام سے دو سو روپیہ امداد بھی ملتی ہے۔ منصوبے تو بڑے ہیں لیکن ابھی ابتدائی حالت ہے۔ تاہم کچھ نہ کچھ مفید کام ضرور ہو رہا ہے۔ [۱]

مدرسہ نظامیہ کی بنیاد رکھی، جس میں تمام علوم وفنون پڑھائے جاتے تھے آپ نے خالص تعلیم یافتہ نسل پیدا کرنے کے لئے زرکثیر خرچ کیا۔ وہ ایک بلند پایہ علمی درس گاہ تھی، بہت لوگوں اس سے مستفیض ہوئے۔ اس

مدرسہ سے اہل مدینہ اور دیگر عالم اسلام سے آئے ہوئے لوگوں نے استفادہ کیا۔ آپ اپنی زندگی کے آخری دن تک مدرسے کے لئے تن تنہا جدوجہد کرتے رہے آپ کے وصال پر مدرسہ بند ہوگیا۔

آپ نے ایک بہت بڑا کتب خانہ چھوڑا جو کہ کثرتِ کتب اور نادر مخطوطوں پر مشتمل تھا۔ اور بعض مخصوص کتابوں پر تعلیقات فرمائیں، جو کہ آپ کی وسعت علم پر شاھد ہیں آپ لاولد تھے، کتب خانہ کو اہل مدینہ منورہ اور زائرین مدینہ منورہ علی ساکنہا افضل الصلاۃ والسلام کے لئے اس شرط پر وقف کیا تھا کہ ان کے گھر سے کوئی، کتاب کو باہر نہیں لے جائے گا۔ آپ کے قرابت داروں میں سے کسی نے بتایا کہ آپ کے ایک رشتہ دار نے اس کتب خانہ کو ہندوستان منتقل کردیا تھا۔

آپ معتدل الجسم، گول چہرہ، گندمی رنگ، بڑی آنکھیں، گھنی داڑھی ہلکی مونچھیں ہمیشہ عمامہ باندھتے اور کبھی کبھار جبہ پہنتے۔

آپ نے تمام زندگی تالیف وتصنیف میں گزاری، تیس سے زیادہ تصانیف یادگار چھوڑیں، جن میں سے مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ العقود المتلالئة في الاسانيد العالية۔

۲۔ الاسعاد بالاسناد۔

۳۔ المناهل السلسة في الأحاديث المسلسلة۔

۴۔ نشر الغوالي في الاحاديث العوالي۔

۵۔ أغنام الأنام بحكم سماع الصوفيه الكرام۔

۶۔ كشف رين الريب عن مسألة الغيب۔

۷۔ اظهار الحق في بعية مولانا عبدالحق۔

۸۔ المنح المدنية في ملعب الصوفية۔

۹۔ تحفة الأماجد بحكم صلاة الجنازة في المساجد

۱۰۔ الحقیقة فی العقیقة۔

۱۱۔ ازالة الغطاء عن حکم کتابة النساء

۱۲۔ الآیات الکبریٰ فی المعراج والاسراء۔

۱۳۔ تحفة الخطباء من خطب النبی (ﷺ) والخلفاء۔

۱۴۔ تسہیل المیزان وہدایة المیزان فی المنطق۔

۱۵۔ خیر العمل تراجم قرانکی محل۔

۱۶۔ برکة الباری فی سلالة جدنا ملا حافظ الانصاری۔

۱۷۔ رسالة فی مناقب الأولیاء الخمس۔

۱۸۔ شرح رسالة طاش کبریٰ زادہ فی الادب۔

۱۹۔ توضیح الصرف ومیزان الصرف۔

۲۰۔ حسرة الفحول بوفاة نائب الرسول۔

آپ نے جو عمر بھر جد وجہد فرمائی اس کے آخری ایام میں اثرات نمودار ہوئے اور ۳/ شوال ۱۳۶۲ھ کو اپنے خالق کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ بقیع الغرقد میں دفن ہوئے، اس طرح اہل مدینہ آپ کی موت سے ایک عالم جو صالحین علماء میں سے تھے محروم ہو گئے رحمۃ اللہ علیہ۔ [۲]

حضرت علامہ شیخ محمد علی حسین خیر آبادی مدنی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۷۲ھ) آپ کے ممتاز تلمیذ وخلیفہ تھے۔ حضرت علامہ ضیاء الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو آپ نے اجازت مرحمت فرمائی تھی [۳]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سید محمد المہدی السنوسی قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت سید محمد المہدی بن محمد بن علی السنوسی ۱۲۶۰ھ / ۱۸۴۴ء میں پیدا ہوئے۔ آپ دوسری سنوسی تحریک کے رئیس تھے۔ اپنے والد کی وفات کے بعد ان کے خلیفہ مقرر ہوئے اور بطور مصلح مشہور ہوئے۔ آپ کے دور میں سلسلہ طریقت کو بہت قوت حاصل ہوئی۔ آپ کی خانقاہیں المغرب الاقصیٰ سے ھند تک اور وڈائی سے آستانہ، اور کثرت سے الصحراء الکبریٰ و شمالی افریقہ تک پھیل گئیں۔ اس وقت ہر خانقاہ میں ایک خلیفہ مقرر تھا۔ جس کے ذمہ متعدد شعبہ تھے، عوام الناس کی تعلیم و تربیت اور جانوروں کا پالنا و زراعت کا پیشہ اختیار کرنا۔ مریدوں کی مدد اور خانقاہ پر خرچ کرنا اور جو خرچ سے زیادہ بچ جاتا وہ شیخ السنوسی کی خدمت میں ارسال کر دیتا۔ سخاوت میں آپ سخی بادشاہ کی مشابہت رکھتے تھے۔ سلطان عبد المجید کو آپ کے کارناموں کے انجام سے ڈرایا گیا۔ اس وجہ سے آپ ۱۳۱۳ھ میں واحہ (الکفرہ) کی طرف چلے گئے اور پھر وڈائی منتقل ہو گئے۔ یہاں ہی آپ ۲۴ / صفر ۱۳۲۰ھ / ۱۹۰۲ء میں وصال فرما گئے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

آپ لیبیا کے آخری بادشاہ محمد ادریس السنوسی کے والد مکرم تھے۔ [۲۳]

شجرہ طریقت

سیدنا غوث اعظم سیدنا عبد القادر جیلانی۔قطب لآفاق سیدنا السید عبد الرزاق۔ السید الشریف عبد العزیز نزیل الحسجنہ۔السید محمد بن علی السوسی۔الامام السید محمد المھدی۔قطب المدینہ المنورہ شیخ العرب والعجم سیدی ضیاء الدین احمد القادری رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین

الطریقہ الخضریہ

۱۔	الشریف محمد المھدی	المتوفی	۱۳۲۹ھ
و	سید احمد الریفی	المتوفی	۱۳۴۰ھ
۲۔	محمد بن علی السنوسی	المتوفی	۱۲۷۲ھ
۳۔	احمد بن ادریس	المتوفی	۱۲۵۳ھ
۴۔	ابی الموھب التازی	المتوفی	۱۲۰۶ھ
۵۔	عبد العزیز الدباغ	المتوفی	۱۱۳۶ھ
۶۔	سیدنا الخضر علیہ السلام		

رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین

سند اجازت دلائل الخیرات

۱۔ الشریف محمد المہدی المتوفی ۱۳۲۹ھ

و سید احمد الریفی المتوفی ۱۳۲۰ھ

۲۔ محمد بن علی السنوسی المتوفی ۱۲۷۶ھ

۳۔ عبد الحفیظ العجیمی

۴۔ صالح الفلانی المتوفی ۱۲۱۸ھ

۵۔ محمد بن سنہ

۶۔ محمد بن عبد اللہ الولاتی

۷۔ محمد بن محمود الونکری الکیتی

۸۔ سید عبد الرحمن المجذوب المتوفی ۹۷۶ھ

۹۔ احمد بن محمد المجذوب

۱۰۔ محمد بن احمد المجذوب

۱۱۔ احمد المجذوب

۱۲۔ محمد بن سلیمان الجزولی المتوفی ۸۷۰ھ

رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

سند الطریقۃ الشاذلیۃ

۱۔ محمد المہدی السوسی المتوفی سنہ ۱۳۲۰ھ

۲۔ محمد بن علی السوسی المتوفی سنہ ۱۲۷۶ھ

۳۔ محمد العربی الدرقاوی المتوفی سنہ ۱۲۳۹ھ

۴۔ علی الجمل المتوفی سنہ ۱۱۹۳ھ

۵۔ محمد العربی الاندلسی

۶۔ احمد بن عبد اللہ الفاسی

۷۔ قاسم الخصاصی المتوفی سنہ ۱۰۸۳ھ

۸۔ محمد بن عبد اللہ المتوفی سنہ ۱۰۶۴ھ

۹۔ عبد الرحمٰن الفاسی المتوفی سنہ ۱۰۳۶ھ

۱۰۔ ابی المحاسن یوسف الفاسی المتوفی سنہ ۱۰۱۳ھ

۱۱۔ عبد الرحمٰن بن عیاد المجذوب المتوفی سنہ ۹۷۶ھ

۱۲۔ علی الصنہاجی المتوفی دسویں ہجری کے درمیان

۱۳۔ ابی النور الحجام

۱۴۔ احمد زروق المتوفی سنہ ۸۹۹ھ

۱۵۔ احمد بن عقبہ الحضرمی المتوفی سنہ ۸۹۵ھ

۱۶۔ یحیٰی بن احمد وفا القادری

۱۷۔ علی وفا المتوفی سنہ ۸۰۷ھ

۱۸۔ عن ابیہ محمد وفا بحر الصفا المتوفی سنہ ۷۶۵ھ

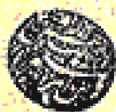
۱۹۔ داؤد الباخلی المتوفی سنہ ۷۳۰ھ

۲۰۔ تاج الدین احمد ابن عطا اللہ اسکندری المتوفی سنہ ۷۰۹ھ

۲۱۔ ابی العباس احمد المرسی المتوفی سنہ ۶۸۶ھ

۲۲۔ ابی الحسن الشاذلی المتوفی سنہ ۶۵۶ھ

بسم الله الرحمن الرحيم



خطاب إبراهيم باشا درويش، ياور أكرم حضرة السلطان عبد الحميد، إلى السيد محمد المهدي السنوسي
في ١٨ جمادي الأولى ١٣١٣ و٣ نوفمبر ١٨٩٥

يلدز سراي همايوني

باشكتابت دائرهسي

باسمه سبحانه

إلى حضرة العالم الفاضل والأستاذ الكامل السيد الشيخ محمد المهدي أفندي السنوسي المحترم دام التوفيق قرين سعيكم ...

[illegible]

خطاب باشكاتب سراي يلدز السلطاني إلى السيد محمد المهدي السنوسي
في ٢ ربيع الآخر ١٣١٣ و ٢٢ سبتمبر ١٨٩٥

علامہ سید علوی بن احمد باقفیہ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت علامہ سید علوی بن احمد بن عبد اللہ باقفیہ مدینہ منورہ میں "شیخ السادۃ" تھے۔ الحرم النبوی الشریف میں امامت کے منصب پر فائز رہے۔ شیخ سید احمد برزنجی کے بعد ۱۳۲۸ھ میں مفتی شافعیہ کے عہدۂ جلیلہ پر متمکن ہوئے۔ سیدی اعلیٰحضرت امام احمد رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف الدولۃ المکیۃ پر تقریظ لکھی۔ شیخ خلیل احمد انبیٹھوی کی متنازع عبارات کا ہمیشہ رد فرماتے رہے۔

۱۳۳۳ھ کو واصل بحق ہوئے۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۵

علامہ سید احمد بن احمد الجزائری قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت علامہ سید احمد بن عبد القادر الجزائری، الحسنی، المالکی، تیرہویں صدی ہجری میں مدینہ طیبہ میں پیدا ہوئے۔ سیدنا غوث اعظم سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے سلسلہ نسب اور آپ ہی کے سلسلہ طریقت سے وابستہ تھے۔ مدینہ منورہ کے اکابر علماء سے علوم و فنون حاصل کئے، حضرت علامہ محمد امین افندی بن عمر بالی مفتی احناف سے عرصہ دراز تک استفادہ حاصل کرتے رہے۔ مفتی مالکیہ مدینہ منورہ مقرر ہوئے۔ حرم نبوی شریف میں درس و تدریس کا سلسلہ جاری کیا۔ اور ۱۳۲۹ھ میں حرم نبوی شریف میں مالکیہ کے امام کا عہدہ حاصل ہوا۔

مجدد اعظم امام احمد رضا قادری قدس سرہ العزیز سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ آپ نے الدولۃ المکیہ اور حسام الحرمین پر تقاریظ تحریر فرمائیں۔ حضرت علامہ محمود عطار دمشقی علیہ الرحمہ نے ردِ گنگوہی اور انبیٹھوی میں "استجاب القیام" تصنیف کی تو آپ نے اس پر تقریظ لکھی۔ آپ کی وفات کی تاریخ معلوم نہ ہو سکی۔ آپ ۱۳۳۲ھ میں زندہ تھے۔ [1]

علامہ سید احمد بن عبد القادر الریفی قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت علامہ سید احمد بن عبد القادر الریفی، القلعی، الادریسی، الحسنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۱۲۳۲ھ کو قلعہ میں پیدا ہوئے۔ قرآن کریم پڑھنے کے بعد مروجہ علوم وفنون حاصل کئے۔ پھر فاس کا سفر کیا اور حضرت علامہ محمد بن حمدون بن الحاج الفاسی سے اخذ فرمایا۔ پھر مازونۃ کی طرف متوجہ ہوئے اور سید احمد بن محی بن ابی طالب محمد المازونی سے فیض حاصل کیا اور پھر وھران گئے، وہاں سے بحری جہاز سے ۱۲۶۵ھ کو مکہ مکرمہ پہنچے، مکہ شریف میں سید محمد بن علی السنوسی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ کے درس میں شامل رہے اور ساتھ ساتھ طریقت کی منازل طے کرتے رہے اور خلافت واجازت حاصل کی۔ اور سید عمران بن برکۃ، علی القوی، عبد الرحیم المحوری وجمیع سنوسی اکابر سے مزید علوم حاصل کئے۔

حضرت سید محمد بن علی سنوسی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد آپ کے صاحبزدگان، سید محمد المھدی علیہ الرحمہ اور محمد الشریف کی تربیت فرمائی اور آپ نے ان حضرات کو اجازتیں بھی عنایت فرمائیں۔ پھر سید احمد الشریف بن سید محمد السنوسی کی تعلیم وتربیت کے فرائض انجام دیئے اور انہیں بھی جمیع علوم وفنون کی اجازت اور خلافت سے نوازا۔

۹/رمضان ۱۳۲۹ھ میں الناج کے قریہ الکوۃ میں وفات پائی۔ ۱۲

سند رضي الله تعالى عنه في البخاري

المعمر ضياء الدين احمد عن أستاذا الامام السيد محمد المدني والسيد محمد الشريف وأستاذا السيد احمد الريفي، وهم عن أستاذهم السيد محمد بن علي السنوسي وهو عن أستاذه السيد أحمد بن ادريس عن أبي المواهب التازي المتولد سنة ۱۰۹۹ ھ والمتوفي سنة ۱۲۱۳ ھ.
يوم السبت الحادي عشر من صفر الخير عن أبي البقاء العجيمي عن أبي الوفاء أحمد العجل اليمني المتوفى بعد صلاة العشاء ليلة رابع عشر شعبان سنة ۱۰۷۴ ھ، جاء تاريخ موته (شيخ أجل أكمل) عن القطب محمد بن أحمد النهرواني عن والده علاء الدين النهرواني عن الحافظ نور الدين أبي الفتوح الطاوسي المتوفى سنة ۲۰۰ ھ عن المعمر ثلاثمائة سنة بابا يوسف الهروي الهندي عن المعمر محمد بن شاذ بخت الفرغاني عن المعمر ۱۳۲ سنة يحيى بن عمار الشهير بأبي لقمان الختلاني عن أبي عبدالله محمد بن يوسف بن مطر الفربري المولد سنة ۲۳۱ ھ و المتوفى سنة ۳۲۰ ھ عن أمير المؤمنين أبي عبدالله محمد بن اسماعيل بن ابراهيم بن بردزبه البخاري، وكانت ولادته ليلة ۱۳ / شوال سنة ۱۹۴ ھ و ووفاته يوم عيد الفطر سنة ۲۵۶ ھ، هكذا ذكره الشيخ يحيى الشاوي المتولد سنة ۱۰۲۰ ھ والمتوفى سنة ۱۰۹۶ ھ والشيخ ابراهيم العمادي المولود سنة ۱۰۱۲ ھ والمتوفي سنة ۱۰۷۸ ھ. وبالسند الى أبي المواهب التازي عن محمد بن عبد السلام البناني الفاسي المتوفي سنة ۱۱۶۳ ھ عن أبي عبدالله الامام عبد القادر الفاسي وكان مولده سنة ۱۰۰۷ ھ ووفاته سنة ۱۰۹۱ ھ عن عم والده العارف بالله أبي زيد عبدالرحمن الفاسي المتولد سنة ۹۷۲ ھ توفي سنة ۱۰۳۲ ھ عن الامام

أبي الدخائر القصار المتولد سنة ٩٣٨ هـ والمتوفى سنة ١٠١٢ هـ عن الشيخ خروف التونسي المتوفي سنة ٩٦٦ هـ عن عبدالرحمن سقين العاصمي المتوفي بملي الحجة سنة ٩٥٦ هـ عن شيخ الاسلام زكريا الأنصاري المولود سنة ٨٢٥ هـ والمتوفي سنة ٩٢٥ هـ عن الحافظ ابن حجر العسقلاني، وهو شهاب الدين أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد نسبته آل حجر قوم سكنوا الجنوب وأرضهم قابس، المتوفي سنة ٨٥٢ هـ ودفن بالقرافة الصغرى. رضي الله تعالىٰ عليهم اجمعين



سند رضی اللہ تعالی عنہ فی مسلم

الشيخ المعمر ضياء الدين احمد القادري عن أستاذنا السيد أحمد الريفي عن أستاذه السيد محمد بن علي السنوسي عن أستاذه السيد أحمد بن ادريس عن أستاذه أبي المواهب التازي عن أبي عبدالله الشيخ محمد التاودي الفاسي المتوفي سنة ١٢٠٩ھ عن محمد بن أحمد الريشي المتوفي سنة ١١٣٥ھ عن شيخ الاسلام أبي محمد عبد القادر الفاسي عن عم والده أبي زيد عبدالرحمن الفاسي عن الامام أبي المحاثر القصار عن الشيخ جار الله محمد خروف الونسي الأنصاري عن عبدالرحمن بن علي العاصمي الشهير بستين عن الشيخ الامام أبي عبدالله محمد بن غازي المتوفي بجمادى الأولى سنة ٩١٩ھ عن زكريا الأنصاري عن الامام ابن حجر عن ابن الكويك عن عبدالرحمن بن محمد المقدسي عن ابن عبدالدايم النابلسي المتوفي سنة ٦٦٨ھ عن محمد بن علي بن صدقة الحراني المتوفي سنة ٦٨٠ھ عن أبي عبدالله محمد بن الفضل الفراوي فقيه الحرم المولود سنة ٤٤١ھ وقيل سنة ٤٤٢ھ والمتوفي سنة ٥٣٠ھ عن أبي الحسن عبدالغافر بن محمد الفارسي المتولد سنة ٣٥١ھ والمتوفي سنة ٥٢٩ھ عن أبي أحمد محمد بن عيسى بن عمرويه الجلودي المتوفي سنة ٣٦٨ھ بشهر ذي الحجة عن ابراهيم بن محمد النيسابوري المتوفي سنة ٣٠٨ھ عن مؤلفه الامام مسلم بن الحجاج القشيري وكان مولده سنة ٢٠٢ھ ووفاته سنة ٢٦١ھ. وبهذا السند أيضا في صحيح مسلم الى الاسلام الزركشي

المتوفي سنة ۶۹۳ھ عن البناني عن ابن عساکر عن المؤيد الطاووسي المتوفي سنة ۶۰۰ھ عن الفراوي عن عبد الغافر عن الجلودي عن ابراهيم بن سليمان عن مسلم بن الحجاج القشيري النیساپوری۔ رضوان الله تعالیٰ عليهم اجمعين



سند طریقه عالیه قادریه شاذلیه

۱۔	محبوب رب اللعالمین رحمۃ للعالمین سید الانبیاء والمرسلین سیدنا ومولانا محمد ﷺ		
۲۔	سیدنا علی المرتضی بن ابی طالب	الشہید	۴۰ھ
۳۔	سیدنا الحسین بن علی حیدر کرار	الشہید	۶۱ھ
۴۔	سیدنا امام زین العابدین	المتوفی	۹۵ھ
۵۔	سیدنا امام محمد الباقر	المتوفی	۱۱۷ھ
۶۔	سیدنا امام جعفر الصادق	المتوفی	۱۴۸ھ
۷۔	سیدنا امام موسیٰ کاظم	المتوفی	۱۸۳ھ
۸۔	سیدنا امام علی الرضا	المتوفی	۲۰۳ھ
۹۔	سیدنا معروف الکرخی	المتوفی	۲۰۲ھ
۱۰۔	سیدنا سری سقطی	المتوفی	۲۵۳ھ
۱۱۔	سیدنا ابوالقاسم جنید	المتوفی	۲۹۸ھ
۱۲۔	سیدنا ابوبکر شبلی	المتوفی	۳۳۴ھ
۱۳۔	ابوالفرج عبدالوھاب التمیمی	المتوفی	۴۲۵ھ
۱۴۔	ابوالفرح الطرطوسی	المتوفی	۴۴۷ھ
۱۵۔	ابوالحسن علی بن یوسف	المتوفی	۴۸۲ھ
۱۶۔	سیدی ابوسعید المبارک	المتوفی	۵۲۳ھ
۱۷۔	سیدنا غوث الاعظم فرد الاکبر سید عبدالقادر الجیلانی	المتوفی	۵۶۱ھ
۱۸۔	شعیب ابومدین	المتوفی	
۱۹۔	عبدالرحمن العطار الزیات	المتوفی	
۲۰۔	سید عبدالسلام مشیش	المتوفی	۶۲۲ھ
۲۱۔	حضرت سیدنا ابوالحسن شاذلی	المتوفی	۶۵۶ھ
۲۲۔	سیدنا ابوالعباس المرسی	المتوفی	۶۸۶ھ

۲۳۔	احمد عطا اللہ الاسکندری	المتوفی	۷۰۹ھ
۲۴۔	داؤد بن الباخلی	المتوفی	۷۳۰ھ
۲۵۔	محمد وفا بحر الصفا	المتوفی	۷۶۵ھ
۲۶۔	علی بن وفا	المتوفی	۸۰۷ھ
۲۷۔	یحییٰ القادری	المتوفی	
۲۸۔	احمد بن عقبہ الحضری	المتوفی	۸۹۵ھ
۲۹۔	شیخ احمد زروق	المتوفی	۸۹۹ھ
۳۰۔	ابراہیم الفحام	المتوفی	
۳۱۔	علی الصباحی الدوار	المتوفی	
۳۲۔	عبدالرحمن المجذوب	المتوفی	۹۷۶ھ
۳۳۔	یوسف الفاسی	المتوفی	۱۰۱۳ھ
۳۴۔	عبدالرحمن الفاسی	المتوفی	۱۰۳۶ھ
۳۵۔	محمد بن عبداللہ الکبیر	المتوفی	۱۰۶۴ھ
۳۶۔	سید قاسم الخصاص	المتوفی	۱۰۸۳ھ
۳۷۔	احمد بن عبداللہ الفاسی	المتوفی	
۳۸۔	العربی احمد بن عبداللہ	المتوفی	۱۱۳۳ھ
۳۹۔	علی الجمل العمرانی	المتوفی	۱۱۹۳ھ
۴۰۔	العربی بن احمد الدرقاوی الحسنی	المتوفی	۱۲۳۹ھ
۴۱۔	محمد بن علی السنوسی	المتوفی	۱۲۷۶ھ
۴۲۔	سید محمد المہدی السنوسی	المتوفی	۱۳۲۰ھ
و	سید احمد الشریف السنوسی	المتوفی	۱۳۴۹ھ
۴۳۔	شیخ المعمر ضیاء الدین احمد القادری المدنی	المتوفی	۱۴۰۱ھ

رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

علامہ سید عباس بن محمد رضوان قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت علامہ سید عباس بن محمد بن رضوان الحسنی المدنی آخر ۱۲۹۳ھ کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ سب سے پہلے قرآن کریم حفظ کیا پھر اپنے والد سے علوم اخذ کئے۔ سند حدیث حاصل کی اور اپنے والد ہی سے روایت کرتے تھے۔

مفتی شافعیہ سید احمد بن اسماعیل برزنجی سے فقہ شافعیہ کی تعلیم حاصل کی نیز علامہ عبد الجلیل برادہ، سید علی ظاہر الوتری، سید محمد بن جعفر الکتانی، شیخ وجیہ الدین عبد الرحمن خیر، شیخ احمد بن شمس الشنقیطی المالکی، شیخ عثمان بن عبد السلام الداغستانی، سید احمد بن احمد بن عبد الرحمن الجزائری، سید حسین بن محمد الحبشی مفتی شافعیہ مکہ مکرمہ، شیخ محمد بن سلیمان حسب اللہ المکی، شیخ عبد الحق الہ آبادی مہاجر مکی، شیخ حسین بن محمد الجسر طرابلسی، سید عبد القادر خطیب طرابلسی، سے علوم عقلیہ ونقلیہ حاصل کئے۔

حضرت علامہ سید علوی بن احمد بن عبد اللہ باقفیہ کے بعد مسند افتاء پر متمکن رہے۔ ۱۳۲۹ھ سے ۱۳۳۲ھ تک اس منصب پر فائز رہے پھر باوجوہ مصر چلے گئے، وہاں کئی برس تک درس وتدریس کا سلسلہ جاری رہا۔

مدینہ شریف کی محبت میں ہمیشہ غمگین رہتے، جب جنگ عظیم ختم ہوئی تو مدینہ منورہ لوٹ آئے اور دوبارہ تعلیم وتعلم کا سلسلہ جاری ہو گیا۔

مجدد اعظم امام احمد رضا خاں قادری کی الدولۃ المکیہ اور حسام الحرمین پر تقاریظ تحریر فرمائیں۔ آپ عالم باعمل، صوفی باصفا، شیخ الدلائل، علم حدیث کے ماہر، فقیہ شافعی اور شاعر تھے۔

۱۸ر ۱۳۴۶ھ میں مدینہ منورہ، دار درب الجنائز میں انتقال فرمایا اور

جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ کی مؤلفات میں سے مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ فتح المبر شرح بلوغ الوطر۔ مطبوعہ

۲۔ اعلام الناس بأسانید السید عباس۔ مطبوعہ

۳۔ نیل الہدایۃ الی فہم اتمام الروایۃ اقراء النقایۃ۔ مخطوطہ

۴۔ واسطۃ العقد الفرید المنظوم مما تأرّض من فرائد الاسانید۔ مطبوعہ

۵۔ عمدۃ الطلاب۔ مطبوعہ

۶۔ تخبۃ فتح الاعلم الوہاب شرح عمدۃ الطلاب۔ مطبوعہ

۷۔ کفایۃ الطلاب۔ مطبوعہ

۸۔ ارشاد الاحباب الی اسرار کفایۃ الطلاب۔ مطبوعہ

۹۔ اتحاف الاخوان بشرح قصیدہ الصبان۔ مطبوعہ

۱۰۔ فتح رب الارباب بما اہمل فی لب الالباب۔ مطبوعہ

۱۱۔ مختصر فتح رب الارباب۔ مطبوعہ

۱۲۔ فرائد العقود الدریہ

۱۳۔ العقد الفرید المنظوم مما تأرّض من فرائد جواہر الاسانید۔ مخطوطہ

۱۴۔ مختصر العقد الفرید

۱۵۔ الاخبار فی اسناد الاوراد والاذکار [۳۸]

سند حدیث سید عباس رضوان:

یروي عن أبیه محمد بن أحمد رضوان عن عبدالغني الدهلوی عن محمد عابد السندي عن صالح الفلاني عن محمد سعید سفر عن أبي الطاهر محمد الکوراني عن أبیه ابراهیم الکوراني عن صفي الدین أحمد القشاشي عن أحمد بن علي الشناوي عن أبیه علي بن عبدالقدوس الشناوي عن عبدالوهاب بن أحمد الشعراني عن زکریا الأنصاري عن عبد الرحیم ابن الفرات عن عمر بن حسن بن مزید بن أمیلة عن علي بن أحمد السعدي عن ابن طبرزد عن عبد الملک الکروخي عن محمد بن القاسم الأزدي عن عبد الجبار الجراحي عن أبي عیسی محمد بن عیسی بن سورة الترمذي رضي الله عنه ورضوان الله تعالیٰ علیهم اجمعین۔

سند دلائل الخیرات

الشیخ المعمر ضیاء الدین احمد القادری یروي سید عباس رضوان عن أبیه محمد رضوان عن علي بن یوسف باشلي عن محمد المدغري عن محمد المثنی عن أحمد بن الحاج عن عبد القادر الفاسي عن أحمد المقري عن أحمد بن أبي العباس الصمعي عن أحمد السملالي عن عبدالله الغزالي المراکشي عن عبدالعزیز التباع عن محمد بن سلیمان الجزولي۔ رضوان الله تعالیٰ علیهم اجمعین

ویروي عباس رضوان عن أحمد بن اسماعیل البرزنجي عن أبیه اسماعیل البرزنجي عن صالح الفلاني بما في ثبته۔

ویروي عباس رضوان عن عبد الجلیل برادة، وعلي الوتري، وعثمان الداغستاني، وأحمد الجزائري، وعبد الحق الالهآبادي، وغیرهم۔

رضوان الله تعالیٰ علیهم اجمعین

سنداجازت دلائل الخیرات

۱۔ سید عباس رضوان

۲۔ سید محمد رضوان

۳۔ علی بن یوسف باشلی

۴۔ محمد المدغری

۵۔ محمد المشی

۶۔ احمد بن الحاج

۷۔ عبد القادر الفاسی

۸۔ احمد المقری

۹۔ احمد بن ابی العباس الصمعی

۱۰۔ احمد السلالی

۱۱۔ عبد اللہ الغزالی المراکشی

۱۲۔ عبد العزیز التباع

۱۳۔ محمد بن سلیمان الجزولی

رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین



حضرت سیدی قطب مدینہ ﷫ کے بازو والے کمرے کا فوٹو۔ کھڑکی کی تصویر نمایاں ہے۔
اس کھڑکی کے ساتھ ڈاکخانہ کی عمارت ہوتی تھی۔ ڈاکخانے کی عمارت اور سیدی قطب
مدینہ ﷫ کی قیام گاہ کے درمیان ایک میٹر سے بھی کم کا فاصلہ تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ھوالقادر

کاملانِ طریقت پہ کامل درود
حاملانِ شریعت پہ لاکھوں سلام

زیارتِ اکابر



Copy Right for Salah Al-Saady	مدینہ منورہ مسجد شمس (الفضیخ)	MASJID MATAHARI DI AL-MADINAH AL-MUNAWWARAH 1326H	مسجد الشمس بالمدينة المنورة

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شرفِ عظیم

حضرت ضیاء الملت والدین سیدی ضیاء الدین احمد قادری مدنی ﷺ کی خوش قسمتی تھی کہ آپ ایک علمی وروحانی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ بچپن ہی سے آپ کی تعلیم وتربیت کی ذمہ داری آپ کے جد مکرم حضرت علامہ قطب الدین المعروف میاں جی ذیلدار صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ذمہ لے رکھی تھی۔ آپ ایک بہت بڑے جاگیردار تھے، آپ کے اس وقت کے اکثر شیوخ کے ساتھ ذاتی مراسم اور بعض شیوخ کے ساتھ گھریلو مراسم تھے۔ آپ کے جد کریم جب کسی اہل نظر کی بارگاہ میں حاضر ہوتے تو آپ کو بھی اپنے ساتھ لے جاتے۔ اس طرح آپ چند ہی برس کی عمر کے تھے تو آپ نے مشاہیر اکابر کی زیارت سے مشرف ہونے کا اعزاز حاصل کر لیا۔ خداداد ذہانت کا اس سے اندازہ فرمائیں کہ آپ کے پردادا کا انتقال اس وقت ہوا جب کہ آپ کی عمر شریف تین سال تھی۔ آپ کو ان کی میت کے غسل سے لے کر قبر میں اتارنے تک کے تمام حالات وواقعات یاد تھے۔ حضرات اکابرین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا حلیہ اس طرح واضح الفاظ میں بیان فرماتے کہ اگر کوئی مصور تصویر کشی کرنا چاہتا تو وہ بغیر کسی مشکل کے بالکل واضح تصویر بنا سکتا تھا۔ حتیٰ کہ مشائخ کرام کس طرح کے اور کس رنگ کے لباس استعمال فرماتے تھے، اور کس طرز پر عمامہ باندھتے تھے۔ اس طرح بیان ہوتا جیسا کہ ان پاک حضرات کو سامنے دیکھتے ہوئے بیان کیا جا رہا ہے۔

ان اکابرین میں سے چند ایک کے حالات بابرکات سے آپ بھی مستفید ہونے کا شرف حاصل فرمالیں۔

آپ اکثر فرمایا کرتے!

''میں بزرگانِ دین کی زیارتیں کرتا رہا۔ ان کی خدمت کرتا رہا، اور ان سے دعائیں لیتا رہا۔ ان کی برکت سے اللہ تعالٰی نے مدینہ منورہ پہنچا دیا۔''

اللہ اللہ

عرض : برکتِ رزق کی کوئی دعا حضور ارشاد فرمائیں میں آج کل بہت پریشان ہوں۔

ارشاد : ایک صحابی خدمت اقدس ﷺ میں حاضر ہوئے اور عرض کی دنیا نے مجھ سے پیٹھ پھیرلی۔ فرمایا کیا وہ تسبیح تمہیں یاد نہیں جو تسبیح ہے ملائکہ کی اور جس کی برکت سے روزی دی جاتی ہے۔ طلوع فجر کے ساتھ سو(۱۰۰) بار کہا کر سُبحٰنَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحٰنَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ ان صحابی رضی اللہ عنہ کو سات دن گزرے تھے کہ خدمت اقدس ﷺ میں حاضر ہو کر عرض کی حضور ﷺ دنیا میرے پاس اس کثرت سے آئی میں حیران ہوں کہاں اٹھاؤں کہاں رکھوں۔ اس تسبیح کا آپ بھی ورد رکھیں حتی الامکان طلوع صبح صادق کے ساتھ ہو ورنہ صبح سے پہلے جماعت قائم ہو جائے تو اس میں شریک ہو کر بعد کو عدد پورا کیجئے اور جس دن قبل نماز بھی نہ ہو سکے تو خیر طلوع شمس سے پہلے۔

(ملفوظات۔ امام احمد رضا خاں قادری)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شمس العارفین حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی قدس اللہ سرہ العزیز

برہان العاشقین، شمس العارفین حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی ابن حضرت خواجہ محمد یار ابن میاں محمد شریف ابن میاں برخوردار ابن میاں تاج محمود ابن میاں شیر کرم علی (قدست اسرارہم) ۱۲۱۴ھ / ۱۷۹۹ء میں سیال شریف ضلع سرگودھا میں پیدا ہوئے۔ آپ کے آباء و اجداد کئی پشتوں سے دنیاوی عز و جاہ اور علم و تقوی میں ممتاز تھے۔ آپ کے جد اعلیٰ حضرت شیر کرم علی قدس سرہٗ اپنے دور کے باکمال بزرگ اور سلسلہ عالیہ قادریہ کے عظیم مقتدا حضرت موسیٰ پاک شہید ملتانی قدس سرہٗ کے خلیفۂ مجاز تھے۔ آپ کا سلسلہ نسب پچاس واسطوں سے حضرت عباس علمدار شہید کربلا رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔

حضور اعلیٰ سیالوی قدس سرہٗ ساڑھے چار سال کی عمر میں قرآن پاک کی تعلیم کے لئے مکتب میں بٹھائے گئے، سات سال کی عمر میں قرآن کریم حفظ کر لیا۔ علم دین کی تحصیل کے لئے علاقہ پنڈی گھیپ کے ایک گاؤں میکی ڈھوک میں گئے، ابھی فارسی کی ابتدائی کتابیں پڑھی تھیں کہ استاذ گرامی کا وصال ہو گیا اس لئے وہاں سے حضرت مولانا محمد علی قدس سرہٗ کی خدمت میں مکھڈ شریف حاضر ہوئے اور تیرہ سال تک ان سے کسب فیض کیا، اسی اثنا میں مکھڈ شریف کے ایک تاجر میاں محمد امین نے حضرت مولانا سے گذارش کی کہ میں تجارتی مقاصد کے لئے افغانستان جا رہا ہوں اس لئے آپ کسی قدسی صفات شاگرد کو میرے ساتھ روانہ کریں تاکہ اس کی معیت

باعث برکت ہو۔ استاد کامل کی نگاہ انتخاب حضور خواجہ سیالوی پر پڑی چنانچہ آپ اس تاجر کے ساتھ تشریف لے گئے، تاجر موصوف کو وہاں کافی عرصہ رکنا پڑا، اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے فاضل یگانہ مولانا حافظ دراز قدس سرہٗ سے فقہ و حدیث کا درس لیا۔ ہدایہ شریف مکمل پڑھا سند حدیث حاصل کی، واپس آ کر پھر استاذ مشفق مولانا محمد علی رحمہ اللہ تعالیٰ سے تعلیم حاصل کرنے لگے۔

۲۲ سال کی عمر میں حضرت خواجہ شمس العارفین کا نکاح ان کے چچا میاں احمد یار کی دختر نیک اختر سے پڑھایا گیا، ان حالات میں آپ نے سیال شریف میں قیام کا ارادہ فرمایا اور ارشاد مرشد کے مطابق تمام اوراد و اذکار ادا کرنے کے ساتھ درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا، سال میں متعدد مرتبہ پا پیادہ مرشد کامل کے دربار میں حاضری دیتے اور کم و بیش چار دن تک وہاں قیام کرتے۔ چودہ مرتبہ حضرت پیر پٹھان کی معیت میں تونسہ شریف سے مہار شریف کا سفر اس شان نیاز سے کیا کہ مرشد کامل گھوڑی پر سوار ہوتے اور آپ پیر پٹھان کا قرآن مجید، رحل اور دیگر وظائف سر پر رکھے، پانی کا کوزہ دائیں ہاتھ میں، مصلیٰ اور عصا بغل میں دبائے ساتھ ساتھ دوڑتے جاتے تھے، دیکھنے والے اس پیکر حسن و جمال کی جانکشی اور عقیدت کیشی کو دیکھ کر محو حیرت رہ جاتے اور اہل نظر اس شہباز معرفت کی قوت پرواز کو رشک کی نگاہ سے دیکھتے۔

۲۶ سال کی عمر میں جب آپ کا قلب انور عبادت و ریاضت اور پیر کامل کی نگاہ کیمیا اثر کی برکت سے رشک شمس و قمر بن چکا تھا۔ حضرت پیر پٹھان سلیمان زماں حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی قدس سرہٗ نے خرقہ خلافت عطا کیا اور فرمایا :-

''جو شخص بیعت کی تمنا لے کر حاضر ہو، اس کی مراد بر لائی جائے

اور اپنے اشتغال میں مصروف ہو کر اسے نظر انداز نہ کر دیا''
سب سے پہلے آپ کے دست اقدس پر والدین کریمین بیعت ہوئے۔
مرشد اکمل سے عقیدت ومحبت کا یہ عالم تھا کہ ایک دفعہ ایک نورانی پیکر بزرگ حضرت پیر پٹھان قدس سرہ کے پاس تشریف لائے اور کچھ دیر محو گفتگو ہو کر رخصت ہو گئے۔ ان کے جانے کے بعد حضرت نے فرمایا:
''یہ حضرت خضر تھے، جو شخص ان کی زیارت کرنا چاہتا ہے جائے اور زیارت کرے''
تمام حاضرین دیوانہ وار ان کے پیچھے چلے گئے مگر حضرت خواجہ شمس العارفین وہیں بیٹھے رہے۔ حضرت خواجہ نے فرمایا:
''مولوی! تمہیں حضرت خضر کی زیارت کا اشتیاق نہیں؟''
عرض کی میرے لئے اسی کی زیارت کافی ہے جس کی ملاقات کے لئے حضرت خضر چل کر تشریف لائے ہیں۔
اس خلوص ومحبت پر حضرت پیر پٹھان بہت خوش ہوئے اور دعا کی ''اللہ سائیں میرے سیال کوں رنگ لائیں'' اس دعا کا یہ اثر ہوا کہ چار دانگ عالم سے جام عرفان کے متلاشی پروانہ وار آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور تسکین دل وجاں اور منزل مراد حاصل کرتے۔
آپ ملکوتی صفات اور قدسی اخلاق کے پیکر تھے، آپ کے قائم کردہ لنگر سے ہر مسافر، مفلس اور مسکین بہرہ ور ہوتا اور آپ ہر دردمند کی دکھ بھری داستان سنتے اور حسب حال اس کی امداد فرماتے، شریعت مقدسہ کی اتباع اور پیروی میں اپنی مثال آپ تھے، نماز باجماعت ادا کرتے اور مریدین کو بھی اتباع سنت مطہرہ کا سختی سے حکم دیتے، آپ نے رشد وہدایت کا پیغام اعلیٰ پیمانے پر عوام وخواص تک پہنچایا اور بے شمار مریدین کو درجہ کمال تک پہنچایا۔ آپ کے خلفاء میں مندرجہ ذیل حضرات آسمان علم و

عرفان پر مہر و ماہ بن کر چمکے جن کے ذکر اور فیض سے قیامت تک دلوں کی دنیا مستنیر ہوتی رہے گی :-

۱۔ حضرت خواجہ محمد الدین سیالوی (فرزند ارجمند)

۲۔ حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی

۳۔ حضرت پیر غلام حیدر شاہ جلالپوری

۴۔ حضرت پیر معظم الدین مرولوی (وغیرہم قدست اسرارہم)

حضور خواجہ شمس العارفین قدس اللہ سرہٗ کا وصال ۲۴ رصفر، جنوری (۱۳۰۰ھ/۱۸۸۳ء) بروز جمعہ صبح صادق کے وقت ہوا۔

مفتی غلام سرور لاہوری نے تاریخ وصال کہی ؎

دریغا صد دریغا صد دریغا — کہ شمس الدیں امام العارفیں رفت
ہزار افسوس کیں مہر جہاں تاب — بہ اوج عرش از فرش زمیں رفت
چو روز جست تاریخش ز ہاتف
بگفتا "شمس اوج علم و دیں رفت"
۱۳۰۰ھ

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

شکم مبارک (ﷺ)

کل جہاں ملک اور جو کی روٹی غذا
اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام
جو کہ عزم شفاعت پہ کھنچ کر بندھی
اس کمر کی حمایت پہ لاکھوں سلام

(حدائق بخشش۔ امام احمد رضا خاں قادری)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امام العارفین حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی قدس اللہ سرہ العزیز

سلسلہ چشتیہ کے نیر تاباں حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی ابن حضرت خواجہ گل محمد بن حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی ماہ ۔۔۔۔ (۱۲۴۱ھ / ۱۸۲۶ء) میں تونسہ شریف میں پیدا ہوئے دینی تعلیم کے لئے حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی نے آپ کو مولانا محمد امین کے سپرد کیا۔ انہوں نے قرآن مجید کے علاوہ فارسی نظم اور عربی صرف ونحو کی تعلیم دی، پھر حدیث کا درس دیا، باطنی تربیت خود حضرت پیر پٹھان نے فرمائی۔

ابتدائی زمانہ میں آپ شاہانہ شان وشوکت سے رہتے تھے، جب اپنے اصلی مقام پر فائز ہوئے تو پرانی ٹوپی، نیلا تہبند اور معمولی کپڑے زیب تن فرماتے تھے۔ جد امجد کے فیض تربیت سے نماز اور روزے کی محبت بچپن ہی میں حاصل ہوگئی تھی۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ عبادت و ریاضت سے لگاؤ انتہاء کو پہنچ گیا۔ حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی آپ کے دینی جذبے سے بے حد خوش ہوتے تھے چنانچہ آپ نے اپنی حیات ظاہری ہی میں دلائل الخیرات شریف کا پڑھنا آپ کے سپرد کر دیا تھا۔

جب آفتاب تونسہ شریف حضرت خواجہ سلیمان تونسوی قدس سرہٗ کے روپوش ہونے کا وقت قریب آیا تو آپ نے حاضر ہو کر سر قدموں میں رکھ دیا اور عرض کیا:-

''میں آپ سے اور کچھ نہیں مانگتا، صرف یہ چاہتا ہوں کہ

آپ کے فقیروں کے جوتے سیدھے کرتا رہوں۔''

یہ سنکر حضرت شیخ پر ایک کیفیت طاری ہوگئی اور فرمایا ونفخت فیہ روحی اور جان، جانِ آفریں کے سپرد کردی۔ شاہ غلام نظام الدین فرزند کالے صاحب نے حضرت خواجہ اللہ بخش کے سر پر دستار باندھ کر انہیں سجادہ شیخ پر بٹھادیا۔

حضرت خواجہ اللہ بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جد امجد کی طرح پوری تندہی سے خلق خدا کی راہنمائی فرمائی اور سلسلہ کی اشاعت میں اپنی تمام خداداد صلاحیتوں کو صرف فرمایا۔ آپ نے سجادہ نشین ہونے کے بعد ہندوستان کے مختلف شہروں کا سفر کیا اور بزرگان دین کے مزارات پر حاضری دی، بیکانیر میں ہزاروں لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ حضرت خواجہ حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ تعالیٰ کے مزار پر حاضر ہوئے، ۱۸۵۲ء میں اجمیر شریف جاکر حضرت خواجہ بزرگ کے مزار پر حاضری دی اور دس روز اجمیر شریف میں قیام فرمایا، یہاں بھی ہزاروں لوگ حلقہ ارادت میں داخل ہوئے، پھر کشن گڑھ، جے پور، راجپوتانہ سے ہوتے ہوئے دہلی پہنچے اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی اور حضرت خواجہ فخر الدین قدست اسرارہم کے مزارات کے علاوہ سلسلہ چشتیہ کے دوسرے اولیاء کے مقابر پر بھی حاضری دی۔

قیام دہلی کے دوران بہادر شاہ ظفر نے حاضر ہوکر شرف قدمبوسی حاصل کیا، بڑے بڑے امیر کبیر بھی آپ کی قدمبوسی کے لئے حاضر ہوئے اور محلات کی بیگمات مرید ہوئیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے جب اپنے عقائد کی تشہیر شروع کی تو آپ نے اپنی جگہ بیٹھ کر نہایت سختی سے تردید فرمائی اور کوشش کی کہ مسلمانوں کا دینی احساس بیدار ہوجائے تاکہ اس قسم کی گمراہ کن تحریکوں سے متاثر نہ ہوں، حالانکہ ابھی تک مرزا نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا تھا۔

حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی کے حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی سے بڑے

مخلصانہ تعلقات تھے، ایک دفعہ حضرت شمس العارفین نے ان کے بارے میں فرمایا:-

"انہوں نے نسبی شرافت وکرامت کے ساتھ ساتھ عبادت وریاضت میں سب سے آگے بڑھ کر قرب الٰہی حاصل کیا۔"

آپ کی تین فضیلتیں بہت ہی نمایاں تھیں:-

۱۔ آپ نے عرب شریف سے ایک قاری صاحب کو بلا کر اپنے مکان پر ٹھہرایا تا کہ علاقہ کے لوگ قرآن پاک کی قرأت کی تصحیح کرلیں، چنانچہ بے شمار افراد فیض قرآنی سے مستفیض ہوئے۔

۲۔ ۱۲۹۹ھ میں زیارت حرمین شریفین کے لئے گئے تو پچیس افراد آپ کے ہمراہ تھے، اس سفر میں آپ نے اپنے رفقاء اور حرمین طیبین کے خدام پر ساٹھ ہزار روپے صرف فرمائے۔

۳۔ حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی قدس اللہ سرہ کے وصال کے بعد بہت سے لوگوں کو تشویش تھی کہ مریدین کی تربیت کون کرے گا اور وابستگان آستانہ کی ضروریات کا انتظام کون کریگا، جب حضرت خواجہ اللہ بخش سجادہ نشین ہوئے تو وہ حضرت شاہ محمد سلیمان تونسوی کی توجہ سے تمام اوصاف میں سب سے سبقت لے گئے:-

حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی قدس اللہ سرہ نے ایک مرتبہ فرمایا:-

"خواجہ اللہ بخش صاحب کی نظر میں اہل دنیا کی ذرہ برابر وقعت نہ تھی، آپ بے حد غریب نواز تھے، دنیاداروں کو بہت حقیر جانتے تھے، خواجہ اللہ بخش جیسا کوئی فقیر دیکھنے سننے میں نہیں آیا۔"

آپ کے تین فرزند تھے، حضرت خواجہ حافظ محمد موسیٰ، حضرت خواجہ حافظ احمد اور حضرت خواجہ حافظ محمود رحمہم اللہ تعالیٰ آپ کے مریدین اور معتقدین حد شمار سے باہر ہیں، شمس العلماء مولانا عبدالحق خیرآبادی آپ ہی کے مرید تھے۔

۲۹ ربیع الاول، ۱۳ ستمبر (۱۳۱۹ھ/۱۹۰۱ء) کو حضرت خواجہ اللہ بخش

تونسوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال ہوا، تاریخ وصال یہ ہے:
''چراغ جہاں بجھ گیا ہے۔ ۱۳۱۹ھ'' ٭

اللہ اللہ

کلمہ طیبہ کی فضیلت

اول جمیع اوراد کا سرتاج کلمہ طیبہ ہے جو شخص ستر ہزار ایک جلسہ میں پڑھے دعا اس کی قبول ہوتی ہے اور شیخ محی الدین ابن عربی قدس اللہ سرہ نے فتوحات مکیہ میں فرمایا ہے کہ حضرت انس سے مروی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا جس نے ستر ہزار کلمہ طیبہ پڑھا ہو یا کسی نے پڑھ کر ملک کیا ہو۔ وہ جنت میں داخل کیا جائے گا۔ اس حدیث کو حافظ نجم الدین خیلی نے بھی اس عنوان سے بیان فرمایا ہے کہ شیخ ابو العباس قصاب نے اس حدیث کو عجیب قصہ میں صحیح یقین کر لیا ہے۔ کہ ان کے خادم کی والدہ فوت ہوگئی جب اس کو خبر وفات والدہ ہوئی تو وہ بیہوش ہو گیا ابو العباس نے ستر ہزار بار کلمہ شریف اس کی ماں کو بخشا۔ تب وہ خادم ہوش میں آ گیا۔ شیخ نے پوچھا کہ تو بیہوش کیوں ہو گیا تھا اور پھر ہوش میں کیسے آیا؟ اس نے عرض کی کہ جب ماں کی وفات کی خبر میں نے سنی تو مراقبہ کیا دیکھا کہ فرشتے اس کو دوزخ میں لے گئے ہیں۔ میں بیہوش ہو گیا اب ناگہاں کیا دیکھتا ہوں کہ فرشتے اس کو دوزخ سے نکال کر بہشت میں لے گئے پس میں ہوش میں آ گیا اور خوش ہوں۔

(اسلام کی ۱۱ کتابیں ۔۔ حضرت علامہ غلام قادر بھیروی رحمۃ اللہ علیہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت سید شاہ ابوالحسین احمد نوری مارہروی قدس اللہ سرہٗ

کوکب کون و مکاں، نو بہار بوستان، صاحب دور زماں، وارث پیغمبراں، افتخار دودماں، شاہباز لامکان، قبلہ گاہ قدسیاں، مالک گنج نہاں، صاحب بخت جواں حضرت نوری میاں قدس اللہ سرہٗ کی ولادت باسعادت بمقام مارہرہ مطہرہ (ضلع ایٹہ، یوپی) ۱۹ رشوال ۱۲۵۵ھ (۲۶ ردسمبر ۱۸۳۹ء) بروز پنجشنبہ ہوئی۔ تاریخی نام مظہر علی ہے۔ والد ماجد کا اسم شریف سید شاہ ظہور حسن رحمۃ اللہ علیہ تھا جو حضور خاتم الاکابر سید شاہ آل رسول احمدی قدس اللہ سرہٗ کے خلف اکبر تھے۔ والدہ ماجدہ اکرام فاطمہ بنت سید ولدار حیدر ابن سید منتجب حسین قدس اسرارہم۔

سرکار نور کا سن شریف ڈھائی سال کا تھا کہ حضور کی والدہ ماجدہ نے انتقال فرمایا اور آپ کی پرورش وکفالت دادی حضور بی بی صاحبہ نثار فاطمہ اور دادا حضرت شاہ آل رسول قدس سرہم نے اپنے ذمے لے لی۔ صرف ایک یہی ذات نوری تھی جن کی تربیت وتکمیل کا اہتمام خاتم الاکابر قدس اللہ سرہٗ نے خود برداشت فرمایا تھا۔ جگر کے ٹکڑے کو ہر وقت پیش نظر رکھتے۔ شب و روز باتوں باتوں میں تعلیم وتلقین فرماتے۔

میاں صاحب کا گیارہواں سال تھا کہ والد ماجد شاہ ظہور حسن نے ۲۶ رشعبان ۱۲۶۶ھ کو دھاری (کاٹھیاواڑ) میں انتقال فرمایا۔ اس وقت جد مکرم حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ نے مجاہدات سلوک و ریاضات طریقہ شروع کرادیں۔ حضور خاتم الاکابر فرماتے۔ ان کو عیش و آرام سے کیا

کام، یہ کچھ اور ہیں اور ان کو کچھ اور ہوتا ہے۔ یہ سات اقطاب میں سے ایک قطب ہیں جن کی بشارت حضرت بوعلی شاہ قلندر پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت شاہ بدیع الدین قطب مدار رحمتہ اللہ علیہ نے دی ہے اور یہی اس سلسلہ بشارت کے خاتم ہیں خود سرکار نور قدس سرہ کی فطری قابلیت قابل ستائش تھی کہ ہر بات سے ایک عمدہ نتیجہ اخذ فرماتے خصوصاً اپنے جد اکرم و پیر و مرشد قدس سرہ کے عادات و اقوال میں نہایت غور فرماتے اور اشارات میں ہدایات کا سبق حاصل فرماتے۔ نہ سرکار نور کے سوال و طلب و تعطش میں کمی ہوتی تھی نہ خاتم الاکابر تعلیم و تربیت میں توقف فرماتے تھے۔

اور جب حضور خاتم الاکابر نے حضرت نوری میاں صاحب کو اپنے جیسا بنا دیا تو اجازت عام و خلافت تام عطا فرمائی۔

حضرت نوری میاں صاحب قبلہ نے قرآن کریم، صرف و نحو، فقہ و اصول منطق، حدیث، تفسیر نیک استادوں اور عمدہ عالموں سے پڑھی، علوم ظاہری مولوی شاہ تراب علی صاحب لکھنوی و مولوی فضل اللہ صاحب جلیسری و مولوی نور احمد صاحب بدایونی و مولوی محمد سعید صاحب بدایونی و مولوی عبدالقادر صاحب بدایونی و مولوی فضل رسول صاحب بدایونی و مولوی احمد حسن صاحب صوفی مرادآبادو مولوی حسین شاہ صاحب بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے پڑھے۔ علوم باطنیہ کے اساتذہ میں سرعنوان نام پاک حضور خاتم الاکابر سید شاہ آل رسول احمدی قدس سرہ زینت افزا ہے چھوٹے دادا حضرت سید شاہ غلام محی الدین عرف امیر عالم صاحب قدس سرہ سے اوراد و اشغال خاندانی کی اجازت پائی قواعد فن تکسیر بھی سیکھے۔ حضرت شاہ شمس الحق عرف تنکا شاہ رحمتہ اللہ علیہ مرید و خلیفہ حضور اچھے میاں صاحب قدس سرہ سے بعض فوائد تکسیر و اعمال احضار و دفع جنات اور فن عمل

کے حقائق حاصل فرمائے۔ مفتی سید عین الحسن صاحب بلگرامی اور مولوی احمد حسن صاحب مرادآبادی سے بعض فوائد علم تصوف حاصل فرمائے۔ حضرت حافظ شاہ علی حسین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضور خاتم الاکابر سے اجازت عمل حرز یمانی اور سلسلہ قادریہ منوریہ اور سند تسبیح لی۔

سرکار نور قدس سرہٗ کی ریاضت کا یہ حال تھا کہ ابھی عمر شریف سات برس سے زیادہ نہ تھی کہ حضور خاتم الاکابر کے حکم کے مطابق آپ صوم و خلوت و ذکر و اشتغال میں مصروف رہے۔ اٹھارہ سال تک ذکر جلالی و جمالی و خلوت میں رہے اور سلوک باقاعدہ ختم فرما کر فنائے معنوی سے بقائے حقیقی تک فائز ہوئے۔ دربار نوری کی وہ شان کہ فوائد جلیلہ دینیہ بیان ہو رہے ہیں اور ہر مسئلہ شرعی کو اس اسلوب اور وضاحت سے ارشاد فرمایا جارہا ہے کہ ہر عامی کے ذہن نشین ہو رہا ہے۔ بعض مسائل کی تحقیق میں سوالات روانہ فرمارہے ہیں کبھی خود بھی سفر فرمارہے ہیں۔ کتب تصوف وسلوک وعقائد مطالعہ میں ہیں کبھی ان میں سے مختلف فوائد انتخاب فرمارہے ہیں۔

سرکار نور کے دربار میں ہمیشہ غرباء وفقرا کا مجمع رہتا۔ غرباء کی جماعت ہر وقت باریاب خدمت ہو کر عرض احوال کرسکتی اور کامیاب اٹھتی۔ اکثر غرباء خدام کے مکانوں پر قیام فرماتے قبول دعوت میں ہمیشہ امراء پر غرباء کو ترجیح دیتے۔ امراء جو خاندان کے مرید تھے ہمیشہ کوشش کرتے کہ حضور ان کے مکان پر رونق افروز ہوں لیکن بہت کم ایسا اتفاق ہوتا۔ جن امراء کی بیعت نہ ہوتی ان کے یہاں ہرگز تشریف نہ لے جاتے۔

حضرت سید شاہ ابوالحسین احمد نوری قدس اللہ سرہ العزیز کی تصانیف میں سے:

۱۔ العسل المصطفی فی عقائد ارباب سنۃ المصطفی

۲۔ سوال و جواب

۳۔ اشتہار نوری

۴۔ تحقیق التراویح

۵۔ دلیل الیقین من کلمات العارفین

۶۔ عقیدہ اہل سنت نسبت محاربین جمل و صفین و نہروان

۷۔ لطائف طریقت کشف القلوب

۸۔ النور و البہاء فی اسانید الحدیث و سلاسل الاولیاء

۹۔ سراج العوارف فی الوصایا و المعارف

۱۰۔ الجفر

۱۱۔ النجوم

۱۲۔ تخییل نوری

ان کے علاوہ سرکار نور نے صلوۃ غوثیہ، صلوۃ معینیہ، مجموعہ صلوۃ نقشبندیہ، صلوۃ صابریہ، صلوۃ ابی العلائیہ، صلوۃ مداریہ، صلوۃ الاقربا، صلوۃ الرضیہ الفقراء المارہرویہ وغیرہ شجرے مرتب فرمائے۔ آخری تصنیف حضور کی اسرار اکابر برکاتیہ ہے جو صدہا نکات و اسرار عجیبہ پر مشتمل ہے۔ مجموعہ ہائے اعمال واشغال کا تو کوئی شمار ہی نہیں۔

شنبہ ۱۱ر رجب ۱۳۲۴ھ / ۳۱ر اگست ۱۹۰۶ء تاریخ وصال ہے۔ سال وفات ''خاتم اکابر ہند'' سے نکلتا ہے۔

اعلیٰحضرت فاضل بریلوی امام احمد رضا خان قادری قدس اللہ سرہٗ آپ کے خلیفہ اعظم تھے۔ اھ

حضرت سیدی قطب مدینہ علامہ ضیاء الدین احمد قادری ﷫ تین مرتبہ آپ کی زیارت وصحبت سے مستفیض ہوئے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت شاہ فضل رحمٰن علیہ الرحمہ گنج مرادآبادی

حضرت شاہ فضل رحمٰن گنج مراد آبادی ۲۱ رمضان ۱۲۰۸ھ کو سندیلہ میں پیدا ہوئے آپ کے والد کا اسم گرامی حضرت شاہ اہل اللہ تھا جو حضرت شاہ عبدالرحمٰن لکھنوی کے مرید تھے۔ اور حضرت گنج مراد آبادی کا نام آپ کے والد کے پیر و مرشد نے فضل رحمٰن تجویز فرمایا۔ جس سے آپ کی تاریخ ولادت نکلتی ہے۔ حضرت شاہ فضل رحمٰن گنج مراد آبادی نے مولانا نور الحق بن مولانا انوار الحق فرنگی محلی سے ابتدائی کتب درسیہ لکھنؤ میں پڑھیں اور پھر دہلی کا سفر اختیار کیا۔ جہاں حدیث شریف کی تعلیم حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور حضرت شاہ محمد اسحٰق محدث دہلوی سے حاصل کی۔ آپ کے ہم درس طلبہ میں مرزا حسن علی محدث لکھنوی، مولانا حسین احمد ملیح آبادی اور مولانا عبدالصمد بھی شامل تھے۔ آپ نے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے حدیث مسلسل بالاولیتہ پڑھی اور سند حاصل کی جبکہ مولانا شاہ محمد اسحٰق سے حدیث کی مکمل تعلیم حاصل کی۔ بعد میں آپ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے شہرہ آفاق بزرگ حضرت شاہ محمد آفاق کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سلوک کی تعلیم حاصل کی اور بیعت وخلافت سے سرفراز ہوئے۔ آپ کے مرشد نے آپ کو علامہ محمد ابن جزری کی کتاب حصن حصین پڑھائی اور اس کے پڑھنے اور پڑھانے کی اجازت عطا فرمائی۔ حضرت شاہ محمد آفاق آپ سے بے پناہ محبت فرماتے تھے اور بیشتر آپ کے مرشد نے آپ کی اقتداء میں نماز ادا کی۔

حضرت شاہ فضل رحمٰن گنج مراد آبادی کو علم حدیث سے خصوصی شغف تھا اور معقولات کے شدید مخالف تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ سے ارادت رکھنے والوں نے علم حدیث کے فروغ کی جانب زیادہ توجہ دی۔ مولانا محمد علی مونگیری اپنی کتاب ارشاد رحمانی میں لکھتے ہیں کہ :-

طلب علمی کے زمانہ میں جب میری ملاقات شاہ فضل رحمٰن سے ہوئی تو مجھ سے دریافت فرمایا کہ تم کیا پڑھتے ہو۔ میں نے کہا کہ قاضی مبارک۔ ارشاد ہوا استغفر اللہ۔ نعوذ باللہ قاضی مبارک پڑھتے ہو۔ اس سے کیا حاصل۔ ہم نے فرض کیا کہ منطق پڑھ کر قاضی مبارک کے مثل ہو گئے۔ پھر کیا۔ قاضی مبارک کی قبر پر دیکھو کیا حال ہے؟ کوئی فاتحہ پڑھنے والا بھی نہیں اور ایک بے علم کی قبر پر جاؤ جس کو خدا سے نسبت تھی اس پر کیسے انوار و برکات ہیں۔

مولانا عبدالکریم گنج مراد آبادی فرماتے ہیں حدیث کے مطالعہ سے انبیاء اور اولیاء کے قلوب کے انوار و برکات جو اس میں ہیں قلب پر اثر کرتے ہیں مطالعہ حدیث سے استغفار اور خوف خدا پیدا ہوتا ہے اور خلق خدا کی رہنمائی میں مدد ملتی ہے جبکہ معقولات کے مطالعہ سے کلمات کفریہ زبان سے نکلتے ہیں۔ قلب موٹا پڑتا ہے اور کدورت پروان چڑھتی ہے۔

حضرت شاہ فضل رحمٰن گنج مراد آبادی صحاح ستہ موطا امام مالک اور حصن حصین پڑھانے پر خاص قدرت رکھتے تھے۔ شاہ صاحب کے مجاہدۂ باطنی اور علم و عرفان کی شہرت ایسی عام تھی کہ لوگ دور و نزدیک سے جوق در جوق آپ کی زیارت کے لئے گنج مراد آباد پہنچا کرتے تھے۔ تذکرہ علماء ہند کے مصنف مولانا رحمان علی لکھتے ہیں کہ حضرت مولانا کے اوصاف حمیدہ اور خصائص پسندیدہ ایسے نہیں ہیں کہ زبان بریدہ قلم بے بنیاد کاغذ پر ان میں سے تھوڑے بھی لکھ سکے۔ اور انسان ضعیف البیان کی کیا مجال ہے

کہ ان کا عشر عشیر بھی بیان کر سکے۔

حضرت شاہ ماما میاں قادری چشتی پیلی بھیتی (نبیرۂ حضرت محدث سورتی) نے اپنی کتاب سوانح حیات اعلیٰ حضرت بریلوی میں لکھا ہے کہ عظیم البرکت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی ۱۳۱۱ھ میں پہلی مرتبہ حضرت مولانا فضل رحمٰن گنج مرادآبادی کی زیارت کے لئے گنج مرادآباد تشریف لے گئے تھے اس سفر میں آپ کے ہمراہ مولانا وصی احمد محدث سورتی علیہ الرحمہ، مولوی حکیم خلیل الرحمٰن خان تلمیذ، مولوی لطف اللہ علی گڑھی، قاضی خلیل الدین حسن رحمانی المعروف حافظ پیلی بھیتی، اور استاذ الزمن مولانا احمد حسن کانپوری شامل تھے۔ اس زمانہ میں ریل گنج مراد آباد کے لئے نہیں چلی تھی۔ ہردوئی، اناؤ یا بالامئو سے لوگ بیل گاڑی میں بیٹھ کر جایا کرتے تھے۔ اعلیٰحضرت اپنے احباب کے ساتھ بالامئو اسٹیشن سے بیل گاڑی کے ذریعہ گنج مرادآباد تشریف لے گئے۔ حضرت شاہ فضل رحمٰن کو آپ کی آمد کی اطلاع مل چکی تھی۔ لہذا آپ نے مریدین کے ساتھ قصبہ سے باہر تشریف لاکر اعلیٰحضرت کو خوش آمدید کہا۔ تین دن سے زائد اعلیٰ حضرت گنج مرادآباد میں مقیم رہے۔ اس ملاقات کا تذکرہ شاہ فضل الرحمٰن کے موجودہ سجادہ نشین مولانا افضال الرحمٰن نے اپنی تالیف ''افضال رحمانی'' میں بھی کیا ہے۔ اور ملاقات کی تاریخ ۲۹/ شعبان ۱۲۹۲ھ بیان کی ہے۔

شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی کا وصال ۲۲/ ربیع الاول ۱۳۱۳ھ میں تقریباً ۱۰۵ سال کی عمر میں ہوا۔ گنج مرادآباد میں آپ کا مزار آج بھی مرجع عقیدت ہے اور ہر سال عرس منعقد ہوتا ہے۔ جس میں دور دراز سے ہزاروں عقیدت مند شرکت کرتے ہیں۔ حضرت شاہ فضل الرحمٰن کے تلامذہ میں ممتاز اسمائے گرامی یہ ہیں۔ مولانا عبدالکریم گنج مرادآبادی۔ مولانا

محمد علی مونگیری، مولانا احمد میاں گنج مراد آبادی، مولانا وصی احمد محدث سورتی، مولانا ابو سعید رحمانی فتح پور ہسوہ، مولانا ابرار احمد رحمانی رئیس اعظم مراد آباد، حضرت مولانا قادر علی راپموری، جد امجد مولانا ہدایت رسول راپموری۔ پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری، مولانا دیدار علی محدث الوری لاہوری، مولانا ظہور الاسلام فتحپوری، مولانا تجمل حسین بہاری۔ ۲ھ

حضرت سیدی و مرشدی شیخ ضیاء الدین احمد قادری قدس اللہ سرہٗ آپ کے آخری ایام میں آپ کی زیارت سے بہرہ ور ہوئے اور آپ کی نماز جنازہ میں شرکت کی سعادت بھی حاصل فرمائی حضرت سیدی قدس سرہٗ آپ کے زہد و تقویٰ کے بے حد مداح تھے آپ ہی کی عقیدت و محبت کی بنا پر اپنے لخت جگر کا نام آپ کے نام پر فضل الرحمٰن منتخب فرمایا۔

اللہ اللہ

قد و قامت مبارک (ﷺ)

قدِ بے سایۂ سایۂ مرحمت
ظلِ ممدودِ رافت پہ لاکھوں سلام
طائرانِ قدس جس کی ہیں قمریاں
اس سہی سرو قامت پہ لاکھوں سلام
جس کے آگے سرِ سروراں خم رہیں
اُس سرِ تاجِ رفعت پہ لاکھوں سلام

(حدائق بخشش۔امام احمد رضا خان قادری)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سید محمد مصطفیٰ ماء العینین قدس اللہ سرہ العزیز

سید ابوالانوار سیدی محمد مصطفیٰ ماء العینین بن محمد فاضل بن مامین الحسنی الادریسی الشنقیطی القلقمی ۱۲۲۶ھ/۱۸۳۰ء کو قبیلہ القلاقمہ جو کہ عرب شنقیط میں سے ہے شہر ''حوض'' میں پیدا ہوئے۔ ملوک مغرب کے وفد کے ہمراہ حج کے لئے سفر کئے۔ آپ ان سے بہت راضی تھے۔

تمام زندگی حدیث شریف کی خدمت میں مشغول رہے۔ نعت اور سیرت پر آپ کو بہت ملکہ حاصل تھا۔ علم خواص الاسماء والجدول اور الدوائر والاوفاق میں اس وقت آپ سے بڑھ کر اور کوئی جاننے والا نہ تھا۔ سرالحروف میں امامت کے درجہ پر فائز تھے۔ آپ سے علم حاصل کرنے کے لئے لوگ جوق در جوق آتے تھے۔ علم شریعت وطریقت میں اپنی مثال آپ تھے اور اس وقت سیاسی وسعت میں بے مثال تھے۔

آپ کی بہت ساری مؤلفات ہیں۔ ان میں سے چند ایک کے اسماء مندرجہ ذیل ہیں۔

۱) شرح رموز الحدیث

۲) نعت البدایات وتوصیف النہایات

۳) تبیین الغموض علی النظم المسمی بنعت العروض

۴) مغری الناظر والسامع علی تعلم العلم النافع

۵) مبصر المتشوف فی التصوف

۶) دلیل الرفاق علی شمس الاتفاق ۔۳ اجزاء

۷) مذھب الخوف علی داعوات الحروف

۸) المرافق علی الموافق

۹) مفید الحاضر والبادیۃ

۱۰) مجموع جو کہ ان رسائل پر مشتمل ہے۔

ا) قرۃ العینین فی الکلام علی الرویۃ فی الدارین

ب) الایضاح بعض الاصطلاح

ج) ما یتعلق بمسائل التیمم

د) سبل المرتقی فی الحث علی التقی

ھ) فاتق الرتق علی راتق الفتق

اس وقت فرانسی اور اسپانی استعمارین جو مغرب میں موجود تھے ان کے ساتھ مقابلہ کرنے کے بہت سے مقام ومواقع تھے۔ مغربی عوام نے آپ پر بھرپور اعتماد کیا، یہ آپ کی زندگی کا آخری سال تھا۔ آپ نے جہاد کی قیادت سنبھال لی۔ فوج جمع کی جس میں آپ کے تلامذہ اور آپ سے وابستہ لوگ تھے۔ الرقیبات، دلیم، ابی السباع، التکنہ والشلوح اور السوس کے تمام قبائل شامل تھے۔ آپ نے فاس کی طرف رخ کیا جو اس وقت دارالخلافہ تھا محاذ جنگ کا معائنہ کیا۔ سمندر کے کنارے انچائی پر محاذ قائم کیا اور فوج کو جنگ کرنے کا حکم دیا۔

فرانسیوں نے اپنے سخت ترین دشمن سیدی ماء العینین رضی اللہ عنہ کی طرف ارعاجیوں کو دار الیضا روانہ کیا، پھر جب سیدی تادلہ پہنچے تو فرانسیوں نے رات کے اندھیرے میں آپ پر حملہ کردیا اور آپ کو گھیرے میں لے لیا مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کی حفاظت فرمائی۔ اس وجہ سے فرانسیوں اور اہل تادلہ کے درمیان جنگ چھڑ گئی۔ اسی دوران آپ بیمار ہو گئے تو شہر تزنیت کا سفر کیا۔ جو جنوب اغادیر سے ۹۵ کلومیٹر اور افنی سے ۲۰ کلومیٹر دور ہے۔ ۱۳۲۸ھ/۱۹۱۰ء میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔ رضی اللہ عنہ ۵۳

آپ کی اولاد میں سے سید احمد الحبیہ، الشیخ المحمۃ، الشیخ امر بیہ ربوزیادہ معروف ہیں۔ حضرت شیخ احمد الشمس قادری شنقیطی آپ کے شاگرد، مرید و خلیفہ اور داماد تھے جو محدث حجاز کے لقب سے معروف تھے، حجاز مقدسہ کے اکثر محدثین آپ کے تلامذہ میں سے ہیں۔

قطب مدینہ سیدی ضیاء الدین احمد قادری قدس اللہ سرہ النورانی اور حضرت سید کامل مہدی مغربی بھی آپ کے شاگردوں اور خلفاء میں سے ہیں۔

سیدی قطب مدینہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ جب پہلی مرتبہ ۱۲۹۵ھ میں حج کے لئے گئے تو مکہ شریف میں آپ کی سیدی ماء العینین سے ملاقات ہوئی تھی۔"

اللہ اللہ

پسینہ مبارک (ﷺ)

شبنم باغِ حق یعنی رُخ کا عرق
اس کی سچی براقت پہ لاکھوں سلام

بھینی بھینی مہک پر مہکتی درود
پیاری پیاری نفاست پہ لاکھوں سلام

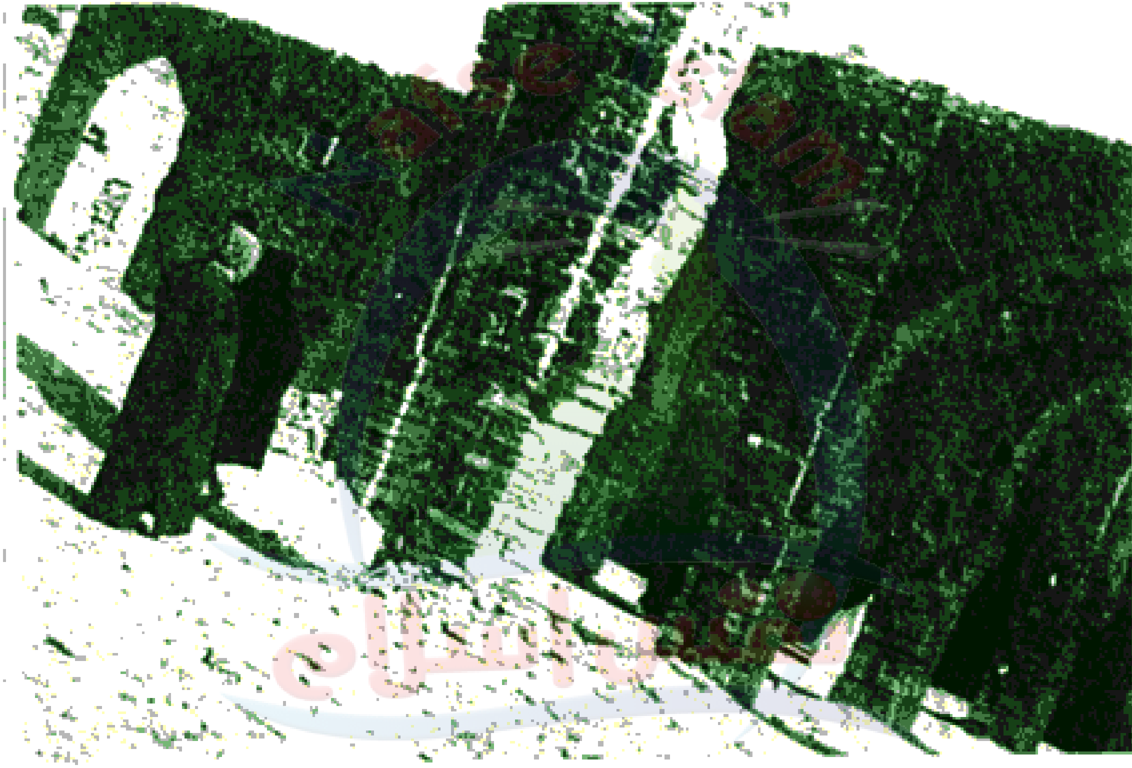
(حدائق بخشش۔ امام احمد رضا خاں قادری)

مصطفى بن محمد فاضل « ماء العينين »

اللوحة مستعارة من مجلة « صحراء المغرب » ويقرأ السطران الأخيران منها : كوتبه عبيد ربه وأسير ذنبه ماء العينين بن شيخه الشيخ محمد فاضل بن مأمين غفر الله لهم وللمسلمين آمين . أواخر رجب الفرد عام ١٣٠٢ .

المباني (كما وصفها في مقدمة الشرح) رأيته في الخزانة العامة بالرباط « د ٣٨٤ » واسمه على هذه النسخة « محمد مصطفى الشريف الحسني الإدريسي الملقب ماء العينين » (١) .

تحریر حضرت محمد مصطفیٰ ماء العینین قدس اللہ سرہ العزیز



زاوية الشيخ ماء العينين : بقايا المسجد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

غوث الاسلام والمسلمین پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی قدس اللہ سرہ العزیز

ماہ شریعت مہر طریقت حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی ابن حضرت مولانا پیر سید نذر الدین شاہ قدس سرہما یکم رمضان ۱۲۷۵ھ/۱۸۵۹ء بروز سوموار گولڑہ شریف ضلع راولپنڈی میں پیدا ہوئے۔ آپ کا سلسلہ نسب ۲۵ واسطوں سے حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ اور ۳۶ واسطوں سے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔

قرآن مجید پڑھنے کے بعد مولانا غلام محی الدین ہزاروی سے کافیہ تک کتابیں پڑھیں، پھر بھوئی ضلع راولپنڈی میں مولانا محمد شفیع قریشی کے مدرسہ میں داخل ہوئے اور نحو و اصول کی متوسط کتب کے علاوہ منطق میں قطبی پڑھی، بعد ازاں اکثر و بیشتر کتب انگہ ضلع سرگودھا میں مولانا سلطان محمود سے پڑھیں اور کانپور میں مولانا احمد حسن کانپوری کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت مولانا احمد حسن کانپوری سفر حرمین طیبین کے لئے تیار تھے، اس لئے آپ نے استاذ الکل مولانا لطف اللہ علی گڑھی کی خدمت میں حاضر ہو کر معقول اور ریاضی کی کتب عالیہ کا درس لیا۔ مولانا احمد علی سہارنپوری محشی بخاری سے درس حدیث لیا اور ۱۲۹۵ھ/۱۸۷۸ء میں سند حدیث حاصل کی۔ سلسلہ عالیہ چشتیہ میں حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہٗ کے دست اقدس پر بیعت ہوئے اور خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے۔

تکمیل علوم کے بعد ایک عرصہ تک درس و تدریس کے ذریعہ تشنگان

علوم کو سیراب کیا۔ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قدس اللہ سرہ کے نظریہ وحدۃ الوجود کے زبردست حامی اور مبلغ تھے، اس سلسلے میں علامہ اقبال کا ایک مکتوب بڑی اہمیت رکھتا ہے:۔

لاہور ۸/ اگست ۱۹۳۳ء

مخدوم ومکرم حضرت قبلہ ۔ السلام علیکم

جناب کی وسعت اخلاق پر بھروسہ کرتے ہوئے یہ چند سطور لکھنے کی جرأت کرتا ہوں کہ اس وقت ہندوستان بھر میں کوئی اور دروازہ نہیں جو پیش نظر مقصد کے لئے کھٹکھٹایا جائے۔

میں نے گذشتہ سال انگلستان میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر ایک تقریر کی تھی جو وہاں کے اداشناس لوگوں میں بہت مقبول ہوئی، اب پھر ادھر جانے کا قصد ہے اور اس سفر میں حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر کچھ کہنے کا ارادہ ہے، نظر بایں حالات چند امور دریافت طلب ہیں، جناب کے اخلاق کریمانہ سے بعید نہ ہوگا اگر ان سوالوں کا جواب شافی مرحمت فرمایا جائے۔

۱۳۰۷ھ/۱۸۹۰ء میں حرمین شریفین کی زیارت کے لئے گئے تو حضرت خواجہ عبد الرحمن چھوہروی قدس سرہ آپ کے ہمراہ تھے۔ مکہ مکرمہ میں مولانا رحمت اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بانی مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ سے ملاقات ہوئی تو وہ آپ کے علم وفضل سے بہت متاثر ہوئے۔ مولانا محمد غازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نائب مدرس مدرسہ صولتیہ آپ کے علم وفضل و کمال کے اتنے گرویدہ ہوئے کہ ہمیشہ کے لئے گولڑہ شریف آ گئے۔

مدینہ طیبہ کے سفر میں وادی حمراء میں ڈاکوؤں کے خطرے کی بنا پر حضرت، عشاء کی سنتیں ادا نہ کر سکے، خواب میں حضور سید عالم ﷺ کے جمال جہاں آرا سے مستفیض ہوئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

''آلِ رسول را نباید کہ ترک سنت کند''

حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی قدس اللہ سرہٗ نے عمر بھر شریعت وطریقت کی بے مثال خدمات انجام دیں، مسلک اہل سنت کی حمایت اور بد مذہبوں کی سرکوبی پر خاص طور پر توجہ فرمائی، مولانا فیض احمد گولڑوی لکھتے ہیں:۔

''حضرت نے امکان کذب باری تعالیٰ کو محال، علم غیب عطائی اور سماع موتے کو برحق اور ندائے یا رسول اللہ (ﷺ) زیارت قبور، توسل و استمداد انبیاء و اولیاء علیہم السلام اور ایصال ثواب کو جائز قرار دیا۔''

آپ کی مساعی جمیلہ نے فتنہ قادیانیت کی سازشوں پر پانی پھیر دیا۔ ۱۳۱۷ھ/ ۱۹۰۰ء۔ ۱۸۹۹ء میں آپ نے شمس الہدایہ لکھ کر حیات مسیح علیہ السلام پر زبردست دلائل قائم کئے، مرزا قادیانی ان دلائل کا جواب تو نہ دے سکے البتہ مناظرے کا چیلنج دے دیا۔ ۲۵ رجولائی ۱۹۰۰ء کی تاریخ برائے مناظرہ طے پائی۔ حضرت پیر صاحب اور علماء کی بہت بڑی جماعت مقررہ تاریخ پر شاہی مسجد لاہور میں پہنچ گئی لیکن مرزائے قادیانی کو سامنے آنے کی جرأت نہ ہو سکی۔ اس خفت کو مٹانے کے لئے ۱۵ ردسمبر ۱۹۰۰ء کو سورہ فاتحہ کی تفسیر اعجاز المسیح کے نام سے عربی زبان میں شائع کی جس کے بارے میں مرزا کذاب یہ تاثر دے رہے تھے یہ الہامی تفسیر ہے، حضرت پیر صاحب نے ۱۹۰۲ء میں سیف چشتیائی لکھ کر شائع فرما دی جس میں مرزا صاحب کی عربی دانی کی قلعی کھول دی اور قادیانی دعووں کی دھجیاں بکھیر دیں، یہ کتاب آج تک لاجواب ہے۔

اسی طرح جب وہابیت نے پر پرزے نکالنے شروع کئے اور سواد اعظم اہل سنت کے خلاف ریشہ دوانیاں شروع کیں تو آپ نے ان کا سختی سے محاسبہ فرمایا، مولوی عبد الاحد خانپوری وہابی، آپ کی وہابیت کش پالیسی پر

بڑے برہم رہتے تھے چنانچہ انہوں نے ایک رسالے میں دس علمی سوال لکھ کر حضرت کو جواب دینے کی دعوت دی۔ آپ نے الفتوحات الصمدیہ میں ان سوالات کے جوابات دے کر بارہ سوالات اپنی طرف سے پیش کئے جن کا جواب مولوی عبدالاحد خانپوری بلکہ ان کی تمام جماعت سے نہ بن سکا۔ اعلاء کلمۃ اللہ (نذر و نیاز، سماع موتی، استمداد وغیرہ مسائل پر لاجواب کتاب) بھی اسی سلسلے کی کڑی ہے۔

تقویۃ الایمان میں مولوی اسمٰعیل دہلوی کی روش پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

''الحاصل کاملین کی ارواح اور بتوں میں ظاہر و باہر فرق ہے لہذا بتوں کے بارے میں وارد ہونے والی آیات کو انبیاء و اولیاء پر چسپاں کرنا جیسا کہ ''تقویۃ الایمان'' میں، قبیح تحریف اور بدترین تخریب ہے۔''

آپ کے خلاف وہابیوں کے مشتعل ہونے کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ آپ نے سیف چشتیائی میں مدعیان نبوت کا ذکر کرتے ہوئے مسیلمہ کذاب اور مرزائے قادیانی کے ساتھ ساتھ محمد بن عبدالوہاب نجدی کو بھی شمار کر دیا تھا۔

حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی شریعت و طریقت کے راہنما تھے۔ انہوں نے ملکی سیاست میں حصہ نہیں لیا لیکن جب تحریک خلافت اٹھی تو آپ نے کسی کی پرواہ کئے بغیر شرعی نقطۂ نظر کو وضاحت سے پیش کیا، ترکی سلطنت کو خلافت اسلامیہ کا درجہ نہیں دیتے تھے تاہم آپ کی تمام ہمدردیاں ترکی مسلمانوں کے ساتھ تھیں چنانچہ طرابلس اور بلقان کی جنگ کے موقع پر گھر کے زیورات اور اصطبل کے گھوڑے تک فروخت کر کے قیمت چندہ میں دے دی تھی۔ تحریک ہجرت کے بارے میں فرمایا کہ اس غیر شرعی ہجرت کا نتیجہ

خراب نکلے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ آپ نے ذبیحۂ گاؤ کی ممانعت کو ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا، کانگرسی لیڈروں نے جب انگریز سے ترک موالات پر زور دیا تو فرمایا:

یہود اور مشرکین کی عداوت قرآن شریف میں صراحۃً مذکور ہے پس ترک موالات ہندو اور انگریز اور یہود سب سے ہونی چاہئے تفریق اور ترجیح بلا مرجح (یعنی انگریز سے مقاطعہ اور ہندو سے دوستی) ٹھیک نہیں ہے۔

آپ کی محققانہ تصانیف کے نام یہ ہیں:۔

۱۔ سیف چشتیائی
۲۔ شمس الہدایہ
۳۔ تحقیق الحق
۴۔ بجالہ بردوسالہ
۵۔ الفتوحات الصمدیہ
۶۔ اعلاء کلمۃ اللہ فی بیان ما اہل بہ لغیر اللہ
۷۔ فتاوی مہریہ

۲۹/ صفر، ۱۱/ مئی (۱۳۵۶ھ/ ۱۹۳۷ء) بروز سہ شنبہ آپ کا وصال ہوا، گولڑہ شریف میں آپ کے مزار مبارک کا گنبد دور سے دعوت نظارہ دیتا ہے، ہر سال آپ کے عرس کے علاوہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا عرس بڑی عقیدت سے منایا جاتا ہے۔ [۵۳]

حضرت سیدی قطب مدینہ ضیاء الملت والدین قدس اللہ سرہ حضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بہت تعریف فرمایا کرتے۔ فرماتے!

''حضرت قبلہ عالم پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے درس تصوف میں فقیر حاضر ہوتا رہتا تھا، آپ کو فصوص الحکم اور فتوحات مکیہ کی شرح میں درجۂ کمال حاصل تھا، مثنوی شریف پڑھنے کا خوب انداز تھا، ظاہری و باطنی علوم کے عالم تھے ایسے صوفی دنیا میں کم دیکھنے میں آتے ہیں۔ سیدنا اعلیٰحضرت عظیم البرکت رضی اللہ عنہ کی

مجالس میں حضرت پیر صاحب کا تذکرہ ہوتا رہتا تھا۔ سیدنا اعلٰحضرت ﷺ مرزا قادیانی کذاب کے رد میں آپ کے مجاہدانہ کارناموں سے بےحد خوش تھے۔"

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

عرض: حضور دعا کے وقت اگر کسی شخص کے ہاتھ سردی کی وجہ سے ڈھکے رہیں تو کیسا ہے؟

ارشاد: ایک بزرگ شاید حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے دعا میں سردی کے سبب صرف ایک ہاتھ نکالا تھا الہام ہوا ایک ہاتھ اٹھایا ہم نے اس میں رکھ دیا جو رکھنا تھا دوسرا اٹھاتا تو اسے بھی بھر دیتے۔

عرض: دعا ہر وقت مقبول ہوتی ہے؟

ارشاد: حدیث شریف میں ہے اللہ تعالٰی حیا والا کرام والا ہے اس سے شرم فرماتا ہے کہ اس کا بندہ اس کی طرف ہاتھ اٹھائے اور انہیں خالی پھیر دے اور فرمایا جو دعا نہ مانگے اللہ تعالٰی اس پر غضب فرماتا ہے۔

(ملفوظات۔امام احمد رضا خاں قادری)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی خاتم النبیین ورحمۃ للعالمین وعلی آلہ وعترتہ الطاہرین

واصحابہ الکرام ذوی التعظیم والتکریم من الآن الی یوم الدین اما بعد رسالہ انوار قادریہ میری نظر سے گذرا

جو کہ شائقین و معتقدین [illegible] کے لئے مفید اور [illegible] اہل السنت کو عموماً بوجہ شرف [illegible] ذکر کرامات

عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین مفید و موجب خیر و برکت ثابت ہوا ہے۔ جزی اللہ المصنف [illegible] خیرا

[illegible] کہ موجب [illegible] سر حلقہ اولیاء فی الآفاق والاسماء عالیجناب سیدنا عبد القادر الجیلی الحسنی الحسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کا ذکر خیر [illegible] غالباً [illegible] خاتم الولایۃ المحمدیہ شیخ اکبر قدس سرہ الاطہر فتوحات کے

باب [illegible] میں لکھتے ہیں (ومنہم رضی اللہ عنہم رجل واحد وقد تکون امرأۃ فی کل زمان آیتہ (وہو القاہر

فوق عبادہ) [illegible] علی کل شیء [illegible] مقام [illegible]

[illegible] شیخنا عبد القادر الجیلی ببغداد کانت لہ الصولۃ والاستطالۃ بحق

علی الخلق [illegible] سیدنا عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

[illegible] (وہو القاہر فوق عبادہ)

[illegible] افراد [illegible]

(سیدنا عبد القادر [illegible] افراد اور [illegible]

اولیاء افراد سے [illegible] دائرہ قطب سے [illegible]

[illegible] جن کو [illegible] اپنا اور غیر کا

جب عالیجناب سیدنا عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ [illegible] خضر علیہ السلام کی مانند [illegible]

[illegible]

آپ کی شان کیا ہوگی واللہ اعلم [illegible] عبادہ [illegible] کل [illegible] علیم [illegible]

والحمد للہ اولاً و آخراً

[illegible] مہر [illegible]

علی

شاہ [illegible]

[illegible] ۱۳ [illegible]

رسالہ انوار قادریہ پر حضرت پیر مہر علی شاہ علیہ الرحمہ کی تقریظ

[illegible]

چنانچه در سفر مدینه طیبه علی صاحبها الصلوة والسلام بمقام [illegible] وادی [illegible]

[illegible] باعث اضطراب [illegible] گشت

[illegible] جناب مولوی [illegible] در این سفر مبارک مشغول تعلیم و تعلم [illegible]

[illegible] مولوی رحمت الله صاحب مرحوم و مغفور [illegible]

[illegible] رفاقت بخشیدند [illegible] بخواب [illegible]

[illegible] سرور عالم فداه روحی صلی الله علیه وسلم جبه عربی سیاه فام [illegible]

[illegible]

[illegible] آن رسول را نباید که ترک سنت کنند [illegible] ساق مبارک [illegible]

[illegible] گریان و زاری کنان [illegible] الصلوة والسلام علیک یا رسول الله

[illegible]

آن رسول را نباید که ترک سنت کنند [illegible] سه بار مکرر در سوال و جواب [illegible]

[illegible] یا رسول الله [illegible]

[illegible] رسول الله [illegible]

[illegible]

[illegible]

حضرت سید پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وادی حمرا کے واقعہ کے متعلق تحریر

[illegible] در [illegible] الست [illegible] ست — [illegible] ساغر [illegible] ام [illegible] بادہ [illegible] ام
[illegible] بالعشق [illegible] ام

مستم [illegible] جاں [illegible] — [illegible] شوق [illegible] ام
شوق [illegible] — [illegible] شمع [illegible] پروانہ ام
[illegible] عشق [illegible] — چشم [illegible] زلف [illegible] ام
[illegible] از صورت [illegible] — تا [illegible] جا [illegible] ام

الغیر

نخستین بادہ کاندر جام کردند — مراد عشق [illegible] آں [illegible] کردند
ہویدا شد [illegible] صورت حق — بآں صورت جہاں را [illegible] کردند
ہمیں بانسبت تعیّن ازاں رو — مقامش را [illegible] انجام کردند
[illegible] الغیب — [illegible] ازل [illegible] کردند
چو [illegible] مستیہا [illegible] — حریفاں مستی از من وام کردند
حقیقت [illegible] مستور از نظر بود — [illegible] کردند
[illegible] موج دریا [illegible] — [illegible] کردند
[illegible] رمز [illegible] تحقیق [illegible] — محمد [illegible] انجام کردند

اللھم صل وسلم وبارک [illegible] علی سیدنا محمد [illegible]

حضرت سید پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک
سے تحریر شدہ دو غزلیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجاہد اعظم شیخ عمر المختار قدس اللہ سرہٗ

عمر بن مختار بن عمر، البلنان کے قبیلہ ''المنفہ'' جو کہ بادیہ برقہ کے قبائل سے ہے کی ۱۲۷۵ھ/۱۸۵۸ء میں ولادت ہوئی۔ آپ طرابلس المغرب کے ان مشہور مجاہدین میں سے تھے جو اٹلی استعمار کے خلاف جہاد میں مصروف رہے، زاویہ سنوسیہ جغبوب میں تعلیم حاصل کی اور اپنے مرشد محمد المہدی الادریسی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ''زاویۃ القصور'' جو کہ المرج کے قریب جبل الاخضر میں واقع ہے میں مقیم ہو گئے۔ ۱۳۱۷ھ میں آپ کے ساتھ سوڈان کا رخ کیا، وہاں زاویہ ''کلک'' کا سجادہ آپ کے سپرد ہوا، ۱۳۲۱ھ تک وہیں مقیم رہنے کے بعد برقہ واپس ہوئے اور زاویہ ''القصور'' کے شیخ المشائخ مقرر ہوئے۔ ۱۳۲۹ھ میں اٹلیوں نے شہر بن غازی پر حملہ کر دیا تو شیخ عمر مختار مجاہدین کی صف اول میں تھے، جنگ طول پکڑ گئی، آپ اٹلیوں پر برابر حملے کرتے رہے، المختار کا علاقہ محفوظ و مضبوط تھا۔ جب ۱۳۳۲ھ میں اٹلوی اور طرابلسی تھک گئے، اور طرابلس و برقہ کے عمائدین میں اختلافات پیدا ہو گئے تو پھر دوبارہ اٹلیوں کے ساتھ جنگ چھڑ گئی اور ادریسیوں نے اس سے اپنا دامن بچا لیا تو عمر المختار نے ''الجبل الاخضر'' کی قیادت سنبھال لی تو وہاں تمام قبائل جمع ہو گئے اور تمام سرداران قبائل نے آپ کو باتفاق قائد اعظم اور مجاہدین کا کمانڈر انچیف منتخب کیا۔ اٹلی کی فوجیں حملہ آور ہوئیں تو آپ نے ان کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور بہت سا مال غنیمت حاصل ہوا، جس میں جنگی آلات اور دیگر

خوردونوش کا بے بہا سامان تھا۔ بہت سے معرکے ہوئے جن میں سے زیادہ مشہور الرحیبۃ و عقیرۃ المطورۃ اور کرصۃ ہیں یہ جبل الاخضر کے علاقوں کے نام ہیں ان ہی علاقوں میں یہ معرکے واقع ہوئے۔ اٹلی فوج کے کمانڈر غراسیانی (GRAZIANI) نے اپنے ایک بیان میں کہا کہ سید عمر المختار اور ان کی فوجوں کے درمیان بیس (۲۰) ماہ میں دوسو تریسٹھ (۲۶۳) معرکے ہوئے۔ یہ ان معرکوں کے علاوہ ہیں جو بیس (۲۰) برس پہلے عمر المختار سے ہوتے رہے جن کی کسی کو خبر بھی نہ تھی۔ آپ جبل الاخضر کے ان اہم ترین پچاس اشخاص میں سے تھے جو اکثر مواقع پر دشمنوں کے راز فاش کرتے تھے۔

اٹلی فوجوں نے اچانک ایک زبردست حملہ کر کے آپ کو محاصرہ میں لے لیا آپ کے اکثر ساتھی شہید ہوئے بعض بچنے میں کامیاب ہو گئے، آپ کا گھوڑا قتل کر دیا گیا اور خود شدید زخمی ہوئے شیخ عمر المختار قیدی بنائے گئے لیکن پہچانے نہ گئے بعد میں شناخت ہوئے اور ''سوسہ'' بھیج دیئے گئے، پھر بحری راستے سے بن غازی لے گئے چار (۴) دن قید رکھا، آپ سے آپ کے کارناموں کے بارے میں پوچھ گچھ کی، بے خوف وخطر، ترکی بہ ترکی جواب دیتے رہے۔ ۱۳۵۰ھ/۱۹۳۱ء کو بن غازی کے مرکز ''سلوق'' میں پھانسی پر لٹکا کر شہید کر دیا گیا، رحمۃ اللہ علیہ آپ کے بے شمار کارنامے ہیں، شوقی اور مطران دونوں شاعروں نے آپ کی بہت مداح کی۔ ۵۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت علامہ سید عبدالرحمٰن کیلانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید عبدالرحمٰن بن علی بن سلمان قادری نقیب اشراف بغداد یکم رجب ۱۲۶۱ھ/۱۸۴۵ء کو محلہ باب الشیخ میں پیدا ہوئے۔ شیخ عبدالرزاق حلاویہ، شیخ عیسیٰ افندی بندنیجی و محدث داؤد اور شیخ عبدالسلام، مدرس حضرہ جیلانیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اخذ علوم فرمائے۔ اور پھر ۱۲۸۱ھ میں مفتی سید اسحاق افندی کے پوتے علامہ سید عبدالنافع دفتر دار اور ۱۲۹۰ھ میں محدث شام علامہ عبدالغنی الغنیمی سے سند اجازت حاصل فرمائی۔ آپ کو علم و فضل کی وجہ سے بغداد میں مجلس تمیز کا رکن منتخب کیا گیا سید سلمان نقیب کی رحلت کے بعد ۱۳۱۵ھ میں نقیب الاشراف اور طریقہ عالیہ قادریہ کے شیخ مقرر ہوئے۔ ۱۳۳۸ھ/۱۹۲۰ء کو عراق کے عبوری وزیر اعظم بنائے گئے اور ۱۹۲۱ء میں ملک فیصل بن حسین کے تخت نشین ہونے کے بعد مستعفی ہوئے۔ صفر ۱۳۴۱ھ/۱۹۲۲ء کو پھر انہی ایام میں دوسری مرتبہ ملک فیصل نے آپ کو ملک میں وزارت قائم کرنے کے لئے مقرر کیا اور تیسری مرتبہ آخر ستمبر ۱۹۲۲ء میں اس عہدہ پر فائز ہوئے اور وزارت تشکیل دی۔ ملک فیصل نے آپ کو عراق اور برطانیہ کے درمیان معاہدہ کرنے کے لئے مقرر کیا تو آپ نے بڑے احسن طریقہ سے کامیابی حاصل کی۔

سید عبدالرحمٰن نے حضرہ جیلانیہ کی گرانقدر خدمات انجام دیں عمارت کی توسیع اور دینی مدارس تعمیر کرائے، وضو کے لئے پانی کا تالاب بنوایا

اور لنگر خانہ کو وسعت دی فقراء و مساکین کے کھانے پینے کے علاوہ ان کے وظائف مقرر کئے اور ہر فلاح و بہبود کے کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا آپ نے پوری زندگی دین وملک کی خدمت کے لئے وقف کر رکھی تھی ۔ ۱۳ شوال ۱۳۴۵ھ/۱۹۲۶ء کو وصال ہوا اور حضرہ قادریہ میں دفن کئے گئے ۔ آپ کی تصنیفات میں سے الفتح المبین فی الرد تریاق المحبین، رسالہ فی الادب، ومساجلات مع السید حیدر علی ہیں ۔

حضرت نقیب صاحب عظیم اور منفرد شخصیت کے مالک تھے آپ کی وفات پر عراق کے علاوہ اسلامی دنیا خصوصاً افغانستان وہندوستان اور مراکش وغیرہ میں ایصال ثواب کے لئے فاتح خوانی کی مجالس قائم کی گئیں ۔ ۵۶

ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ

عرض : خدا ﷻ اور رسول ﷺ کی محبت کس طرح دل میں پیدا ہو۔

ارشاد : تلاوت قرآن مجید اور درود شریف کی کثرت اور نعت شریف کے صحیح اشعار خوش الحانوں سے بکثرت سنے اور اللہ ورسول ﷻ ﷺ کی نعمتوں اور رحمتوں میں جو اس پر ہیں غور کرے۔ ایک روز خاکسار کچھ استفتے سنا رہا تھا اور حضور جوابات ارشاد فرماتے جاتے ایک کارڈ پر اسم جلالت لکھ گیا اس پر ارشاد فرمایا یاد رکھو کہ میں کبھی تین چیزیں کارڈ پر نہیں لکھتا۔ اسم جلالت اللہ اور محمد اور احمد اور نہ کوئی آیۃ کریمہ مثلاً اگر رسول ﷺ لکھتا ہے تو یوں لکھتا ہوں حضور اقدس علیہ افضل الصلاۃ والسلام یا اسم جلالت کی جگہ مولیٰ تعالیٰ۔

(ملفوظات۔امام احمد رضا خاں قادری)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت علامہ سید محمود حسام الدین جیلانی قدس اللہ سرہٗ

نقیب الاشراف حضرت علامہ سید محمود بن سید عبد الرحمٰن بن سید علی ۱۲۸۰ھ/۱۸۶۳ء کو فضیلت والے گھرانے میں پیدا ہوئے، سات برس کی عمر میں قرآن کریم پڑھ لیا پھر کاظمیہ میں، جامع امام ابی یوسف میں فاضل اجل حضرت علامہ القرہ طاغی کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا پھر منورہ خاتون کے مدرسہ میں شیخ عبد الوہاب النائب سے سند حدیث حاصل کی پھر حضرۃ جیلانیہ میں شیخ عبد السلام اور دیگر علماء کے علاوہ علامہ مولوی غلام رسول ہندی سے خوشہ چینی فرماتے رہے اور جملہ علوم نقلیہ وعقلیہ میں مہارت تامہ حاصل کی۔ آپ عالم و فاضل، زاہد و عابد، پاکباز، خیر اور بھلائی کے خواہاں فعال زندگی بسر کرنے والی شخصیت تھے۔ مدرسہ حضرہ قادریہ کی آپ نے بہترین طریقہ پر رہنمائی فرمائی۔

۱۳۲۵ھ کو ''الحزب المحمدی'' میں شامل ہوئے، آپ کو نگران اعلیٰ النقیب الکبیر عبد الرحمٰن افندی کا اعتماد وجاہت حاصل تھی، اتحادیوں کو ختم کرنے میں بڑا کردار ادا کیا ''الحزب المحمدی'' کے سرپرست کی حیثیت سے ملک کے خلاف ہر سازش کا ڈٹ کر مقابلہ کیا، آپ کو سینٹ اور عراقی دستور ساز کونسل کا ممبر مقرر کیا۔ آپ بڑے غیور تھے، عراق و انگریز کے ساتھ جو معاہدہ ہوا اس پر دستخط کرنے سے انکار فرما دیا۔

جیلانیہ خاندان کے ایک فعال چشم و چراغ ہونے کے سبب ۱۳۳۶ھ میں نقیب الاشرف مقرر ہوئے اور مشیخت حضرہ جیلانہ پر فائز ہوئے نیز

اوقاف قادریہ کے ناظر مقرر ہوئے اور تولیت آپ کے سپرد کر دی گئی۔
آپ ایک ولولہ انگریز خطیب، محدث و مفسر اور کامل مرشد تھے۔
۱۳۵۵ھ/۱۹۳۶ء کو اس دار فانی سے کوچ فرما گئے۔ جامع سیدنا عبد القادر ﷺ کے شرقی دروازہ سے داخل ہوتے، دائیں ہاتھ کے حجرہ میں دفن ہوئے۔ ۵ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ

عرض: حضور طلب اور بیعت میں کیا فرق ہے؟
ارشاد: طالب ہونے میں صرف طلب فیض ہے اور بیعت کے معنی پورے طور سے بکنا۔ بیعت اس شخص سے کرنا چاہیے جس میں چار باتیں ہوں ورنہ بیعت جائز نہ ہوگی۔ اولاً سنی صحیح العقیدہ ہو۔ ثانیاً کم از کم اتنا علم ضروری ہے کہ بلا کسی امداد کے اپنی ضرورت کے مسائل خود کتاب سے نکال سکے۔ اس کا سلسلہ حضور اقدس ﷺ تک متصل ہو کہیں منقطع نہ ہو۔ رابعاً فاسق معلن نہ ہو۔ اسی سلسلہ بیان میں ارشاد ہوا کہ لوگ بیعت بطور رسم ہوتے ہیں بیعت کے معنی نہیں جانتے بیعت اسے کہتے ہیں کہ حضرت یحییٰ منیری کے ایک مرید دریا میں ڈوب رہے تھے۔ حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا کہ اپنا ہاتھ مجھے دے کہ تجھے نکال لوں ان مرید نے عرض کی یہ ہاتھ حضرت یحییٰ منیری کے ہاتھ میں دے چکا ہوں اب دوسرے کو نہ دوں گا۔ حضرت خضر علیہ السلام غائب ہو گئے اور حضرت یحییٰ منیری ظاہر ہوئے اور ان کو نکال لیا۔

(ملفوظات۔ امام احمد رضا خاں قادری)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

استاذ العلماء شیخ سعید نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت علامہ شیخ محمد سعید بن عبد القادر بن عبد الغنی، النائب علامہ بغداد علامہ عبد الوہاب کے حقیقی بھائی ۱۲۷۲ھ میں بغداد شریف کے محلہ الفضل میں پیدا ہوئے۔ بچپن میں قرآن شریف پڑھ لیا اور خطاطی اچھی طرح سیکھ لی۔ پھر اپنے بھائی حضرت علامہ عبد الوہاب النائب، علامہ محمد فیضی الزھاوی، علامہ داؤد، علامہ عثمان الرضوانی اور علامہ محمد حنفی، وغیرہ مشائخ سے تعلیم مکمل کرنے کے بعد سند فراغت حاصل کی۔

۱۳۰۰ھ کو بیت الحرام کی طرف ادائیگی فریضۂ حج کے لئے رخت سفر باندھا، علماء حجاز نے قدر و احترام کی نگاہ سے دیکھا۔شریف نے، اعزاز و احترام کے ساتھ مدعو کیا۔

۱۳۱۱ھ کو سلطان عبد الحمید الثانی کی دعوت پر ترکیا کا سفر کیا، آپ کا شاندار استقبال کیا گیا۔ اور سلطان نے سامراء میں آپ کی زیر نگرانی دینی علوم کے مدرسہ کا اجراء کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔

۱۳۱۶ھ میں سامراء میں مدرسہ علمیہ کی غرض سے گئے۔ سامراء پہنچنے پر آپ کا شاندار استقبال ہوا، پورا شہر نعروں کی آواز سے گونج اٹھا۔

۱۳۱۶ھ میں بغداد واپس ہوئے جب مدرسہ علمیہ کی غرض سے سامراء پہنچنے پر آپ کا فقید المثال استقبال ہوا، اس سے پہلے کسی عالم کا اس طرح سے استقبال دیکھنے میں نہ آیا تھا۔

مدرسہ کے لئے شہر کے وسط میں الحضرۃ الشریفۃ کے قریب جامع الکبیر

سے ملحق، جگہ کا انتخاب کیا گیا۔ مدرسہ کے لئے یہ جگہ انتہائی موزوں و مناسب تھی۔ یہ جگہ رہائشی تھی، لوگ آپ کی معرفت، حسن سیرت اور اخلاق سے اس قدر متاثر ہوئے کہ مکان خالی کر دیئے، مالکان کو منہ مانگی رقم ادا کردی گئی اور عمارت کی تعمیر شروع ہوگئی۔

آپ انتہائی سنجیدہ، دور اندیش اور پختہ ارادہ کے مالک اور عارفانہ بصیرت رکھتے تھے۔ مدرسہ اپنی پوری تابانی سے ترقی کی راہ پر گامزن ہوا۔ آپ کی مجلس ہمیشہ پررونق رہتی، صبح درس وتدریس اور فتوی نویسی کی مصروفیت ہوتی تو عصر کو واعظ وارشاد میں وقت گزرتا اور رات کے وقت ذکر واذکار واوراد کی مجلس قائم رہتی تھی۔ ۱۳۲۶ھ کو بغداد شریف میں منتقل ہوکر جامع الامام الاعظم میں درس وتدریس کی ذمہ داری سنبھال لی پھر ۱۳۳۶ھ میں تکیہ خالدیہ میں شیخ ومرشد کی حیثیت سے نقشبندیہ طریقہ پر خدمت میں مصروف ہوگئے۔ ۱۹۱۷ء کو جب انگریز نے بغداد شریف پر قبضہ کیا تو آپ کو قید کرنا چاہا، چونکہ آپ سخت علیل تھے اور گھر سے باہر بھی نہیں نکل سکتے تھے، اس لئے قید نہ ہو سکے، وفات تک گھر ہی میں رہے۔ ۱۳۳۹ھ کو انتقال ہوا۔ ۵۸

آپ نے امام احمد رضا خاں قادری رضی اللہ عنہ کی تصنیف الدولۃ المکیہ پر تقریظ تحریر فرمائی۔

آپ کی تصنیفات میں سے۔

۱۔ السیف البارق فی عنق المارق — مطبوعہ ۱۹۱۰ء

۲۔ العلم الموروث فی اثبات الحدوث — مطبوعہ ۱۹۱۲ء

۳۔ قرۃ العیون فی ان الاموات فی المذاہب الاربعۃ یسمعون ۵۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت علامہ مولانا غلام رسول ہندی ﷫

حضرت علامہ مولانا غلام رسول ہندوستان کے ایک دینی و علمی گھرانہ میں ۱۲۶۰ھ کو پیدا ہوئے۔ اس وقت کے جید علماء سے شرف تلمذ پایا، اسلامی اور عربی علوم پر عبور حاصل کرنے کے بعد ۱۳۱۲ھ کو عراق آئے اور بغداد شریف میں سکونت اختیار کی، عراق کے اطراف و اکناف سے تشنگان علم اور علماء آپ کے اردگرد جمع ہوگئے۔

حضرت مولانا غلام رسول رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سب سے پہلے جامع شیخ سید عبدالقادر جیلانی (﷫) میں فرائض تدریس انجام دیئے، پھر ایک سال کے بعد کرخ منتقل ہوئے پھر جامع حبیب عجمی (﷫) میں استاد مقرر ہوئے وہاں سے رصافہ اور پھر مندلی گئے، تھوڑی ہی مدت کے بعد بغداد شریف واپس آگئے۔ اور کرخ مسجد الخصار میں تدریس شروع فرمائی۔ آپ نے تحصیل علوم کے لئے آستانہ، دارالخلافہ عثمانیہ کی طرف تین مرتبہ سفر کئے۔ مستقل قیام بغداد شریف کے بعد ہر طرح کی مصروفیات کو خیر آباد کہتے ہوئے صرف علوم دینیہ کی تدریس میں مشغول ہوگئے۔ آپ کو علوم دینیہ کی تدریس پر کمال درجہ کی مہارت حاصل تھی، علم الکلام اور ریاضیات میں امامت کے درجہ پر فائز تھے۔ آپ کے نمایاں علمی حلقوں میں سب سے زیادہ مشہور جامع حبیب عجمی (﷫) کا حلقۂ درس تھا۔ مدرسہ عمریہ میں آپ رہائش پذیر تھے۔

اپنے شاگردوں کے علاوہ کسی دوسرے سے خدمت نہ لیتے تھے۔

مولانا علامہ غلام رسول ہندی قدس سرہٗ علماء کے مشارٌ الیہ تھے، طلباء کے علاوہ کوئی دوسرا آپ کی مجلس میں نہ ہوتا تھا۔

طویل عرصہ تک مجرد رہنے کے بعد ایک بغدادی خاتون سے نکاح کیا اور محلہ جامع عطا میں سکونت اختیار فرمائی چند بچے پیدا ہوئے جو چھوٹی عمر ہی میں انتقال کر گئے۔

۱۳۳۰ھ/۱۹۱۲ء کو پیٹ کے درد میں مبتلا ہو کر اللہ تعالیٰ کی رحمت میں داخل ہوئے، حضرت معروف کرخی ﷺ کے قبرستان میں دفن ہوئے۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ [1]

ﷺﷺﷺﷺﷺﷺﷺﷺﷺﷺﷺﷺﷺﷺﷺﷺﷺ

عرض: اکثر لوگ بد مذہبوں کے پاس جان بوجھ کر بیٹھتے ہیں ان کے لئے کیا حکم ہے؟

ارشاد: حرام ہے اور بد مذہب ہو جانیکا اندیشہ کامل اور دوستانہ ہو تو دین کیلئے زہر قاتل۔ رسول اللہ تعالیٰ ﷺ فرماتے ہیں۔ ایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم انہیں اپنے سے دور کرو اور ان سے دور بھاگو وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں کہیں وہ تمہیں فتنے میں نہ ڈال دیں اور اپنے نفس پر اعتماد کرنیوالا بڑے کذاب پر اعتماد کرتا ہے انھا اکذب شی اذا حلفت فکیف اذا وعدت نفس اگر کوئی بات قسم کھا کر کہے تو سب سے بڑھ کر جھوٹا ہے نہ کہ جب خالی وعدہ کرے صحیح حدیث میں فرمایا جب دجال نکلے گا کچھ لوگ تماشے کے طور پر دیکھنے جائیں گے کہ ہم تو دین پر مستقیم ہیں ہمیں اس سے کیا نقصان ہوگا۔ وہاں جا کر ویسے ہی ہو جائیں گے۔ حدیث میں ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں حلف سے کہتا ہوں کہ جو جس قوم سے دوستی رکھتا ہے اس کا حشر انہی کے ساتھ ہوگا تو سید عالم ﷺ کا ارشاد ہمارا ایمان اور پھر حضور ﷺ کا حلف سے فرمانا دوسری حدیث ہے جو کافروں سے محبت رکھے گا وہ انہیں میں سے ہے۔

(ملفوظات۔ امام احمد رضا خاں قادری)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت سید احمد بن سید یاسین رحمۃ اللہ علیہ

عالم باعمل، متقی و صالح سید احمد بن سید یاسین ۱۲۷۸ھ میں بغداد مقدس میں پیدا ہوئے۔ سلسلہ نسب سیدنا السید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ علم و فضل کے گہوارہ میں پروان چڑھے۔ حضرۃ جیلانیہ میں قرآن کریم ختم کیا، اور حضرۃ قادریہ کے مدرسین، علامہ شیخ عبد السلام افندی، حضرت علامہ بہاء الحق ہندی سے علوم اخذ کئے پھر علامہ غلام رسول ہندی سے جملہ علوم معقولہ و منقولہ سے فراغت حاصل کرنے پر جمیع علوم کی سند عامہ اور تدریس کی اجازت حاصل ہوئی۔ حضرۃ جیلانیہ میں آپ کے لئے ایک کمرہ مختص کر دیا گیا جس میں طلبہ کی تدریس شروع کی۔ آپ کے تلامذہ میں محمد طاہر حلبی بن محمد سلیم آل الرخی والشیخ محمد العباس المشہور بابن جلال اور آپ کے بھانجے سید نور الدین بن سید محمود الکیلانی تھے۔ آپ بہت خلیق، مخلص اور ملنسار تھے، شیخ عبد الوہاب النائب نے آپ کو ادبی کتاب سے تشبیہ دیتے ہوئے کہا کہ میں اس سے مستغنی نہیں ہو سکتا۔

۱۳۶۲ھ کو پاؤں کی انگلیاں سن ہو گئیں۔ چلنا پھرنا موقوف ہو گیا اور اسی سال راہی ملک بقا ہوئے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ حضرۃ جیلانیہ میں مدفون ہیں۔ [1]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت علامہ سید ابراہیم الراوی ﷫

حضرت علامہ سید ابراہیم بن سید محمد مفتی عانۃ بن سید عبداللہ بن سید احمد بن سید رجب الصغیر بن سید عبدالقادر ابن شیخ رجب الکبیر الراوی الرفاعی آپ کا نسب سید احمد نجم الدین بن سبط امام سید احمد الرفاعی کے واسطہ سے سیدنا حسین بن علی رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین تک پہنچتا ہے۔

آپ ۱۲۷۱ھ میں ناحیہ رواۃ کے علم ومعرفت اور تقویٰ وصلاح والے معروف گھرانے میں پیدا ہوئے۔ مقامی علماء سے ابتدائی علوم حاصل کرنے کے بعد ۱۲۹۲ھ بغداد شریف منتقل ہوئے۔ یہاں اپنے زمانے کے مشاہیر علماء کبار سے فقہ وحدیث کے علوم اخذ کئے ان میں سے حضرت علامہ داؤد وحضرت علامہ علی الخوجہ جیسے مشائخ شامل ہیں، ان مشائخ سے اجازت حاصل ہوئی، انہوں نے آپ کے علم وفضل کا اعتراف کیا۔ پھر موصل گئے وہاں کے معروف علماء شیخ عبداللہ الفیضی وشیخ محمد افندی اور شیخ مکی خضر کے علوم سے مستفید ہوئے اور بغداد مقدس واپس آکر ۱۲۹۸ھ میں شیخ عبداللطیف کے حلقہ درس میں شامل ہوئے۔ پھر دمشق کا سفر کیا اور حضرت علامہ بدرالدین حسینی سے حدیث اور اصول حدیث کی تعلیم پائی سند اجازت سے نوازے گئے اور بغداد مقدس لوٹ کر علامہ عبدالوہاب النائب سے علم ومعرفت حاصل کرنے کے بعد جامع سید سلطان علی میں درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا۔

سید ابراہیم الراوی عراق میں طریقہ رفاعیہ کے بڑے شیخ طریقت

تھے، آپ نے فلاح و بہبود کے بہت سے کام کئے، اسکول و یونیورسٹیاں قائم کیں اور اپنے دادا کا قائم کیا ہوا تکیہ از سر نو تعمیر کیا، آخری عمر تک محفل ذکر کا انعقاد کرتے رہے، جس میں کثرت سے لوگ شرکت کرتے تھے ۱۳۴۵ھ/۱۹۲۶ء کو بغداد میں وفات پائی۔ حضرت شیخ معروف کرخی ﷺ کی قبر کے پاس دفن کئے گئے۔ ۱۲

ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ

عرض: حضور مجذوب کی کیا پہچان ہے؟

ارشاد: سچے مجذوب کی یہ پہچان ہے کہ شریعت مطہرہ کا کبھی مقابلہ نہ کریگا۔ حضرت سیدی موسیٰ سہاگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مشہور مجاذیب سے تھے۔ احمد آباد میں مزار شریف ہے، میں زیارت سے مشرف ہوا ہوں زنانہ وضع رکھتے تھے۔ ایک بار قحط شدید پڑا بادشاہ و اکابر جمع ہو کر حضرت کے پاس دعا کے لئے گئے انکار فرماتے رہے کہ کیا میں دعا کے قابل ہوں جب لوگوں کی التجا و زاری حد سے گذری ایک پتھر اٹھایا اور دوسرے ہاتھ کی چوڑیوں کی طرف لائے اور آسمان کی جانب منہ اٹھا کر فرمایا مینہ بھیجئے یا اپنا سہاگ لیجئے یہ کہنا تھا کہ گھٹائیں پہاڑ کی طرح اُمڈیں اور جل تھل بھر دیئے۔ ایک دن نماز جمعہ کے وقت میں جا رہے تھے اُدھر سے قاضی شہر کہ جامع مسجد کو جاتے تھے آئے انہیں دیکھ کر امر بالمعروف کیا کہ یہ وضع مردوں کو حرام ہے مردانہ لباس پہنئے اور نماز کو چلئے اس پر انکار و مقابلہ نہ کیا چوڑیاں اور زیور اور زنانہ لباس اتارا اور مسجد کو ساتھ ہو لئے۔ خطبہ سنا جب جماعت قائم ہوئی اور امام نے تکبیر تحریمہ کہی اللہ اکبر سنتے ہی ان کی حالت بدلی فرمایا اللہ اکبر میرا خاوند حی لایموت ہے کہ کبھی نہ مریگا اور مجھے یہ بیوہ کئے دیتے ہیں اتنا کہنا تھا کہ سر سے پاؤں تک وہی سرخ لباس تھا اور وہی چوڑیاں۔ اندھی تقلید کے طور پر ان کے مزار کے بعض مجاوروں کو دیکھا کہ اب تک بالیاں کڑے پہنتے ہیں یہ گمراہی ہے۔ صوفی صاحب تحقیق اور ان کا مقلد زندیق۔

(ملفوظات۔ امام احمد رضا خاں قادری)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت سید علوی السقاف رحمۃ اللہ علیہ

حضرت علامہ سید علوی بن احمد بن عبد الرحمٰن السقاف الشافعی ۱۲۵۵ھ/۱۸۳۹ء کو مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے۔ آپ مکہ معظمہ کے علماءِ کبار میں سے تھے اور علوی سادات کے نقیب تھے، ۱۲۹۸ھ میں نقیب مقرر ہوئے۔ ۱۳۱۱ھ میں بمعہ اہل و عیال امیر فضل بن علوی کی دعوت پر اس کے پاس گئے، ۱۳۲۷ھ تک وہیں مقیم رہنے کے بعد مکہ مکرمہ واپس آ گئے ۱۳۳۵ھ/۱۹۱٦ء کو مکہ مکرمہ میں انتقال فرمایا۔

آپ کی تصنیفات میں سے مندرجہ ذیل کتب ہیں:

۱۔ ترشیح المستفیدین حاشیة فی فقه الشافعیة السابع

۲۔ فتح العلام بأحكام السلام

۳۔ القول الجامع المتین فی بعض المهم من حقوق إخواننا المسلمین

۴۔ الفوائد المكية

۵۔ القول الجامع النجیح فی أحكام صلاة

٦۔ منظومة فی الأنبياء اللذین یجب الإیمان بهم

۷۔ نظم فی معرفة الوقت والقبلة

۸۔ مجموعة فیها سبع رسائل

۹۔ مصطفی العلوم

۱۰۔ أنساب أهل البیت

۱۱۔ مطلب الراغب فیما یحتاج الیہ الطالب

۱۲۔ رسائل فی النحو والفلک والحساب والمیقات وغیرہ وغیرہ[۱۳]

ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ

کبوتروں کی محبت

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا الشاہ احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمتہ کے خلیفہ سیدی وسندی مولانا ضیاءالدین علیہ الرحمتہ نے مجھے ایک مرتبہ واقعہ سنایا جب سعودیوں نے حرم شریف کا انتظام سنبھالا تو حرم انور کو صاف ستھرا رکھنے کے لیے فیصلہ کیا کہ حرم شریف میں کبوتروں کے لیے دانہ نہ ڈالا جائے اس طرح کبوتر دانہ کی تلاش کے لیے دوسری جگہوں میں منتقل ہو جائیں گے اور حرم شریف صاف رہ سکے گا۔ اس حکم پر عمل کیا گیا۔ کئی دن گزر گئے دانہ تو نہیں ڈالا گیا مگر کبوتروں کی گنبدِ خضریٰ سے محبت کا یہ عالم ہے بھوک سے مر تو رہے ہیں مگر آستانہ محبوب چھوڑنے کے لیے تیار نہیں۔ اہل مدینہ نے اس عشق و محبت بھرے منظر کو دیکھا۔ دنیا میں یہ بات شہرت پکڑ گئی۔ لوگوں نے حکومت کو تار دیے، اصرار کیا پھر وہ حسب سابق معاملہ شروع ہو گیا۔ بعض حضرات کا یہ خیال ہے یہ کبوتر اس کبوتر کی نسل سے ہیں جو نوح علیہ السلام کی کشتی سے نیچے آیا تھا اور خشکی کی خبر دی تھی۔ علامہ علی بن برہان الدین حلبی فرماتے ہیں یہ کبوتر اس جوڑے کی نسل سے ہیں جنہوں نے غار ثور پر گھونسلہ بنایا انڈے دیے۔ محبوب کریم ﷺ کو ان کی خدمت ایسی پسند آئی کہ ان کی نسل کو بھی اپنے پاس رہنے کی اجازت فرما دی۔

(مدینۃ الرسول (ﷺ)۔ حضرت ابوالنصر منظور احمد شاہ)



من أرشيف مركز الدراسات الليبية

المبنى التاريخي للبرلمان في بنغازي والذي شهد أحداثاً كبيرة في التاريخ الليبي الحديث منها محاكمة عمر المختار
(أحد المعالم التاريخية الهامة التي هدمت وأزيلت بعد انقلاب سبتمبر ١٩٦٩)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ھو القادر



مشاہیر

علماء و مشائخ

کے

مکتوبات

بنام

قطب مدینہ قدس اللہ سرہ



بئر(النبي) بئرغرس

حضرت سیدی و مرشدی قدس سرہ العزیز کی عادتِ مبارکہ تھی کہ جب خطوط کچھ زیادہ تعداد میں جمع ہو جاتے تو ان خطوط کو ایک تھیلے میں پیک کروا کر گھر کے تہہ خانہ میں محفوظ کروا دیتے، اس طرح خطوط کے متعدد تھیلے جمع ہوتے گئے۔ مگر بدقسمتی سے ۱۹۷۱ء میں اسی تہہ خانہ میں آگ لگ گئی۔ جس کی وجہ سے بہت سی قیمتی کتب۔ جن میں نایاب کتب اور مخطوطات بھی شامل تھے۔ اور نوادرات سے بھرے ہوئے مذکورہ تھیلے آگ کی لپیٹ میں آ گئے۔ یہ چند خطوط وہ ہیں جو اوراق گم گشتہ کے ساتھ بے ہوئے تھے جو خوش قسمتی سے اس حادثہ سے بچ گئے اور کچھ خطوط اس حادثہ کے بعد کے ہیں۔

پہلا مکتوب سیدنا اعلیٰحضرت مجدد اعظم محدث بریلوی رضی اللہ عنہ کا مورخہ ۸ ربیع الآخر ۱۳۲۹ھ کا تحریر کردہ ہے۔ یہ مکتوب حضرت سیدی مفتی ضیاء الدین احمد قادری اور حضرت علامہ محمد کریم اللہ قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نام مشترکہ ہے۔ جو کہ الفضل الموہبی کے حاشیہ پر سیدنا اعلیٰحضرت عظیم البرکت رضی اللہ عنہ نے اپنے دست کرم سے تحریر فرما کر یہ کتاب سیدی قطب مدینہ رحمۃ اللہ علیہ کو ارسال فرمائی۔ اس خط میں الدولۃ المکیہ پر تقاریظ لکھنے والوں کا مختصر ذکر بھی ہے۔

فہرست مکتوبات

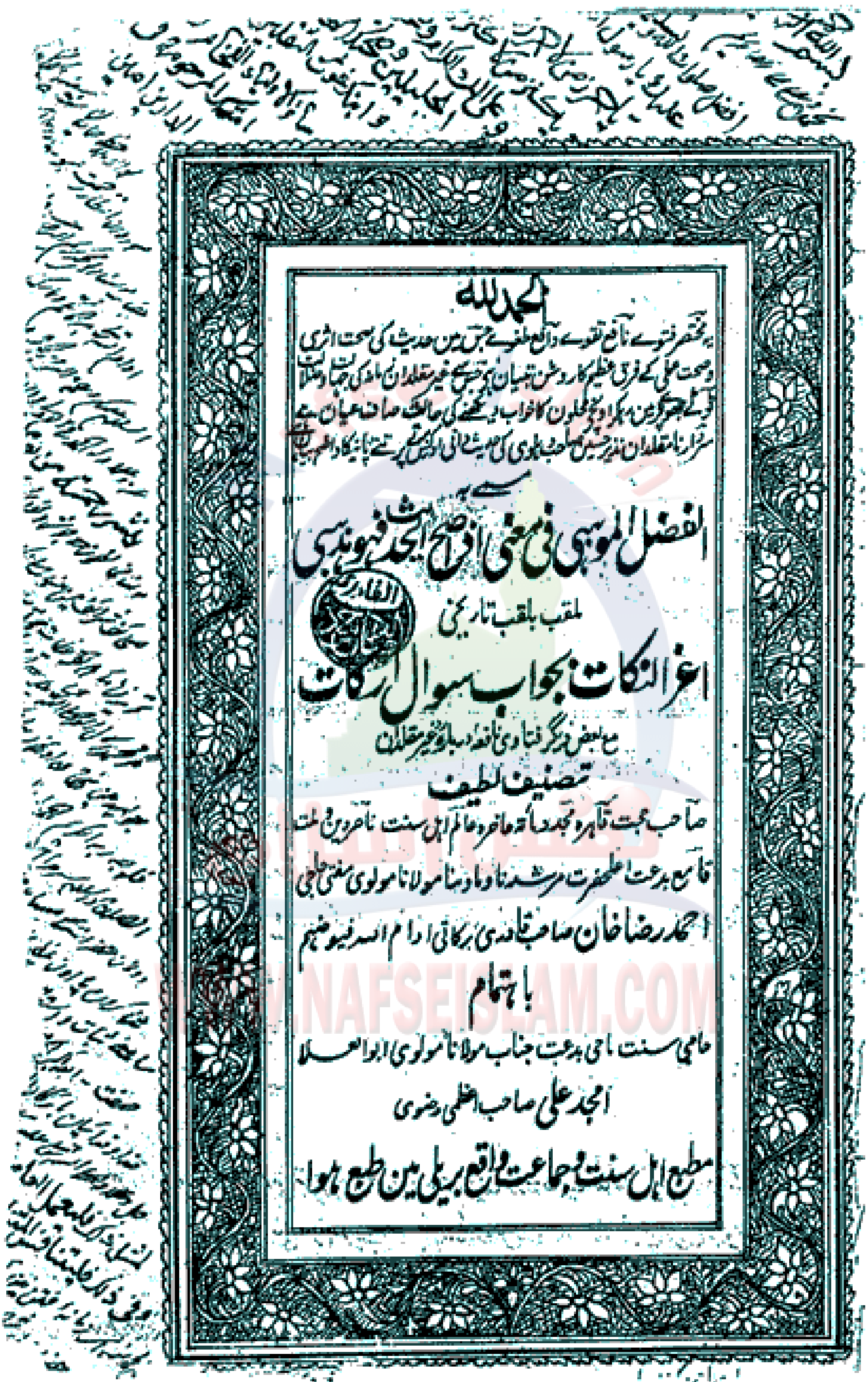
۱۹۔ حضرت علامہ مفتی محمد حسین قادری سکھر رحمۃ اللہ علیہ

۲۰۔ محترم جناب الحاج محمد اسحاق نقشبندی جماعتی میسور رحمۃ اللہ علیہ

۲۱۔ حضرت خان بہادر بخشی مصطفیٰ علی خان خلیفہ مجاز حضرت پیر سید جماعت علی شاہ نقشبندی علی پوری رحمۃ اللہ علیہ

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ





الحمد للہ

یہ مختصر فتوے نافع تقوے دافع طغوے جس میں حدیث کی صحت اثری
وصحت عملی کے فرق عظیم کا روشن تبیان اور تصحیح غیر مقلدان اس کی حیثیت وعلا
کے جبر گزین بکار و پیچ مقلدان کا خواب دیکھنے کی رہالت صاف عیان ہے
سرگروہ نامقلدان نذیر حسین صاحب دہلوی کی حدیث دانی کی تحقیق ہے پایہ کا و اظہر

الفضل الموہبی فی معنی اذا صح الحدیث فھو مذہبی

ملقب بلقب تاریخی

اعز النکات بجواب سوال ارکات

مع بعض دیگر فتاوی نافعہ رد وہابیہ و غیر مقلدین

تصنیف لطیف

صاحب حجت قاہرہ مجدد مأتہ حاضرہ عالم اہل سنت ناصر دین و ملت
قامع بدعت اعلیٰحضرت مرشدنا و مولانا مولوی مفتی حاجی
احمد رضا خان صاحب قادری برکاتی ادام اللہ فیوضہم

باہتمام

حامی سنت ماحی بدعت جناب مولانا مولوی ابو العلا
امجد علی صاحب اعظمی رضوی

مطبع اہل سنت وجماعت واقع بریلی میں طبع ہوا

عکس مکتوب امام اہلسنت مجدد اعظم احمد رضا خاں قادری رضی اللہ عنہ

فلہ اجرہا واجر من عمل بہا الی یوم القیامۃ لا ینقص من اجورہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ ازگرامپور علاقہ تاریھوا ارکاٹ مرسلہ کاکا محمد عمر ۱۳ رجب ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ کوئی حنفی المذہب حدیث صحیح
غیر منسوخ و غیر متروک جس پر کوئی ایک امام ائمہ اربعہ وغیرہم سے عمل کیا ہو جیسے آمین بالجہر اور رفع الیدین
قبل الرکوع و بعد الرکوع اور وتر تین رکعتیں ساتھ ایک قعدہ اور ایک سلام کے ادا کرے تو وہ
حنفی ہونے سے خارج ہوجاتا ہے یا حنفی ہی رہتا ہے اگر خارج ہوجاتا ہے تو کیونکر ہوجاتا ہے کیونکہ ردالمحتار میں جو حنفیہ کی معتمد
کتاب ہے حواشی امام ابن الشحنہ سے نقل کیا اذا صح الحدیث وکان علی خلاف المذہب
عمل بالحدیث ویکون ذٰلک مذہبہ ولا یخرج مقلدہ عن کونہ حنفیا بالعمل بہ فقد صح عنہ
انہ قال اذا صح الحدیث فہو مذہبی وحکی ذٰلک ابن عبد البر عن ابی حنیفۃ وغیرہ من
الائمۃ انتہی ترجمہ جب صحت کو پہنچے حدیث اور وہ حدیث خلاف ہو مذہب امام کے تو چاہئے عمل
کرے وہ حنفی اس حدیث پر اور ہوجائے گا وہ عمل مذہب اس کا اور نہیں خارج ہوتا ہے مقلد امام کا حنفی

عکس مکتوب امام اہلسنت مجدد اعظم احمد رضا خاں قادری رضی اللہ عنہ

[illegible]

ہونے سے بسبب عمل کرنے اُن کے اس حدیث پر ایسا لکھا کہ صحت کو پہنچی یہ بات امام ابوحنیفہ سے
کہ انھوں نے فرمایا کہ جب صحت کو پہنچے حدیث پس وہی مذہب ہے میرا [illegible]
عبد البر نے امام ابوحنیفہ اور دوسرے اماموں سے بھی [illegible] اور کتاب مقالات مظہری [illegible]
مظہر جانجاناں حنفی کے [illegible] مکتوب میں ہے اگر حدیث ثابت [illegible] مذہب امام [illegible]
چونکہ قول امام [illegible] الحدیث [illegible] نیست در این باب اگر [illegible] بر حدیث ثابت
عمل کنند این قول امام را [illegible] خلاف کردہ باشند اور بھی اسی مکتوب
[illegible] عمل بحدیث [illegible] شاہ
ولی اللہ محدث دہلوی حنفی نے اپنی کتاب عقد الجید میں فرمایا [illegible] بحدیث
النبی صلی اللہ [illegible] ان سب بزرگوں کے ان اقوال کا کیا جواب [illegible] مذہب امام
[illegible]

فتوے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی انزل القرآن فیہ تبیان لکل شئ [illegible] الطیب من الخبیث [illegible]
[illegible] بیان الحدیث [illegible] والسلام [illegible]
القرآن [illegible]
[illegible] السنۃ [illegible] الکتاب [illegible]
[illegible]

الجواب

[illegible]
[illegible]

[illegible]

عکس مکتوب امام اہلسنت مجدد اعظم احمد رضا خاں قادری رضی اللہ عنہ

بسم الله الرحمن الرحيم   وصلى الله على سيدنا محمد وآله وصحبه وسلم

من عبد ربه سبحانه ... الأستاذ ... وخليفته ... احمد الشريف السنوسي الخطابي الادريسي الحسني

الى حضرة ... الفاضل النبيل الكامل غاية الوداد وخلاصة ... العالم ... الورع ...

الشيخ احمد رضا ... البريلوي حفظه الله ... آمين

السلام الكامل الأتم والرضوان الشامل الأعم عليكم ورحمة الله تعالى وبركاته ومغفرته ومرضاته وبعد ... السؤال

عنكم ... الله تعالى ... الصحة والسلامة ... عندنا ... جزاء ...

الله ... على ... النبي الشفيع صلى الله عليه وسلم ... ودعونا الله تعالى ...

المسلمين ... الله ...

جميعا ... الله تعالى ... بمدينة الحبيب صلى الله عليه وسلم ...

... الأعظم ...

... الله ...

المرسلين ... عليه وعليهم أتم الصلاة والتسليم ... الله ... القبول انه أكرم مسئول ...

... والسلام   تحريرا ۲۲ ذي الحجة ۱۳۳٦ هـ



عکس مکتوب مجاہد فی سبیل اللہ حضرت علامہ سید احمد شریف السنوسی رحمۃ اللہ علیہ

[illegible]

عکس مکتوب شہزادہ اعلیٰحضرت مفتی اعظم مصطفیٰ رضا خاں نوری

[illegible]

عکسِ مکتوب شہزادہ اعلیٰحضرت مفتی اعظم مصطفیٰ رضا خاں نوری رحمۃ اللہ علیہ

قميص فخر النساء (فاطمة الزهراء) كما يطلق عليه. الكتابات والرسوم التي على القميص لم تكن موجودة أصلا في حياتها رضي الله عنها ولكن تم إضافتها في عصور متأخرة



تار کا پتہ: مفتی اعظم ہند بریلی

مفتی اعظم ہند

شاہزادہ اعلیٰ حضرت العلامہ مصطفےٰ رضا خاں

سجادہ نشین آستانہ عالیہ رضویہ سوداگران بریلی شریف

تاریخ ... ۲۰ ذی قعدہ .... سنہ ۱۳۹۱ھ

مکرمی ... [illegible] السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

[illegible]

عکس مکتوب شہزادہ اعلیٰحضرت مفتی اعظم مصطفیٰ رضا خاں نوری رضی اللہ عنہ

عکس مکتوب شہزادہ اعلیحضرت مفتی اعظم مصطفیٰ رضا خاں نوری ﷫


مخطط الشريبي لبيوت الصحابة رضوان الله عليهم حول المسجد النبوي الشريف بعد توسعة المهدي عام ١٦٥ هـ
ويوضح كذلك موقع دار آل عمر والمخطط من اعداد الدكتور المهندس عبدالعزيز بن عبدالرحمن كعكي

[illegible]

عکس مکتوب مبلغ اسلام حضرت علامہ شاہ عبدالعلیم صدیقی قادری

مسٹر حاجی مجتبیٰ صاحب۔ حاجی سیٹھ [illegible] دریافت کریں کہ مجھ کو [illegible] بہت
ہماری بیٹی آمنہ، حفصہ، حمیدہ، فاطمہ [illegible]
کو سب [illegible] دعا [illegible]۔
آمنہ [illegible] ثانی میرا نیز [illegible] اگر کوئی [illegible]
[illegible] پر لکھدی جائے — صندوق البرید [illegible]
C/o P.O. Box 784 Mombasa Kenya
E.A.

والسلام
خادم فقیر محمد عبدالعلیم [illegible]

[illegible] ایک [illegible] عالم حسن بن محمد الشیرازی نے ایک رسالہ
مولد [illegible] حضرت
کی خدمت میں [illegible]
[illegible] مولد برزنجی [illegible]

عکس مکتوب مبلغ اسلام حضرت علامہ شاہ عبدالعلیم صدیقی قادری ﷫

Mohammad [illegible] Haque

(MUFTI [illegible])
DARU[illegible]

Jabalpur [illegible]

[illegible] ROAD   [illegible]   PHONE [illegible]

[illegible]
دارالافتاء
[illegible]

حضرت سراپا برکت مخدومنا المحترم مولانا ضیاء الدین صاحب دام ظلہ القدس

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید کہ مزاج گرامی بعافیت ہوگا اس فقیر حقیر پر تقصیر کی دعا ہے کہ ظل ہمایوں تادیر رب العزت تبارک وتعالیٰ سایہ فگن رکھے۔ الحمد للہ فقیر بھی آں حضرت کے زیر سایہ چند روز [illegible] سامان فیض حاصل کر چکا ہے [illegible] حالات میں رہتا اور ضعف اور کبر سنی کے سبب چلنے پھرنے سے معذور اور بغیر سہارا اٹھنے سے قاصر ہے۔ حضرت والا کی خدمت میں بصد ادب سلام عرض کر کے رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دربار میں دعائے صحت وعافیت کی طالب ہیں۔ فقیر کی جانب سے تبرکاً [illegible] کو شرف قبولیت بخشیں اور فقیر مزاج گرامی کے ساتھ وصول فرما کر [illegible] اور [illegible] اعزہ [illegible] دعا سے [illegible] چند کلمات حامل رقعہ ملا محمد عبد الکریم کے ہاتھ روانہ فرمائیں۔

[illegible] اعزہ اور احباب سے آداب و اشتیاق قدمبوسی کے ساتھ طالب دعا ہیں۔ [illegible] مولانا فضل الرحمٰن اور ان کے صاحبزادے [illegible] سب کی جانب سے بہت بہت محبت اور خلوص کے ساتھ سلام اور دعا [illegible]

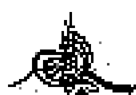
والسلام   طالب دعا فقیر   فقیر محمد برہان الحق قادری رضوی [illegible]

عکس مکتوب برہان الملت حضرت علامہ برہان الحق قادری رضوی [illegible]

عکس مکتوب مجاہد ملت حضرت علامہ محمد عبد الحامد قادری بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

[illegible]

عکس مکتوب مجاہد ملت حضرت علامہ محمد عبد الحامد قادری بدایونی رحمۃ اللہ علیہ



یا اللہ جل جلالہ

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

از دفتر: مدرسہ عربیہ انوار العلوم کچہری روڈ ملتان شہر

[illegible]

عکس مکتوب غزالی زمان حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی ملتان

مخدوم و مکرم [illegible] حضرت علامہ [illegible] صاحب سلمہ

بعد از سلام مسنون و نیاز مشحون بصد ادب و اکرام

عقیدت و نیاز مندی کی سوغات ہدیہ اقدس ہے

برادرم مولوی محمد ابراہیم صاحب اشرفی

حاضر خدمت ہیں۔ آپ نہایت صحیح العقیدہ درویش منش

غریب طبع ہیں ۔ امید ہے ساتھ ہی روایات

کے مطابق انہیں اپنے الطاف عمیمہ سے

محروم نہ رکھیں گے انشاء اللہ نوازش فرمائیں گے ۔

فقیر نے کئی بار درخواست [illegible]

حاضری کی سعادت نہیں مل سکی ۔ دعا فرمائیں

کہ اللہ تعالیٰ حاضری سرکار کی توفیق مرحمت

فرمائے آمین ۔ فقط والسلام

فقیر غلام قادر اشرفی غفرلہ [illegible]

بعنایت اللہ [illegible] حضرت [illegible] سید [illegible]

جناب عزیز مولانا محمد ضیاء الدین صاحب قادری

دامت برکاتہم

باب السلام ۔ مدینہ منورہ

عکس مکتوب اشرف المشائخ حضرت علامہ غلام قادر اشرفی ضیائی لالہ موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ

عبد الوهاب الصلاحي
دمشق — حلبوني
هاتف : ( )

وصلى الله على سيدنا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين
في كل لمحة ونفس عدد ما وسعه علم الله

دمشق / ١٥ شوال ١٣٩٢ الموافق /

إلى حضرة سيدي ومولاي الأستاذ الفاضل والمرشد الكامل الشيخ محمد ضياء
الدين أحمد القادري المدني حفظنا الله بطول حياتكم وأفاض علينا من جزيل بركاته
سيدي ومولاي السلام عليكم ورحمة الله تعالى وبركاته أسأله تعالى أن تكونوا
بكمال الصحة والعافية وعموم الأسرة كما أن الجميع بطرفنا ولله الحمد كذلك سيدي
سيدي في البريد الماضي وصلنا الأخ السيد [illegible] وصلني منه السلام
ورجوته حمل شيء من عندي [illegible] الشكر لعلمي أنه سيعود لطرفنا قريبا لكن فهمت منه ذلك
فأجابني لكنه رحل إلى السند لمواجهتي ولكن فكرت له ذلك فأرجوكم أن ترفقوا
رجوعه لطرفنا وترسلوا معه عوينات نسيتها الفقير بطرفكم وحاجة أيضا لأنه
بعض الإخوان أصابه ضعف في عينه وهو يحج في هذا العام فأرغب الفقير أن
متعها بها لأنه يحتاج إليها والحاجة أيضا بسيطة ولكنها لابد أن يدخل عليه السرور
إن أتاها على يد [illegible] هذا وأهدي سيدي الحضرة الكريمة خصوصا ولدنا الفاضل [illegible]
[illegible] الله وأبنائكم [illegible] ورضاه والأخ الحاج محمد بخش والأخ الشيخ جمال خان
وغلام رسول والأستاذ الشيخ محمد علي [illegible] ومصطفى [illegible] وعبد الله
[illegible] والسيد أحمد [illegible] [illegible] سلامي وأولادي
والسيد علاء الدين وإخوانه والسيد محمد [illegible] وكل من يسأل عن الفقير بطرفكم
خصوصا والدة الصهر السيد محمود [illegible] اطلبوا لنا الدعاء منها عند الزيارة
[illegible] أجمعين [illegible] طرفنا أولادنا وأحبابنا [illegible]
وكلنا [illegible] يسلمون عليكم ويطلبون الدعاء منكم ويشتاقون لرؤياكم قرب
الله أيام اللقاء والاجتماع وأيضا إخوانكم السادة [illegible]
[illegible] إبراهيم وأولاده ومحمد أبو الفرج ومحمد أبو النصر ووالدتهم يسلمون
على الجميع ويرجون دعاءكم على الدوام في كل الأوقات والحالات [illegible]
الفقير
[illegible]

عکس مکتوب حضرت علامہ شیخ عبدالوہاب الصلاحی حلبونی دمشق

الموقر

بسم الله الرحمن الرحيم

حضرة جناب المحترم العزيز المكرم الشيخ ضياء الدين افندي دام مجدهم

وبعد الحمد موجبه اعلامكم لو طلبت انواركم بابي ما اخبركم عن حالي

الى مدة شهرين المرض نحمد الله ونشكره صحة يوم ماذا ولنا فيه عرفنا انه

ادركني مرض عظيم وما كنت اقدر على الصلاة في الحرم الى يوم ٧ المحرم

شافني الله نحمده ونشكره على ذلك والآن المقصد الركوب وفي اول

النظر سيجعلوني عاجلا والسلام الداعي لكم بالخير

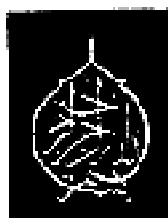
محمد المصطفى ابن الحاج المختار الشنقيطي

سعید

١/١٠

عکس مکتوب حضرت علامہ شیخ محمد المصطفی الشنقیطی مدنی رحمۃ اللہ علیہ





PHONE : 510702

2 MASTER HOUSE NEAR MEMON MASJID
SADDAR GHAZANFAR ALI ROAD
KARACHI 3 PAKISTAN

Present Address
C/o SURINAME MUSLEM ASSOCIATIE,
50 - 6B, KANKANTRIESTRA
PARAMARIBO
SURINAME.
S. AMERICA.

Shah Ahmad Noorani Siddiqi
PRESIDENT
THE WORLD ISLAMIC MISSION
INTERNATIONAL ISLAMIC MISSIONARIES GUILD

۱۴۰۰ھ
۲۳/ ربیع الثانی شریف

مخدومی و مکرمی حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب مدظلہ العالی

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

امید ہے کہ مزاج سامی بخیر و عافیت ہوں گے۔ فقیر بحمدہ تعالیٰ آپ کی دعاؤں سے بخیریت و عافیت ہے بکرم حبیبہ صلی اللہ علیہ وسلم

تقریباً ایک ماہ قبل کراچی سے سفر شروع کیا تھا۔ ۲۳/ صفر کو [illegible] سے [illegible] پہنچا۔ اب انشاء اللہ تقریباً ۲۵ دن [illegible] کا دورہ کر کے [illegible] ۱۰/ مارچ ۱۹۸۰ء کو [illegible] سے جنوبی امریکہ کا دورہ کر [illegible]

شمالی امریکہ کا ایک ماہ کا دورہ ہے اور پھر دو ہفتہ یورپ [illegible] کا دورہ ہے اور انشاء اللہ [illegible] مدینہ منورہ حاضری کی نیت ہے

آپ سے دعاؤں کی درخواست ہے امید ہے کہ حضور والا اس خادم کو اس سفر میں بھی مثل سابق اپنی خصوصی دعاؤں میں یاد فرمائیں گے [illegible] تھوڑی سی زندگی باقی ہے جو خدمت حضرت کی [illegible] ہے

عکس مکتوب قائد اہل سنت حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی قادری

امن کی قبولیت کی دعا فرمائیے اور آپ کو مزید کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

حضور مولانا کی طبیعت اب کیسی ہے؟ حق تعالیٰ بطفیل حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا سایہ تا دیر ہم خوردوں پر بصحت و عافیت کرم گستر رکھے آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ اجمعین۔

گھر میں خالہ حفیظہ، عظمیٰ، آمنہ، اسماء، حمیدہ، اختر، چاند، واثق، عزیز عباس، اسد، کریم کو سلام مسنون۔

میری طرف سے حضور الرحمٰن کی خدمت میں بھی عاجزانہ خط بھیجا ہے۔ حاضری کا حال خدمت میں عرض کیا ہے سلام مسنونہ۔

درخواست دعا۔

السائل الفقیر شاہ احمد نورانی غفرلہ

۱۴۰۰ھ

عکس مکتوب قائد اہل سنت حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی قادری

[illegible]

JAMIA RAZVIA

مکرمی محبی [illegible]

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ — خادم بخیریت ہے اور آپ کی خیریت [illegible]

[illegible]

عکس مکتوب حضرت علامہ ریحان رضا خاں قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

محترم المقام حضرت شبلی — السلام علیکم ورحمۃ اللہ

بحمدہ تعالیٰ مع الخیر والعافیت ہوں بخیریت ... [illegible] ... مجھے خصوصی دعاؤں میں یاد فرمائیں۔ ادارہ و اہلِ ادارہ کی کامیابی، حصولِ مقصد کیلئے حضور سرکارِ دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں خاص توجہ، دعا فرمائیں۔ حضرت ... [illegible] ... میں احمد رضا ... [illegible] ... حضرت شبلی کو سلام ... [illegible] ... والسلام

خادم ... [illegible] ... لکھنؤ

عکس مکتوب حضرت علامہ منان رضا خاں قادری بریلوی مدظلہ العالی

اللہ اللہ

عرض: کفار کے جنازے کے ساتھ جانا کیسا ہے؟

ارشاد: اگر اس اعتقاد سے جائے گا کہ اس کا جنازہ شرکت کے لائق ہے تو کافر ہو جائے گا اور اگر یہ نہیں تو حرام ہے۔ حدیث میں فرمایا اگر کافر کا جنازہ آتا ہو تو ہٹ کر چلنا چاہیے کہ شیطان آگے آگے آگ کا شعلہ ہاتھ میں لئے اوچھالتا کودتا خوش ہوتا ہوا چلتا ہے کہ میری محنت ایک آدمی پر وصول ہوئی۔

(ملفوظات۔امام احمد رضا خاں قادری)

الى حضرة الكريم ---

السيد الشيخ الحاج علامہ محمد ضیاء الدین صاحب

بجوار المسجد النبوی

المدینة المنورة

بسم الله الرحمن الرحيم

الى السيد الشيخ امام الطريقة العالم البهيج تاج العاشقين

في الحضرة النبوية دامت بركاتهم القدسية والنورانية

تحية السلام وتحية الاكرام مع تقبيل الاقدام

حامل هذه الرقعة من المتوسلين بالسلسلة العالية القادرية

الرضوية المسمى محمد قاسم الرضوي الساكن ببلدة كلكته

يتشرف اول مرة بالحج والزيارة — يريد ان يمكث

شهر رمضان بالمدينة الامينة ويستفيد من بركاتها العالية

يا سيدي انظر اليه بنظر الرحمة والاحسان

هو متوسل بي وبحب الله والرسول ومعتصم بذيلك الكريم

معه رسالة كريمة —

بلغ سلامنا وصلواتنا الى عتبة المصطفى سيد الورى

عليه التحية والثناء وادع لنا بالسلامة والحفظ في

ديننا ودنيانا — والسلام على اهل البيت —

[illegible]

عکس مکتوب حضرت علامہ ارشد القادری جمشید پوری رحمۃ اللہ علیہ

علماء اہلسنت وجماعت کی تصانیف کا مرکز

مکتبہ نوریہ رضویہ بغدادی مسجد لائل پور

فون نمبر ۳۳۵۰

حوالہ .... ۷۸۶ مورخہ ....

بحضور سیدی و سندی قبلہ دامت برکاتہم العالیہ

بعد ہدیہ سلام مسنون معروض - خیریت مابدولت

گذشتہ دنوں حضرت مولانا مفضل الرحمٰن صاحب کا گرامی نامہ تشریف لایا کاشف احوال ہوا حضور کی دعاؤں سے خیریت ہے حاضری کی خواہش بے چین کر رہی ہے - حضور کی دعا کی ضرورت ہے فقیر نے مکتبہ نوریہ رضویہ کا سلسلہ شروع کیا ہے جس کا مقصد سرکار اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصانیف مقدسہ کی نشر و اشاعت کا پروگرام بنایا ہے فی الحال جو چھپ سکے ہیں تبرکاً شائع کی ہیں ان کا ایک ایک نسخہ حاضر ہے قبول فرمایا جائے

الخیرات الحسان - تجلی الیقین مع تمہید ایمان - [illegible] -

سرور العید - [illegible] - [illegible] -

ایک نسخہ کریم ... اپنے ... رکھ لیا ہے جو کہ حضور کا چھپا ہوا

[illegible] سید زاہد علی غفرلہ [illegible] ۱۹ -

[illegible]

عکس مکتوب حضرت علامہ سید زاہد علی قادری فیصل آباد رحمۃ اللہ علیہ



تاریخ

ملاحظہ رضا میں حضرت سیدی و سندی مولانا محمد عبدالحکیم اختر صاحب شاہجہانپوری مدظلہم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ — مزاج گرامی!

اس سال ماہنامہ [illegible] عالیہ سے محروم رہا [illegible] حضور خصوصی [illegible]

[illegible] تاکہ [illegible] شدہ مسائل [illegible] سے [illegible] حاصل کر سکوں

امید ہے حضور [illegible] دعا [illegible] [illegible] مسلمان

والسلام

محمد شریف نوری لاہور

عکس مکتوب حضرت علامہ محمد شریف نوری لاہور رحمۃ اللہ علیہ

دار العلوم جامعہ غوثیہ رضویہ اہل سنت و جماعت

حوالہ نمبر ________ تاریخ ________

دار العلوم کے اہم شعبہ جات
1. دورۂ حدیث شریف
2. درس نظامی
3. شعبۂ فارسی
4. شعبۂ تجوید و قراءت
5. شعبۂ حفظ کلام پاک
6. شعبۂ ناظرہ قرآن پاک
7. شعبۂ دار الافتاء
8. شعبۂ کتب
9. شعبۂ تبلیغ و اشاعت
10. شعبۂ اردو و انگریزی اسکول
11. بورڈنگ ہاؤس

شاخہائے دار العلوم
1. جامع مسجد ... سکھر
2. مسجد ... سکھر
3. مسجد ... سکھر
4. ... سکھر

حضرت شیخ ... پیر طریقت رہبر شریعت ... حضور قبلہ ... دامت برکاتہم العالیہ

السلام علیکم ... خیریت ... مزاج گرامی

[illegible]

فقیر ابو الخیر محمد حسین قادری رضوی ...
خادم جامعہ غوثیہ رضویہ سکھر
[illegible] ۱۳۹۹ھ

عکس مکتوب حضرت علامہ مفتی محمد حسین قادری سکھر رحمۃ اللہ علیہ

A. Mohamed Ishaq & Brothers

Telegrams: "SAKLESPUR"
Ry. Stn.: HASSAN

BAITHNEY ESTATE,
SAKLESPUR P.O.
(MYSORE STATE)

Dated

عکس مکتوب محترم جناب الحاج محمد اسحاق نقشبندی جماعتی میسور رحمۃ اللہ علیہ

عکس مکتوب محترم جناب الحاج محمد اسحاق نقشبندی جماعتی میسور رحمۃ اللہ علیہ

عکس مکتوب حضرت خان بہادر بخشی مصطفیٰ علی خان خلیفہ مجاز
حضرت پیر سید جماعت علی شاہ نقشبندی علی پوری رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ھوالقادر

مکتوبات

حضرت ضیاء الملت والدین
ضیاء الدین احمد قادری
قدس اللہ سرہ العزیز

بنام

— ڈاکٹر پروفیسر مسعود احمد نقشبندی مجددی
— مکتبہ نبویہ لاہور
— حضرت علامہ صائم چشتی مصنف کتاب گیارہویں شریف
— حضرت بخشی مصطفیٰ علی خاں مدنی۔ خلیفہ مجاز حضرت امیر ملت پیر جماعت علی شاہ علی پوری (رحمۃ اللہ علیہ)



سقيفة الرصاص على يمين المتجه لباب السلام
قبل التوسعة الأخيرة للمسجد والآن ضمن الساحات

۱۶/ذی قعدہ ۱۳۹۳ھ / ۱۰/دسمبر ۱۹۷۳ء

عزیز القدر گرامی منزلت پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب سلمہ اللہ الصمد۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ

تحیہ زاکیہ وادعیہ واقعیہ کے بعد آپ کی تازہ ترین تصنیف

''فاضل بریلوی علماء حجاز کی نظر میں''

نظر نواز ہوئی۔ آپ کی یہ کاوش اور دیدہ ریزی قابل صد ستائش ولائق تحسین ہے۔ دعا کرتا ہوں کہ آپ کی یہ کوشش عند اللہ مقبول اور عند الناس مشکور ہو۔

یہ امر محتاج بیان نہیں کہ اعلحضرت عظیم البرکت کی عظیم شخصیت کے لئے ضرورت تھی کہ اس موضوع پر سیر حاصل بحث کے بعد آپ کی عظمت کو اُجاگر کیا جائے، سو یہ آپ کے قلم حقیقت رقم سے پوری ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے اور سعی مشکور ہو۔

فقیر ضیاء الدین احمد القادری عفی عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ——— نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

[illegible]

[illegible]
Bab Almajidi Madina
(Tel. [illegible] Madina [illegible])
Tel. 35 : 505
Date..

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ناظرین کرام کے لئے خصوصاً اور ان پروانہائے طیبہ طیبہ کے لئے جو اس شدید گرانی کی مصیبت کے ایام میں جیران نبی اکرم (ﷺ) کی مدد کررہے یا کروارہے ہیں۔ مکتوب ذیل جو بندہ کے بنام حضرت مولوی ضیاء الدین احمد صاحب قبلہ مدنی سے موصول ہوا ہے، بعید از دلچسپی نہ ہوگا۔

(ایڈیٹر ہفت روزہ الفقیہ امرتسر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از مدینہ منورہ الف الف الصلوٰۃ والسلام علیٰ ساکنہا ومنورھا

۱۵ رذیقعد الحرام ۱۳۶۳ھ بروز جمعۃ المبارک

محب جیران شفیع المذنبین محبی ومخلصی جناب الحاج بخشی صاحب دام افضالہ آمین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ

محبت نامہ بدست مکرمی الحاج داؤد سیٹھ صاحب تشریف لاکر موجب سرور و کاشف حالات ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو خرم وسرور رکھ کر سعادت دارین کی دولت سے سرخرو فرمائے آمین۔ حاجی سلیمان سیٹھ صاحب وحاجی داؤد سیٹھ صاحب نے اہل مدینہ طیبہ کی صحیح طور پر خدمت کی، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے آمین اور مزید توفیق عطا فرمائے، اہل مدینہ منورہ اس وقت شدتِ گرانی اور عدم آمدن کی وجہ سے ازحد پریشان حال ہیں، ہر مسلمان پر ان کی خدمت واجب ہے، ہر ممکن طریق سے مولا تعالیٰ اخلاص ومحبت سے

توفیق خدمت عطا فرمائے۔

حضرت قبلہ عالم امیر ملت مدظلہ کی آمد کی خبر آج کی تاریخ تک تحقیق نہیں پہنچی۔ جہاز آخری پہنچنے پر معلوم ہوگا۔

حضرت قبلہ عالم مدظلہ کا اہل مدینہ طیبہ بصمیم قلب انتظار کر رہے ہیں اور ان کی حاضری بارگاہ اقدس کے لیے دہما دعا گو ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بھی مدینہ طیبہ کی حاضری کی سعادت عطا فرما کر ہم سے ملاقات کرادے۔ آمین ثم آمین

مدینہ طیبہ میں تقسیم خیرات کی حکایت خود حاجی سلیمان صاحب و حاجی داؤد صاحب بیان فرمادیں گے۔

مجھے بہت افسوس ہے میں اس وقت چند دانے کھجور بھی ہدیہ روانہ نہیں کر سکا۔ کھجور بھی گراں اور نمین اس سے گراں۔ اللھم لا حول و لا قوۃ الا باللہ! اللہ تعالیٰ اس شدت گرانی کی مصیبت کو جلد ٹال دے اور اپنی حفاظت وصیانت میں رکھے۔ آمین۔ اللہ تعالیٰ آپ کی سعی مشکور فرمادے کہ جو آپ اہل مدینہ منورہ کی خدمت دل و جان سے کر اور کرا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مزید توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ جانبین کو جانبین میں اپنی حفاظت اور صیانت میں رکھے۔ آمین۔ عزیزم حافظ فضل الرحمٰن سلمہ، اور سب گھر کے لوگ سلام مسنون عرض کرتے ہیں۔ امید ہے کہ اپنی خیریت سے گاہے بگاہے شاد فرماتے رہیں گے۔ تاکہ آپکی یاد مدینہ طیبہ میں تازہ ہوتی رہے۔ مکتوب نصف الملاقات کی مثل مشہور ہے، جملہ احباب حاضرین کی خدمات میں سلام مسنون گزارش ہے۔ ۱۲

کتبہ فقیر ضیاء الدین احمد القادری عفی عنہ



مرقد مبارک سیدنا امام اعظم ؓ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ھوالقادر

اسفار

قطب مدینہ منورہ رحمۃ اللہ علیہ

نعل الرسول ﷺ السبتية المحفوظة في متحف قصر توب كم



حذاء الرسول ﷺ بمثية الطابع
ذات مقدمة مدببة من الجلد الأسود
المحفوظة في متحف قصر توب كابي .
(٩)

حضرت شیخ المشائخ سیدی ضیاء الملت والدین مفتی ضیاء الدین احمد القادری رضی اللہ عنہ نے حج کے علاوہ مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً سے چار مرتبہ سفر کیا۔

۱۔ سفر ترکیا ۱۳۳۳ھ

۲۔ سفر دہلی ۱۳۳۹ھ

۳۔ سفر بغداد ۱۳۳۳ھ

۴۔ سفر حیدرآباد دکن ۱۳۵۲ھ



پہلا سفر

ترکیا ۱۳۳۴ھ

فرمایا:

عثمانی دور حکومت میں ہر وہ کام کیا جاتا تھا جس میں اسلام کی شان و شوکت کا اظہار ہو۔ آذان کے بعد صلاۃ وسلام پڑھا جاتا تھا۔ اسلامی آثار کی بڑی ذمہ داری سے حفاظت کرتے تھے۔ حکومت کی طرف سے اسلامی تہوار بڑی عقیدت مندی اور شان وشوکت سے منائے جاتے تھے۔ لوگ بڑے امن وسکون کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ انگریز اسلام کی شان وشوکت سے گھبرا رہا تھا۔ انگریز نے مکر وفریب سے شریف مکہ کو ورغلا کر عثمانی حکومت کے خلاف کر دیا۔ شریف حسین رحمتہ اللہ علیہ دھوکے میں آ گئے اور برطانیہ کی مدد سے حملہ کر دیا۔ ترک بڑے مؤدب تھے حرمین شریفین میں جنگ وجدال اور خون ریزی کو پسند نہ کرتے تھے اس لئے جنگ سے گریزاں رہے۔ مزاحمت نہ کرنے کے باوجود بھی بہت سے بے گناہ مسلمانوں کا خون بہا۔ ترکی جب حرمین شریفین سے نکلے تو یہاں سے علماء ومشائخ اور متدین حضرات کو ان کی جانوں کے خوف کی وجہ سے اپنے ساتھ ترکیا لے گئے۔ اس لئے فقیر کو بھی مدینہ طیبہ سے مجبوراً ۱۳۳۴ھ میں جانا پڑا۔ استنبول میں بطور سلطانی مہمان ٹھہرایا گیا۔ کچھ عرصہ حضرت علامہ عبدالعلیم صدیقی رحمتہ اللہ علیہ بھی فقیر کے ہمراہ قیام پذیر رہے۔

۱۳۳۴ھ میں شریف حسین رحمتہ اللہ علیہ کی حرمین شریفین پر حکومت قائم ہوئی۔ اور امن وامان قائم ہو گیا تو چند ماہ کے بعد ۱۳۳۴ھ کو فقیر دوبارہ مدینہ شریف حاضر ہو گیا۔ دس برس تک شریف مکہ کی حکومت رہی اس دور میں بھی امن وسکون ہی تھا۔ عقائد کے

جھگڑے بھی اتنے کھڑے نہیں ہوئے تھے۔ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی تعظیم وتکریم کی وجہ سے مسلمانوں پر بدعت وشرک کے فتوے جاری نہیں کیے جاتے تھے۔ یہ دور ۱۳۴۳ھ تک رہا۔

انگریز تو مسلمانوں کی شان وشوکت سے خائف رہتا تھا۔ اس لئے ۱۳۴۳ھ میں آل سعود اور برطانیہ میں گٹھ جوڑ کے سبب معاہدہ طے پایا۔ اور مکہ مکرمہ پر حملہ کر دیا۔ شریف مکہ، دفاع کرنے میں ناکام رہا۔ بے شمار مسلمان شہید ہوئے، عورتیں اور چھوٹے چھوٹے بچے گولیوں سے چھلنی ہوئے۔ بوڑھوں کا بھی قتل عام ہوا۔ یہاں تک کہ بیت اللہ شریف اور قبہ خضرا مبارکہ پر بھی گولیاں برسائیں گئیں۔ قحط پیدا کر دیا گیا۔ بہت سے لوگ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ سے ہجرت کرنے پر مجبور ہو گئے۔ شریف حسین کو شکست اور آل سعود کو فتح ہوئی۔ عقیدے کے معاملہ میں یہ لوگ محمد بن عبدالوہاب کے پابند ہو گئے۔

۱۵

اللہ اللہ

عرض: وقت عصر میں کراہت کس وقت آتی ہے؟

ارشاد: غروب آفتاب سے بیس منٹ قبل تک کراہت نہیں یعنی سلام کے بعد بیس منٹ غروب میں باقی رہیں۔ اس کے بعد کراہت ہے کہ اس وقت تخمینی میں آفتاب پر نگاہ جمنے لگتی ہے۔

(ملفوظات۔ امام احمد رضا خاں قادری)

دوسرا سفر

بریلی ۱۳۳۹ھ

اے شہنشاہ بلند اختر خدا را ہمتے
تا بوسم ہم چوں گردوں خاک ایوان شما

فرمایا:

ایک دفعہ میں نے ہندوستان کا سفر ۱۳۳۹ھ میں کیا، میں نے یہاں مدینہ شریف میں خواب دیکھا تھا۔ اس کی تعبیر خود ہی میری سمجھ میں یہ آئی تھی کہ شاید دنیا میں سیدنا اعلیٰحضرت کا یہ آخری سال ہے۔ اشتیاق ہوا کہ اعلیٰحضرت کی قدم بوسی کر آؤں۔ تو مدینہ شریف سے میں نے سفر کیا۔ بمبئی پہنچا وہاں سے اجمیر شریف گیا، زیارت کی اور بریلی شریف چلا گیا۔ دو مہینے دو دن مجھے حضرت نے رکھا۔ اس وقت آپ چلنے پھرنے سے بالکل معذور تھے مگر قلم متحرک تھا۔ حضرت نے "المحجة المؤتمنة في آية الممتحنة" [۲۶] انہی ایام میں ترک موالات پر لکھی، یہ ان کی آخری تصنیف ہے۔

مسجد شریف میں لوگ کرسی [۲۷] پر بیٹھا کر کے اٹھا کر لے جاتے اور آپ جماعت کے ساتھ نماز پڑھتے۔ کوشش ہوتی کہ آپ کھڑے ہو کر نماز پڑھیں۔ لاٹھی [۲۸] کے سہارے کھڑے ہوتے، فرض نماز کی پہلی رکعت کھڑے ہو کر پڑھتے اور باقی بیٹھ کر ادا کرتے۔

رمضان شریف کا مہینہ قریب تھا اور حضرت گرمی کی شدت اور نقاہت وضعف کے سبب بریلی شریف میں روزے نہیں رکھ سکتے تھے۔ اس لئے اعلیٰحضرت بریلی سے نینی تال بھوانی پہاڑ [۲۹] پر جانے لگے۔

میں اجازت لے کر واپس آ گیا۔ مکہ شریف پہنچا حج کیا۔ ان دنوں موٹریں تو تھیں نہیں، اونٹوں کے قافلے تھے محرم کے آخر میں مدینہ شریف پہنچا اور صفر کے آخر میں تار آیا کہ حضرت کا وصال ہو گیا ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین سے وہاں ہی ملاقات ہوئی۔ حضرت مولانا حشمت علی خاں بھی اعلیٰحضرت کی خدمت میں حاضر تھے اور ان کو بہت قرب حاصل تھا۔ پھر حضرت صدر الافاضل سے دو مرتبہ مدینہ منورہ میں ملاقات ہوئی۔ پہلے حج میں تو حضرت اشرفی میاں قبلہ ؒ اور سید ابو البرکات لاہوری اور حضرت محدث صاحب کچھوچھوی علیہ الرحمۃ بھی ساتھ تھے۔ بڑا بابرکت قافلہ تھا۔ سارا قافلہ ہی علماء و صوفیا کا تھا، ۱۳۵۲ھ میں اور حضرت اشرفی میاں قبلہ کا وصال ۱۳۵۵ھ میں ہوا تھا۔ *؎

اللہ اللہ

عرض: اگر ریا کے لئے نماز روزہ رکھا تو فرض ادا ہو گا یا نہیں؟

ارشاد: (معاذ اللہ) فقہی نماز روزہ ہو جائے گا کہ مفسد نہ پایا گیا۔ ثواب نہ ملے گا بلکہ عذاب نار کا مستحق ہو گا۔ روز قیامت اس سے کہا جائے گا او فاجر، او غادر، او خاسر، او کافر تیرا عمل حبط ہوا اپنا اجر اس سے مانگ جس کے لئے کرتا تھا۔ یہی ایک برائی ریا کی مذمت کو کافی ہے۔

(ملفوظات۔ امام احمد رضا خاں قادری)

تیسرا سفر

بغداد ۱۳۴۳ھ

۱۳۹۳ھ میں سیدی قطب مدینہ نے یہ واقعہ بیان فرمایا۔

ابھی یہ تھوڑے عرصے کی بات ہے پچاس سال بھی نہیں ہوئے۔ غالباً ۱۳۴۳ھ / ۱۹۳۲ء میں بغداد شریف سے چالیس میل کے فاصلے پر مدائن ہے۔ جہاں سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ [۱] کی زیارت مبارک ہے۔ وہ جگہ بلندی پر ہے۔ تھوڑی دور دریا بہتا ہے۔ دریا کے کنارے پر دو قبریں تھیں۔ ایک سیدنا حذیفہ یمانی رضی اللہ عنہ [۲] کی اور دوسری سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی، ان میں پانی آنا شروع ہو گیا۔ سیدنا حذیفہ یمانی رضی اللہ عنہ نے خواب میں ملک فیصل شریف [۳] کو جو اس وقت بادشاہ تھے ان کو حکم دیا کہ ہماری قبروں میں پانی آ گیا ہے ان کو تبدیل کرو۔ بادشاہ نے سنا یا نہ سنا، یا بے غوری کی یا یہ کہ امور سلطنت کی وجہ سے فرصت نہ ہوئی۔ پھر چند دنوں کے بعد جو بڑا مفتی [۴] تھا بغداد شریف کا اس کو خواب میں حکم فرمایا۔ جب اس کو خواب آیا تو وہ بادشاہ کے پاس اس سلسلہ میں گفت و شنید کے لئے گئے کہ مجھے خواب میں حضرت حذیفہ یمانی رضی اللہ عنہ نے ایسا فرمایا ہے۔ ملک فیصل شریف نے جواب میں کہا کہ مجھے بھی خواب میں آپ نے ایسا ہی حکم دیا ہے۔ اور بادشاہ نے کہا یہ ہمارا کام نہیں ہے یہ تو آپ کا کام ہے۔ آپ شرعی فتویٰ دو، اور ہمارا کام نافذ کرنے کا ہے۔ تو مفتی صاحب نے کہا آپ صحابہ کرام میں سے ہیں اور سیدنا حذیفہ یمانی رضی اللہ عنہ وہ صحابی ہیں جو حضور ﷺ کے راز دار ہیں۔ بعض باتیں ایسی ہیں جو حضور ﷺ نے آپ کو فرمائیں وہ دوسرے صحابہ کو نہیں فرمائیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کا حکم ماننے میں کوئی

ہرج نہیں۔تو بادشاہ کے ساتھ اتفاق ہوا کہ ان دونوں قبروں کو کھولا جائے۔اس کے لئے دن مقرر ہوا اور اعلان کیا گیا۔بادشاہ نے بلور کے شیشے کے بڑے بڑے تابوت منگوائے جو قدِ آدم سے بھی زیادہ لمبے تھے تا کہ جب جنازے نکلیں تو ان میں رکھ کر لے جائیں۔

حج کے ایام تھے۔یہاں جو حج کو بڑے بڑے امراء آئے ہوئے تھے انہوں نے بادشاہ کو تار دیئے کہ آپ کم از کم دس دن اور تاخیر کریں تا کہ حج کے مناسک ادا ہو جائیں اور ہم لوگ بھی آسکیں۔مدینہ منورہ سے ہم چار آدمی بھی زیارت کے لئے حاضر ہوئے مقصود یہ کہ بہت مخلوق تھی۔امریکہ سے جرمنی سے بڑے بڑے فلاسفر، بڑے بڑے ڈاکٹر اس مقام کو دیکھنے کے لئے آئے۔لاکھوں افراد نے بلاتفریق دین و مذہب شرکت کی۔سب کی موجودگی میں پہلے سیدنا حذیفہ یمانی رضی اللہ عنہ کی قبر شریف کھولی آپ کا وجود سلامت، کوئی حرکت میں فرق نہیں، آنکھیں روشن، پلکیں موجود، وہ جو بڑے بڑے فلاسفر اور ڈاکٹر امریکہ و جرمنی وغیرہ کے تھے دیکھ کر حیران رہ گئے۔بولے یہ حقانیت کی دلیل ہے۔یہ ان کے دین کے حق ہونے کی دلیل ہے اور بے شمار لوگ مسلمان بھی ہوئے۔ایک جرمن ڈاکٹر جو آنکھوں کا ماہر تھا نے صحابہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھنا چاہا مگر اس کو ہمت نہ ہوئی اسی وقت مفتی اعظم کے سامنے کلمہ طیبہ پڑھتا ہوا مسلمان ہو گیا۔

ابوتمام نے بیت کہا ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَیِّتٌ وَ هُوَ حَیٌّ بِذِکْرِهٖ
وَحَیٌّ سَلِیْمٌ فِی النَّاسِ وَ هُوَ مَیِّتٌ

اور لوگوں میں سے ایسے ہیں جو مر گئے ہوئے ہیں اور وہ زندہ ہیں خدا کے ذکر سے۔ اور لوگوں میں زندہ چلتے پھرتے ہیں اور وہ مردہ ہیں۔

حضرت، مردہ تو ہم ہیں اور وہ تو زندہ ہیں۔

اور اندلس کے انقلاب پر لکھتا ہے۔

المساجدُ تَبْقیٰ وھیَ جامدۃٌ   وَالمنابرُ تبقی وھیَ عیدانٌ

مسجدیں رو رہی ہیں اور یہ پتھر کی ہیں۔   اور منبر رو رہے ہیں اور یہ لکڑی کے ہیں۔

اور جرمنی کے ایک شخص نے کہا کہ ان کی قبروں کے لئے ستون میں پیش کروں گا۔ وہ جرمنی گیا اور ستون بنوا کر لے آیا جو قبروں میں نصب کئے گئے۔

ہمارے پنجاب میں بھی حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کو دو دفعہ قبر سے نکال کر دوسری جگہ دفن کیا گیا۔ وہاں بھی پانی کی سیل آجاتی تھی۔ ۵؎



مرقد مبارک سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ

چھوتھا سفر

حیدرآباد دکن ۱۳۵۲ھ

فرمایا:

میرے بیٹے فضل الرحمٰن کو گلے کی بیماری ہوگئی تو کھانے پینے کی بہت تکلیف بڑھ گئی۔ علاج معالجہ کیا کچھ افاقہ نہ ہوا۔ حیدرآباد سے ایک ڈاکٹر جج کے لئے آئے، نظام دکن نے ان کو ارسطو یار جنگ کا خطاب دیا ہوا تھا۔ ان کو فضل الرحمٰن کے علاج کے لئے کہا گیا۔ انہوں نے معائنہ کرنے کے بعد کہا، اس کا علاج تو ہوسکتا ہے مگر یہاں پر ممکن نہیں، ان کو حیدرآباد لے آئیں تو وہاں اس کا علاج ہو جائے گا۔ چنانچہ میں ۱۳۵۲ھ میں فضل الرحمٰن کو لے کر کے حیدرآباد روانہ ہوا۔ اس وقت اس کی عمر آٹھ برس تھی۔ وہاں پہنچنے پر مجھے تو نواب فخر یار جنگ اپنے گھر پر لے گئے اور فضل الرحمٰن کو کوئی اور صاحب لے گئے اور سامان کوئی اور، ہر کسی کی خواہش تھی کہ ہمارا قیام اس کے ہاں رہے۔ آخر یہ طے پایا کہ قرعہ اندازی کرلی جائے جس کے نام قرعہ آئے گا اس ہی کے گھر میں قیام ہو۔ چنانچہ قرعہ اندازی ہوئی تو نواب فخر یار جنگ ہی کا نام آیا، فضل الرحمٰن اور سامان ان کی قیام گاہ پر آگیا۔ پھر ان ہی کے ہاں فقیر کا قیام رہا۔ ان دنوں میں وہ وزیر مالیات تھے۔

فضل الرحمٰن کا کئی ڈاکٹروں سے معائنہ کرایا گیا۔ ان کی رائے یہ تھی کہ آپریشن کرنا پڑے گا۔ اور آپریشن کرنا خطرے سے خالی نہیں ہے۔ اس لئے کوئی ڈاکٹر بھی علاج کرنے پر رضامند نہ ہوا۔ آخر ایک ہندو ڈاکٹر سے رابطہ ہوا، اس نے علاج اور آپریشن کی حامی بھری۔ چند دن کے بعد اس نے آپریشن کیا، علاج ہوا، الحمد للہ، اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے اچھا کردیا۔

انہی ایام میں وہاں علماء ومشائخ سے ملاقاتیں ہوتی رہیں۔ ان حضرات میں سے

پیر طریقت حضرت عبداللہ شاہ صاحب، حضرت عبدالقدیر صاحب، حضرت مفتی عبدالرحیم صاحب، حضرت مولانا ابوالوفاء سید محمود قادری صاحب شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ حیدرآباد، آپ افغانی عالم تھے اور حضرت مولانا سید محمد فرید پاشا قادری[۱] سے (مشیر امور مذہبی واستاد نواب میر برکت علی خاں نظام ہفتم) ابوالمحفوظ سید حبیب اللہ قادری المعروف رشید پاشا (امیر جامعہ نظامیہ ورئیس قسم التصحیح دائرۃ المعارف العثمانیہ) حیدرآباد میں ہی خواجہ حسن نظامی سے بھی ملاقات ہوئی، بڑے حوصلے والے آدمی تھے۔ میں نے ان کو کچھ ایسی باتیں کہہ دیں کہ وہ برا منا سکتے تھے مگر آپ خاموش ہی رہے۔

حیدرآباد میں میرا قیام چار ماہ سے کچھ اوپر ہی رہا۔[۲]

اللہ اللہ

خدا جو دے آنکھیں تو کرتے ہی رہیں دیدارِ محمد ﷺ

خدا جو دے کان تو سنتے ہی رہیں گفتارِ محمد ﷺ

قادری کی دعا ہے تجھ سے اے قادرِ مطلق

جب تک جیوں رہوں گرفتارِ محمد ﷺ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ھو القادر

شیخ الشیوخ حضرت سیدی ضیاء الدین احمد قادری
قدس اللہ سرہ العزیز

کا

سفرِ آخرت

۴ / ذوالحجہ ۱۴۰۱ھ
۲ / اکتوبر ۱۹۸۱ء

جہاں میں اہلِ ایماں صورت خورشید جیتے ہیں
اِدھر ڈوبے اُدھر نکلے، اُدھر ڈوبے اِدھر نکلے



☆ قبر شریف قطب مدینہ رضی اللہ عنہ

شیخ العرب والعجم حضرت سیدی ضیاء الدین احمد قادری رضی اللہ عنہ وصال سے تقریباً دو ماہ قبل عالم برزخ کی طرف رجوع فرما چکے تھے۔ اکثر اوقات خاموشی تھی، مگر ہونٹ حرکت میں رہتے۔ کبھی خفیف آواز میں حسبنا اللہ ونعم الوکیل۔ استغفار۔ درود شریف اور کلمہ طیبہ سننے میں آتا رہا۔ بعض اوقات کچھ حکمت بھرے جملے ارشاد فرماتے۔ جن کا عام انسانوں کی عقل احاطہ نہیں کر سکتی تھی۔ کوئی اسرار و رموز کو سمجھنے والا ہی مفہوم حاصل کر سکتا تھا۔ اور کبھی جو ارشاد فرماتے تو وہ خواص ہی کا حصہ تھا۔

ان حالات میں بھی نہ تو کبھی نماز میں تاخیر ہوئی اور نہ ہی محفل میلاد میں، عشاء کی نماز کے بعد جس وقت آپ کے ہاں محفل شروع ہوتی تھی عین اسی وقت صلی اللہ علیک یا رسول اللہ وسلم علیک یا حبیب اللہ ﷺ بلند آواز سے پڑھنا شروع کر دیتے تو مجلس شروع ہو جاتی۔

مستری نور محمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:

ایک دن حضرت صاحب قبلہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ ابھی میں دروازے پر ہی تھا۔ فرمایا۔ نور محمد آ گئے۔ آگے بڑھا سلام مسنون عرض کرتے ہوئے ہاتھ کا بوسہ لیا اور عرض کیا حضور آپ کا خادم حاضر ہو گیا۔ آپ نے سلام کا جواب عنایت فرمایا۔ اور میں آپ کی چارپائی کے قریب بیٹھ گیا۔ پھر فرمایا بھائی نور محمد کیا حال ہے، بچے کیسے ہیں؟ میں نے عرض کیا الحمد للہ سب خیریت ہے۔ آپ نے خاموشی اختیار فرمائی۔ میں کچھ معروضات پیش کرنا چاہتا تھا مگر مولانا فضل الرحمٰن جو اس وقت قریب تشریف فرما تھے اشارہ سے منع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد کہا یہ چارپائی چوڑائی میں کم ہے اگر ایک بالشت اس طرف سے اور ایک بالشت دوسری طرف سے چوڑی کر دی جائے تو اچھا ہے۔ میں نے عرض کیا حضرت میں آپ کا خادم ہوں ابھی چارپائی کو دونوں طرف سے ایک ایک بالشت چوڑی کر دیتا ہوں۔ فرمایا نہیں یہ تمہارے بس کا کام نہیں۔

آپ چارپائی پر آرام فرما رہے تھے، نقاہت کی وجہ سے بغیر سہارے کے اٹھ

نہیں سکتے تھے، مگر آپ حسبنا اللہ ونعم الوکیل پڑھتے ہوئے ایک دم اچھلے اور چارپائی پر دوزانو بیٹھتے ہوئے درود شریف پڑھنا شروع کیا۔ آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ فرمایا حضرات مشائخ کرام تشریف لا رہے ہیں ان کے لئے راستہ چھوڑ دو، پھر ٹانگیں چارپائی سے نیچے اتارنے کی کوشش شروع کی مگر ٹانگیں نیچے نہ اتار سکے۔ مولانا فضل الرحمٰن آگے بڑھے تو فرمایا، فضل پیچھے ہٹ جاؤ، حضرت سیدنا غوث الثقلین سید عبدالقادر الجیلی ﷺ اور یہ حضرت خضر علیہ السلام ہیں اور ان کے ساتھ دیگر مشائخ عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تشریف لائے ہیں۔ پھر کہا حضرات میں معذور ہوں اس کے سبب کھڑا نہیں ہو سکتا۔ پورے طور پر تعظیم بجا نہیں لا سکتا، بے ادبی ہے، مگر آپ کریم ہیں، درگزر فرماتے ہوئے معاف فرمائیں گے۔ درود شریف پڑھ رہے تھے اور گریہ طاری تھا۔ ہم جو چند لوگ وہاں موجود تھے باادب کھڑے ہو گئے تھے، ہمارے لئے دعائے خیر فرمائی۔ مولانا فضل الرحمٰن نے آگے بڑھتے ہوئے آپ کو چارپائی پر لٹا دیا اور آپ درود پاک پڑھنے میں مشغول رہے۔

کبھی فرماتے حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ اور کبھی فرماتے حضرت سیدنا معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اور کبھی دیگر اولیاء عظام کا ذکر فرماتے۔ کہ تشریف لائے ہیں۔

وصال سے دو دن قبل کھانا پینا اور گفتگو فرمانا موقوف فرما دیا تھا، شب جمعہ ۳ / ذی الحجہ کو فرزند ارجمند کو طلب فرمایا۔ دھیمی آواز میں چند مرتبہ درود شریف تاریہ اور صلوٰۃ تنجینا پڑھتے رہے، پھر سیدی فضل الرحمٰن کو ہاتھ سے قریب آنے کا اشارہ کیا۔ آپ سیدی رحمۃ اللہ علیہ کی چارپائی پر جھک گئے۔ اپنے لخت جگر کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھام لیا اور ذکر و اذکار میں مشغول رہے۔ پھر مولانا فضل الرحمٰن کو اور قریب ہونے کا اشارہ فرمایا۔ آپ نے حضرت سیدی کے سینہ مبارک پر سر رکھتے ہوئے اپنا کان آپ کے منہ سے بالکل قریب کر دیا۔ مولانا فضل الرحمٰن کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ مولانا آپ کی چارپائی کے ساتھ سہارا لیتے ہوئے بیٹھ گئے۔ کیا ارشاد ہوا؟ وہ مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ العالی نے کبھی ظاہر نہیں فرمایا۔ قدرے توقف سے فرمایا:

"فضل سنیوں کی خدمت پر معمور رہنا، مصائب و آلام پر صبر و شکر سے وقت گزارنا۔ اور میرے بعد جہاں تک ممکن ہو سکے میرے معمولات جاری رکھنے کی کوشش کرنا۔ اللہ تعالیٰ تمہیں خیر و برکت دے۔"

یوم جمعہ ۱۲ رمضان کو نماز فجر کے بعد خواتین اہل خانہ کو طلب فرمایا اور ان کے لئے خیر و برکت کی دعا فرمائی اور اپنی صاحبزادی سیدہ آمنہ کو حکم فرمایا کہ:

"حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے مہمانوں کی خدمت کے متعلق تمہارے دل میں کسی قسم کا کوئی وسوسہ بھی پیدا نہیں ہونا چاہیے۔"

پھر اپنی بہو سیدہ حفصہ رحمۃ اللہ علیہا کو مہمانان رسول (ﷺ) کی ہمیشہ خدمت گزاری پر تشکرانہ جملے ادا فرماتے ہوئے بہت سی دعاؤں سے نوازا۔ پھر لے پالک بیٹی سے بڑی شفقت و محبت سے گفتگو فرماتے ہوئے دیگر تمام اہل خانہ کو ان کے ساتھ ہمیشہ محبت و مودت اور ان کی تعظیم و تکریم ادا کرتے رہنے کو کہا۔ پوتیوں کے ساتھ خصوصی گفتگو فرمائی۔ محبت بھرے اور دعائیہ جملے بار بار ادا فرماتے رہے تمام اہل خانہ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ آپ نے انہیں اوپر جانے کو کہا۔ بادل نخواستہ سب اہل خانہ سلام مسنون عرض کرتے اور تعظیم بجالاتے ہوئے رخصت ہو گئے اور یہ اہل خانہ کی آپ سے آخری ملاقات تھی۔

حضرت مولانا فضل الرحمن قادری مدظلہ العالی نے دودھ میں شہد ملاتے ہوئے حضرت سیدی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ خاموش رہے۔ دوبارہ درخواست کی مگر خاموش ہی رہے۔ پھر حضرت مولانا نے کہا صلوا علی الحبیب واشرب الحلیب، یہ سنتے ہی درود شریف پڑھنا شروع کر دیا، چند مرتبہ درود شریف پڑھنے کے بعد تھوڑا سا دودھ نوش فرمایا اور باقی سیدی فضل الرحمن قادری کو عنایت فرمادیا۔

ڈاکٹروں کی سخت ہدایات کی وجہ سے ملاقات پر پابندی تھی۔ دن کے بارہ بجے کے قریب حضرت غوث الثقلین سیدنا غوث اعظم السید عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے حضرہ قادریہ کے خطیب حضرت شیخ صبیح مدظلہ العالی زیارت کی غرض سے تشریف

لائے۔ ان سے عرض کیا گیا کہ ڈاکٹروں کی پابندی کی وجہ سے مجبور ہیں اس لئے ملاقات نہیں ہوسکتی۔ حضرت شیخ نے جناب مولانا فضل الرحمٰن قادری مدظلہ سے ملاقات کی اور فرمایا کہ میں بغداد شریف سے صرف اور صرف حضرت سیدی کی زیارت کی غرض سے آیا ہوں۔ اس سفر سے میرا اور کوئی مقصد نہیں ہے، میں حج سے قبل ہی بغداد شریف واپس جانا چاہتا ہوں۔ مولانا فضل الرحمٰن مدنی حضرت شیخ کو اپنے ساتھ لیتے ہوئے حضرت قطب مدینہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت قطب مدینہ نے سیدی شیخ صبیح کا سر اپنے سینہ سے لگا لیا اور درود پاک پڑھتے ہوئے بہت دعاؤں سے نوازا۔ آخری ملاقات کرنے والے آپ ہی تھے اور پھر چار دن بعد ۸/ ذوالحجہ کو آپ واپس بغداد شریف روانہ ہوگئے۔

۴/ ذوالحجہ ۱۴۰۱ھ جمعۃ المبارک کی دوسری آذان شروع ہوئی، درود شریف پڑھا حسبنا اللہ ونعم الوکیل، اور کلمہ طیبہ پڑھتے ہوئے خالق ومالک کی بارگاہ میں حاضر ہوگئے۔

انا للہ و انا الیہ راجعون

حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدنی مدظلہ پر کچھ عجیب کیفیت طاری ہوگئی اور آپ نے حضرت سیدی قطب مدینہ رحمۃ اللہ علیہ کی چارپائی سے ٹیک لگالی۔ چند لمحوں کے بعد طبیعت سنبھل گئی۔ تھوڑی ہی دیر میں آپ کے وصال کی خبر حجاز شریف کے علاوہ دوسرے ممالک میں بھی پہنچ گئی اور تعزیتی ٹیلی فون آنے شروع ہوگئے۔ سب سے پہلے تعزیتی ٹیلی فون حضرت علامہ سید محمد علوی بن عباس مالکی مدظلہ کا آیا۔ اور پھر تعزیتی برقیہ وصول ہوا اور اسی رات مکہ شریف سے ایک وفد آپ کے بھائی سید عباس علوی کی زیر قیادت تعزیت کے لئے مدینہ منورہ پہنچ گیا۔

چونکہ ایام حج تھے، دنیا بھر سے آئے ہوئے مہمانان رسول مقبول (ﷺ) جو ان دنوں مدینہ طیبہ میں حاضر تھے، حضرت سیدی قطب مدینہ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال پُر ملال کی خبر سنتے ہی آپ کی قیام گاہ پر پہنچنا شروع ہوگئے۔ تھوڑی دیر میں جم غفیر آخری زیارت کے

لئے بے تاب نظر آ رہا تھا۔

بعد نماز جمعہ آپ کو غسل دیا گیا۔ غسل میت میں جن خوش نصیب حضرات نے شرکت کی ان میں حضرت صاحبزادہ سیدی فضل الرحمٰن قادری مدنی، حضرت علامہ قاری مصلح الدین صدیقی قادری (کراچی)، حضرت شیخ صبیح (بغداد شریف)، حضرت علامہ ریحان رضا خان قادری[^] (سجادہ نشین سیدنا اعلیٰحضرت)، حضرت مفتی نور اللہ بصیر پوری (بصیر پور)، مداح النبی سید ھاشم حسین (مدینہ منورہ)، سید سامی برزنجی (مدینہ طیبہ) اور حضرت علامہ اشرف القادری (یونان) نے شرکت کی۔

کفن دیا سر کے نیچے حجرۂ مقدسہ کی خاک شریف اور سینہ پر حجرہ شریف کے غلاف مبارک اور غلاف بیت اللہ شریف کے ٹکڑے، حضرت غوث الثقلین میراں محی الدین سیدنا سید عبد القادر جیلانی ﷜ کی قبر مبارک اور سیدنا حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری قدس سرہٗ کی قبر شریف کی چادر رکھی گئی۔ مختلف اقسام کے عطور جو زائرین نے پیش کئے ان سے معطر کیا گیا۔ گلاب کے پھولوں کے نذرانے پیش کرتے ہوئے بعد نماز عصر درود وسلام پڑھتے ہوئے جنازہ اٹھایا گیا اور مسجد نبوی شریف (ﷺ) کے باب الرحمۃ سے داخل ہوئے کثرت ہجوم کی وجہ سے متعدد حضرات زخمی ہو گئے۔

ریاض الجنۃ میں محراب النبی شریف کے ساتھ جنازہ رکھا گیا۔ حضرت علامہ مفتی محمد علی مراد شامی جو سیدی قطب مدینہ کے خلیفہ تھے، نے حضرت صاحبزادہ سیدی فضل الرحمٰن قادری مدظلہ کے تعمیل ارشاد کرتے ہوئے نماز جنازہ کی امامت فرمائی۔ جنازہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی بارگاہ، مواجہ شریف میں پیش کرتے ہوئے صلاۃ وسلام عرض کیا گیا۔ اس وقت میت پر وجدانی کیفیت کا نظارہ اس عاشق صادق کے عشق مصطفیٰ (ﷺ) کی شہادت دے رہا تھا۔ پھر جنازہ محبوب کریم ﷺ کے مبارک قدموں میں رکھتے ہوئے صلاۃ وسلام کا ہدیہ پیش کیا گیا اور پھر باب سیدنا جبرائیل (علیہ السلام) سے باہر لے جایا گیا۔ مخلوق خدا ذکر و اذکار میں مشغول اس عاشق رسول (ﷺ) کو اس کی منزل سے قریب سے قریب تر کئے جا رہی تھی۔ جنازہ کے آگے سیدنا اعلیٰحضرت محدث بریلوی ﷜ کا قصیدہ

مبارکہ:

کعبہ کے بدر الدجی تم پہ کروڑوں درود

اور ایک طرف سے:

مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

کی آوازیں اس میزبان مہمانان رسول مقبول (ﷺ) کی روح کے لئے فرحت و انبساط پیش کر رہی تھیں۔

اہل مدینہ قصیدہ بردہ شریف اپنی امتیازی طرز پر پڑھتے ہوئے حضرت سیدی قطب مدینہ سے اپنی عقیدت و محبت کے اظہار میں کوشاں تھے۔ کچھ شامی حضرات قصیدہ حزبیہ سے مجمع کو مخمور کرتے چلے جا رہے تھے۔ مگروبی و شنقیطی اپنی اپنی زبانوں میں محبوب کریم ﷺ کی بارگاہ میں عقیدت پیش کرتے ہوئے اپنے عظیم مرشد کو راحت پہنچانے کی کوشش میں تھے۔ وہی سماں تھا جو حضرت کے دردولت پر محفل میلاد میں ہوتا تھا۔ وہاں بھی مختلف علاقوں کے لوگ مختلف زبانوں میں مدح محبوب (ﷺ) میں مشغول ہوتے۔

حضرت قطب مدینہ سیدی ضیاء الدین احمد قادری قدس اللہ سرہ اکثر یہ فرمایا کرتے:

"جب میں مر جاؤں تو مجھے اہل بیت کے قدموں میں لے جا کر ڈال دینا (اور کبھی فرماتے "پھینک دینا") میں خود ہی دوڑ کر ان کے قدموں سے لپٹ جاؤں گا۔"

شیخ صدقہ حسن خاشقجی نے جو ان دنوں مدینہ طیبہ کے "امین البلدیہ" تھے قبہ اہل بیت کے قریب حضرت سیدہ فاطمہ زہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر شریف سے پاؤں کی جانب تقریباً ڈیڑھ میٹر کے فاصلہ پر اپنی نگرانی میں قبر تیار کروائی۔

اس عاشق رسول مقبول (ﷺ) کا جنازہ جنت البقیع شریف کے دروازہ پر لایا گیا۔ اس وقت کے قانون کے مطابق چند ورثاء کو جنازے کے ساتھ اندر جانے کی اجازت تھی۔ مگر شیخ صدقہ کے کہنے پر بقیع شریف کا مین گیٹ اور طرفین کے دروازے بھی

عوام الناس کے لئے کھول دیئے گئے۔ اس وقت جنت البقیع شریف کے اندر ازدحام کی صورت وکیفیت قابل دید تھی۔

بقول جناب بشیر حسین ناظم:

''بقیع شریف کے اس وقت کے منظر سے ایسے معلوم ہوتا تھا کہ
ستر ہزار ملائکہ جو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی بارگاہ میں سلام
عرض کرنے حاضر ہوتے ہیں وہ بھی تشریف فرما ہیں۔''

مدینہ منورہ کے علاوہ عرب وعجم سے آئے ہوئے مہمانان مصطفیٰ (ﷺ) اور اہل مدینہ منورہ کی موجودگی میں حضرت سیدی فضل الرحمٰن قادری قبر میں اترے اور احباب کے تعاون سے حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مبارک قدموں میں، آنسوؤں اور سسکیوں کا نذرانہ پیش کرتے ہوئے لٹا دیا۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

بعد از نماز عشاء حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی قیام گاہ پر قرآن خوانی اور حسب معمول مجلس منعقد ہوئی حاضرین ماہی بے آب کی طرح تڑپ تڑپ کر آنسوؤں کے موتی نچھاور کر رہے تھے۔ عجیب پرسوز وپرکیف مجلس تھی۔ دعائے مغفرت کے بعد حسب معمول لنگر پیش کیا گیا۔

دوسری رات آپ کی قیام گاہ پر حسب معمول کی محفل میلاد کے بعد حضرت صاحبزادہ علامہ مفتی فضل الرحمٰن مدنی قادری مدظلہ العالی کی علماء ومشائخ اور اشراف مدینہ منورہ کی موجودگی میں حضرت ریحان ملت علامہ ریحان رضا خان قادری سجادہ نشین سیدنا اعلیٰحضرت محدث بریلوی، مفتی شام حضرت علامہ محمد علی مراد خلیفہ مجاز قطب مدینہ منورہ اور حضرت علامہ شیخ صبیح خطیب حضرۃ قادریہ بغداد شریف کے ہاتھوں دستار بندی ہوئی۔

تیسرے دن قل ہوا جس میں دوسرے ممالک سے آئے ہوئے احباب کے علاوہ اہل مدینہ منورہ نے کثرت سے شرکت فرمائی اس کے بعد مسلسل تعزیت کا سلسلہ

جاری ہوگیا۔عوام وخواص اور حکام تعزیت کے لئے آتے رہے۔

حضرت سیدی ﷺ کی قیام گاہ پر ہر رات محفل میلاد منعقد ہوتی تھی آپ کے دمِ واپسی کے بعد بھی جاری وساری ہے، الحمد للہ۔حضرت صاحبزادہ صاحب قبلہ اپنے والد کریم کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے بڑی پابندی کے ساتھ مہمانانِ رسول مقبول (ﷺ) کی خدمت کے فرائض احسن طریقے سے ادا فرمارہے ہیں۔

رب العزت جل شانہ کی بارگاہ میں التجاء ودعا ہے کہ تا قیامِ قیامت یہ عزت اس مبارک خاندان کے نصیب میں رہے۔آمین آمین آمین

سیدی قطب مدینہ ضیاء الدین احمد قادری قدس اللہ سرہ العزیز کا پہلا عرس سید الشہداء سیدنا امیر حمزہ ﷺ کے مزار مقدس کے قرب میں "قصر رانیا" میں منعقد ہوا منظر قابل دید تھا۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را



القبر على يمين الزائر لفاطمة الزهراء ويليه يساراً قبر العباس بن عبد المطلب وفي الخلف قبور الحسن بن علي بن أبي طالب وأحفاد علي رضوان الله عليهم أجمعين

بسم اللہ الرحمن الرحیم



ھو القادر

تعزیت نامے

بنام

سیدی فضل الرحمن مدظلہ العالی



مصحفِ عثمانی


قبر أبي سعد الخدري
وحليمة السعدية
قبر سعد بن معاذ
قبر عثمان بن عفان

محمد برہان الحق

(مفتی وخطیب)

دارالسلام

جبل پور ۱۸/ محرم ۱۴۰۱ھ

محترم المقام عزیز مکرم مولانا المحتشم جناب بھائی فضل الرحمٰن قادری الھمہ الصبر واعزہ ربنا القوی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپ کا گرامی نامہ حضرت عالی منقبت مولانا ضیاء الدین رحمۃ اللہ علیہ کے وصال وانتقال پر ملال کی خبر کے ساتھ موصول ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احسن اللہ تعالیٰ عزاکم و غفر لحضرۃ ابیکم والھمکم الصبر وادخلہ اللہ تعالیٰ فی الجنات النعیم۔

آپ کا محبت نامہ آنے سے قبل اور صرف دو دن قبل پاکستان سے میرے عزیز ابن عم مولوی صوفی عبد الودود سلمہ اللہ تعالیٰ نے مولانا مرحوم کے انتقال کی خبر تحریر کی تھی۔ ان شاء المولی العزیز محرم شریف کی ۱۰ تاریخ جمعہ کی نماز کے بعد مولانا علیہ الرحمہ کے ایصال ثواب کے لئے ختم قرآن عظیم وفاتحہ کا انتظام کیا جارہا ہے۔

مولانا الاعز یہ فقیر بے توقیر ہر سال پابندی سے حضرت مولانا علیہ الرحمۃ کی خدمت میں عریضہ اور نذر حاضر کرتا رہا ہے۔ وہ ان شاء اللہ تعالیٰ آنعزیز کے لئے تاحیات فقیر اس سلسلہ کو جاری رکھے گا۔

سرکار ابد قرار سید اکرم ﷺ کے حضور میری جانب سے نیز میری اہلیہ اور دونوں فقیر زادوں۔ مولوی حکیم محمد محمود احمد سلمہ، و مولوی ڈاکٹر محمد حامد احمد سلمہ، اور جملہ متعلقین کی جانب سے صلوٰۃ وسلام کا ہدیہ نذر فرما کر ہم سب کے لئے دعاء ثبات و استقامت فرمائیں۔ بالخصوص میرے لئے، نیز میری اہلیہ کے لئے دعاء صحت و عافیت کی عنایت فرمائیں۔

اپنے جملہ اہل وعیال۔ صاحبزادوں۔ صاحبزادیوں اور تمام متعلقین کو ہم سب کی جانب سے دعاء صبر و استقامت کے ساتھ سلام مع الاکرام۔ میں اپنی انتہائی ضعف بصارت کے سبب یہ تعزیت نامہ اپنے عزیز محمد مسعود الرضا سے تحریر کروا کر حاضر کر رہا ہوں۔ ان کے لئے بھی دعا فرمائیں کہ رب العزت تبارک وتعالیٰ انہیں زیارت روضہ اقدس اور فریضہ حج نصیب فرمائے۔

امید قوی ہے کہ گاہے گاہے اپنی خیریت وحالات سے مطلع فرماتے رہیںگے۔

دعاگو وطالب توجہ

محمد برہان الحق قادری رضوی غفرلہ



مرقد سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ

سید احمد سعید کاظمی

صدر مرکزی جماعت اہل سنت پاکستان
صدر مرکزی تنظیم المدارس (اہل سنت) پاکستان
مہتمم و شیخ الحدیث، مدرسہ عربیہ انوار العلوم ملتان
۵/ذی الحجہ ۱۴۰۱ھ
از ملتان

سیدی الکریم حضرت قبلہ مولانا فضل الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم العالیہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ

انا للہ وانا الیہ راجعون حضرت قبلہ عالم آپ کے والد معظم سیدی حضرت مولانا ضیاء الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ کی وفات حسرت آیات کی خبر سے جو صدمہ قلب حزیں پر ہوا قابل بیان نہیں حضرت اقدس کا وجود مبارک دنیائے اسلام کیلئے آیہ رحمت و موجب برکت تھا تمام سنی سوگوار ہیں خصوصاً علماء اہل سنت کے قلوب حضرت کے وصال کی خبر سے انتہائی مغموم ہیں مدینہ منورہ میں حضرت ممدوح قدس سرہ العزیز کا مقصد ہی یہ تھا کہ حرم نبوی میں وفات پاکر شہادت کا درجہ حاصل ہو۔

رب العزۃ بجاہ نبیہ الکریم علیہ وآلہ وصحبہ الصلوٰۃ والتسلیم حضرت ممدوح معظم قدس اللہ سرہ العزیز کو دیار حبیب (ﷺ) کے انوار و برکات سے مستنیر فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام پر فائز فرمائے اور جناب والا کو نیز جملہ اہل بیت و متعلقین کرام سب مریدین و مسترشدین، محبین و جمیع اہل سنت کو صبر جمیل اور اس پر اجر جزیل عنایت فرمائے۔ آمین۔

مدرسہ انوار العلوم میں سب مدارس، اہل سنت کے ارکان فوری طور پر جمع ہوئے

اور اہل سنت غمگین ہو کر اس اجتماع میں شامل ہوئے۔ حضرت قدس سرہ العزیز کی یاد میں ہم سب بے انتہا مغموم رہے ایصال ثواب کے بعد رنج والم لئے ہوئے ہر ایک رخصت ہوا۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے طفیل جناب کو حضرت کا صحیح جانشین بنائے اور آستانہ عالیہ کی رونقیں ہمیشہ باقی رہیں حضرت کے فیوض و برکات جاری رہیں آمین۔

والسلام مع الاکرام

مسکین و غمگین احمد سعید کاظمی عفی عنہ

مرقد سیدنا علیؓ

مولانا المحترم ذوالمجد والکرم زیدت-----

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں اپنے بہنوئی کے انتقال کے سلسلہ میں کراچی گیا ہوا تھا وہاں حضرت قبلہ کے وصال کی خبر ملی ہفتہ کو فوری حضرت نورانی صاحب کے یہاں فاتحہ خوانی میں شریک ہوا رات کو کھوڑی گارڈن کی مسجد میں جلسہ تعزیت منعقد ہوا وہاں شریک ہوا دوسرے دن صبح دارالعلوم امجدیہ میں قرآن خوانی اور جلسہ تعزیت میں شرکت کی۔ میں کراچی سے آپ کو خط لکھتا لیکن اپنے بہنوئی کے انتقال اور مراسم میں شرکت کی وجہ سے عریضہ حاضر نہ کرسکا حضرت قبلہ کا وصال عالم اسلام کیلئے ایسا المیہ ہے جو ناقابل تلافی ہے میرے مربی اس دنیا سے رخصت ہوگئے سیدی ہمیں بے آسرا چھوڑ گئے خدائے برتر حضرت قبلہ کو اعلیٰ علیین میں خاص مقام عطاء فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطاء فرمائے یہاں بھی فاتحہ خوانی ہوئی اب سوائے ایصال ثواب کے اور کیا چارہ ہے مولیٰ تعالیٰ کو منظور یہی تھا خداوند قدوس آپ کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ قرآن عظیم سے میں نے تاریخ وصال استخراج کی جس کے اعداد ۱۴۰۱ھ ہیں۔

(ان المتقین فی جنت و نعیم ۱۴۰۱ھ)

آپ کا مخلص دعا گو۔

تقدس علی قادری رضوی

درگاہ شریف: پیر جو گوٹھ

ضلع خیرپور سندھ

۶/رمضان ۱۴۰۱ھ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

حضرت فیض درجت صاحبزادہ والا شان علامہ الشیخ فضل الرحمٰن صاحب مدنی زید مجدھم العالی

حضرت سیدی۔ امام اہل سنت خلیفۂ اعلیٰحضرت الشیخ ضیاء الدین احمد رضوی مدنی قدس سرہ العزیز کے وصال پر بہت ہی رنج وغم ہے۔ ابھی مجاہد ملت علامہ حبیب الرحمٰن علیہ الرحمہ کا غم مندمل نہ ہونے پایا تھا تو اچانک یہ صدمہ اہل سنت کو برداشت کرنا پڑا۔ قلب و جگر کی جو کیفیت ہوئی اور ہے وہ بیان سے باہر ہے۔ مولیٰ تعالیٰ حضور سیدی خلیفۂ اعلیٰحضرت کے درجات بلند فرمائے۔ قبر اطہر کو انوار خاص سے ڈھانکے۔ اور انکی برکات سے اہل سنت کو مستفیض فرمائے۔ اور آپ کو و جملہ عزیزوں کو صبر اور اس پر عظیم اجر عطاء کرے۔ اور آپ کی عمر میں برکتیں عطاء فرمائے۔ اور آپ کا سایۂ اہل سنت پر تادیر قائم رکھے۔ اور آپ کے فیض سے ہم سب کو مستفیض فرماتا رہے۔ آمین

والسلام

الفقیر محمد معین الدین القادری الرضوی عفی عنہ

خادم جامعہ قادریہ رضویہ فیصل آباد

۷۸۶

۹۲

سیدی المخدوم الکریم دامت برکاتہم القدسیہ

تحیۃ السلام والاکرام سنۃ خیر الانام

مزاج ہمایوں

اخبارات کے ذریعہ حادثہ عظیمہ کی خبر معلوم کر کے ہندوستان کے سارے سنی مسلمانوں پر غم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ ہر طرف صف ماتم بچھ گئی۔ سنی مدارس میں ایصال ثواب اور تعزیت کے جلسے منعقد ہوئے۔ وہ اسم بامسمّٰی دین وسنت کی ضیاء تھے۔ آج دنیا ایک نادر الوجود شخصیت کی برکتوں سے محروم ہوگئی۔

رحمہ المولی تعالٰے رحمۃ کاملۃ واسعۃ وافرۃ

وصال شریف، جنازہ مبارکہ، اور تدفین وتجہیز کی تفصیلات سے مطلع فرمائیں۔

جملہ حاضرین متوسلین ومعتقدین کی خدمات میں سلام مودت۔ قائد اہل سنت حضرت علامہ شاہ احمد نورانی مدظلہ کی خدمت میں سلام۔ حضرت علیہ الرحمہ کا چہلم شریف کس تاریخ کو کیا جائیگا۔

مدرسہ فیض العلوم کے سارے اساتذہ اور طلبہ سلام عقیدت کے بعد تعزیت پیش کرتے ہیں۔

والسلام

ارشد القادری

مہتمم مدرسہ فیض العلوم۔ جمشید پور۔ بہار (الہند)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الاخ العزیز حفظک الله

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته،

وصلني الآن الخبر بان العم والدکم توفي الي جوار رحمة الله،

انا لله وانا اليه راجعون ط

اعلی الله مقامه في الجنة و وفقکم اجمعين لحسن الصبر و جميله،

کنت تشرفت بزيارة في سنة ۱۹۳۲ء مضت خمسون سنة تقريباً

علیٰ هذا و لقيت منه دائماً اجمل الأخلاق واکر مها۔

مع تعزيتي و دعائي له و لکم اجمعين

الفقير الي الله

محمد حميدالله

(پیرس)

۲۲/شوال ۱۴۰۱ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت صاحبزادہ مولانا فضل الرحمٰن صاحب قبلہ دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

حضرت قطب مدینہ مولانا ضیاء الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ کی وفات حسرت آیات کی خبر ملی۔

انا للہ وانا الیہ راجعون ط

آپ بہت بڑے عالم تھے، اور عالم کی موت یقیناً ایک عالم کی موت ہے۔ آپ کا کوئی لمحہ ایسا نہیں گزرا، جس میں ذکر خدا و ذکر مصطفیٰ جاری نہ رہا ہو۔ حضرت کا دنیا سے سفر کر جانا اہل سنت کے لئے بہت بڑا صدمہ ہے۔ دنیا بھر کے سنی مسلمان ایک روحانی پیشوا سے محروم ہو گئے۔

رب العزت بجاہ نبیہ الکریم علیہ وآلہ وصحبہ الصلوٰۃ والتسلیم حضرت صاحب کے مدارج بلند فرمائے۔ آپ کو، تمام اہل خانہ اور سب عقیدت مندوں کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

جملہ اہل خانہ کو میری طرف سے تعزیت پیش کر دیں۔

سید افضل حسین شاہ

(سجادہ نشین دربار علی پور سیداں)

بخدمت جناب محترم المقام واجب الاحترام قبلہ
مولانا و بفضلنا مولانا الشیخ الفضیلت علامہ مفتی فضل الرحمن مدظلہ العالی

السلام علیکم کے بعد گذارش ہے کہ بواسطہ قاری غلام رسول صاحب مجھے خبر ملی ہے کہ قبلہ شمس العارفین عمدۃ الواصلین پیر طریقت شہباز شریعت علیجا نا و مآولا نا مرشدنا قبلہ مولانا ضیاء الدین (فی الدنیا و الآخرہ) اس دنیا فانی کو چھوڑ کر اپنے حقیقی مالک سے جا ملے ہیں۔

انا للہ و انا الیہ راجعون جب یہ خبر ملی تو اس وقت میں مقام ابراہیم علیہ السلام کے سامنے بیٹھا ہوا تھا اور چند علماء کرام بھی پاس بیٹھے ہوئے تھے تو ایسے معلوم ہوا کہ اہل سنت کا آج شمس غروب ہو گیا کہ جس کی نوری شعاعوں سے پوری دنیا میں عقائد اہل سنت کے باغ مہک رہے تھے۔ اور آج اہل سنت یتیم ہو گئے تو تمام احباب کی زبانوں پر حسرت کے کلمات جاری ہو گئے اور آنکھیں بہنے لگیں۔ یہ سب پریشانیاں ہمارے لئے ہیں ورنہ حضرت صاحب قبلہ تو کئی دنوں سے دلہن بن چکے تھے اور آوازیں دے رہے تھے کہ بلاؤ غوث پاک رضی اللہ عنہ کو میں تو یقین سے کہتا ہوں کہ یا ایتھا النفس المطمئنۃ ہ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ ہ فادخلی فی عبادی ہ وادخلی جنتی ہ کی شان سے تمام کائنات کے اولیاء اللہ کی معیت میں اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بے حساب جنت اعلیٰ میں جگہ عطاء فرمائے۔ دنیا کے تمام اہل سنت قیامت تک آپ کے احسانات کا شکریہ ادا نہیں کر سکتے۔ ۷۵ سال کے پر آشوب زمانہ میں مرکز کائنات میں بیٹھ کر جس شان سے آپ نے مسلک حقہ اہل سنت و جماعت کی اعلیٰحضرت عظیم البرکت کے نقش قدم پر چل کر خدمت کی ہے اور پھر آج تک آپ کو کوئی طاقت اپنی منزل مقصود تک پہنچنے میں رکاوٹ نہیں بن سکی یہ آپ کی اتنی بڑی

کرامت ہے کہ جس کی صدیوں میں نظیر نہیں ملتی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔

محمد علی ناظم اعلیٰ جامعہ رسولیہ شیرازیہ لاہور

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

عرض: لادین کو مسلمان بنانیکا کیا طریقہ ہے؟

ارشاد: لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اللہ ایک ہے۔ آسمان سے پانی اتارنے والا ایک اللہ ہے۔ زمین سے کھیتی اگانے والا ایک اللہ ہے۔ جلانے والا ایک اللہ ہے۔ مارنے والا ایک اللہ ہے۔ روزی دینے والا ایک اللہ ہے۔ ایک اللہ کی پوجا ہے۔ اللہ کے سوا کسی کی پوجا نہیں۔ لوگ اللہ کے سوا جن جن کو پوجتے ہیں۔ وہ سب جھوٹے ہیں۔ اللہ نے اپنے بندوں کو سچا راستہ دکھانے کے لئے اپنے نیک بندے بھیجے جنہیں نبی اور رسول کہتے ہیں وہ جو کچھ خدا کے پاس سے لائے وہ سب حق ہے میں ان نبیوں اور کتابوں پر ایمان لایا ان میں سب سے بڑے اور سب کے سردار محمد ﷺ ہیں۔ جو کچھ اللہ کے پاس سے لائے سب حق ہے۔ میرا دین مسلمانوں کا دین ہے۔ مسلمانوں کا دین سچا ہے مسلمانوں کے دین کے سوا اور دین جتنے ہیں سب جھوٹے ہیں۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(ملفوظات۔ امام احمد رضا خاں قادری)

محترم المقام مشفق حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدنی القادری زید مجدھم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

قبلہ عالم حضرت ضیاء الملت والدین کی وفات حسرت آیات کی خبر جس وقت مجھے ملی میں ان ایام سفر میں تھا جبکہ حضرت قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی کے ہمرکاب ہوں۔ بروقت آپ کی خدمت عالیہ میں تعزیت نامہ ارسال نہ کر سکا۔ ایک ماہ کی جبری تاخیر کے بعد حاضر خدمت ہوں۔ حضرت مولانا ضیاء العرب والعجم دنیا بھر کے سنی مسلمانوں کے لئے مرکز رشد وہدایت اور مینارۂ نور تھے۔ ان کی ذات ہمارے لئے زبردست سہارا تھی۔ ان کی محبت آمیز گفتگو اور پدرانہ شفقت ایسی نعمت تھی جو از قبیل مغتنمات ہے۔ موت العالم موت العالم کا راز ان کے دار فانی سے عالم جاودانی کی جانب رحلت کے بعد معلوم ہوا۔ میرا ایمان ہے کہ ان کا روحانی تصرف پہلے سے زیادہ ہے۔ میری دعا ہے کہ ”الولد سر لابیہ“ کے مصداق اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے خصوصی الطاف وعنایات ومقامات سے نوازے، آپ کے ذریعے بابا رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت وارشاد کے مشن کو جاری وساری رکھے۔ آمین اور آپ کو اپنی عافیت میں رکھے اور مدارج بلند عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

فقط والسلام ـــــــ مخلص محمد عبدالستار خان نیازی

حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدنی القادری مدظلہ العالی
خلف الصدق خلیفۂ اعظم اعلحضرت عظیم البرکت شاہ احمد رضا خاں بریلوی القادری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا نبی سلام علیک یا حبیب سلام علیک یا رسول سلام علیک
صلوۃ اللہ علیک

خدا (ﷻ) کی ان پہ رحمت ہو محمد (ﷺ) کی شفاعت ہو
دعا میری سدا یہ ہے انہیں جنت میں راحت ہو

میرے حد سے زیادہ مہربان و کرم فرما عالی جناب برادرم مکرم محترم معظم محتشم مخلصم مجسم مولانا مولوی علامہ فہامہ مقدام الفضلاء سند الفضلاء، متقی اعظم منبع جود وسخا ابو الفضل منظور نظر سیدی سلطان المشائخ شہزادہ والا تبار محمد فضل الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم العالیہ وزید مجدہ۔ السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔

آج ہی ابھی ابھی حضرت علامہ قبلہ الشیخ مولانا مولوی ضیاء الدین احمد القادری صاحب قطب مدینہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ، آپ کے والد محترم کی وفات حسرت آیات کا پڑھ کر جو میرے دل کو صدمہ عظیم لاحق ہوا ہے وہ تو احاطہ تحریر و تقریر سے باہر ہے۔ گو ہم اس صدمہ عظیم کی برداشت کے لائق تو نہیں ہیں مگر رضائے ربی کے سامنے تو اظہار بے بسی ہے۔ مولا کریم کے حضور دعا ہے کہ حضرت والا تبار مولانا صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کو جنت الفردوس میں بے حساب جگہ عطاء فرما دے اور تمام کے تمام پسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرما دے آمین ثم آمین بجاہ سیدنا طٰہٰ و یٰسین ﷺ۔ میں ان کی روح پر فتوح کو ایصال ثواب

کے لئے ایک بہت بڑی مجلس کا انعقاد کر رہا ہوں مولا کریم قبول و منظور فرماوے۔ آمین۔
آپ میری طرف سے اپنے تمام کے تمام خاندان عالیہ کے ہر ہر فرد سے اظہار تعزیت فرمائیں تاکید ہے۔

میں بستر پر لیٹے لیٹے بمشکل آپ کی خدمت اقدس میں یہ خط تحریر کر رہا ہوں اور اس جانکاہ صدمہ عظیم کی وجہ سے تو میری بیماری میں اور اضافہ ہو گیا ہے۔ مولی کریم مجھے اور آپ کو اس صدمہ عظیم کے برداشت کرنے کی ہمت و توفیق عطا فرماوے۔ میری حالت تو اس وقت ناگفتہ بہ ہو رہی ہے، اور بے حد مجبور و معذور ہوں، سفر کے تو قابل نہیں رہا ہوں ورنہ میں تو بسر و چشم بدل و جان ضرور ضرور حاضر ہو جاتا مگر کیا کروں؟ اور کیا نہ کروں؟ نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن والا معاملہ ہے۔

شریک غم

سید حیدر حسین شاہ

علی پور سیداں۔ ضلع سیالکوٹ

اللہ اللہ

عرض : ریل گاڑی میں بنچ پر بیٹھ کر پاؤں لٹکا کر فرض یا وتر پڑھے نماز ہوئی یا نہیں بعض ایسا کرتے ہیں۔

ارشاد : نہیں کہ قیام فرض ہے اور جب تک عجز نہ ہو ساقط نہیں ہو سکتا۔ فرض اور وتر اور صبح کی سنتیں یوں نہ ہو سکیں گے۔

(ملفوظات۔ امام احمد رضا خاں قادری)

مکرمی ومحترمی اخی المکرم مولانا فضل الرحمٰن صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ کے گرامی قدر والد مکرم علیہ الرحمۃ کے انتقال پر ملال کا بہت افسوس ہوا۔ ایک عظیم برکت والی ہستی دنیا سے رخصت ہوگئی۔ جنکی مشفقانہ دعاؤں کے ہم وظیفہ خوار تھے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم ﷺ کے طفیل انکی روح مبارک پر بیحد و بے حساب رحمتیں نازل فرمائے۔ اور ان کی روحانی برکتوں سے ہم گنہگاروں کو بہرہ ور فرمائے رکھے۔ میرے پاس الفاظ نہیں ہیں۔ جن سے ان کی نوازشات وعنایات کا شکریہ ادا کر سکوں زیادہ کچھ عرض کرنے سے معذور ہوں۔ دعاؤں میں یاد رکھیں۔

والسلام مع الاکرام

عاصی پرمعاصی طالب دعا نور جہانیاں محمودی

از درگاہ معلیٰ اسمٰعیل چشتیاں شریف

ضلع بہاولنگر پاکستان

۱۲/ذیقعد ۱۴۰۱ھ ۱۳/اکتوبر ۱۹۸۱ء

اللہ اللہ

عرض: حضور اگر نماز فاسد ہو جائے تو سلام پھیرنا چاہیئے؟

ارشاد: کوئی ضرورت نہیں سلام نماز پوری کرنے کے لئے ہوتا ہے۔ جب نماز ہی فاسد ہوگئی تو سلام کیسا۔

(ملفوظات۔ امام احمد رضا خاں قادری)

حضرت محترم ذوالعز والمجد والکرم فضل الملۃ والدین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج اخبار نوائے وقت میں خبر وحشت اثر سانحہ ارتحال حضرت سیدی قبلہ عالم پا کر انتہائی قلق ودکھ ہوا۔ ہوش وحواس کھو بیٹھا۔ سکتہ سا طاری ہو گیا۔ انتہائی جدائی کا نا قابل برداشت صدمہ ہے۔ گھر میں بھی سب مغموم ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک ﷺ صاحب لولاک شافع محشر ﷺ کے صدقے میں حضرت کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقامات عطاء فرمائے۔ آمین۔ آپ کو اور ہم سب گھر والوں کو صبر جمیل دے۔

اس خبر نے دنیائے اہل سنت میں زلزلہ پیدا کر دیا ہے۔ پورے ملک میں صف ماتم بچھ گئی۔ ہم سب اس غم میں برابر کے شریک ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے پیارے محبوب کے صدقے میں حضرت کا فیض آپ کی ذات والا صفات سے جاری وساری رکھے۔ اور آپ کا سایہ ہمارے سروں پر قائم ودائم رکھے۔

مسجد وزیر خان میں جامعہ حسنات العلوم کی طرف سے تعزیتی جلسہ اور فاتحہ خوانی کا انتظام کیا گیا ہے۔ ہم سب کی طرف سے حضرت کے شرکاء محفل سے بھی تعزیت پیش خدمت ہے۔

عجب سرائے یہ دنیا کہ جس میں شام وسحر
کسی کا کوچ کسی کا مقام ہوتا ہے

اللہ تعالیٰ صبر جمیل عطاء فرمائے۔ آمین

والسلام۔ غمزدہ
ابن الحسنات سید خلیل احمد قادری
خطیب وچیئرمین جامع مسجد وزیر خاں
مورخہ ۱۵ اکتوبر ۱۹۸۱ء

گرامی قدر جناب مولانا شیخ فضل الرحمان صاحب

القادری المدنی مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

شیخ الاسلام سیدی مولانا ضیاء الدین احمد قادری مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سانحہ ارتحال پر تمام عالم اسلام خصوصاً دار العلوم امجدیہ کے اراکین مدرسین اور طلباء نوحہ کناں ہیں مولانا کے وصال کا ہم سب کو بے حد ملال ہے۔ ایک عظیم ہستی جو ہم سب کیلئے مرجع تھے اور اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کے جلیل القدر خلفاء میں سے تھے اور جو مقبول بارگاہ رب العزت کے ساتھ بارگاہ نبوی (ﷺ) میں بھی بے حد مقبول تھے، ہم سب ان کے ظاہری فیض سے محروم ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک کے صدقے میں اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے درجات کو بلند فرمائے۔ ان کے مزار پر انوار کو آنحضرت ﷺ کی نورانیت سے منور فرمائے۔ اور آپ تمام حضرات کو اور متوسلین اور معتقدین کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔ حضرت کے وصال کی اطلاع ملتے ہی دار العلوم امجدیہ میں تعزیتی اجلاس منعقد کیا جس میں مفتی محمد ظفر علی نعمانی۔ مولانا مفتی وقار الدین صاحب، احقر عبد المصطفیٰ ازہری۔ علامہ محمد حسن حقانی اور قاری رضاء المصطفیٰ اعظمی و شہر کے معززین اساتذہ اور طلباء نے شرکت کی حقیقت یہ ہے کہ مولانا کی ذات ہمہ صفت تھی اور ہم اہل سنت کے لئے اس دربار نبوی (ﷺ) میں بہت بڑی ڈھارس ڈھال اور سہارا تھی۔ اب اس معاملے میں ساری امیدیں اور توقعات آپ سے وابستہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپکو ان کا صحیح جانشین بنائے اور آپ کے فیض سے ہم سب کو فیض یاب فرمائے۔ آخر میں پھر ایک مرتبہ ہم صمیم قلب کے ساتھ مولانا کے وصال پر تعزیت کرتے ہیں۔

احقر عبد المصطفیٰ ازہری

۶/ رمضان المبارک ۱۴۰۱ھ

گرامی قدر حضرت قبلہ عم فضل الرحمن صاحب زید مجد کم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے والد محترم حضرت شیخ ضیاء الدین نور اللہ مرقدہ وطاب اللہ ثراہ میرے لیے دین و دنیا کی ضیاء ہیں۔ حضرت کی ذات کے ساتھ مدینہ منورہ اس طرح وابستہ ہے کہ جب حضرت قبلہ یاد آتے ہیں تو مدینہ شریف یاد آتا ہے۔ میں اپنے رنج وغم کے لیے کہاں سے الفاظ لاؤں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک ﷺ کے صدقے میں آپ کو حضرت قبلہ کا جانشین بنائے تاکہ دنیا ئے سنیت اپنے کو بے سہارا نہ سمجھے۔ آمین

آپ کا اپنا۔
رضاء المصطفیٰ اعظمی

اللہ اللہ

نعل رسول الله ﷺ المحفوظة في
متحف قصر توب كابي بتركيا
الناسومة وهي النعل التي لها سيور
من جلد بين الأصابع .

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

حضرت سیدی علامہ فضیلت الشیخ فضل الرحمٰن قادری دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت سیدی ومرشدی قطب مدینہ ﷫ کے سانحۂ ارتحال کی خبر سے دل بے حد مغموم ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مریدین ومتعلقین تو یتیم ہو گئے، رنج وغم کے اظہار کے لئے الفاظ نہیں پا رہا۔ اہل سنت ایک سچے عاشق رسول مقبول (ﷺ)، شب زندہ دار عابد، متبحر عالم دین اور عظیم روحانی پیشوا سے محروم ہو گئے۔ حضرت سیدی ومرشدی کی صورت آپ کی شکل میں ہمارے سامنے ہے۔ الحمد للہ حضرت قبلہ نے ہمیں بے سہارا نہیں چھوڑا، مولیٰ تعالیٰ کو ایسا ہی منظور تھا۔ اللہ تعالیٰ حضرت سیدی قبلہ قدس سرہٗ کو اعلیٰ علیین میں مقام خاص اور پسماندگان کو صبر جمیل و اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین۔

بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

غمزدہ

محمد فیاض قادری

سجادہ نشین سید علی ہجویری

حضرت داتا گنج بخش۔ لاہور

۵/ ذی الحجہ ۱۴۰۱ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محترمی و مکرمی محب الفقراء والمساکین حضرت صاحبزادہ صاحب قبلہ مد ظلہ العالی

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

اخبارات میں حضرت سیدی، مخدومی و مرشدی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات حسرت آیات کی خبر پڑھی، اس حادثۂ عظیمہ کا بہت صدمہ ہوا۔ حضرت سیدی و مرشدی کا کوچ فرما جانا پوری دنیا کے اہل سنت کے لئے شدید صدمے کا باعث ہے، یہ عالم اسلام کا ایک عظیم نقصان و ملی سانحہ ہے جو ناقابل تلافی ہے۔ حضرت قبلہ نے اپنی زندگی دین متین کی تبلیغ کے لئے وقف کر رکھی تھی۔ اسلاف کی قابل قدر یادگار، سلف صالحین کی منہ بولتی تصویر اور خلق محمدی کے مظہر تھے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ حضرت سیدی قطب مدینہ ﷺ کے مدارج بلند سے بلند تر فرمائے۔ آپ کو، آپ کے اہل خانہ و متوسلین اور عقیدت مندوں کو صبر جمیل کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سیدنا سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم۔

غمگین و دعا جو

عبد العزیز خان قادری ضیائی

کونٹی نینٹل ٹریولز۔ لاہور

۱۳ اکتوبر ۱۹۸۱ء

محترمی گرامی قدر حضرت مولانا فضل الرحمان صاحب مدنی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے آپ کی صحت اچھی ہوگی،

حضرت شیخ طریقت مولانا ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کی خبر اسلامیان پاکستان پر بجلی بن کر گری ہے۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا وجود نہ صرف یہ کہ ہم سب کیلئے ایک بڑا سہارا تھا بلکہ وہ ہمارے لئے مرکزی حیثیت رکھتے تھے۔

مجھے یقین ہے کہ ان کے فیوض وبرکات ہمیں ان کے وصال کے بعد بھی حاصل رہیں گے، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے درجات عالیہ کو بلند فرمائے اور حضرت کے وابستگان کے سروں پر آپ کا سایہ برقرار رکھے، آمین

حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا وصال صرف آپ ہی کیلئے نہیں عالم اسلام بالخصوص اہل سنت کے لئے عظیم نقصان ہے، آپ حضرت کے علم، فضل اور تقویٰ کے صحیح معنی میں جانشین ہیں اور حضرت کے بعد آپ ہی ہماری امیدوں کا سہارا ہیں، امید ہے کہ آپ کی محبتیں، شفقتیں، سرپرستی اور فیضِ روحانی ہمیں حاصل رہے گا۔

میرے حق میں دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی مدینہ طیبہ کی موت عطاء فرمائے۔ آمین۔

دیگر دوستوں اور صاحبزادگان کو سلام

آپ کا مخلص

ظہور الحسن بھوپالی

محترمی صاحبزادہ صاحب قبلہ

بعد سلام وقدمبوسی کے عرض ہے کہ سنیچر کی شب، ریڈیو پاکستان نے اطلاع دی کہ مدینہ شریف میں حضرت مولانا سیدی ضیاء الدین صاحب قبلہ کا انتقال ہوگیا۔

انا للہ و انا الیہ راجعون۔

مولا تعالیٰ آپ حضرات کو صبر جمیل کی توفیق عطاء فرمائے اور حضرت صاحب قبلہ کی قبر انور پر تا قیامت اپنے رحم وکرم کی بارش فرمائے۔ آمین ثم آمین

حضرت والا محتاج تعارف نہیں تھے، میرے آقائے نعمت حضور مجاہد ملت مولانا محمد حبیب الرحمٰن صاحب قبلہ رئیس اعظم اڑیسہ (انڈیا) فرمایا کرتے تھے کہ دنیا میں تین شخصیتیں ایسی ہیں جنھیں دیکھ کر میرے قلب کو سکون میسر ہوتا ہے۔

"ان میں سے ایک حضرت موصوف تھے۔"

بے شک دنیائے سنیت میں ایک ایسا خلا پیدا ہوگیا ہے جسے پر کرنا ناممکن ہے۔

دعاؤں میں یاد رکھیے گا۔

فقط والسلام

دعاؤں کا محتاج

غلام مجاہد ملت محمد عزیز القادری

انڈیا

حضرۃ اکمل الاکامل افضل الافاضل مخدوم الامجادیم حضرت العلام صاحبزادہ مولانا محمد فضل الرحمن صاحب دامت برکاتہم العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاج اقدس بعافیت مطلوب، حضرت حجۃ الاسلام شیخ الاسلام والمسلمین رئیس الاولیاء حضرت مولانا الشیخ محمد ضیاء الدین قادری مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ و برکاتہ علیہ کے وصال و ارتحال کی خبر اخبارات کے ذریعہ معلوم کرکے دلی صدمہ ہوا۔انا للہ و انا الیہ راجعون دعا ہے کہ حضرت رب العلمین انہیں حبیب اعظم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قرب خاص سے سرفراز فرمائے اور ان کے فیوض و برکات تا قیام قیامت جاری و ساری رکھے اور حضرت کی ظاہری جدائی پر آپ کو اور تمام افراد خانہ کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

محتاج دعا، احقر ابوالفیض علی محمد نوری غفرلہ

۱۵/ اکتوبر ۱۹۸۱ء

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

عرض: اگر کسی شخص کا ستر کھل جائے تو جس نے دیکھا یا جس کا ستر کھلا وضو رہے گا یا نہیں؟

ارشاد: وضو کسی چیز کے دیکھنے یا چھونے سے نہیں جاتا۔ تمیں عضو عورت کے عورت ہیں اور نو (۹) مرد کے ان میں سے کسی عضو کا چہارم بقدر رکن یعنی تین بار سبحان اللہ کہنے تک بلا قصد کھلا رہنا مفسد نماز ہے اور بالقصد تو اگر ایک آن کے لئے کھولے جب بھی نماز جاتی رہے گی۔

(ملفوظات۔امام احمد رضا خاں قادری)

سینٹر ماسٹر ہاؤس

صدر کراچی

۳/ اکتوبر ۱۹۸۱ء

اخی محترم فضل الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

انتہائی دل گیر حالات میں آپ کو یہ سطور تحریر کر رہا ہوں حضرت قبلہ کے وصال سے متعلق اطلاع بروز جمعہ ہی یہاں پہنچ گئی تھی رات کو ریڈیو سے نشر ہوئی اور آج تقریباً تمام اخبارات میں چھپی تمام سنی علماء خصوصاً اور عوام میں تمام معتقدین کو سخت صدمہ ہوا درحقیقت آپکے والد اور میرے چچا ہی اس دنیا سے نہیں رخصت ہو گئے بلکہ سنیوں کے سر سے ان کا تاج اٹھ گیا۔ اب جیلانی کی نظر میں کوئی ایسا ولی نہیں رہا۔ جس کے متعلق وہ اعتماد سے کہہ سکے کہ جاؤ اگر کسی نے زندہ ولی کو دیکھنا ہے تو مدینہ شریف میں حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب کا دیدار کر لینا۔ عشق رسول (ﷺ)، سنت مبارکہ پر عمل اور دین متین کی خدمت کے ساتھ اس درجہ پر خلوص ہستی اب نہ ملے گی۔ اللہ تعالیٰ ہی نے ہمیں پیدا فرمایا اور اس کی پاک ذات کی طرف ہمیں لوٹنا ہے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اللہ پاک آپ کو آمنہ بہن کو حفصہ بہن کو تمام بچوں اور بچیوں کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔ اور آپ کو ہمت اور قوت عطاء فرمائے کہ آپ خلوص و تقویٰ کا پیکر بنکر انکی مسند پر بیٹھیں اور عالم سنیت کے لئے منبع فیض بنیں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ ان کے روحانی فیض و برکات سے اس مسند پر بیٹھ کر اور زیادہ مستفید ہونگے اور دوسروں کو فیض پہنچائیں گے۔

آمنہ بہن، حفصہ بہن، حمزہ بہن، عزہ، بدور اور میاں رضوان اگر وہاں پہنچ چکے

ہوں تو سب کو میری اور ای جان کی جانب سے تعزیت و دعا پہنچادیجئے۔

نوٹ : میں انشاء اللہ دو تین ہفتہ میں وہاں حاضری کا ارادہ رکھتا ہوں۔

والسلام

آپکا مخلص بھائی

جیلانی صدیقی

اللہ اللہ

عرض : حضور اللہ میاں کہنا جائز ہے یا نہیں؟

ارشاد : زبان اُردو میں لفظ میاں کے تین معنی ہیں۔ ان میں سے دو ایسے ہیں جن سے شانِ الوہیت پاک و منزہ ہے اور ایک کا صدق ہو سکتا ہے تو جب لفظ دو خبیث معنوں اور ایک اچھے معنی میں مشترک ٹھہرا اور شرع میں وارد نہیں تو ذاتِ باری پر اس کا اطلاق ممنوع ہوگا۔ اس کے ایک معنی مولیٰ تعالیٰ بے شک مولیٰ ہے، دوسرے معنی شوہر اور تیسرے معنی زنا کا دلال کہ زانی اور زانیہ میں متوسط ہو۔

(ملفوظات۔ امام احمد رضا خاں قادری)

۲۰۷ این، سمن آباد، لاہور

۱۷/ اکتوبر ۱۹۸۱ء

مکرمی بھائی فضل الرحمٰن صاحب قادری دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ یہ معلوم کر کے کہ ماموں ضیاء الدین صاحب کا انتقال ہو گیا ہمیں بہت ہی افسوس ہوا۔ خاص طور پر ہم کو یہ بھی مزید غم کا باعث ہوا کہ باوجود ارادہ کے ہم ماموں صاحب سے مل بھی نہ سکے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور ہم سب کو صبر کی توفیق عطا کرے۔ آمین

ابھی تین ماہ قبل ہمارے چھوٹے ماموں ہم سے رخصت ہو گئے اور بہت جلدی بڑے ماموں بھی ان سے جا ملے۔ اماں پہلے ہی ماموں مقبول کی وفات پر بہت روتی تھیں اور اب ان کے لئے ایک اور بڑا صدمہ آن پہنچا۔ ہم سب بھی اس صدمہ میں شریک ہیں۔ کافی سالوں سے آپ بھی پاکستان نہیں آئے اور اگر شاید چند دن کے لئے آئے بھی تو ہم سے ملاقات نہ ہو سکی۔ آپ ماموں صاحب کو چھوڑ کر آ بھی نہیں سکتے تھے۔

ہم آج انشاء اللہ سیالکوٹ جائیں گے اور وہاں چند دن مائی جی کے پاس رہیں گے۔ سیالکوٹ والا گھر اب بہت ہی خالی ہو گیا ہے۔ اماں جی آج کل ایبٹ آباد ہیں اور انشاء اللہ سردیوں میں یہاں آئیں گی۔

شاید آپ کو معلوم ہوا ہو کہ بھائی منیر الدین کو دل کا دورہ پڑ گیا تھا اور کافی عرصہ ہسپتال میں رہ کر اب گھر آ گئے ہیں۔ ان کا خط آپ کو مل گیا ہوگا۔

محمودہ کی طرف سے مضمون واحد ہے۔ بھابھی صاحبہ کو آداب اور بچوں کو دعوات

والسلام

غم میں شریک آپکا بھائی معز الدین۔

۱۵۸، شادمان کالونی، لاہور

برادرم فضل الرحمٰن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج کے اخبار میں قبلہ ماموں جان مولانا ضیاء الدین صاحب کی وفات کی خبر پڑھ کر ازحد رنج ہوا۔

بزرگوں کا سایہ غنیمت ہوتا ہے۔ اور ماموں جان مرحوم جیسا بزرگ تو سب خاندان کے لئے برکت کا باعث ہوتا ہے۔ لیکن خدا کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کرنا ہی پڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آپ کو صبر کی توفیق دے۔ ہمارے خاندان کا نیک ترین بزرگ ہم کو چھوڑ گیا۔

اختر منیر الدین

اللّٰہ اللّٰہ

عرض : تحیۃ الوضو کی کیا فضیلت ہے؟

ارشاد : ایک بار حضور اقدس ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا اے بلال (رضی اللہ عنہ) کیا سبب ہے کہ میں جنت میں تشریف لے گیا تو تم کو آگے آگے جاتے دیکھا۔ عرض کی یا رسول اللہ (ﷺ) میں جب وضو کرتا ہوں دو رکعت نفل پڑھ لیتا ہوں۔ فرمایا یہی سبب ہے۔

(ملفوظات۔امام احمد رضا خاں قادری)

حضرت والا درجت

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

حضرت سیدی قدس سرہ کی وفات کی خبر سنکر تعزیت کا مکتوب لکھنے کی استطاعت نہ رہی۔ حقیقت عرض کروں کہ آپ ہی کے سر سے حضرت سیدی کا سایۂ عاطفت نہیں اٹھا۔ اب تو مجھے اور دوسروں کو بھی یہ معلوم ہورہا ہے کہ ہم ایسے سایۂ عاطفت سے محروم ہوگئے ہیں۔ جس کو الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں۔

لیکن یہ یقین ہماری تسلی کرتا ہے کہ سیدی قدس سرہ کے فیوض ہماری دستگیری کرتے رہیں گے۔

رب کریم آپ کو اور متوسلین و متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور حضرت سیدی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے درجات کو مزید بلندی عطا فرمائے اور ہمیں انکے فیض سے بہرہ مند فرمائے۔ آمین

محمد اطہر نعیمی
خطیب جامع مسجد، آرام باغ، کراچی

مولانا محمد ظفر اقبال مصطفوی (لاہور)

۱۵/اکتوبر ۱۹۸۱ء

حضرت فاضل علامہ، مولانا فضل الرحمن صاحب قادری مدنی مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

پاکستانی اخبارات میں شائع ہونیوالی اس روح فرسا خبر نے دنیائے اہل سنت میں صف ماتم بچھادی کہ قطب وقت الشیخ حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۲/اکتوبر ۱۹۸۱ء کو مدینۃ الرسول (ﷺ) میں انتقال فرماگئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

ابھی شیخ الاسلام خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور مجاہد ملت مولانا حبیب الرحمن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وفات کا زخم مندمل نہ ہونے پایا تھا کہ حضرت کی وفات حسرت آیات سے یہ زخم اور گہرا ہوگیا۔ آپ کی وفات سے سنیوں کی آنکھیں پرنم اور دل افسردہ ہیں، سنیوں کا یہ وہ عظیم نقصان ہے جس کی تلافی ناممکن ہے۔

حضرت شیخ الاسلام مولانا ضیاء الدین صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذات گرامی، امام اہل سنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ کے مشن کی علمبردار اور صحیح جانشین تھی۔

وہ اہل سنت کے لیے سایۂ رحمت متلاشیان حق کے لیے شمع ہدایت اور ایک ایسا چشمۂ فیض تھے جس سے ہزاروں نہیں لاکھوں نے روحانی سکون کی لازوال دولت کو اپنے سینوں میں سمیٹا۔

حضور پرنور خاتم النبیین ﷺ سے عشق ومحبت کا ہی یہ صلہ انہیں دربار رسالت

(ﷺ) سے عطاء ہوا تھا کہ آقائے دو عالم ﷺ نے اپنے اس طالب صادق کو اپنے گنبد خضرا کے سائے میں زندگی کے لمحات معطر کرنے کا اعزاز بخشا اور پھر کرم بالائے کرم یہ کہ تاقیامت اپنے زیر سایہ اس خطہ پاک میں آخری آرام گاہ مرحمت فرمائی جہاں شمع نبوت کے ہزاروں پروانے محو استراحت ہیں۔

اس فقیر کو گذشتہ برس حاضری حرمین شریفین کی سعادت حاصل ہوئی اور ساتھ ہی ۱۰ر محرم ۱۴۲۰ھ کو حضرت قطب وقت کی قدمبوسی کا شرف حاصل ہوا تھا۔ حضرت نے بڑی شفقت فرمائی اور دعاؤں سے نوازا، اسی محفل میں مجاہد ملت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب کا شہادت پر بیان بھی ہوا، اس مجلس کی روحانی لذت اب تک محسوس کرتا ہوں۔

دعا ہے کہ مولا تعالیٰ اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل انہیں اپنے خاص جوار رحمت میں جگہ مرحمت فرمائے۔ آمین اور ان کے فیوض و برکات کا سلسلہ آپ کے ذریعہ تاقیامت جاری وساری رہے اور اسی طرح خلق خدا مستفید ہوتی رہے۔

فقط والسلام مع الاکرام صاجزادگان کی خدمت میں سلام

محتاج دعاء
فقیر محمد مظفر اقبال مصطفوی
بازار حکیماں ملاحاں۔ اندرون ٹیکسالی گیٹ۔
لاہور، پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بلاشبہ حضور کی ذات سنیت کا عظیم مرکز تھی، جن کے قدموں میں حاضری اہل دل اپنے لئے باعث سعادت تصور کرتے تھے۔ برطانیہ کے جملہ اہل سنت ان کے وصال کو شدت سے محسوس کر رہے ہیں۔ جملہ مساجد اہل سنت میں محافل ایصال ثواب منعقد ہوئیں۔ ورلڈ اسلامک مشن کی طرف سے مانچسٹر میں مجلس ایصال ثواب منعقد ہوئی۔ جس میں برطانیہ بھر کے علماء اور مشائخ نے شرکت کی اور حضور سیدی رحمتہ اللہ علیہ کی روح کو ایصال ثواب اور خراج تحسین وعقیدت پیش کیا گیا۔

قمر الزماں اعظمی

دی ورلڈ اسلامک مشن

۲۲/اکتوبر ۱۹۸۱ء

واجب الاحترام حضرت قبلہ مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت شیخ العالم قبلہ مرشدی وسیدی مولانا ضیاء الدین صاحب نور اللہ مرقدہ کی وفات کی خبر اخبار میں پڑھ کر دل کو صدمہ ہوا۔ اور جذبات عشق کو دھچکا لگا۔ حضرت کی ذات والا گدایان بارگاہ نبوی (ﷺ) کیلئے جائے راحت و تسکین تھی۔ مدینۃ الرسول (ﷺ) میں اہل سنت کے مرکز کا مقام جناب کا دولت کدہ متصور ہوتا ہے حضرت کی وفات موت العالم کا حقیقی مصداق ہے! انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جس قدر میرے اور جاننے والے احباب کے دلوں کو صدمہ ہے ان جذبات کو الفاظ کا جامہ نہیں پہنایا جا سکتا۔ پروردگار عالم موجودہ دور کے سنیوں کے متفقہ پیشوا مولانا ضیاء الدین مرحوم علیہ الرحمۃ کو جنت الفردوس میں مقام اعلیٰ عطاء فرمائے۔ یہ لوکرم مرکز سنیت قائم رکھیں۔ اور ہم جیسے گدایان دربار عالیہ کو مایوسی سے دوچار نہ ہونے دیں۔ گھر کے تمام افراد کو اور جناب ودیگر پسماندگان کو مالک الملک صبر عطاء فرمائے اور ہم سب کو حضرت کی طرح اپنے دلوں میں عشق رسول (ﷺ) کی شمع روشن کرنے کی توفیق بخشے۔

والسلام

لطیف احمد چشتی

مہتمم مدرسہ اسلامیہ، کاموکی، پاکستان

بمعہ جملہ اہل خانہ۔ کارکن مدرسہ۔ احباب اہل سنت، کاموکی

۱۵/اکتوبر ۱۹۸۱ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایبٹ آباد

۱۳/اکتوبر ۱۹۸۱ء

محترم و مکرم جناب بھائی فضل الرحمٰن صاحب

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

کل نفس ذائقة الموت

پاکستان ٹائمز میں حضرت ماموں جان قبلہ کی وفات حسرت آیات کی خبر پڑھی، بہت ہی دکھ ہوا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

آمنہ آپ کو یاد ہوگا کہ میں ان کی کتنی منتیں کرتی رہی کہ چند دن کے لئے میرے پاس آ جاؤ مگر ان کا یہی جواب ہوتا کہ بھابھی لاجی کو نہیں چھوڑ سکتی، بیمار ہیں، ان کی، اور ان کے ضیوف کی خدمت کرنی ہوتی ہے مگر رضائے ربی کے سامنے ہم دم نہیں مار سکتے۔ حضرت ماموں صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے اصلی گھر، اعلیٰ مقام جنت البقیع میں خواب راحت کے مزے لے رہے ہیں، خدا تعالیٰ کی صد ہا ہزار ہا رحمتیں ان پر ہوں۔ آمین ثم آمین

بارہ سال پہلے کے واقعات یاد آتے ہیں، جب ہم نے مدینہ منورہ میں ان کے پاس بے انتہا آرام و سکون سے دن گزارے تھے۔ جب ان کا کرم اور شفقت یاد آتی ہے تو ایک عجیب کیفیت طاری ہو جاتی ہے، جس کو الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ بچیاں تو اکثر بہت یاد کرتی رہتی ہیں۔ فاخرہ آپ حضرات کو بہت یاد کرتی رہتی ہے خصوصاً پھوپھی آمنہ

کو۔ جب سے اس صدمہ عظیمہ کا علم ہوا آپ سب کی یاد اور زیادہ بڑھ گئی ہے۔ منظر کو بھی بے حد غم ہوا، جب ذکر ہوتا تو دعا کرتے ہیں۔ حضرت ماموں رحمۃ اللہ علیہ کی شفقت تو بہت یاد آتی ہے۔

اماں جی (آپ کی پھوپھی) بہت ہی اداس اور دکھی ہیں بس چپ چاپ بیٹھی رہتی ہیں۔ ماموں جی مقبول احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وفات اور حضرت ماموں جان قبلہ ضیاء الدین قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وفات کا وقفہ بھی تو صرف تین ماہ کا ہے، اس لئے ان کو بہت زیادہ صدمہ ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ مرحوم ومغفور کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطاء کرے، ہم سب کو یہ صدمہ عظیمہ برداشت کرنے کی قوت وہمت دے۔ آمنہ، حمزہ، حفصہ، حبیب، رضوان، خلیل، سلمیٰ، بدور، عزہ سب کو اللہ تعالیٰ صبر جمیل عطاء فرمائے۔ آمین

والسلام
شریکِ غم
آپ کی بھابھی زبیدہ

ع

حسرت نو کا سانحہ سنتے ہی دل بگڑ گیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایبٹ آباد

۲۰ر اکتوبر ۱۹۸۱ء

محترمی و عزیزی بیٹے فضل الرحمٰن قادری سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

۲ ر اکتوبر کو جناب بھائی صاحب کی وفات کی خبر اخبار میں پڑھ کر صدمہ عظیمہ ہوا۔ میرے دونوں بھائی تین ماہ کے عرصہ میں راہی ملک بقا ہوئے، میں اکیلی رہ گئی، رنج و غم میں ڈوب گئی ہوں، دل غم سے نڈھال ہو گیا، آنکھیں خشک ہی نہیں ہوتیں، ہمت نہیں رہی، کیا کروں؟ بھائی مقبول احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تو قریب تھے، میں ان کا آخری دیدار نہ کر سکی اور میرے یہ مایۂ ناز رہبر شریعت و طریقت، بھائی تو تھے ہی کافی دور، میں دن رات ان کو یاد کرتی رہتی ہوں۔ ایک امید تھی کہ زندگی میں ان سے ایک بار پھر ملوں گی، سو وہ بھی جاتی رہی۔ آمنہ بیٹی کا خیال آتا ہے، اس کی تو اپنے والد میں جان تھی۔ اس کا رنج و غم سے کیا حال ہو گیا ہوگا؟

اللہ رب العزت سے التجا ہے کہ مجھے اور آپ سب کو یہ صدمہ عظیمہ برداشت کرنے کی قوت عطاء فرمائے اور میرے متقی و پارسا بھائی کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطاء فرمائے۔ وہ تو انشاء اللہ تعالیٰ بخشے ہوئے ہیں۔ آمنہ، حمرہ، حفصہ آپ تمام نے صبر و شکر سے وقت گذارنا ہے۔ حبیب، رضوان، خلیل، سلمیٰ، عزہ، بدور سب کو تسلی دینی ہے۔ ہائے میرا عظیم بھائی! میں اس کی آخری زیارت سے بھی محروم رہی، یہ غم تو میں آخری دم تک نہ بھول سکوں گی۔ ان کی جنت البقیع کی تمنا تو الحمد للہ پوری ہو گئی،

كل من عليها فان و يبقى وجه ربك ذوالجلال والاكرام۔

خدا سے فریاد ہے کہ ہمیں صبر کی نعمت سے نوازے آمین ثم آمین۔

والسلام
شریک غم
آپ کی پھوپھی
فاطمہ

اللہ اللہ

فاتحہ مقتدی کو پڑھنی مکروہ تحریمی ہے

معانی آثار میں جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے قال رسول ﷺ من كان له امام فقراة الامام له قراة۔ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس کا امام ہو سو قرات امام اس کی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ واذا قرئ القران فاستمعوا له وانصتوا لعلكم ترحمون۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے جب قرآن پڑھا جائے تو تم سنو اور چپ رہو امید ہے کہ تم پر رحم کیا جائے۔ پس ثابت ہوا کہ فاتحہ کا پڑھنا نماز میں مقتدی کو فرض نہیں اور مقتدی کو فاتحہ کا پڑھنا ترک واجب ہے یعنی مکروہ تحریمی لوٹانا جائز۔

(اسلام کی ۱۱ کتابیں ۔۔ حضرت علامہ غلام قادر بھیروی رحمۃ اللہ علیہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقبول منزل، ۱۰ اکتوبر

محترم و مکرم بھائی جان السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت محترم تایا جان کے انتقال کی خبر پڑھ کر از حد افسوس ہوا، اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ مرحوم و مغفور کو جنت الفردوس میں جگہ عطاء فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق رفیق عطاء ہو۔ آمین

تین مہینوں کے وقفے پر دونوں بھائی یکے بعد دیگرے اللہ کو پیارے ہو گئے۔ ہمارے خاندان کے آخری بزرگ آنکھوں سے اوجھل ہو گئے۔ حضرت تایا جی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دینی خدمات اور سخاوت و شرافت کا زمانہ معترف ہے۔ ہم نے ان کے بارے میں بہت کچھ سنا، ابا جی جس محبت و احترام سے تایا جان کا ذکر کرتے تھے اس سے آپ کی عظمت کا اندازہ کرنا مشکل نہ تھا۔ ہمیں تو حسرت ہی رہی، ہم تایا جان کی زیارت سے مشرف نہ ہو سکے۔ ہماری قسمت میں ان سے ملاقات نہ تھی۔ حضرت والد محترم کی وفات حسرت آیات کے بعد حضرت تایا جی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یاد زیادہ ستانے لگی۔ ہم ہر وقت ان کی صحت و سلامتی کے لئے دعا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کو یہی منظور تھا۔ اماں جی اور بانو اظہار افسوس کرتی ہیں۔ آمنہ آپا، حمدہ باجی اور حفصہ بھابھی، سلمیٰ، بدور، عزہ، حبیب، رضوان، خلیل اور دیگر تمام اہل خانہ کو ہم سب کی طرف سے تعزیت کر دیں۔

اماں جی کی صحت بدستور خراب ہے ان کی مکمل صحت کے لئے دعا کریں سب کی خدمت میں سلام اور دعاء کی درخواست۔

فقط

آپ کی بہن نینا مقبول

مقبول منزل محلہ اراضی یعقوب سیالکوٹ شہر

۷۸۶

۹۲

باسمہ تعالیٰ

از ناگپور(انڈیا)، ۲؍محرم ۱۴۰۲ھ

سیدی الکریم دامت فیوضکم العالیہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خدا کرے حضور والا کا مزاج مقدس بخیر ہو۔

یہ سن کر بے پناہ افسوس اور صدمہ ہوا کہ حضور سیدی و مرشدی الکریم شیخ الفضیلتہ قطب الارشاد الحضرۃ العلامہ الشیخ ضیاء الدین القادری غفرلہ الباری کا وصال ہو گیا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آہ در چشم زدن صحبت یار آخر شد — روئے گل سیر نہ دیدیم بہار آخر شد

اخبار انقلاب میں "آفتاب ولایت غروب ہو گیا" کے عنوان سے اعلان شائع ہوا۔ پڑھ کر آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔ اور بار بار کلمہ استرجاع زبان پر جاری ہوا دوسرے دن الجامعۃ الرضویہ دار العلوم امجدیہ ناگپور میں شاندار پیمانے پر قرآن خوانی اور جلسہ تعزیت کا پروگرام ہوا۔ کئی ختم قرآن پاک کا ایصال ثواب بہ روح مقدس شیخ الفضیلتہ الشیخ ضیاء الدین علیہ الرحمۃ والرضوان نذر کیا گیا اور حضرت والا کی ترقی درجات فی الجنۃ کی دعا کی گئی۔ نیز آپ کی صحت وسلامتی کیلئے بھی دعا کی گئی۔ بہر حال فقیر دعا گو ہے مولی تعالیٰ بطفیل سید الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء اُن کو مخصوص رحمتوں سے غفران فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام پر فائز فرمائے۔ نیز آپ حضرات کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

والسلام شریک غم
محمد عبد الحلیم رضوی اشرفی ضیائی
ناگپور نمبر ۲۔ انڈیا

بخدمت گرامی قدر

حضرت العلامہ سیدی فضل الرحمن صاحب

قبلہ المدنی دامت برکاتہم العالیہ ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مدینۃ الرسول سے ایک ہمدرد دار العلوم اسحاقیہ نے بذریعہ مکتوب یہ خبر جانکاہ دی کہ ۱۲ / اکتوبر ۱۹۸۱ء کو دنیائے سنیت کے آفتاب خلیفۂ اعلیٰحضرت علیہ الرحمہ مرجع علمائے اہل سنت فی مدینۃ الرسول سوختہ عشق رسول پاک حضرت سیدی الشیخ مولانا ضیاء الدین صاحب قبلہ اس دار فانی سے دار البقاء کو تشریف لیگئے ۔

انا للہ و انا الیہ راجعون ۔

اس خبر جانکاہ نے پورے دار العلوم کو ہی نہیں بلکہ تمام برادران اہل سنت کو غم واندوہ کے بحر عمیق میں مستغرق کر دیا ۔ دار العلوم اسحاقیہ کی فلک بوس عمارت سوگ میں غرق ہو گئی ۔ اساتذہ دار العلوم وطلبہ پیکر رنج والم نظر آنے لگے ۔ بزرگ وخورد حضرات کی آنکھوں سے اشکوں کے موتی نچھاور ہونے لگے ایک مایہ ناز فرزند سنیت ، پیر طریقت کی بارگاہ ذی وقار میں آہوں وسسکیوں کا خراج عقیدت پیش ہونے لگا ۔ اعلیٰ حضرت الشیخ المحترم کی شخصیت کوئی محتاج تعارف نہیں ۔ تمام ذی شعور حضرات آپکے اسم گرامی سے اور بعض بزرگ حضرات آپ کی ذات ستودہ صفات سے خوب واقف ہیں ۔ برادران اہل سنت پیکر رنج والم بنے ہوئے حضرت مفتی اعظم راجستان کی خدمت میں آنے لگے ۔

حاضرین کے سامنے حضرت الشیخ المحترم کی عبقری شخصیت ، آپ کا دنیائے

اہل سنت پر عظیم احسان ۔آپ کا سرکار دو عالم ﷺ سے والہانہ عشق صادق پر روشنی ڈالی۔ حاضرین نے اشکوں کے موتی نچھاور کر کے اپنے عظیم محسن کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کیا۔ اور بعد نماز ظہر دوبارہ قرآن خوانی ہوئی، حضرت الشیخ المحترم کی روح پر فتوح کیلئے ایصال ثواب کیا گیا۔

والسلام

محمد اشفاق حسین

صدر مدرس دار العلوم اسحاقیہ محلہ خرادیاں

اللہ اللہ

طریق ختم خواجگان قادریہ عالیہ رحمتہ اللہ علیہم

اول سہ ۳ یوم روزہ رکھے۔ اول یوم بدھ، دوم یوم جمعرات، سوم یوم جمعہ۔ پس بروز جمعہ، دوگانہ ہر ایک رکعت میں آیۃ الکرسی ایک بار اور سورہ اخلاص گیارہ بار پڑھے۔ پس رو بقبلہ ہو کر بیٹھے اور ختم شروع کرے۔ استغفار ایک سو گیارہ دفعہ پھر درود شریف ایک سو گیارہ دفعہ پھر کلمہ تمجید سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ایک سو گیارہ دفعہ بعدہ سورہ الم نشرح ایک ہزار ایک سو گیارہ دفعہ پڑھ کر حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی روح مبارک کو بخشے۔ بعدہ دعا کرے یا مجیب (۵۵ بار)۔ یہ ختم کبیر ہے۔

(اسلام کی ۱۱ کتابیں ۔۔۔حضرت علامہ غلام قادر بھیروی رحمتہ اللہ علیہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ھو القادر

قُطعاتِ تاریخِ وصال

ترکی دور میں سیلاب کا منظر



سعودی دور میں سیلاب کا منظر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قطعہ تاریخ وصال

شیخ العالم حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قادری رضوی مدنی علیہ الرحمۃ

نتیجہ فکر: حضرت سید شریف احمد شرافت نوشاہی علیہ الرحمۃ

چوں شد مرخصاز ما آں مخزن معانی — زدجے سفر بہ بست ویگذاشت دار فانی

شیخ عرب ممالک، ہم مرشد عجم بود — درعلم وفضل یکتا شہباز لامکانی

درعشق ذات احمد عمرے بسر نمود — اسرار فقر وعرفاں جملہ بروعیانی

جائش بصدر جنت در بقعہ مدینہ — ایں مرحمت شد اورا از مغفرت نشانی

زہ تیل او شرافت بہر سید از سر وشے

سال وصال گفتا "مغفور جاودانی"

۱۴۰۱ھ

ان المتقین فی جنت و نعیم ۱۴۰۱ھ

ضیاء الدین ارشد ۱۴۰۱ھ

ضیاء الدین نیک کردار ۱۴۰۱ھ

حضرت شیخ ضیاء الدین احمد قادری رضوی مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال پر ملال پر حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدنی قادری کے نام ایک تاریخی تعزیت نامہ

تاریخ وصال ہادی بلاد
۱۴۰۱

ملال افزا تاریخ
۱۴۰۱

بگاہ سیدی فضل الرحمٰن
۱۴۰۱

ادب آگاہ مولانا فضل الرحمٰن
۱۴۰۱

سیدی سندی حضرت مدنی سلام علیک
۱۴۰۱

جانشین وحید ضیاء الدین احمد
۱۴۰۱

باب صفا جانشین ضیاء
۱۴۰۱

السلام علیکم ورحمۃ اللہ زندہ باشی
۱۴۰۱

آہ سیدی یہ تاریخی نامہ
۱۴۰۱

وصال ولی عالم مولانا ضیاء الدین احمد
۱۴۰۱

وصل ضیاء الدین احمد قادری
۱۴۰۱

وصل سیدی مولانا ضیاء الدین احمد مدنی
۱۴۰۱

وصال ولی عالم مولانا ضیاء الدین احمد
۱۴۰۱

پر مشتمل ہے۔ ان کا ایک غلام (۱۴۰۱) حاضر خدمت ہے اور

تعزیت سرور اولیاء (۱۴۰۱) کر رہا ہے۔ نگاہ سیدی مولانا ضیاء الدین احمد (۱۴۰۱)

میں۔ واصف سیدی خوشتر صدیقی (۱۴۰۱) کا سلام اور نذرانہ ثواب پیش کیجئے۔

آہ محفل سلوک اجڑ گئی۔ خاتم محفل سالک کامل (۱۴۰۱) نہ رہا۔

عالم زہد و تقویٰ ویران ہوگیا۔ زاہد عالم خاتم جام محفل روپوش ہوگیا۔ زمانہ مرثیہ خواں

۱۴۰۱

ہے۔ فدائے ولی جہاں مولانا ضیاء الدین احمد مدنی پاک نگاہ رخصت ہوا۔ قادری رضوی جلوہ گاہ

۱۴۰۱ ۱۴۰۱ ۱۴۰۱

سونی ہے۔ بدر فلک بزم رضوی منزل جاوید میں غروب ہوگیا۔

۱۴۰۱ ۱۴۰۱

خاتم مجلس اصحاب فہم صادق العقیدہ خموش ہوگیا۔

۱۴۰۱ ۱۴۰۱

ہادی محفل خاتم اصفیاء محب مولیٰ حضور جان اصفیاء ﷺ ہے۔

۱۴۰۱ ۱۴۰۱

اسلاف تو عالم فانی چھوڑ ہی چکے تھے آہ آہ خاتم اسلاف چودھویں صدی۔

۱۴۰۱

بھی عازم خلد بریں ہوا اورنائب ختم رسل باادب۔ حاضر دامان رسول ﷺ

۱۴۰۱ ۱۴۰۱

ہوگیا۔ وقالت الملئکۃ طب یا عبداللہ المحصی

۱۴۰۱

مرحبا حبیبی سیدی مولانا ضیاالدین احمد وادخلوھا خالدین

۱۴۰۱ ۱۴۰۱

والسلام مع الاکرام واصف سیدی خوشتر صدیقی

15-10-81 ۱۹۸۱ء

قطعات وصال حضرت شیخ الاسلام مولانا ضیاء الدین احمد قادری رضوی مدنی رضی اللہ عنہ

چہ خبر آمد کہ دل رنجوری آید بہ یقین — نالہ کردہ ہر نفس مجبوری آید بہ یقین
جستجو چہ مژدہ ملائک دادہ اند — شیخ ما حضرت ضیاء مغفوری آید بہ یقین
۱۴۰۱ھ

از حرم تا حل ہے کیسا شور وغل — رحلت شیخ طریقت واصف مولائے کل
مژدہ سال ولادت تھا ضیا کا یاغفور — وصل کی تاریخ کیا جز نائب ختم رسل
۱۲۹۷ لے — ۱۴۰۱ھ

جلوہ گاہ قادری رضوی نہ پوچھ — جس کے غم میں رو رہے ہیں انس وجن
ہے ہلال فخرا بڑی تاریخ آہ — چارگی ذوالحج کی اور جمعہ کا دن
۱۰ ۱۴ھ

واصف سید خوشتر صدیقی
۱۹۸۱ء

لے (حضرت علامہ خوشتر صدیقی مدظلہ کو سہو ہوا اور آپ نے حضرت قطب مدینہ قدس اللہ سرہ کا سن ولادت ۱۲۹۷ھ اور مادہ تاریخ ولادت یاغفور سے تخریج فرمایا جب کہ قطب مدینہ رضی اللہ عنہ کا سن ولادت ۱۲۹۴ھ اور نام تاریخی احمد مختار اور یہی مادہ تاریخ ولادت باسعادت ہے۔)

قطعہ تاریخ وصال

یگانہ آفاق شیخ اکبر

نتیجہ فکر: ابوالطاہر فدا حسین فدا

ہیں آج واصلِ حق حضرت ضیاء الدین — کہ جن کا قبلہ و کعبہ در پیمبر ہے
گئے ہیں عشق نبی کی وہ لیکے دل میں تڑپ — شفاعتِ شافع محشر کی خاص ان پہ ہے
زہے نصیب یہ عظمت یہ رفعتِ اعزاز — میسر آج انہیں جو مرام کوثر ہے
وہ تھے مجددِ دوراں کے نائب برحق — یہ ان کے درج فضیلت کا خاص جوہر ہے
وہ ان کا زہد و تقدس وہ دورِ رشد و ہدیٰ — نظر نواز، دل فروز، روح پرور ہے

سن وصال پہ ان کے فدا سے ہاتف نے
کہا "یگانہ آفاق شیخ اکبر" ہے

۱ ۰ ۲ ۱ ھ

ﷲ ﷲ

طریق ختم صغیر (چھوٹا) غوثیہ عالیہ قدس اللہ سرہ

اول درود شریف ایک سو گیارہ بار، پھر کلمہ تمجید ایک سو گیارہ دفعہ، سورہ یٰسین ایک دفعہ، سورہ الم نشرح ایک سو اکتالیس (۱۴۱) دفعہ بعدہ درود شریف ایک سو گیارہ دفعہ پھر دعا فاتحہ بروح پاک حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ۔ اگر بڑی ضرورت ہو تو ختم کبیر کرے ورنہ ختم صغیر سے کام آسان ہو جاتا ہے۔

(اسلام کی ۱۱ کتابیں ۔۔۔ حضرت علامہ غلام قادر بھیروی رحمۃ اللہ علیہ)

شیخ الاسلام قطب مدینہ حضرت ضیاء الدین احمد قادری رضوی مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ مجاز امام اہل سنت اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی قدس سرہٗ

وصال ۴؍ذوالحجہ ۱۴۰۱ھ مطابق ۲؍اکتوبر ۱۹۸۱ عیسوی۔

ابدی آرامگاہ: جنت البقیع شریف (مدینہ منورہ)

نتیجۂ فکر: ابوالطاہر فدا حسین فدا

ضیا دین و ملت کی پھیلا کے وہ
اٹھے بزم دنیا سے بے قیل و قال
شریعت طریقت کے شیخ جلیل!
وہ تھے صاحب علم و فضل و کمال

ودیعت تھا حق سے انہیں سوز عشق
وہ رکھتے تھے سینے میں روح بلال
مطیع خدا تابع شاہ دیں
وہ تھے ایک شخصیت بے مثال

تھے علامہ دہر روشن ضمیر
سراپائے عزم و عمل باکمال
تصور میں ان کے چمکتا رہا
نبی مکرم کا حسن و جمال

نگوں سر ہوئے دیں کے اعداء تمام
تھی شمشیر حق ان کا جاہ و جلال
ندا عرش سے آئی مجھ کو ندا یہ
کہوں "رخصت قطب" تاریخ سال

۱۴۰۱ھ

ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ

فاتحہ خوانی

سوال: صدقات مالی جیسے طعام اور شیرینی و پھول اور عبادت بدنی جیسے کلمہ شریف درود شریف و اوراد وظائف نماز و روزہ و ختم قرآن شریف ان کا ثواب موتی کو پہنچتا ہے یا نہیں؟

جواب: صدقات مالی کا ثواب پہنچتا ہے اور معتزلہ اس کے منکر ہیں۔ حنفیہ کرام کے نزدیک جمیع صدقات و عبادات کا ثواب موتی کو پہنچتا ہے۔

دار قطنی میں ہے کہ ایک شخص حضرت رسول کریم ﷺ کی خدمت شریف میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں اپنے ماں باپ کے ساتھ ان کی زندگی میں سلوک کیا کرتا تھا۔ اب بعد وفات کے سلوک کس طرح کروں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سلوک بعد وفات کے یہ ہے کہ تم اپنی نماز کے ساتھ ان کے لئے نماز پڑھا کرو۔ اور اپنے روزوں کے ساتھ ان کے لئے روزے رکھا کرو۔

(اسلام کی ۱۱ کتابیں۔۔۔ حضرت علامہ غلام قادر بھیروی رحمۃ اللہ علیہ)

قطعہ سالِ وصال

"فاخرِ بزمِ عشاق"

۱ ۰ ۴ ۱ ھ

طارق سلطان پوری حسن ابدال (اٹک)

درِ محبوب کے گوشہ نشیں تھے — نبی کے شہرِ رحمت کے مکیں تھے
عظیم المرتبت قطبِ مدینہ — وہ معمولی کوئی انساں نہیں تھے
دل آرا مرکزِ بزمِ طریقت، — چراغِ محفلِ اہلِ یقیں تھے
محمد ﷺ سے محبت کا مبلغ — علم بردارِ عشقِ شاہِ دیں تھے
وہ مردِ حق مرشد و پاک طینت — امام اہلِ حق کے جانشیں تھے
کیا فیضِ رضا کو عام اس نے — قسیمِ فیضِ مرشد بالیقیں تھے
وقار و نازِ اہلِ عشق و مستی — وہ فخرِ کاملین و متقیں تھے
معارف کا خزینہ ان کا سینہ — وہ اک گلزارِ عرفان و یقیں تھے
ہوئے مدفون شہرِ مصطفیٰ میں — وہ اک باشندۂ خلدِ بریں تھے
رہے وہ عمر بھر شہرِ نبی میں — فدائے رحمۃ للعالمین تھے

سر "دیکھا" سے ہے سالِ وصل ان کا
۴
"نشانِ عظمتِ دینِ متیں" تھے

۱۹۸۱ = ۱۹۷۷ + ۴

قطعہ تاریخ وصال

مقبول بارگاہ سید المرسلین (ﷺ) قطب مدینہ
حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنی قادری رحمۃ اللہ علیہ

پروفیسر محمد یونس حسرت ننکانہ

گنبد خضرا کے بابرکات سائے کے تلے
مرتبے حضرت ضیاء الدین کو کیا کیا ملے
تھا لقب قطب مدینہ ان کی ذات پاک کا
شان سے اس منصب عالی پہ وہ فائز رہے
محفل میلاد کا ہر روز رکھا اہتمام
عاشق سرکار دوعالم تھے ایسی شان کے
کہہ کے دیا دل لکھو حسرت یہ تاریخ وصال

۲۳۹

آبروئے دین مولانا ضیاء الدین تھے

۱۷۴۲

۱۹۸۱ء = ۱۷۴۲ + ۲۳۹

تاریخ ہائے وصال
ولی کامل قطب مدینہ رحمۃ اللہ علیہ

مولانا صائم چشتی

سال رحلت آپ کا صائم ہوا مطلوب جب
میں نے حضرت کو ضیائے دین و ملت کہدیا
۱ ۴ ۰ ۱ ھ

صائم ان کا سال رحلت
ہے بس عاشق الٰہی حضرت
۱ ۹ ۸ ۱

خیال آیا صائم جو تاریخ کا
کہا ہے وصال ضیاء رضا
۱ ۹ ۸ ۱

حب ولی کامل قطب مدینہ مولانا ضیاء الدین
۱ ۴ ۰ ۱ ھ

لوحِ واحد تاریخِ وصال

۱۴۰۱ھ

مکین دیارِ سید المرسلین ﷺ، حضرت شیخ علامہ ضیاء الدین احمد مدنی قادری علیہ الرحمۃ

بسم اللہ الغنی الکافی

۱۴۰۱ھ

اللہ رب محمد صلی علیہ وسلما نحن عباد محمد صلی علیہ وسلما

۱۴۰۱ھ

مستخرجہ قاری محمد امانت رسول رضوی (پیلی بھیت، یوپی)

آہ غروب مہ علماء

۱۴۰۱ھ

زبدۂ عالیہ فاضل اوحد عالم نبیل و جلیل

۱۴۰۱ھ

شمس رضا

۱۴۰۱ھ

نائب الشاہ رضا

۱۴۰۱ھ

سلطان مناظرین

۱۴۰۱ھ

ضیاء الدین احمد القادری المدنی

۱۴۰۱ھ

شاہ ضیاء الدین احمد مدنی

۱۴۰۱ھ

فاضل اکمل اوحد ضیاء الدین احمد

۱۴۰۱ھ

الشاہ ضیا الدین احمد مدنی

۱۴۰۱ھ

الحاج شاہ ضیاء الحق والدین

۱۴۰۱ھ

علیہ رضوان احکم الحاکمین

۱۴۰۱ھ

اللہ اللہ

قَالُو مَتیٰ مَضیٰ اَریت اختر

نَادِیَتُ خَاضَ فِی النَّعماءِ بحبر

۱۴۰۱ھ

علامہ اختر رضا خاں قادری ازہری

احساسات

تاثرات امانت بر وصال حضور ضیاء الملت علیہ الرحمۃ

از نتیجۂ فکر: الحاج مولانا قاری محمد امانت رسول
رضوی پیلی بھیتی (انڈیا)

آہ مرد باصفا جاتا رہا — تاجدار اصفیا جاتا رہا
اہل حق کا پیشوا جاتا رہا — سنیوں کا مقتدا جاتا رہا
واصف شاہ دنیٰ جاتا رہا — عاشق غوث الوریٰ جاتا رہا
کیا مناقب ہوں بیاں مجھ سے بھلا — رہبر راہ ہدیٰ جاتا رہا
اہلسنت اہل حق اہل نظر — کا معظم رہنما جاتا رہا
جس سے پُر رونق تھا اسلامی چمن — وہ جمال اولیا جاتا رہا
تھا ضیاء الدین احمد نام پاک — مظہر احمد رضا جاتا رہا
نام میں الشاہ مدنی جب ملا — سال رحلت مل گیا جاتا رہا
چار ذوالحجہ تھی روز جمعہ کو — سوئے جنت باصفا جاتا رہا
جس نے عالم کو منور کر دیا — آہ وہ شمس رضا جاتا رہا
ہے درود رضویہ میں دیکھ لو — اس کی رحلت کا پتہ جاتا رہا

یعنی

اللہ رب محمد صلی علیہ وسلما نحن عباد محمد صلی علیہ وسلما

۱۴۰۱ھ

مسجد نبوی سے سن لی جب اذاں — کرنے جمعے کو ادا جاتا رہا
مل گئے محبوب خدا سے بالیقیں — جب بلاوا آگیا جاتا رہا

رب کعبہ کی حضوری کیلئے — اس جہاں سے وا ہوا جاتا رہا
سوئے فردوس بریں کلمہ شریف — پڑھتے پڑھتے باصفا جاتا رہا
اہلبیت پاک کے قدموں کا وہ — بوسہ لیتے باصفا جاتا رہا
بے ٹھکانوں کا ٹھکانہ جس کا در — بے کسوں کا آسرا جاتا رہا
موت عالم موت عالم ہے حدیث — زندگی کا اب مزہ جاتا رہا
فضل رحمٰن عالم ذیشان کو — چھوڑ کر اپنی ضیا جاتا رہا

اے امانت بس یہی تاریخ ہے
نائب الشاہ رضا جاتا رہا

۱۴۰۱ھ

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

عرض: اگر کسی مرید کی اپنے شیخ سے زیادہ رسائی ہو اس پر اس کے پیر بھائی رنج رکھیں۔

ارشاد: یہ حسد ہے جو لیجاتا ہے جہنم میں رب العزت تبارک وتعالیٰ نے حضرت آدم علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ رتبہ دیا کہ تمام ملائکہ سے سجدہ کرایا۔ شیطان نے حسد کیا وہ جہنم میں گیا۔ دنیا میں اگر کسی کو اپنے سے زیادہ دیکھے شکر بجالائے کہ مجھے اتنا جلا نہ کیا اور دین میں دیکھے تو اس کی دست بوسی کرے اسے مانے کسی پر حسد کرنا رب العزۃ پر اعتراض ہے کہ اسے کیوں زیادہ دیا اور مجھے کیوں کم رکھا؟

(ملفوظات۔ امام احمد رضا خاں قادری)

مظہر احمد رضا جاتا رہا

از نتیجۂ فکر محمد امانت رسول رضوی پیلی بھیتی

جو دلوں پہ نقش تھا جاتا رہا — آہ وہ مرد خدا جاتا رہا
اہل حق آبدیدہ کیوں نہ ہوں — اُن کا ہادی، پیشوا جاتا رہا
چھن گئی تخت تصوف سے بہار — تاجدار اصفیا جاتا رہا
مقتدی غوث الاعظم دستگیر — مظہر احمد رضا جاتا رہا
جو محمد مصطفیٰ کے عشق میں — جیتے جی ہی تھا فنا، جاتا رہا
آئینے بھی جس پہ ہوتے تھے نثار — وہ جمال اولیاء جاتا رہا
منزلیں، ان پاؤں کی دھول تھیں — رہبروں کا رہ نما جاتا رہا
چار ذی الحجہ سن چودہ سو ایک — آیا، اور جان وفا جاتا رہا
اس زمیں میں اٹھ گیا اک چرخ سا — چرخ سے خورشید سا جاتا رہا
کیا بتا سکتے ہیں ان کے جاں نثار — کیا بچا ہے اور کیا جاتا رہا
دل، ضیاء الدین احمد ہی کا ہے — آنکھ سے عکس ضیاء جاتا رہا
ہم تو نقطے ہیں ہمارے اردگرد — وہ جو تھا اک دائرہ جاتا رہا
ہوگیا رخصت مدینے کا امیر — یا قطب اس شہر کا جاتا رہا
بے گھروں کا گھر تھیں اسکی قربتیں — بے کسوں کا آسرا جاتا رہا
مسجد نبوی سے جب اٹھی اذاں — سوئے حق، حق آشنا جاتا رہا
ہائے اہل بیت کا عاشق تھا وہ — بوسہ لینے بارہا جاتا رہا
بارگاہ مالک کونین سے — جب بلاوا آگیا، جاتا رہا

اس نے چکھی موت، ہم سب کا مگر　　زندگی کا ذائقہ جاتا رہا
فضلِ رحمان، عالم ذیشان کو　　دے کر اپنا بوریا جاتا رہا
دے صدا ہاتف الانت غیب سے
نائب الشاہ رضاؔ جاتا رہا

۱۴۰۱ھ

تاریخِ رحلت

قطب	مدینہ		عارف	صمدی
شیخ	ضیاء		الدین	المدنی
چیدہ	دار		باپ	مجیدی
فرق	سے		حب	مصطفوی
چھپا	تراب	بقیع	میں	جاکر
بدر	فلک		بزم	رضوی
۱	۰	۴	۱	ھ

مولانا خوشتر القادری صاحب قبلہ کے مستخرجہ مادہ کو فقیر بدر القادری نے اشعار کے خاکے میں لانے کی سعی کی۔

فقط بدر غفرلہٗ

۲۱/صفر ۱۴۱۸ھ

فقیہ ہند علامہ شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ

فھو فی عیشۃ راضیہ

۱۴۰۱ھ

علامہ سید مقبول حسین حبیبی الہ آباد

ھذا حبیب اللہ مات فی حب اللہ

۱۴۰۱ھ

حضرت حافظ مبین الدین محدث جامعہ نعیمیہ مرادآباد

ان المتقین فی جنۃ ونعیم

۱۴۰۱ھ

علامہ امام الدین فیض آباد

سماغ علم

۱۴۰۱ھ

علامہ محمد سلطان شیخ الحدیث جامعہ عربیہ فیض آباد

عفر الجیب باللہ

۱۴۰۱ھ

حضرت علامہ عاشق الرحمن حبیبی

وحقۃ الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ھم یحزنون

۱۴۰۱ھ

حضرت مفتی مظفر احمد صدیقی بدایونی

ولی زمن خاتم الفقہاء

۱۴۰۱ھ

منازل محبان غوث الوریٰ

۱۴۰۱ھ

اہل التقویٰ واہل المغفرۃ

۱۴۰۱ھ

تاجدار اہل سنت قبلہ حق

۱۴۰۱ھ

لا تقنطوا من رحمۃ اللہ

۱۴۰۱ھ

رضی الملک الجامع عنہ

۱۴۰۱ھ

حضرت علامہ مظفر الدین احمد کلیم مصباحی

بارتباط بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱۴۰۱ھ

خلیق دھر رھنمائے قوم

۱۴۰۱ھ

دعوت اتحاد دوامی دیتے ہوئے

۱۴۰۱ھ

بقول قادر وہاب کل نفس ذائقۃ الموت

۱۴۰۱ھ

اور گلستان جنت میں لولا جگہ پائی

۱۴۰۱ھ

قادر اقلیم تیری قبر کو نور سے بھر دے

۱۴۰۱ھ

اور ہم کو صبر جمیل کی توفیق محکم دے

۱۴۰۱ھ

حزین دل کلیم مصباحی

۱۴۰۱ھ

Quran Translation

The Cairo based Islamic research academy headed by Dr. Muhammad Sayyed Tantawi, Sheikh of al-Azhar, has ratified the release of a [illegible] interpretation of the meanings of the Holy Quran in Urdu language. The Ashrafia University in India submitted the interpretation to al-Azhar for review before it goes to printing to be distributed to mosques and Islamic institutes in India and the Urdu speaking countries. The interpretation was [illegible] by Sheikh Muhammad Ahmad Raza Khan Al-Qadri [illegible] [illegible]

ولتكن منكم أمة يدعون إلى الخير ويأمرون بالمعروف وينهون عن المنكر وأولئك هم المفلحون

■ الخميس ■ العدد ■ 1420

الأزهر يعتمد ترجمة حديثة لمعاني القرآن بلغة الأردو

وافق مجمع البحوث الإسلامية بالقاهرة برئاسة الدكتور محمد سيد طنطاوي شيخ الأزهر على إصدار ترجمة معاني القرآن الكريم بلغة الأردو والتي أعدها الشيخ محمد أحمد رضا خان القادري من كبار علماء الإسلام في الهند، وكانت الجامعة الأشرفية بالهند قد قدمت الترجمة للأزهر لمراجعتها، وتقوم الجامعة بطبع الترجمة على نفقتها لتوزيعها على المساجد والمعاهد الإسلامية بالهند والبلاد المتحدثة بلغة الأردو.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ھو القادر

مناقب

ضیائے روحی وضیائے قلبی

قطب مدینہ

حضرت سیدی ضیاء الدین احمد القادری رضی اللہ عنہ

ہادیٔ جہاں

مفتی مظفر احمد

ہیں آپ ہادیٔ جہاں ضیاء الدین
ضیائے مجلس غوث زماں ضیاء الدین

امیر قافلۂ عارفاں ضیاء الدین
ہیں چارہ سازِ دلِ بیکساں ضیاء الدین

نگاہ حضرت احمد رضا کے میں قرباں
بنایا عاشق اچھے میاں ضیاء الدین

ہے غوث پاک کی اس پر نگاہ لطف و کرم
ہو جس غریب پہ تم مہرباں ضیاء الدین

رضا کے ہاتھ سے پی تھی جو تم نے ہے آقا
عطا ہو بہر شہ مرسلاں ضیاء الدین

ہے حسین و حسن بھیک میں خوشی دیدو
ہیں آپ نائب غوث جہاں ضیاء الدین

تباہ حال ہیں غربت میں خانماں برباد
ہیں تم سے طالب امن و اماں ضیاء الدین

دعا جو دی تھی مظفر کو اس کے صدقے میں
رہے جہاں بھی رہے شادماں ضیاء الدین

☆☆☆☆☆☆

چراغ بزم الفت

سکندر لکھنوی (کراچی)

نقیب دین فطرت، حضرت قبلہ ضیاء الدین
امیر اہل سنت، حضرت قبلہ ضیاء الدین
محمد مصطفیٰ صلِ علیٰ کے عاشق صادق!
نگہبان شریعت، حضرت قبلہ ضیاء الدین
نگینِ معرفت، قطب مدینہ، رہبر کامل
متاعِ بیش قیمت، حضرت قبلہ ضیاء الدین
خلیق و مہرباں و میزبانِ زائرِ طیبہ
فقیر نیک سیرت، حضرت قبلہ ضیاء الدین
محافظ مسلکِ غوث الوریٰ ہیں کوئے طیبہ میں
محبّ اعلیٰ حضرت، حضرت قبلہ ضیاء الدین
مبلغ دینِ برحق، سنتِ محبوب حامل
چراغ بزم الفت، حضرت قبلہ ضیاء الدین
محبانِ محمد سے، ثنا خوانِ محمد سے!
دلی رکھتے تھے الفت حضرت قبلہ ضیاء الدین
مٹا دیتے تھے جو دل کی سیاہی اک توجہ سے
وہ تھے شیخ طریقت حضرت قبلہ ضیاء الدین
دلوں کو بخشتے تھے روشنی عشق محمد کی
بہ فیضِ اعلیٰ حضرت، حضرت قبلہ ضیاء الدین

حصارِ منکروں میں بھی نبی کے نام ہی کی!

بلند رکھتے تھے عظمت، حضرت قبلہ ضیاء الدین

ستارہ بادلوں میں چھپ گیا جو جگمگاتا تھا!

مدینے میں بصورت، حضرت قبلہ ضیاء الدین

چراغ قادری بجھ کر بھی تابندہ و روشن ہے

ہیں زندہ درحقیقت، حضرت قبلہ ضیاء الدین

سکندر بھی سلامی ہے ملے شرف قبولیت

مکین قصر جنت، حضرت قبلہ ضیاء الدین

☆☆☆☆☆

[illegible]

عنبر ـ مشک ـ زعفران ـ [illegible]

تحریر سیدی قطب مدینہ رضی اللہ عنہ

عاشق مصطفیٰ ﷺ ضیاء الدین رحمۃ اللہ علیہ

مولانا محمد الیاس عطار

عاشق مصطفیٰ (ﷺ) ضیاء الدین
زاہد و پارسا ضیاء الدین
دلبر و دلربا ضیاء الدین
میرے دل کی ضیاء ضیاء الدین
تم کو قطب مدینہ یا مرشد!
علماء نے کہا ضیاء الدین
باعث فخر ہے یہ میرے لئے
ہوں مرید آپ کا ضیاء الدین
مجھ کو اپنا بناؤ دیوانہ
بہر غوث الوریٰ ضیاء الدین
چشم رحمت ہو سوئے من مرشد
بہر احمد رضا ضیاء الدین
ایسا کردے کرم رہیں یارب!
مجھ سے راضی سدا ضیاء الدین
کیسے بھٹکوں گا کہ ہیں میرے تو
رہبر و رہنما ضیاء الدین
ایک مدت سے آنکھ پیاسی ہے
اپنا جلوہ دکھا ضیاء الدین
مرض عصیاں سے نیم جاں ہوں میں
مجھ کو دیدو شفا ضیاء الدین

چشم تر اور قلب مضطر دو

پیر حمزہ شہا ضیاء الدین

میری سب مشکلیں ہوں حل مرشد

میرے مشکل کشا ضیاء الدین

پون سو سال تک مدینے میں

تم نے بانٹی ضیاء ، ضیاء الدین

جامِ عشقِ نبی (ﷺ) پلا ایسا

ہوش میں آؤں نا ضیاء الدین

میرے دشمن ہیں خون کے پیاسے

مجھ کو ان سے بچا ضیاء الدین

آہ! طوفاں میں گھر چکی ہے ناؤ

اے مرے نا خدا ضیاء الدین

موت آئے مجھے مدینے میں

کر دو حق سے دعا ضیاء الدین

مجھ کو دیدو بقیع غرقد میں

اپنے قدموں میں جا ضیاء الدین

حشر میں دیکھ کر پکاروں گا

مرحبا، مرحبا ضیاء الدین

مصطفیٰ کا پڑوس جنت میں

مجھ کو حق سے دلا ضیاء الدین

بے عمل ہی سہی مگر عطار

کس کا ہے ؟ آپ کا ضیاء الدین

☆☆☆☆☆

سرورِ دل و جاں

مولانا محمد الیاس عطار

ضیاء پیر و مرشد مرے رہنما ہیں
سرورِ دل و جاں مرے دل ربا ہیں

کلی ہیں گلستانِ غوث الوریٰ کی
یہ باغ رضا کے گلِ خوش نما ہیں

شریعت طریقت ہو یا معرفت ہو
یہ حق ہے حقیقت میں حق آشنا ہیں

سہارے ہیں بے کس کے دکھیوں کے والی
سخا کے ہیں مخزن تو کانِ عطا ہیں

خدا کی محبت سے سرشار ہیں وہ
دل و جان سے مصطفٰی پر فدا ہیں

ملا سبز گنبد کا قسمت سے سایہ
دیارِ محمد میں جلوہ نما ہیں

بلا لو مجھے اپنے قدموں میں اب تو
کہ ایّامِ فرقت ہوئے بے مزا ہیں

مجھے روئے زیبا ذرا پھر دکھا دو
زیارت کے لمحے ہوئے جانفزا ہیں

تصور جماؤں تو موجود پاؤں
کروں بند آنکھیں تو جلوہ نما ہیں

نہ کیوں اہل سنت کریں ناز ان پہ
کہ وہ نائب غوث و احمد رضا ہیں
منور کریں قلب عطار کو بھی
شہا آپ دین مبیں کی ضیاء ہیں

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

عرض: اس کی کیا وجہ ہے کہ چاندی کی انگوٹھی جائز رکھی جائے جو اس سے بیش بہا ہے اور تانبے وغیرہ کی مکروہ؟

ارشاد: چاندی کی انگوٹھی تذکیر آخرت کے لئے جائز رکھی گئی ہے کہ سونا چاندی جنتیوں کا زیور ہے، تانبے وغیرہ کا وہاں کیا کام۔ پھر فرمایا ایک صاحب خدمتِ اقدس (ﷺ) میں حاضر ہوئے ان کے ہاتھ میں پیتل کی انگوٹھی تھی ارشاد فرمایا مالی ارٰی فی یدک حلیۃ الاصنام کیا ہوا کہ میں تمہارے ہاتھ میں بتوں کا زیور دیکھتا ہوں۔ انہوں نے اتار کر پھینک دی۔ دوسرے دن لوہے کی انگوٹھی پہن کر حاضر ہوئے۔ ارشاد فرمایا مالی ارٰی فی یدک حلیۃ اھل النار کیا ہوا کہ میں تمہارے ہاتھ میں دوزخیوں کا زیور دیکھتا ہوں انھوں نے اتار کر پھینک دی اور عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ) کس چیز کی انگوٹھی بناؤں۔ ارشاد فرمایا اتخذہ من الورق ولا تتمہ مثقالا چاندی کی بناؤ اور ایک مثقال (یعنی ساڑھے چار ماشے) پوری نہ کرو۔

(ملفوظات۔امام احمد رضا خاں قادری)

مقدر کیوں نہ ہو نازاں

محمد علی ظہوری قصوری

تصور میں یہ کیسا منظر طیبہ ہے لہرایا
زباں پر نام جب آیا ضیاء الدین احمد کا

مقدر کیوں نہ ہو نازاں کہ ان کو تا دمِ آخر
مکینِ گنبد خضرا کا قرب خاص حاصل تھا

چراغ عشق مصطفوی جلائے عمر بھر جس نے!
کہ روز و شب رہا معمول ذکر مصطفیٰ جن کا

وہ جس کی ذات اِک سرچشمہ رشد و ہدایت تھی
عرب میں اور عجم میں بھی ہے اس فیاض کا چرچا

مہکتا تھا جو حُبِ احمد مرسل کی خوشبو سے
وہ پیکر نسبتِ احمد رضا خاں سے منور تھا

رہا کردار اس کا شیوۂ اسلاف کا مظہر
نہیں ملتا کہیں دنیا میں گوہر بے بہا ایسا

سبق دیتی ہے ان کی زندگی ہر سانس ہو جائے
رسولِ ہاشمی کی ہر ادا پہ والہ و شیدا

ظہوری نے بھی ان کے ہاں حضوری کے مزے لوٹے
"خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را"

☆☆☆☆☆

گلہ

مرزا شکور بیگ حیدرآباد دکن

عبدیت کا رخ دکھلایا آپ نے
اور ولایت کو چھپایا آپ نے
خواب غفلت سے جگایا آپ نے
راستہ سیدھا دکھایا آپ نے
لے رہا اب بھی دل جس کے مزے
نغمہ کچھ ایسا سنایا آپ نے
شکر ہے میخانۂ طیبہ کا جام
خود پیا ہم کو پلایا آپ نے
سب پہ فرمائی شفقت آپ نے
سب کو گرویدہ بنایا آپ نے
کام وہ جو اور کے بس کا نہ تھا
کام وہ بھی کر دکھلایا آپ نے
کام یعنی اہل سنت کا چراغ
بادِ صرصر میں جلایا آپ نے
شہر طیبہ نے بلایا آپ کو
دل میں طیبہ کو بسایا آپ نے
منہ لگانے کے بھی قابل نہ تھا!
ہم کو سینے سے لگایا آپ نے

چند قطرے بھی کرم کے تھے بہت
ہم پہ تو دریا بہایا آپ نے

سال کے بارہ مہینوں، سالہا
غوث کا لنگر چلایا آپ نے

فاطمہ زہرہ کے قدموں کے قریب
قبر کی منزل کو پایا آپ نے

بے دعا سب کی ہیں، پھولے پھلے
وہ چمن جس کو لگایا آپ نے

معاف کیجئے ہے یہ مرزا کو گلہ
پردہ فرما کر رلایا آپ نے

عرض: ٹوپی یا کپڑے وغیرہ میں سجاف کا کام ہو تو کیا حکم ہے؟

ارشاد: اگر چار انگل تک ہے تو حرج نہیں اور اگر چند بوٹیاں ہوں اور ہر ایک چار انگل سے زیادہ نہیں اور دور سے دیکھنے میں فصل معلوم ہوتا ہو جب بھی کوئی حرج نہیں اگرچہ جمع کرنے سے چار انگل سے زیادہ ہو جائیں ہاں اگر بوٹی چار انگل سے زیادہ ہے یا متفرق ہے کہ دور سے فصل نہ معلوم ہوتا ہو تو ناجائز۔

(ملفوظات۔امام احمد رضا خاں قادری)

گلِ باغِ ولایت

مرزا شکور بیگ حیدرآباد دکن

پیرِ کامل اور پابندِ شریعت آپ تھے
فضلِ حق سے واقفِ رازِ حقیقت آپ تھے

حضرت والا ضیاء الدین احمد قادری
اس شہر کی نعمتوں میں ایک نعمت آپ تھے

عمر تو تھی آپ کی سو سال سے زائد مگر
اس ضعفی میں بھی کیا پابندِ سنت آپ تھے

آپ پر تو اعلیٰ حضرت کی شفقت خاص تھی
اور دل و جاں سے فدائے اعلیٰ حضرت آپ تھے

غوثِ اعظم سے تو تھی ایسی محبت آپ کو!
بے بجا گر میں کہوں غرقِ محبت آپ تھے

سرورِ کونین سے جو والہانہ عشق تھا
اس کا صدقہ تھا مجسم خیر و برکت آپ تھے

ہر دعا جو آپ فرماتے تھے ہوتی تھی قبول
کیونکہ مقبولِ حبیبِ رب العزت آپ تھے

اس لئے نازاں تھے سارے اہلِ سنت آپ پر
ان کے حق میں پیکرِ ہمت و قوت آپ تھے

آپ کے لختِ جگر اِک فضل ہے رحمٰن کا
قلب کی ٹھنڈک اور ان کا چین و راحت آپ تھے

رہتی دنیا تک رہے گا نام باقی آپ کا!
خوبصورت اِک گُلِ باغِ ولایت آپ تھے
وہ عقیدت مند مرزاؔ کیوں نہ روئے زار زار
اُسکی ساری زندگانی کی مسرت آپ تھے

ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ

عرض: حضور بزرگانِ دین کے اعراس میں مزامیر ہوتے ہیں۔ جب تک مزامیر ہوں اس وقت تک نہ جائے اور مزامیر کے بعد قل میں شریک ہونے کے واسطے جا سکتا ہے یا نہیں؟

ارشاد: جا سکتا ہے۔ امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جب بلوائیوں نے بلوہ کیا تمام مدینہ منورہ میں ان کا شور تھا۔ امیر المومنین کے مکان کو گھیرے ہوئے تھے۔ نماز بھی وہی پڑھاتے تھے۔ سوال ہوا کہ ان کے پیچھے نماز پڑھی جائے یا نہیں۔ ارشاد فرمایا لوگ جب برائی کریں تو ان سے علیحدہ ہو اور جب بھلائی کریں تو ان کے شریک ہو۔

عرض: حضور اگر صاحب سجادہ بد مذہب ہو؟

ارشاد: اگر آپ صاحب سجادہ کے پاس جانا چاہتے ہیں تو نہ جایئے اور صاحب مزار کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتے ہیں تو جایئے۔

(ملفوظات۔ امام احمد رضا خاں قادری)

مقبولیت کی شان

مرزا شکور بیگ حیدرآبادی

سینے سے اپنے مجھ کو لگا کر چلے گئے
اک بے ہنر کو اپنا بنا کر چلے گئے

یادِ خدا و یادِ نبی اور یاد غوث
یادوں سے اپنے گھر کو بسا کر چلے گئے

تعظیم سے ہمیشہ لیا نام پیر کا
مرشد کا احترام سکھا کر چلے گئے

تازہ رہیں گے یاد کو حضرت کی عمر بھر
ایسے کرم کے پھول لٹا کر چلے گئے

ہر جان سوگوار ہے ہر آنکھ اشک بار
ہر دل کو بے قرار بنا کر چلے گئے

غافل کے دل پہ کھول دی عظمت رسول کی
عشق نبی کے جام پلا کر چلے گئے

آنکھوں کو بند کر لیا دیدار کے لئے
کیسی عجیب بات بتا کر چلے گئے

دل نے کہا جنازے کی وہ دھوم دیکھ کر
مقبولیت کی شان دکھا کر چلے گئے

لختِ جگر کی شکل میں جاری ہے ان کا فیض
کیسے کوئی کہے کہ بھلا کر چلے گئے

حضرت ضیاء کے اور بھی درجات ہوں بلند
جو سنّتوں کو اوج پہ لا کر چلے گئے

مرزاؔ ملے گی ویسی محبت کہاں مجھے
جس کی بہار مجھ کو دکھا کر چلے گئے

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

عرض: پیراہن اقدس (ﷺ) میں کیا کیا کپڑے ہیں؟

ارشاد: رداء، تہ بند، عمامہ یہ تو عام طور سے ہوتا تھا اور کبھی قمیص اور ٹوپی پاجامہ ایک بار خریدنا لکھا ہے۔ پہننے کی روایت نہیں۔ عورتیں بھی تہ بندی باندھتی تھیں۔ ایک بار حضور ﷺ تشریف لئے جاتے تھے راہ میں ایک بی بی کا پاؤں پھسلا روئے مبارک (ﷺ) اس طرف سے پھیر لیا۔ صحابہ نے عرض کیا حضور ﷺ وہ پاجامہ پہنے ہوئے ہے۔ ارشاد فرمایا اَللّٰھُمَّ اشفر للمتسرولات اے اللہ بخش دے ان عورتوں کو جو پاجامہ پہنتی ہیں اور غالباً پاجامہ تنگ تھا اس واسطے کہ اگر ڈھیلا ہوتا تو اس میں بھی تہ بند کی طرح کھل جانے کا احتمال ہو سکتا تھا۔

(ملفوظات۔ امام احمد رضا خاں قادری)

پاسباں جاتا رہا

مرزا شکور بیگ حیدرآبادی

عشق کا پیکر شرع کا پاسباں جاتا رہا
منزلِ مقصود کا روشن نشاں جاتا رہا

روتے ہیں چھوٹے بڑے ان کا دُعا گو چل بسا
اہلِ سنت کا کفیل اور پاسباں جاتا رہا

وہ رہا تو برکتیں ہی برکتیں تھیں بزم میں
وہ گیا تو برکتوں کا اک جہاں جاتا رہا

گھس نہ آئے کارواں میں اختلاف و انتشار
ہو الٰہی خیر میر کارواں جاتا رہا

وہ کہ جو اوروں کے غم میں دل سے ہوتا تھا شریک
وہ کہ جس کی تھی بہت میٹھی زباں جاتا رہا

وہ نبی کا تھا چہیتا، غوث کا تھا لاڈلا
اپنے مرشد کا دُلارا، مدح خواں جاتا رہا

ہائے وہ کیسا ہمارے سر سے سایہ اُٹھ گیا
جس کے اُٹھ جانے سے سب آرامِ جاں جاتا رہا

فضل ہے رحمٰن کا، محفل بھی، لنگر بھی ہے
پھر بھی یوں لگتا ہے جیسے وہ سماں جاتا رہا

چیر کر سینہ کوئی مرزاؔ کے غم کو دیکھ لے
چین اور آرام جو کچھ تھا یہاں جاتا رہا

مسدس

مجموعہ حسنات

مرزا شکور بیگ حیدر آباد دکن

نہ یہ قصہ ہے کوئی اور نہ یہ کوئی کہانی ہے
نہ یہ زور قلم ہے اور نہ اس کی درفشانی ہے
حقیقت سے جو ہے بھرپور ایسی حق بیانی ہے
ضیاء الدین احمد کی دلوں پہ حکمرانی ہے
نہ رکنے پائے راہ شرع و سنت سے قدم ان کے
جہاں کی رفعتیں ان کی نظر میں راہ کے تنکے

ضیاء الدین احمد قادری فیضِ مسلسل تھے
یہ تھے مجموعہ حسنات الطافِ مکمل تھے
یہ اپنے چاہنے والوں کی ہر مشکل کا بھی حل تھے
کتابِ زیست کے ہر باب کی شرح مفصل تھے
گزارے چین کے دن گنبد خضرا کے سایہ میں
رہے اسی برس تک یہ شہ بطحا کے سایہ میں

ضیاء الدین تھے روحانیت کے جوہر قابل
بفضلِ حق تعالیٰ تھے علومِ دین کے حامل
یہ پابند شریعت بھی تھے اور تھے ذاکر و شاغل
خلافت قادری سلسلہ کی ان کو تھی حاصل

ضیاء الدین برہان محمد (ﷺ)

سید محمد ریاض الدین ریاض سہروردی
خطیب بغدادی مسجد کراچی

ضیاء الدین درباں محمد (ﷺ)
بڑا ہے ان پہ احسان محمد (ﷺ)
بقیع قدس میں اب تا قیامت
رہیں گے زیرِ داماں محمد (ﷺ)
وہ خود بھی بن گئے پھر شان والے
بنے جب مظہرِ شان محمد (ﷺ)
کرم ان پر ہے کتنا مصطفیٰ (ﷺ) کا
کہ ہیں اب بھی وہ مہمان محمد (ﷺ)
محمد (ﷺ) تو ہیں برہانِ الٰہی
ضیاء الدین برہان محمد (ﷺ)
نبی کے نور ہی سے ہو کے روشن
بنے شمعِ شبستان محمد (ﷺ)
ریاض اس دل کا کیا کہنا کہ جس میں
ضیاء جیسا ہے ارمان محمد (ﷺ)

☆☆☆☆☆

فیضیاب مصطفیٰ، قطب مدینہ طیبہ

محمد حنیف نازش قادری۔ کاموکی

غرقِ عشقِ مصطفیٰ (ﷺ)، قطبِ مدینہ طیبہ
فیض کا اک سلسلہ قطبِ مدینہ طیبہ
روشنی پھیلا رہا ہے نام قطبِ وقت کا
دینِ احمد کی ضیاء قطبِ مدینہ طیبہ
نیک سیرت، نیک طینت، نیک خو مہماں نواز
باکمال و پارسا، قطبِ مدینہ طیبہ
حق پرست و حق نگر حق آشنا و حق رسا
حق بیان و حق نوا، قطبِ مدینہ طیبہ
خوش جمال و خوش کلام و خوش دل و خوش اعتقاد
خوش خصال و خوش ادا، قطبِ مدینہ طیبہ
محفلِ نعت انکے ہاں ہر روز ہوتی منعقد
مہتمم ہوتے سدا، قطبِ مدینہ طیبہ
عمر گذری حاضری میں سیدِ کونین (ﷺ) کی
فیضیاب مصطفیٰ (ﷺ)، قطبِ مدینہ طیبہ
تھے شہنشاہِ بریلی کے خلیفہ مجاز
قاسمِ فیضِ رضا، قطبِ مدینہ طیبہ
ساکنِ شہرِ مدینہ، مرکزِ مہر و وفا
مصدرِ حلم و حیا، قطبِ مدینہ طیبہ

پاکباز و پاک باطن، عادنا دل کے غنی
دوست دار اِتقا، قطب مدینہ طیبہ
میں نے بھی ناز سے اٹھایا آپ کی صحبت کا فیض
پیکرِ صدق و صفا، قطب مدینہ طیبہ

اللہ اللہ

قبلہ

وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا (بقرہ: ۱۴۸)

تفسیر روح المعانی

إِنَّ لِكُلِّ أَحَدٍ قِبْلَةً، فَقِبْلَةُ الْمُقَرَّبِينَ الْعَرْشُ، وَالرُّوحَانِيِّينَ الْكُرْسِيُّ، وَالْكَرُوبِيِّينَ الْبَيْتُ الْمَعْمُورُ، وَالْأَنْبِيَاءِ قَبْلَكَ بَيْتُ الْمَقْدِسِ، وَقِبْلَتُكَ الْكَعْبَةُ، وَهِيَ قِبْلَةُ جَسَدِكَ وَأَمَّا قِبْلَةُ رُوحِكَ فَأَنَا وَقِبْلَتِي أَنْتَ ۔

(سید محمود آلوسی بغدادی: تفسیر روح البیان، ج ۲، ص ۱۴، مطبوعہ بیروت ۱۹۹۴ء)

(ترجمہ) بیشک ہر ایک کیلئے قبلہ ہے، تو خاص دوستوں کا قبلہ عرش ہے، فرشتوں اور جنوں کا قبلہ کرسی ہے اور خاص فرشتوں کا قبلہ بیت المعمور ہے، تم سے پہلے نبیوں کا قبلہ بیت المقدس رہا ہے اور تمہارا قبلہ کعبہ ہے اور یہ تمہارے جسم کا قبلہ ہے، تمہاری روح کا قبلہ تو میں ہوں اور میرا قبلہ تم ہو۔

محمد (ﷺ) کی دعا قطب مدینہ رضی اللہ عنہ

احمد علی قائد شرقپوری

محمد (ﷺ) کی دعا قطب مدینہ رضی اللہ عنہ
رضا رضی اللہ عنہ کے دلربا قطب مدینہ رضی اللہ عنہ

ہوئی آسان فوراً میری مشکل
زباں سے جب کہا قطب مدینہ رضی اللہ عنہ

ولی بھی تھے ولی گر بھی تھے واللہ
امام الاولیاء قطب مدینہ رضی اللہ عنہ

ضیاء فی الغوث اعظم، مہر تاباں
فروغ قلب ما قطب مدینہ رضی اللہ عنہ

وہ تھے قائد کے اس جہاں میں
مدینے کی فضا قطب مدینہ رضی اللہ عنہ

اللہ اللہ

عرض: عمامہ کے دونوں سرے کامدار ہوں تو کیا حکم ہے؟

ارشاد: اس میں رائج یہ ہے کہ اگر چار انگل سے زائد ہے تو ممنوع ہے۔

(ملفوظات۔امام احمد رضا خاں قادری)

ضیاءالدین قطب اولیاء ہیں

علامہ صائم چشتی فیصل آباد

ضیاء الدین نگار اصفیاء ہیں
ضیاء الدین بہار اتقیاء ہیں
ضیاء الدین ضیاءِ مصطفیٰ ہیں
ضیاء الدین قطب اولیاء ہیں

محیط بیکراں عشق نبی کا
رضا کا عکس کامل با رضا ہیں

جوار گنبد خضریٰ میں رہ کر
ہوئے محبوب پر آخر فدا ہیں

بلا تشکیک ہیں قطب مدینہ
فناء فی المصطفیٰ (ﷺ) و مرتضیٰ ہیں

جمال یار چہرے پر فروزاں
دلیل نور ہیں نور الہدیٰ ہیں

سراپا شفقت و رافت سراپا
کرم ہیں جود ہیں، مہر و وفا ہیں

جسے دیکھا انہیں کا ہوگیا وہ
نبی (ﷺ) کے خلق کا عکسِ صفا ہیں

نبی (ﷺ) کی نعت کی محفل سجا کر
عبادت کا سدا لیتے مزا ہیں

وہ سلطان عجم، شیخ عرب ہیں
وہ اقطاب زمانہ کا دیا ہیں
ہیں قطب قادری، غوثِ زمانہ
کمالِ حضرتِ غوث الوریٰ ہیں
ہوا ہے خاص ان پہ فضلِ رحماں
جو بیٹے پہ کئے جاتے عطا ہیں
میں کہتا جا رہا ہوں شعر صائم
وہ میرے سامنے جلوہ نما ہیں

اللہ اللہ

عرض: نماز جنازہ میں تو تین صف کرنے کی فضیلت ہے۔ اس کی ترکیب درمختار و کبیری میں لکھی ہے کہ پہلی صف میں تین دوسری میں دو اور تیسری میں ایک آدمی کھڑا ہو اس کی کیا وجہ ہے ہر صف میں دو دو کھڑے ہو سکتے تھے۔

ارشاد: اقل درجہ صف کامل کا تین آدمی ہیں اس واسطے صف اول کی تکمیل کر دی گئی اور اس کی دلیل یہ ہے کہ امام کے برابر دو آدمیوں کا کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی ہے اور تین کا مکروہ تحریمی۔ کیونکہ صف کامل ہو گئی اور اس صورت میں امام کا صف میں کھڑا ہونا ہو گیا اور پنج وقتہ نماز میں بھی۔ بعض صورتوں میں تنہا صف میں کھڑا ہونا ناجائز نہیں ہے۔ مثلاً دو مرد اور ایک عورت ہے تو عورت پچھلی صف میں تنہا کھڑی ہو گی۔

(ملفوظات۔ امام احمد رضا خاں قادری)

منقبت شریف

قطب مدینہ حضرت مولانا ضیاء الدین مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ

نتیجہ فکر مولانا محمد سعید اعجاز کامٹوی

نبی کے نور سے پیر و مرید باصفا چمکے
بریلی میں رضا چمکے مدینہ میں ضیاء چمکے

ضیاء کا فیض پہنچا تا بگور ارض مدینہ سے
ضیاء کے فیض سے عبد الحلیم باصفا چمکے

ضیاء الدین کے عرس مبارک کی تجلی سے
خدا وندا قیامت تک عریا کی فضا چمکے

ضیاء الدین کا باب کرم ہے کتنا نورانی
زبان التجا کھولوں تو حرف التجا چمکے

شریعت اور طریقت کی مقدس رہگزاروں میں
جب ان کا نقش پا چمکا تو لاکھوں رہنما چمکے

مدینہ کے قطب کی ذات اسم بامسمّٰی ہے
ضیاء الدین بن کر دین و ملت کی ضیاء چمکے

یہ بس دن بھر چمکتا ہے ہمیشہ تم چمکتے ہو
تمہارے سامنے سورج اگر چمکے تو کیا چمکے

چمک اٹھا مقدر پیر زادہ فضل رحمن کا
ضیاء کے جانشیں بن کر مثال آئینہ چمکے

یہاں اعجاز ہر دم نور کی خیرات بٹتی ہے
مدینہ کی گلی میں جو بھی آئے وہ گدا چمکے

☆☆☆☆☆☆

نذرانہ عقیدت

قاری لائق رسول چپلی بھٹی

پرتو مرتضیٰ ضیاء الدین
ظلِّ احمد رضا ضیاء الدین
سچے وارث علوم مولا کے
آپ ہیں باخدا ضیاء الدین
وصی احمد وہ شہرۂ آفاق
تم ہو ان کی ضیاء ضیاء الدین
کیا فضائل ہوں ان کے مجھ سے بیاں!
جب ہوں وصف رضا ضیاء الدین
دینِ حق کے چراغ کو تم نے
خوب روشن کیا ضیاء الدین
قطب بطحا کہا مشائخ نے!
مرحبا مرحبا ضیاء الدین
اعلیٰ حضرت سے تم نے جو پایا!
کم کسی کو ملا ضیاء الدین
مرشدی مصطفیٰ سے پوچھے کوئی
آپ کا مرتبہ ضیاء الدین
اک نگاہ کرم ہو مجھ پہ بھی!
کنز لطف و عطا ضیاء الدین

فضل رحمٰن عالمِ ذی شان
ہیں تمہاری ضیا ضیاء الدین
ہے امانت رسول مصطفوی
تیرے در کا گدا ضیاء الدین

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

عرض : لام وبا میں بعض جگہ دستور ہے کہ بکرے کے داہنے کان میں سورہ یٰسین شریف اور بائیں میں سورہ مزمل شریف پڑھ کر دم کرتے ہیں اور شہر کے اردگرد پھرا کر چورا ہے پر ذبح کرتے ہیں اور اس کی کھال دوسری زمین میں دفن کر دیتے ہیں یہ کیسا ہے؟

ارشاد: کھال دفن کرنا حرام ہے کہ اضاعت مال ہے اور چورا ہے پر لے جا کر ذبح کرنا جہالت اور بیکار بات ہے۔ اللہ کے نام پر ذبح کر کے مساکین کو تقسیم کر دیں۔

عرض: کیا خطبہ نکاح بھی کھڑے ہو کر قبلہ رو پڑھنا چاہیے؟

ارشاد: ہاں کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے اور قبلہ رو ہونا کچھ ضروری نہیں۔ سامعین کی طرف منہ ہونا چاہیے۔ خطبۂ جمعہ بھی تو قبلہ کی جانب پشت کر کے پڑھا جانا مشروع ہے۔

عرض : معلم کی تنخواہ مقرر نہ ہو تو بچوں سے کام لے سکتا ہے یا نہیں؟

ارشاد: اگر والدین کو ناگوار نہ ہو اور بچہ کو تکلیف نہ ہو تو حرج نہیں تنخواہ مقرر ہو یا نہ ہو۔

(ملفوظات۔ امام احمد رضا خاں قادری)

من محمد بن عبد الله ورسوله الى المقوقس عظيم القبط

سلام على من اتبع الهدى . اما بعد

فاني أدعوك بدعاية الاسلام . اسلم تسلم . يؤتك الله أجرك مرتين

فان توليت فعليك إثم كل القبط . يا أهل الكتاب تعالوا الى كلمة سواء

بيننا وبينكم . ان لا نعبد الا الله ولا نشرك به شيئا . ولا يتخذ

بعضنا بعضا أربابا من دون الله .

فان تولوا فقولوا . اشهدوا بانا مسلمون

[ر]سالة الرسول صلى الله عليه وسلم الى مقوقس مصر

ورقة البردى . (دار الآثار العراقية) رقم ٧٢/١٢

بسم اللہ الرحمن الرحیم



بہ بارگاہِ قطبِ مدینہ قدس اللہ سرہ العزیز



(۱) مجاہد فی سبیل اللہ حضرت علامہ سید احمد شریف السنوسی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   وصلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وسلم

من عبد ربه سبحانه محمد ... الاستاذ الاعظم وخليفته خادم الاسلام احمد الشريف السنوسي الخطابي الادريسي الحسني

الى حضرة الاجل الفاضل النبيل الكامل غاية الوداد ونهاية المراد العالم المتمسك الورع المتمسك بسنة النبي الكريم

الشيخ احمد رضا الهندي البريلوي حفظه الله ورعاه آمين

(۲) شہزادہ اعلیٰحضرت مفتی اعظم سیدی مصطفیٰ رضا خاں نوری قدس اللہ سرہ العزیز

بحضرت رفیع المرتبت عظیم البرکت حامی دین متین

ناصر سنت سنیہ دافع فتن حضرت مولانا مولوی ضیاء الدین احمد صاحب

قادری رضوی خلیفہ حضور اعلیٰحضرت قدس سرہ دام ظلہم العالی الاقدس الشرعی

فقیر مصطفیٰ رضا غفرلہ

(۳) حضرت علامہ ابو البرکات سید احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ مفتی اعظم پاکستان

﴿ شیخ الاسلام والمسلمین حضرت علامہ مفتی ضیاء الدین احمد قادری، اعلیٰحضرت عظیم البرکت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ العزیز کے خلیفۂ اعظم، عاشق رسول، استقامت علی الحق کا روشن مینار اور مدینہ عالیہ میں اہل سنت کی پناہ گاہ، ہمارے ملجا و ماویٰ ہیں۔ ﴾

(۴) سنوسی الہند مجاہد اعظم علامہ محمد حبیب الرحمٰن عباسی قادری رحمۃ اللہ علیہ
رئیس اعظم اڑیسہ، دھام نگر

﴿ حضرت مولانا علامہ ضیاء الدین احمد قادری دامت برکاتہم القدسیہ۔ قطب مدینہ منورہ، میرے مربی، علم و عرفان کے قافلے کے سالار اعظم، اکابر کی یادگار، مدینہ طیبہ میں نعمت غیر مترقبہ ہیں۔ ﴾

(۵) غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی قدس اللہ سرہ العزیز

﴿ حضرت قبلہ مولانا ضیاء الدین احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ قطب مدینہ کی وفات حسرت آیات پر جو فقیر کے قلب حزیں کو صدمہ عظیمہ پہنچا وہ تو بیان نہیں ہو سکتا حضرت اقدس کا وجود مبارک دنیائے اسلام کے لئے آیہ رحمۃ و موجب خیر و برکت تھا۔ حضرت قبلہ مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عجم میں ہم کو یتیم فرما گئے، اور حضرت مہاجر مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عرب میں یتیم فرما گئے۔ اب ہمارا ظاہری طور پر کوئی سہارا نہیں، سوائے اس کے کہ ان حضرات مقدسہ کی روحانیتیں ہماری طرف متوجہ ہوں اور ہمارا دین و دنیا سنور جائیں۔ ﴾

(مدینہ طیبہ میں ایک بیان)

(۶) حضرت خواجہ محمد محمود چراغ تونسوی رحمۃ اللہ علیہ

﴿ مدینہ منورہ میں ہمارے وکیل مولانا ضیاء الدین احمد مدنی ہیں۔ ﴾

(مرشد عالم)

(۷) حضرت خواجہ محمد نظام الدین تونسوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

﴿ مدینہ منورہ میں کسی نیک ترین شخصیت کے متعلق دریافت کیا جاتا تو مولانا ضیاء الدین احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام لیا جاتا۔ ﴾

(غلام فرید نظامی: مرشدِ عالم)

(۸) حضرت سید محمد اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ المعروف کرمانوالہ

خطیب اعظم حافظ محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ اوکاڑوی فرماتے ہیں:

ایک دن احقر حضرت کرمانوالہ رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر تھا۔ دورانِ گفتگو حضرت قطب مدینہ کا ذکر آیا تو آپ نے فرمایا:

﴿ حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنی بڑے بلند پایہ بزرگ ہیں، اولیاء اللہ کے گروہ کے سردار ہیں۔ قطب مدینہ منورہ ہیں۔ ایسے ہی پاک حضرات کے صدقہ بارش ہوتی ہے، برکتیں ملتی ہیں اور مشکلات دور ہوتی ہیں۔ ﴾

(۹) شیخ القرآن علامہ عبدالغفور ہزاروی ﷫

﴿ حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قادری صاحب قبلہ مدینہ شریف کے قطب ہیں۔ آپ کو حضور پاک صاحب لولاک ﷺ کی ذات اقدس سے بے پناہ عشق ہے۔ ان کی مجلس میں کوئی حاضر ہو اور وہ یہ کہے کہ مجھے جسمانی غذا کے ساتھ روحانی غذا نہیں ملی تو میں نہیں مانتا۔ ﴾

(۱۰) اشرف المشائخ حضرت علامہ غلام قادر اشرفی قدس اللہ سرہ العزیز۔

﴿ حضرت غریب نواز قطب مدینہ ضیاء الملت والدین مولانا ضیاء الدین احمد قادری مدظلہ العالی کا وجود مبارک نورانی ہے۔ اکابر علماء و مشائخ کا کامل نمونہ ہیں۔ آپ کی نظر میں دنیا کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔ ریال اور ٹھیکریاں آپ کی نظر میں برابر ہیں۔ ﴾

(۱۱) محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ ابوالفضل محمد سردار احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مفتی عبدالقیوم قادری نے مدینہ طیبہ میں بیان کیا کہ جب کوئی حج کو جاتا اور حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کے لئے آتا تو آپ اس کو تاکید فرماتے کہ حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قادری صاحب کی بارگاہ میں مدینہ طیبہ میں ضرور حاضر ہونا۔ اور فرمایا:

﴿ حضرت قطب مدینہ مولانا ضیاء الدین احمد قادری کئی برس حرم نبوی شریف (ﷺ) میں شیخ الحدیث کے منصب جلیلہ پر فائز رہے۔ آپ میں سلف صالحین کی تمام خصوصیات بدرجۂ اتم موجود ہیں۔ متبع سنت رسول (ﷺ) ہیں۔ نادر روزگار شخصیت اور اہل سنت کا سرمایہ ہیں۔ ﴾

(۱۲) حضرت علامہ قاری مصلح الدین صدیقی قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

﴿ شیخ العرب والعجم سیدی قطب مدینہ حضرت علامہ مفتی ضیاء الدین احمد قادری مہاجر مدنی چودھویں صدی کی عظیم بابرکت شخصیت ہیں۔ جن کے فیوض وبرکات سے دنیا بھر کے سنی مستفید ہو رہے ہیں۔ خوش نصیب ہیں وہ نفوس جن کو ان کی روحانی مجلس کی حاضری نصیب ہوتی ہے۔ ان میں سے ایک حضرت کے قریبی خادم، ہمارے بھائی محمد عارف ضیائی ہیں جو اس وقت یہاں موجود ہیں۔ ﴾

(۱۳) شیخ القرآن حضرت علامہ غلام علی اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

﴿ حضرت مخدوم ضیاء الملت والدین ضیاء الدین احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ قطب مدینہ نہایت ہی خلیق، متواضع ومنکسر المزاج شخصیت تھے۔ عابد وزاہد، متبع سنت، رشد وہدایت کا روشن مینار، رضوی واشرافی مجمع البحرین تھے۔ ﴾

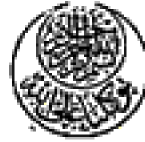
(مدینہ طیبہ میں ایک تقریر)

(۱۴) حضرت پیر سید حیدر حسین رحمۃ اللہ علیہ علی پوری

﴿ کوئی عالم دین مدینہ منورہ جائے اور وہ حضرت قطب مدینہ مولانا ضیاء الدین احمد قادری سے متعارف ہو اور پھر وہ حضرت صاحب قبلہ کی بارگاہ میں حاضری نہ دے تو میرے نزدیک اس کی سنیت مشکوک ہے۔ ﴾

(۱۵) حضرت علامہ شیخ عبدالوہاب الصلاحی حلبونی دمشق ملک شام

عبد الوهاب الصلاحي
دمشق — حلبوني
هاتف: (   )



وصلى الله على سيدنا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين
في كل لمحة ونفس عدد ما وسعه علم الله

دمشق / ١٥ شوال ١٣٧٢ الموافق /

الحمد لله حضرة سيدي ومولاي الأستاذ الفاضل والمرشد الكامل الشيخ محمد ضياء الدين أحمد القادري المعظم متعنا الله بطول حياته وأفاض علينا من جزيل بركاته سيدي ومولاي السلام عليكم ورحمة الله تعالى وبركاته أسأله تعالى

(۱۶) حضرت علامہ ارشد القادری جمشید پور رحمۃ اللہ علیہ

بسم الله الرحمن الرحيم

إلى السيد المرشد إمام الطريقة العلية البهية تاج العاشقين
في الحضرة النبوية دارت بهم القدسية رسالة
تحية السلام وتحية الإكرام مع تقبيل الأقدام

(۱۷) جناب الحاج محمد اسحاق نقشبندی جماعتی میسور رحمۃ اللہ علیہ

A. Mohamed Ishaq & Brothers

(SONS OF THE LATE SAHUKAR HAJEE A. MOHAMED IMAM SAHEB)

۷۸۶

TELEGRAMS: "SAKLESPUR"
RY. STN.: HASSAN.

BAITHNEY ESTATE,
SAKLESPUR P.O.
(MYSORE STATE)

Dated ... ۱۳۷۲ [illegible]

[illegible] مطلع العلوم - مجمع الفہوم
عالم باعمل [illegible] محبوب رب العالمین [illegible]
[illegible] دام فیضہ - السلام علیکم [illegible]

(۱۸) حضرت خان بہادر بخشی مصطفیٰ خان خلیفہ مجاز
سید جماعت علی شاہ علی پوری رحمۃ اللہ علیہ

﴿مقبول حضرت سید الانام علیہ التحیاۃ و السلام محترم المقام حضرت مولوی صاحب
قبلہ زاد مجدھم﴾ (مکتوب صفحہ ۴۰۹)



(۲۰)



﴿ حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قادری جیسا عاشق رسول (ﷺ)، مہمان نواز اور سخی انسان میں نے اپنی پوری زندگی میں نہیں دیکھا۔ حضرت صاحب مستجاب الدعوات ہیں میرے لئے دعا کروا اللہ تعالیٰ مجھے شفاء عنایت فرمائے اور میری پھر حاضری ہو۔ میرے پیر و مرشد (حضرت پیر سید محمد معصوم شاہ جیلانی ﷫) آپ کا بڑا احترام فرمایا کرتے تھے۔ روزانہ آپ کی مجلس میں شمولیت کرتے جتنی دیر آپ کے پاس بیٹھتے دوزانو بیٹھے رہتے۔ ﴾

(۲۲) صوفی محمد جمیل نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

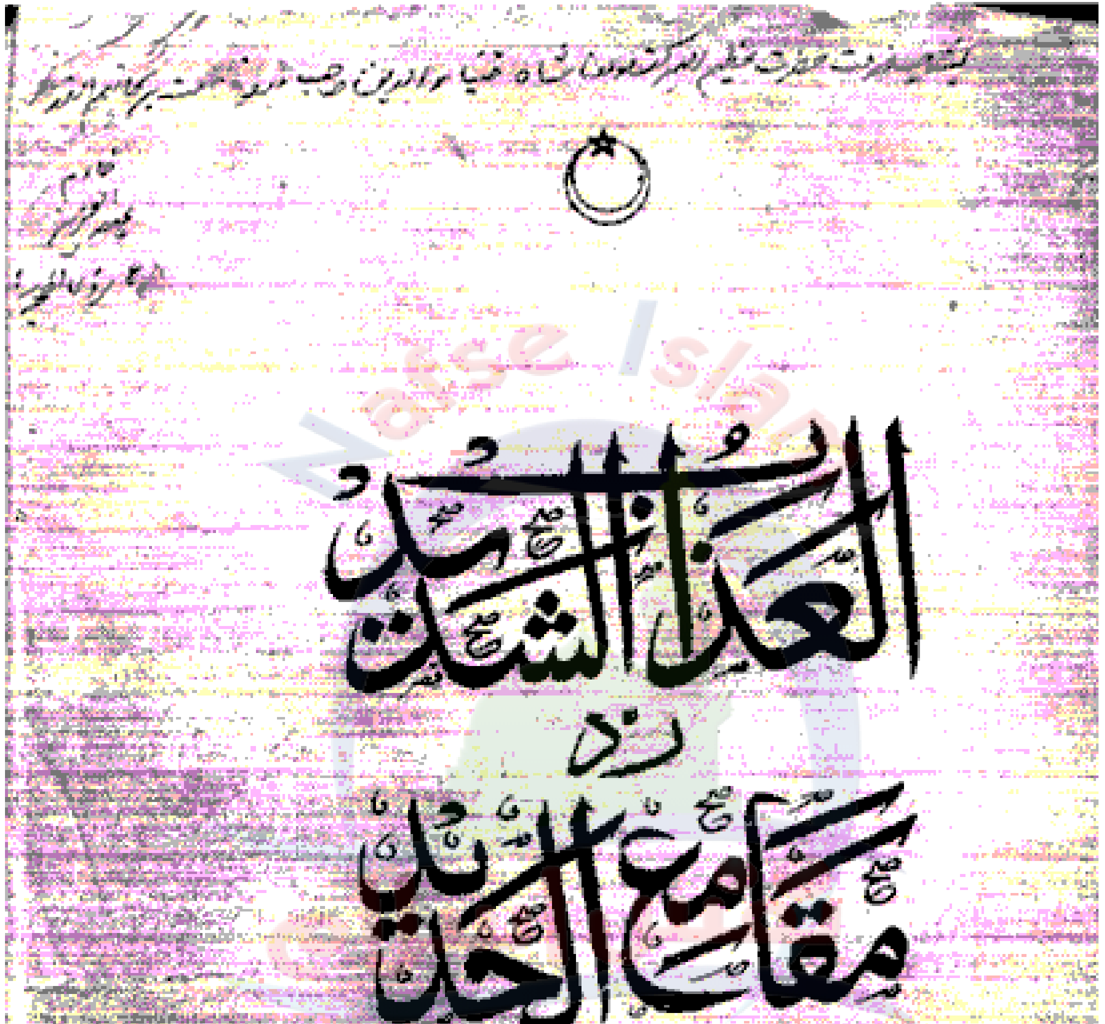
آپ ہر سال بائی روڈ حجاج کا قافلہ لے جایا کرتے تھے۔ راستے میں حجاج کے ساتھ گفتگو کے دوران کہتے۔

﴿ اس وقت مدینہ طیبہ میں صرف ایک ہی بزرگ ہستی ہیں۔ اور وہ ہیں حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قادری صاحب، عاشق رسول (ﷺ) اور صحیح العقیدہ سنی ہیں۔ ان کی بارگاہ میں حاضری دینا، آپ کے ہاں روزانہ نماز عشاء کے بعد محفل میلاد ہوتی ہے اس میں حاضر ہو کر محبت رسول (ﷺ) کا درس حاصل کرنا۔ بدمذہب کی مجلس سے بچنا۔ کسی بدعقیدہ کی مجلس میں جا کر کہیں اپنا عقیدہ خراب نہ کر لینا۔ ﴾

(۲۳) مجاہد ملت حضرت مولانا عبدالستار خان نیازی رحمۃ اللہ علیہ

﴿ مدینہ طیبہ میں حضرت قطب مدینہ کی بارگاہ میں اکیس شب و روز آپ ہی کے کمرے میں میرا قیام رہا۔ آپ جیسا عابد و زاہد، متقی و پرہیزگار شخص میں نے زندگی میں نہیں دیکھا آپ کی شخصیت و روحانیت میرے دل میں اتر گئی۔ آج تک میں نے طریقت میں کسی کو اپنا پیشوا و مقتدا تسلیم نہیں کیا سوائے حضرت قطب مدینہ کے اور قائد اعظم کے بعد میں نے کسی کو اپنا سیاسی قائد تسلیم نہیں کیا سوائے حضرت علامہ شاہ احمد نورانی کے۔ ﴾

(۲۴)



(۲۵) جناب محمد سردار خان صاحب

آپ ننکانہ صاحب میں تبلیغی جماعت کے سربراہ اور زمیندار ہیں۔ ۱۹۷۲ء میں اکٹھے حج کے لئے آئے۔ مدینہ منورہ میں ہمارے ساتھ رباط جماعت منزل پر قیام پذیر ہوئے۔ حضرت قطب مدینہ قدس سرہ العزیز کی مجلس شریف میں حاضر ہوتے رہے اور لنگر سے مستفید ہوتے۔ احقر کو کہتے کہ بہت لنگر بچ جاتا ہے، بچے ہوئے لنگر میں سے میرے لئے لے آیا کرو۔ اور متعدد مرتبہ کہا۔

﴿ "کاش ہمارے دیوبندیوں کا بھی کوئی ایسا پیر یہاں ہوتا۔" ﴾

(۲۶) حضرت پروفیسر علامہ محمد الیاس برنی قادری چشتی

صراط الحمید یعنی سفر نامۂ مقامات مقدسہ مطبوعہ مسلم یونیورسٹی پریس علی گڑھ ۱۳۴۷ھ / ۱۹۲۸ء میں تحریر فرماتے ہیں۔

﴿ اور بھی بعض حضرات سے ملاقات ہوئی۔ اور ان کی محبت ہمیشہ یاد رہے گی۔ معلوم ہوا عام طور بھی حجاج کے ساتھ یہ صاحبان ہمدردی کرتے ہیں۔ مثلاً مولانا ضیاء الدین صاحب قادری باب السلام کے قریب مقیم ہیں۔ ہندی مہاجر ہیں۔ صاحب دل ہیں۔ اخلاص مند ہیں۔ ﴾

(۲۷) حضرت سید سلیمان الواعظ رضی اللہ عنہ نقیب حضرہ قادریہ

جب کبھی حضرت شیخ الاسلام سیدی ضیاء الدین احمد قادری قدس سرہ العزیز کا ذکر ہوتا تو آپ فرماتے۔

﴿ شیخ ضیاء اللہ رحمہ ھو القطب الاکبر۔ ﴾

(۲۸) حضرت حافظ خیر محمد سندھی مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ ۹ے

فقیر آفات زمانہ میں مبتلا تھا۔ تقریباً ایک سال مدینہ محبوبہ کی حاضری سے محروم رہا جب حاضری نصیب ہوئی، سیدی خیر محمد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ سے شکوہ شروع کیا۔ جلال میں آگئے اور فرمایا۔ ارے تمہیں سیدی کامل کی وہ بات یاد نہیں۔

﴿ "لاتدور الرحہ خادم الدولہ ما یسترح"۔

ارے راحت مت ڈھونڈو، حکومت کا خادم آرام نہیں پکڑتا۔

تم حضرت مولانا ضیاء الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہو، آپ قطب تھے۔

کیا تم نے زندگی میں ایسا کوئی اور کامل مرد دیکھا؟ ؎
آپ پر گریہ طاری ہو گیا۔ فاتحہ پڑھی اور دعا فرمانے لگے۔

(۲۹) حضرت پروفیسر شاہ فرید الحق مدظلہ

؎ ۱۹۷۱ء میں حج کی سعادت حاصل ہوئی۔ دوران قیام مدینہ منورہ یہ اشتیاق پیدا ہوا کہ حضور ﷺ کے ایک عاشق بزرگ جو مسجد نبوی کے سایہ میں مدتوں سے قیام پذیر ہیں، ان سے ملاقات کی جائے۔۔۔۔۔ ایک بزرگ ترین شخصیت پر نظر پڑی جو کونے میں تشریف فرما تھے ان کے گرد تکیے رکھے تھے، پیروں پر اونی شال پڑی ہوئی تھی، سر پر عمامہ، گرم کرتہ اور جیکٹ زیب تن کئے ہوئے تھے۔ دبلے پتلے ضعیف چہرہ پر سفید چمکتی ہوئی داڑھی، ماتھے پر خفیف سا سجدہ کا نشان، گندمی رنگ، نظر پڑتے ہی ایسا معلوم ہوا کہ چہرہ پر نور برس رہا ہے، دل نے کہا یہی وہ بزرگ معلوم ہوتے ہیں جن کی شہرت ہندو پاک ہی میں نہیں بلکہ تمام بلاد اسلامیہ میں ہے۔ میں نے لپک کر مصافحہ کیا، ہاتھوں کو بوسہ دیا اور ایک کنارے بیٹھ گیا، لوگوں کا ہجوم بڑھتا گیا یہاں تک کہ پورا کمرہ بھر گیا۔ نعت خوانی شروع ہوئی، ایک گھنٹہ تک نعت خوانی ہوتی رہی۔ اس کے بعد اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور سلام پڑھا۔ حضرت ضعف پیری کی وجہ سے کھڑے نہیں ہو سکتے تھے۔۔۔۔۔

دوسری بار ۱۹۷۵ء میں حج کے دنوں مدینہ منورہ میں حضرت مدنی علیہ الرحمہ کی محفل میں حاضر تھا۔ حضرت کے پاس شام کے ایک بزرگ عبداللہ بن ابراہیم قادری اور ایک نعت خوان محمد خیر بن علی قبل دمشقی تشریف لائے، اور حضرت کی قدمبوسی کے بعد ادب سے بیٹھ گئے۔ حضرت نے خیریت دریافت فرمائی اور دمشق کے لوگوں کے متعلق پوچھا یہ حضرات عربی میں گفتگو فرما رہے تھے۔ محمد خیر

بن علی قبل دمشقی نے عربی میں ذوق وشوق سے نعت سنائی، حاضرین پر ایک وجد کا عالم طاری ہو گیا، حضرت شیخ رونے لگے، ایک عجیب پر کیف سماں تھا۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو ذوق وشوق عطا فرمائے۔ ﴾

ماہنامہ ترجمان اہل سنت کراچی

شمارہ جولائی ۱۹۷۵ء

(۳۰) محترم عبدالعزیز عرفی ایڈووکیٹ کراچی

﴿ مدینہ منورہ میں حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی رحمتہ اللہ علیہ کی محافل میلاد النبی (ﷺ) میں ہم نشینی رہی اور بعدہ ہم لوگوں نے دوران حج مولانا کے ہمراہ منیٰ وعرفات میں بھی ایک ہی سطح کی خیمہ گاہ میں قیام کیا۔ مولانا مرحوم مدینہ میں سکونت پذیر ہونے سے قبل کئی برس حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے روضہ اطہر پر بھی مقیم رہے تھے۔ لہٰذا اس دوران انہوں نے حضرت شیخ طریقت السید عبدالقادر الگیلانی رضی اللہ عنہ اور سیدنا یوسف رضی اللہ عنہ کے عہد طفولیت کی بہت سی باتیں بھی سنائی تھیں۔

حضرت مدظلہ العالی، اعلیٰحضرت فاضل بریلوی کے خلیفہ مجاز تھے اور حب رسول (ﷺ) میں سرشار، روزانہ ان کے دولت کدہ پر نعت خوانی ہوتی، اور سلسلہ درود وسلام رات گئے تک جاری رہتا تھا۔ حضرت کی طبیعت میں انتہائی انکساری تھی۔ ہر شخص پر اپنی پرخلوص شفقت کے پھول نچھاور کیا کرتے تھے۔ ﴾

(عرفان قادر: سیرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ صفحہ ۳۱۲)

(۳۱) الحاج کوثر نیازی صاحب

۱۹۶۵ء میں پہلی بار مجھے دیار حبیب (ﷺ) کی حاضری نصیب ہوئی، ایک روز عصر کے بعد حضرت مولانا ضیاء الدین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری ہوئی۔ پاکستانی سفارت خانہ کے ایک متدین کارکن ہمارے وفد کے ہمراہ تھے اب ٹھیک طرح نام یاد نہیں رہا شاید منہاس نام تھا۔ بریلوی مسلک اور عشق رسول (ﷺ) میں غرق، مجھے روضہ رسول (ﷺ) پر روتے بلکتے دیکھا تو انہی نے حضرت مولانا ضیاء الدین رحمۃ اللہ علیہ کے گھر کا راستہ دکھایا۔ وہ حضرت سے بیعت بھی تھے اور آپ کے مقرب بھی، پہنچے تو یہاں محفل جمی ہوئی تھی۔ لوگ ایک نورانی شخصیت کے گرد ہالہ کیے بیٹھے تھے۔ منہاس صاحب پہلے ہی جا کر تعارف کرا چکے تھے۔ محبت سے ملے پاکستان سے آئی ہوئی مٹھائیاں منگوائیں چائے پیش فرمائی مگر ایسی چائے کہ اب تک ذائقہ دعائیں دیتا ہے۔ فرمایا ہماری اپنی بکری کا دودھ ہے اسی لئے چائے میں خاص مزا ہے۔ محفل میں ایک نعت خوان بھی موجود تھے حضرت کے اشارے پر انہوں نے نعت سنائی جوار رسول (ﷺ) میں۔ اس لیے بھی کہ مولانا کا گھر روضہ رسول (ﷺ) اور مسجد نبوی سے چند سو گز ہی کے فاصلے پر تھا۔ اس درد بھری آواز نے محفل کو تڑپا دیا۔ حضرت کی حالت بھی دیدنی تھی۔ آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگی ہوئی تھی اور یہ ایک صاحب دل کی توجہ کا فیض تھا کہ فضا میں ہر طرف انوار ہی انوار نظر آرہے تھے۔ دوسری مرتبہ ۱۹۷۱ء کے بعد حاضر ہوا۔ اب ضعیف ہو چکے تھے۔ حسب معمول وہی لذیذ چائے پلائی اور اس میں اپنی بیکراں شفقتوں کا رس گھول دیا۔ بطور خاص دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور چلتے ہوئے مدینہ منورہ کی کھجوریں بھی عطا کیں۔ میں نے خود تو آپ سے نہ پوچھا البتہ ان کے قریبی حلقے سے تصدیق ہوئی کہ نماز وہ مسجد نبوی میں امام کے پیچھے نہیں

بڑھتے ان کے خیال میں یہ لوگ بے ادب تھے میں نے بہت سے لوگوں کو ان کے اس مسلک پر تنقید کرتے بھی دیکھا مجھ عاجز کا اپنا حقیر عمل اس مسئلے میں ان کے عمل سے مطابقت نہیں رکھتا لیکن ایک بات واضح ہے۔ ان کا یہ انداز فکر بھی عشق رسول (ﷺ) ہی پر مبنی تھا۔ امام بدعقیدہ یا گستاخ ہے کہ نہیں اس پر بحث کی جاسکتی ہے لیکن جب ایک شخص یہ مانتا ہو کہ امام واقعی ایسا ہے تو پھر اس کے پیچھے اس کی نماز کیسے ہوسکتی ہے؟

میں نے مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی محمد شفیع مرحوم سے ایک عجیب بات سنی اور یہ بات شاید انہوں نے اپنے کسی رسالے میں بھی لکھی ہے کہ جب حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی کا انتقال ہوا اور کسی نے حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کو اس کی اطلاع دی تو انہوں نے بے ساختہ ان کے لیے دعائے مغفرت کی، دیکھنے والے جانتے تھے کہ دونوں بزرگوں کے اختلاف کا زمانے بھر میں چرچا ہے کسی نے عرض کی حضرت! مولانا احمد رضا خاں صاحب تو آپ کو کافر کہتے تھے آپ ان کیلئے دعائے مغفرت کررہے ہیں فرمایا:

> "حضرت مولانا مجھے کافر کہتے تھے کہ میں ان کے نزدیک گستاخ رسول (ﷺ) تھا، اگر وہ یہ سمجھنے کے بعد بھی مجھے کافر نہ کہتے تو خود کافر ہو جاتے۔"

حفظ مراتب اور سخن فہمی کا یہ انداز ان حضرات کے معتقدین بھی اپنا لیں تو آج ہمارے کتنے مسئلے حل ہو جائیں گے۔ ✿

روزنامہ جنگ کراچی

۱۷ نومبر ۱۹۸۱ء

(۳۴) پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مجددی مدظلہ

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
ایم اے، پی ایچ ڈی، [illegible]

[illegible] ۱۴۲۲ھ

حوالہ نمبر __________ تاریخ [illegible]

ضیائے مدینہ حضرت شیخ ضیاء الدین قادری مدنی علیہ الرحمۃ
سلف صالحین کی یادگار تھے، زاہد و عابد تھے، عاجز و منکسر المزاج
تھے، دلدار و دل نواز تھے، خلیق و ملنسار تھے، فقیر [illegible]
بیعت کی حیثیت سے ہر علاقہ و ملک کے اہل سنت و جماعت
کا مرجع تھے، سادات کرام کو دل سے تعظیم و تکریم فرماتے
[illegible] فرماتے تھے۔ عاشقانہ غلامانہ [illegible]
ہے پاک ہے، سراپا نیاز تھے

محمد مسعود احمد

[illegible]

(۳۳) علامہ افتخار احمد قادری مدظلہ

Iftikhar Ahmad Qadri
Darul Uloom Qadria
Ghareeb Nawaaz
Ladysmith,
South Africa
Cell: 0731576199
Tel: 063 635 7863 Fax: 063 637 8633
Email: info@darululoom.co.za

افتخار أحمد قادري
المدينة المنورة ، العوالي
ث: ٠٤٨٢٤٤٦٥٠٤
جوال: ٠٥٦٧٧٢٩٦٣٦
ص.ب: ٢٥٥٠٩
E-mail: iftikhar_qadri@hotmail.com

قطب مدینہ اور نور کا منبر

لوگوں کے درمیان اللہ عزوجل کے کچھ ایسے برگزیدہ بندے بھی ہوتے ہیں جنکا ہر عمل، ہر قدم اور ہر جنبش صرف اپنے خالق کی رضا کیلئے ہوا کرتی ہے اور خلقِ خدا کی رشد و ہدایت، خدمت اور ان سے محبت ان کا حاصلِ زندگی ہوتا ہے، یہ اللہ کے خاص بندے خلق سے بے لوث محبت کرتے ہیں، ان ہی یہ محبت نہ کسی رشتہ کے باعث ہوتی ہے اور نہ کسی مالی منفعت کی خاطر، ان کا مرتبہ اور مقام روزِ قیامت کیا ہوگا اسے بزبانِ نبوت سنیئے۔

"اللہ کے کچھ ایسے بندے ہوتے ہیں جو انبیاء اور شہداء تو نہیں مگر ان کو روزِ قیامت ایسا قربِ الٰہی حاصل ہوگا کہ انبیاء و شہداء ان پر رشک کریں گے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے (حسرت کے انداز میں) عرض کیا، یارسول اللہ! یہ کون لوگ ہیں، ان کے اعمال کیا ہیں؟ شاید ہم ان سے محبت کریں، سرکار نے ارشاد فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو صرف رضائے الٰہی کے لئے ایک دوسرے سے اس طرح محبت کرتے ہیں کہ ان کے درمیان نہ کوئی رشتہ ہوتا ہے اور نہ ان کے پیش نظر کوئی مالی منفعت، اللہ کی قسم (قیامت کے دن ان کا عالم یہ ہوگا) ان کے چہرے منور ہونگے اور وہ نور کے منبر پر جلوہ بار ہوں گے، جب محشر میں دوسرے لوگ ہراساں اور خوفزدہ ہوں گے یہ لوگ بے خوف و مطمئن ہونگے دوسرے لوگ رنج و ملال میں ہونگے اور یہ لوگ غم زدہ نہ ہوں گے پھر سرکار نے یہ آیت تلاوت فرمائی: اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ" (تفسیر قرطبی)

سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ان کلماتِ مبارکہ کے تناظر میں

Iftikhar Ahmad Qadri
Darul Uloom Qadria Ghareeb Nawaaz
P.O.Box: 3727
Ladysmith, 3370
South Africa
Cell: 0731576199
Tel: 063 635 7863 Fax: 063 637 8633
Email: info@darululoom.co.za

افتخار أحمد قادري
المدينة المنورة ، العوالي
ت : ٠٤ ٨٣٤٤١٥٠
جوال : ٠٥٦٧٧٢٩٦٣٦
ص . ب : ٢٥٥٠٩
E-mail: Iftekhar_qadri@hotmail.com

جب ہم حضرت قطب مدینہ علامہ ضیاء الملۃ والدین قدس سرہ کو دیکھتے ہیں تو ہمیں صاف نظر آتا ہے کہ آپ میں وہی صفتیں تھیں جو حدیث میں بتائی گئی ہیں ۔

قطب مدینہ کی زندگی کا مشاہدہ کرنے والے آج بھی سینکڑوں افراد شاہد ہیں کہ آپ اہلسنت کے ہر ہر فرد سے بے لوث محبت فرماتے تھے خواہ یہ سنی مسلمان مشرق کا رہنے والا ہو یا غرب کا، شمال کا رہنے والا ہو یا جنوب کا ۔

ان میں صرف محبت تھی، وہ خلق خدا سے محبت فرماتے تھے، محبت کا درس دیتے تھے اور پیغام محبت کو دور دور تک پہنچانا ان کا خاص مشن تھا ۔ "میرا پیغام محبت ہے جہاں تک پہنچے"

بشارت نبوی کے بموجب ان شاء اللہ العزیز روز قیامت حضرت قطب مدینہ ضیاء الملۃ والدین علیہ الرحمۃ والرضوان اپنے پُرنور چہرہ کے ساتھ نور کے منبر پر جلوہ افروز ہونگے اور ہم محبین ان کے نوری منبر کے نیچے ان کی شفاعت کے امیدوار ہونگے ۔

محب قطب مدینہ
افتخار احمد قادری
۲ رمضان المبارک ۱۴۲۶ھ
4.10.05
المدینۃ المنورۃ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ھوالقادر

باقی ساقیانِ شرابِ طہور
زینِ اہلِ عبادت پہ لاکھوں سلام

معاصرین

حضرت ضیاء الملت والدین سیدی قطب مدینہ مفتی ضیاء الدین احمد قادری مہاجر مدنی قدس اللہ سرہ العزیز کے ان معاصرین میں سے جن سے آپ کے گہرے مراسم تھے۔


Nafse Islam
WWW.NAFSEISLAM.COM

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شہزادۂ اعلیٰ حضرت حجۃ الاسلام
مولانا مفتی محمد حامد رضا خان قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

امام احمد رضا خان کے بڑے صاحبزادے مولانا حامد رضا بریلوی قدس سرہ ۱۲۹۲ھ۔۱۸۷۵ء میں بریلی میں پیدا ہوئے۔ آپ کا تاریخی نام محمد ہے، عرفاً حامد رضا اور حجۃ الاسلام اور امام الاولیاء کے القاب سے مشہور ہیں۔ والد ماجد امام احمد رضا سے درسیات کی تکمیل کی۔ انیس برس کی عمر میں فارغ التحصیل ہوئے، عربی زبان و ادب پر بڑا عبور حاصل کیا۔ برس ہا برس دار العلوم منظر اسلام بریلی میں درس حدیث و تفسیر دیا دار العلوم منظر اسلام کے مہتمم ہوئے۔ آپ کا درس بیضاوی، شرح عقائد نسفی، شرح چغمینی بہت مشہور تھا۔ فقہی مسائل حل کرنے اور فتاویٰ تحریر کرنے میں بھی بہت ملکہ حاصل تھا، بلکہ بعض علماء کو فقہ کی مشہور و معتبر اور متداول کتاب درمختار کا بھی درس دیا کرتے تھے۔

حضرت مخدوم شاہ سید ابو الحسین احمد نوری مارہروی قدس سرہ سے بیعت و خلافت تھی۔ والد گرامی نے جمیع سلاسل کی خلافت و اجازت دی۔ علم و فضل میں اپنے والد ماجد کے آئینہ تھے۔ اسی حقیقت کو امام احمد رضا خان نے یوں بیان فرمایا۔

انا من حامد و حامد رضا منی کے جلووں سے
بحمد اللہ رضا حامد اور حامد رضا تم ہو

حجۃ الاسلام قدس سرہ کو علم و فضل اور ادب و تفقہ میں وہ ملکہ تام حاصل تھا کہ بڑے بڑے علماء دیکھ کر عش عش کر اٹھتے تھے۔ فی البدیہہ عربی میں قصائد و نظم کی تدوین تو معمولی بات تھی۔ آپکے عربی ادب پر مہارت کے چند واقعات مولانا مفتی محمد اعجاز ولی بریلوی شیخ الجامعہ جامعہ دا تا گنج بخش، لاہور نے لکھے ہیں۔ مولانا موصوف لکھتے ہیں۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ۱۳۴۲ھ، ۱۹۲۳ء میں حجاز مقدس کے وزیر دفاع حضرت سید حسین دباغ رحمۃ اللہ علیہ ان مظالم کا ذکر کر رہے تھے جو اہل حرمین و مقامہ مطہرہ پر کئے جا رہے تھے اور حضرت امام حجۃ الاسلام قدس سرہ ان کے ساتھ برجستگی کے ساتھ عربی میں گفتگو فرما رہے تھے۔ چنانچہ خود حضرت سید حسین دباغ نے فرمایا کہ میں نے اکناف و اطراف ہند میں دورہ کیا۔ مگر ایسی تیز اور فصیح و سلیس عربی بولنے والا نظر نہ آیا۔

حجۃ الاسلام عربی زبان پر ایسی دسترس رکھتے تھے کہ اپنے والد ماجد امام احمد رضا کی تصانیف جلیلہ الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیہ ۱۳۲۳ھ اور کفل الفقیہ الفاہم ۱۳۲۴ھ کی عربی زبان میں تمہیدات قلم برداشتہ لکھیں اور امام احمد رضا نے حرمین طیبین اور عالم اسلام کے جلیل القدر علماء کو جو علمی سندات دیں، ان کو ترتیب دیا، ان پر مقدمہ بھی لکھا۔

حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ نے فرق باطلہ سے متعدد مناظرے کیے جن میں بفضلہ تعالیٰ آپ نے ہمیشہ فتح پائی۔ چنانچہ ۱۳۵۲ھ۔ ۱۹۲۳ء کو انجمن حزب الاحناف لاہور کی طرف سے مسجد وزیر خان میں ایک فیصلہ کن مناظرہ ہونا قرار پایا۔ علماء دیوبند کی طرف سے مولوی اشرف علی تھانوی مناظر مقرر ہوئے اور اہل سنت کی طرف سے حجۃ الاسلام مناظر مقرر ہوئے۔ قرار پایا کہ حفظ الایمان۔ براہین قاطعہ اور تحذیر الناس کی متنازعہ فیہ عبارات پر فیصلہ کن گفتگو کی جائے۔

وقت مقررہ پر حضرت حجۃ الاسلام کے علاوہ کثیر تعداد میں علماء اہل سنت مسجد وزیر خان پہنچ گئے۔ مگر مولوی اشرف علی دیوبندی نہ خود آئے اور نہ ہی اپنا وکیل بھیجا۔ کاش دیوبندی مناظر، میدان مناظرہ میں آجاتے اور اختلاف و نزاع کے رفع و خاتمہ کی کوئی صورت ہو جاتی۔ بہر حال حضرت حجۃ الاسلام کے مقابل اُسے آنے کی جراءت نہ ہو سکی۔

حضرت حجۃ الاسلام علم و فضل اور حسن سیرت کے ساتھ حسن صورت کی دولت سے بھی سرفراز تھے، نہایت ہی حسین و جمیل اور وجیہہ شخصیت کے مالک تھے، آپ کی

وجاہت، چہرہ کی رونق، نورانیت اور خداداد حسن و جمال بھی ایسا تھا کہ جس سے اہل سنت کی خود بخود تبلیغ ہو جاتی، آپ کے نورانی چہرہ کو دیکھ کر ہی لوگ خود رفتہ ہو کر پروانہ وار جمع ہو جاتے اور آپ کے سلسلہ میں داخل ہو جاتے۔

مقتدر عالم کی حیثیت سے حجۃ الاسلام نے برصغیر میں مسلمانوں کے مذہبی و سیاسی، معاشرتی، معاشی اور عمرانی حقوق کی خاطر اٹھنے والی تحاریک میں نمایاں حصہ لیا۔ شریعت و طریقت کے مجمع البحرین حضرت حجۃ الاسلام کی متعدد تصانیف آپ کے کمال علمی پر دال ہیں۔ چند تصانیف کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

۱) الصارم الربانی علی اسراف القادیانی (۱۳۱۵ھ) مرزا غلام احمد قادیانی کے ہذیانیات کے خلاف اولین تصانیف میں سے ایک ہے۔

۲) سلامت اللہ لاہل السنۃ من سبل العناد و الفتنہ۔

۳) سد الفرار (مسئلہ اذان پر لاجواب کتاب ہے)۔

۴) حاشیہ رسالہ ملا جلال (منطق کی مشہور کتاب پر حاشیہ) قلمی صورت میں ہے۔

۵) نعتیہ دیوان۔

۶) مجموعہ فتاویٰ

۷) الاجازات المتینہ لعلماء بکۃ و المدینہ۔

امام احمد رضا نے سلاسل طریقت اور روایات علوم کی جو اسناد عالم اسلام کے علماء کو ۱۳۲۳ھ، ۱۹۰۶ء کے حج کے موقع پر عطا فرمائیں۔ آپ کے خلف اکبر حجۃ الاسلام نے ان کو جمع فرمایا اور اس پر تقدیم لکھی۔

۸) الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیہ، مصنف امام احمد رضا کا اردو ترجمہ کیا۔

۹) الدولۃ المکیۃ کے حاشیہ الفیوضات المکیۃ کا کامیاب اردو ترجمہ کیا۔

۱۰) کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس الدراہم (۱۳۲۴ھ) مصنف امام احمد رضا کا دیباچہ حجۃ الاسلام نے لکھا اور اس کتاب کا کامیاب اردو ترجمہ کیا۔

سیدی اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ نے سارے اذکار و اشغال، اور اوراد و اعمال اور جمیع

مرویات مشائخ کرام کی اجازت مطلق تام عطا فرمائی اور اسی روز انہیں اپنا سجادہ نشین و خلیفہ مقرر فرمایا۔ سند سجادگی عطا فرمائی۔

امام احمد رضا قدس سرہ' کے وصال اقدس سے ایک ہفتہ پہلے جو لوگ بیعت کیلئے حاضر ہوئے ان سے ارشاد فرماتے ہیں۔

"حامد رضا کا ہاتھ میرا ہاتھ اور ان کی بیعت میری بیعت اور ان کا مرید میرا مرید ہے۔"

بدر الطریقت و الشریعت، ماہتاب علم و فضل حضرت حجۃ الاسلام قدس سرہ نے ۱۷/ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۲ھ، ۲۳/ مئی ۱۹۴۳ء پونے گیارہ بجے شب عین حالت تشہد میں السلام علیک ایھا النبی کہتے ہوئے اپنی جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔

انا للہ و انا الیہ راجعون۔ ۵۰

عرض: حضور ایک استغاثہ پیش کرنا ہے۔ اس کے واسطے کون سا دن مناسب ہے۔
ارشاد: اس کے لئے کوئی خاص دن مقرر نہیں البتہ حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ جو شخص کسی حاجت کو ہفتہ کے دن صبح کے وقت قبل طلوع آفتاب اپنے گھر سے نکلے تو اس کی حاجت روائی کا میں ضامن ہوں۔

عرض: حضور ﷺ نے ہر حاجت کے لئے ارشاد فرمایا ہے؟
ارشاد: ہاں جائز حاجت ہونا چاہئے۔

(ملفوظات۔ امام احمد رضا خاں قادری)

جعلی خط و انچہ خدا کو

[illegible] اخبار الخلیل مطبوعہ [illegible] وکٹوریہ پریس [illegible] میرے نام سے توبہ و رجعت کا شایع ہوا اس کی نسبت [illegible] کیا کہ
[illegible] قرآن کریم نے [illegible] فرمایا کہ لعنۃ اللہ علی الکٰذبین واحد قہار اور اس کے حبیب پاک [illegible] کو
[illegible] تمام ملٰئکہ [illegible] علیہم افضل الصلاۃ والسلام کی ہزار ہزار بیشمار لعنتیں [illegible] کتاب
[illegible] شیطان [illegible] ابلیس پر جس نے میری طرف سے یہ جھوٹا جعلی خط بنایا اور شایع کرایا اگر ان کے لیے ہدایت ہے تو
[illegible] وہ جعلی خط پیش کریں ورنہ لعنت الٰہی کے گھر [illegible] گئے میں [illegible] تو [illegible] نے پیش [illegible] یہ مولوی
[illegible] کی توبہ کا [illegible] گستاخ [illegible] سے چند [illegible] ہوسکتا [illegible] شاہد ہو کر میں اعلحضرت
[illegible] والد ماجد دامت برکاتہم العالیہ کو حقیقی سچا امام اہلسنت و مجدد مأتہ حاضرہ و مؤید ملت طاہرہ و [illegible]
[illegible] قاہرہ جانتا [illegible] ہوں وکفٰی باللہ شھیدا اور نہ صرف میں بلکہ بحمدہ تعالیٰ جماعت اہلسنت [illegible]
[illegible] جاتا ہے اور نام نہاد خلافت کمیٹی کے لیڈروں کے اقرار سے [illegible] سوراج کی [illegible]
کے وجود سے پہلے اور کی [illegible] ہے ؎

از [illegible] خلافت [illegible] سوراج [illegible] — در [illegible] [illegible]

از [illegible] شوکت گفت — [illegible] بدست

[illegible] اسلامیہ و شرعی احکام [illegible] اور اتباع [illegible] آیات [illegible]
[illegible] المحجۃ المؤتمنہ کے مطالعہ [illegible] لیڈروں [illegible]
کے [illegible] ہوئے جاہلان [illegible] علی [illegible] اتوا [illegible]
[illegible] انگریزوں کی [illegible] شیطان [illegible] کرتے ہیں ان
سب پر غضب الٰہی ہو۔ [illegible] تحریر میری [illegible] شایع [illegible] واللہ المشتکی۔

فقیر محمد حامد رضا قادری غفرلہ [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابوالبرکات محی الدین محمد مصطفیٰ رضا خان قادری بریلوی
المعروف
بہ مفتی اعظم علیہ الرحمہ

مفتی اعظم قدس اللہ سرہ العزیز ۲۲/ذی الحجہ ۱۳۱۰ھ، ۷/جولائی ۱۸۹۲ء بروز جمعہ بریلی شریف میں پیدا ہوئے، آپ امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کے فرزند اصغر ہیں۔ آپ کی ولادت کا سن ہجری اس آیت کریمہ سے نکلتا ہے۔

وسلام علی عبادہ اللین اصطفی

----------۱۳۱۰ھ----------

آپ کا پیدائشی نام محمد رکھا گیا۔ اعلیٰ حضرت نے غیبی اشارہ پا کر نام آل رحمٰن رکھا۔ پیرومرشد نے آپ کا نام ابوالبرکات محی الدین جیلانی تجویز کیا اور عرف میں آپ کو مصطفیٰ رضا خان کے نام سے پکارا گیا۔ فن شاعری میں نوری تخلص کیا اور عوام الناس میں مفتی اعظم جیسے لقب سے مشہور رہے۔

سید المشائخ حضرت شاہ سید ابوالحسین احمد نوری علیہ الرحمہ نے اگرچہ آپ کی پیدائش کے وقت ہی اپنے سلسلے میں داخل کرلیا تھا مگر جب آپ بریلی تشریف لائے تو چھ ماہ کے آل رحمٰن مصطفیٰ رضا خان کو گود میں لیا پیشانی کو بوسہ دیا۔ اپنی انگشت شہادت آپ کے منہ میں ڈالی اور نہ صرف سلسلے میں داخل فرمایا بلکہ تمام سلاسل میں اجازت وخلافت سے بھی نوازا اور آپ کی شان میں مستقبل کے لئے یہ کلمات ارشاد فرمائے۔ یہ بچہ دین و ملت کی بڑی خدمت کرے گا اور مخلوق خدا کو اس کی ذات سے بہت فیض پہنچے گا۔

"یہ بچہ ولی ہے۔ اس کی نگاہوں سے لاکھوں گمراہ انسان دین حق پر قائم ہوں گے یہ فیض کے دریا بہائے گا۔"

مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے اعلحضرت سے اکثر علوم وفنون حاصل کئے مگر اپنے

بڑے بھائی مولانا حامد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ سے اکثر کتابیں پڑھیں اس کے علاوہ استاذ الاساتذہ علامہ شاہ رحم الٰہی منگلوری علیہ الرحمہ اور مولانا بشیر احمد علی گڑھی سے بھی آپ نے بھرپور استفادہ کیا۔ حدیث شریف کا درس خاص کر علامہ ظہور الحسین فاروقی رامپوری (المتوفی ۱۳۴۲ھ) تلمیذ مولانا محمد فضل رحمٰن گنج مرادآبادی سے حاصل کیا۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے ۱۵ سلاسل اولیاء و سلاسل حدیث کی اجازت مرحمت فرمائی۔

حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے درس نظامی کے جملہ علوم و فنون عقلیہ و نقلیہ سے فراغت کے بعد ۱۳۲۸ھ، ۱۹۱۰ء سے ۱۳۵۶ھ، ۱۹۳۷ء تک جامعہ رضویہ منظر اسلام میں تدریس فرمائی اور پھر اپنی قائم کردہ جامعہ رضویہ مظہر اسلام (مدرسہ بی بی جی) میں طویل عرصے تک تدریس کا سلسلہ جاری رکھا اور لگ بھگ ۷۰ سال تک درس و تدریس فرماتے رہے جس نے آپ کو درس نظامی کا ایک ماہر و فکر ساز مدرس، بالغ نظر محدث اور عظیم فقیہ اور متکلم بنا دیا جس کے باعث پاک و ہند کی تمام جامعات اور مدارس میں آپ کے تلامذہ یا ان کے تلامذہ درس و تدریس میں مشغول ہیں یہ ایک صدقہ جاریہ ہے جو قیامت تک جاری رہے گا۔ آپ کے اجل تلامذہ کی ایک انتہائی طویل فہرست ہے۔ جن کے فیض نظر سے آج پاک و ہند کے تمام مدارس مستفیض ہو رہے ہیں۔

حضرت مفتی اعظم ہند کے تلامذہ و خلفاء صرف پاک و ہند تک محدود نہیں بلکہ بلاد عرب میں بھی ایک کثیر تعداد موجود ہے۔ تیسرے حج کے موقع پر ۱۳۹۱ھ میں مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں عرب کے بڑے بڑے جید علماء کرام نے اور مفتیان عظام نے اجازت حدیث اور خلافت کا اعزاز حاصل کیا۔ جن میں قابل ذکر نام مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ علامہ سید محمد مغربی مالکی
۲۔ مولانا سید امین کتبی مکی
۳۔ علامہ جعفر بن کثیر
۴۔ مولانا عمر ہمدان مکی۔
۵۔ مولانا سید عباس مالکی
۶۔ مولانا ابراہیم مدنی
۷۔ علامہ معوز عرقی
۸۔ علامہ فضل الرحمٰن ابن ضیاء الدین مدنی (آپ کو دوسرے حج پر خلافت عطا فرمائی تھی)

۹۔ مولانا عبداللہ ملک ۱۰۔ مولانا سید علوی مالکی

مفتی اعظم ہند نے فتوی نویسی کا آغاز ۱۳۲۸ھ، ۱۹۱۰ء سے کیا اور پہلا مسئلہ رضاعت سے متعلق لکھا جس کے جواب کو اعلی حضرت نے بہت پسند کیا اور اسی وقت ابوالبرکات محی الدین جیلانی آل رحمٰن عرف محمد مصطفی رضا کے نام کی مہر بنا کر آپ کو عطا کی اور دارالافتاء آپ کے سپرد کیا۔

یہ بھی عجب حسن اتفاق ہے کہ اعلحضرت نے بھی ۱۴ سال کی عمر شریف میں پہلا فتوی رضاعت کا ہی لکھا تھا۔ جس کو آپ کے والد مولانا مفتی نقی علی خان علیہ الرحمہ نے جب دیکھا تو فرط محبت سے پیشانی چومی اور آپ کو دارالافتاء کی ذمہ داری سپرد کر دی۔

مفتی اعظم ہند نے اعلی حضرت کی حیات میں فتاوی نویسی کا آغاز کیا اور عمر کے آخری ایام تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ اس طرح لگ بھگ ۷۰ برس مسلسل فتاوی نویسی کی خدمت انجام دیتے رہے۔

آپ نے بیعت حضرت مخدوم شاہ ابوالحسین احمد نوری سے کی اور اجازت و خلافت والد ماجد سے پائی۔ لاکھوں مسلمان آپ سے شرف بیعت رکھتے ہیں۔ جن میں علماء کی تعداد زیادہ ہے۔ بکثرت علماء کو آپ نے اجازت وخلافت مرحمت فرمائی ہے۔ افتاء نویسی میں آپ کو ید طولی حاصل ہے اور مفتی اعظم ہند کے پیارے لقب سے یاد کئے جاتے ہیں۔ اعلحضرت قدس اللہ سرہ العزیز کو آپ کی فقاہت پر ناز تھا۔ آپ کو دارالافتاء کا مہتمم مقرر کر رکھا تھا۔ اکثر فتاوی پر اعلحضرت ﷺ اپنے شہزادہ اصغر والا تبار سے تصدیق حاصل کرتے۔

سیاست میں اگر چہ باقاعدہ حصہ نہیں لیتے تاہم اپنے والد ماجد کی اتباع میں سیاسی معاملات میں اعلی بصیرت رکھتے ہیں اور کمال دردول سے بر وقت سیاستدانوں کی غلطیوں پر ان کو انتباہ فرماتے ہیں۔ تحریک ہجرت میں لیڈروں کی ناعاقبت اندیشی سے مسلمانوں کا جو نقصان ہوا اس کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں۔

"اس وقت یہ حکم جہاد بھی اسی دشمن اسلام و مسلمین گاندھی بددین کا حکم ہے۔ جیسے پہلے ہجرت سے نقصان پہنچائے۔ مسلمانوں کے خانماں برباد کرائے ان کی بیش بہا جائیدادیں اور اموال کوڑیوں میں بکوائے۔ سب کے کوڑے کرائے۔"

خود ساختہ خلافت کی تحریک میں شرعی قباحتوں کے سبب شریک نہ ہوئے لیکن ترکوں اور سلطان ترکی سے ہمدردی رکھتے تھے۔ چنانچہ سلطان ترکی کی حمایت میں یوں ارشاد فرمایا۔

سلطان المسلمین ترکی اللّٰھم انصرہ و انصر من نصرہ
واحلل اعدائہ الکفرۃ الفجرۃ اللّٰھم دمر دیارھم و قصر
اعمارھم و زلزل اقدامھم ولا تجعل لھم
علیہ و علینا سبیلا کی حرمت و عزت کے لئے خدمت حرمین کیا کم ہے۔

ترکیا کی سلطنت علیہ کی حفاظت وحمایت کے لئے خلافت کی شرط حماقت ہے۔ تحفظ و لہذا لو سلطنت اسلام کے لئے امامت کبریٰ شرطی کب ہے۔ جس کے لئے یہ تو فضول و بے معنی کد ہے۔

تحریک خلافت کے لیڈروں کا دعویٰ تھا کہ سلطان ترکی شرعی خلیفہ ہے اس لئے اس کی امداد و اعانت اور خلافت ترکیہ کی حمایت و صیانت فرض ہے۔ وہ یہ بات بھول چکے تھے کہ خلافت شرعیہ مصطلحہ کے لئے جن سات شرطوں کا پایا جانا ضروری ہے ان میں سلطان ترکی میں قرشیت کی شرط مفقود ہے۔ گویا وہ شریعت اسلامیہ کے اجماعی اصول کا انکار کر کے بزعم خود شریعت اسلامیہ کی خدمت کر رہے تھے۔ دیگر علماء راسخین نے ترکی کی خلافت مصطلحہ کو نہ مانتے ہوئے بھی اس کی امداد و اعانت اور حمایت و صیانت میں کمی نہ کی۔

جناب شوکت صدیقی جو ایک غیر جانبدار مورخ ہیں نے بھی تحریک پاکستان میں حضرت مفتی اعظم ہند مدظلہ کی خدمات جلیلہ کو خراج تحسین پیش کیا ہے۔ لکھتے ہیں۔

مولانا احمد رضا خان کے فرزند اور ان کے جانشین مولانا مصطفیٰ رضا خان نے

[illegible]

سیدی مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ

کا مکتوب

حضرت علامہ مفتی اعجاز ولی خان رحمۃ اللہ علیہ

کے نام

ہمیشہ تحریک پاکستان کی کھل کر حمایت کی ہے۔ انہوں نے اپریل ۱۹۴۶ء میں تحریک پاکستان کی حمایت وتائید میں منعقد ہونے والی آل انڈیا سنی کانفرنس میں نہایت سرگرمی کے ساتھ حصہ لیا مگر قیام پاکستان کے بعد مولانا مصطفیٰ رضا خان بریلی کے دارالعلوم منظر اسلام کے ذریعہ اشاعت وتبلیغ اسلام کے کام میں سرگرم عمل ہیں۔

آپ کو شعروسخن سے بھی لگاؤ ہے۔ کلام نعت پر مشتمل ہے۔ اپنے والد ماجد اور خاندانی روایات کے مطابق عشق مصطفیٰ ﷺ سے وافر حصہ پایا۔ نوری تخلص فرماتے ہیں۔ برجستہ تاریخ گوئی میں بھی آپ کو کمال حاصل تھا۔ کیوں نہ ہو کہ "الولد سر لابیہ" بھی تو صحیح ہے۔ نامور محدث، فقیہ اعظم، بے مثال صاحب رشد و ہدایت، سخن گو و سخن سنج ہونے کے علاوہ کثیر تصانیف آپ کے علم وفضل کا واضح ثبوت ہیں۔

حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کا وصال پر ملال بروز بدھ ۱۴ محرم (شب ایک بجکر ۴۰ منٹ پر) ۱۴۰۲ھ، مطابق ۱۱ نومبر ۱۹۸۱ء بریلی شریف میں ہوا اور والد ماجد اعلیٰ حضرت احمد رضا خان محدث بریلوی کے پہلو میں دفنایا گیا۔ [۵۱]



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت ابو المحامد سید محمد محدث کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ

اسم گرامی سید محمد تھا، والد ماجد کا نام حکیم سید نذر اشرف تھا، آپ کی ولادت ۵ ذیقعدہ ۱۳۱۱ھ کو قبل از نماز فجر موضع جائس ضلع رائے بریلی میں ہوئی۔ آپ کی تربیت نانا جان حضرت شیخ المشائخ سید علی حسین اشرفی کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ نے کی۔ والد گرامی سے فارسی پڑھنے کے بعد حضرت مولانا عبد الباری فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ سے مدرسہ نظامیہ فرنگی محل سے علوم عربیہ کی تحصیل کی۔ مولانا عبد الباری آپ کے سید زادے ہونے کی بناء پر آپ کا بہت احترام کرتے، آٹھ سال بعد حضرت مفتی لطف اللہ سے شرح تجرید اور افق المبین کا درس لیا، مفتی صاحب نے سند فراغت میں علامہ کا لفظ لکھا۔ پیلی بھیت میں مولانا شاہ مطیع الرسول عبد المقتدر بدایونی رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث پڑھ کر سند حاصل کی۔

فارغ التحصیل ہونے کے بعد دہلی میں مدرسۃ الحدیث قائم کر کے درس حدیث دینا شروع کیا اور اپنے نانا جان حضرت سید علی حسین اشرفی رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے اپنے ماموں شاہ احمد اشرف قدس سرہ سے بیعت کی اور خلق خدا کی روحانی تربیت فرمانے لگے۔ آپ نے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ سے بھی تلمذ حاصل کیا تھا۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی خدمت میں حاضری کا واقعہ اس طرح ہے کہ ایک روز حضرت مولانا شاہ سید احمد اشرف صاحب کچھوچھوی تشریف لائے ہوئے تھے۔ رخصت کے وقت انہوں نے عرض کیا کہ مولوی سید محمد صاحب اشرفی اپنے بھانجے کو میں چاہتا ہوں کہ حضور کی خدمت میں حاضر کر دوں۔ حضور جو مناسب خیال فرمائیں ان سے کام لیں۔ ارشاد ہوا۔ ضرور تشریف لائیں، یہاں فتوے لکھیں اور مدرسہ میں درس دیں رد وہابیہ اور افتاء دونوں ایسے فن ہیں کہ طب کی طرح یہ بھی صرف پڑھنے سے نہیں آتے اس میں بھی طبیب حاذق کے مطب میں

بیٹھنے کی ضرورت ہے۔ پھر فرمایا۔

"سید محمد اشرفی صاحب تو میرے شاہزادے ہیں۔ میرے پاس جو کچھ ہے وہ انہیں کے جد امجد یعنی حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا صدقہ و عطیہ ہے۔"

اعلیٰ حضرت بھی آپ کو سید ہونے کی وجہ سے بہت محترم جانتے اور بڑے ادب سے پیش آتے یہاں تک کہ ہاتھ چومتے۔ اعلیٰ حضرت نے آپ کو اجازت وخلافت سے بھی نوازا تھا۔ آپ کو اپنے مرشد برحق سے خاص عقیدت ومحبت تھی، عرس رضوی بریلی شریف میں ہر سال حاضر ہوتے اور اعلیٰ حضرت کی قائم کردہ جماعت رضائے مصطفیٰ کے تاحیات صدر رہے۔ تدبر اور اصابت رائے وصف تھا۔ علمائے اہل سنت کے درمیان اتحاد کے عظیم علمبردار تھے۔ بنارس سنی کانفرنس ۱۹۴۶ء کے موقع پر آئندہ کے لئے بالاتفاق صدر عمومی مقرر کئے گئے۔ اسی کانفرنس کے استقبالیہ کے آپ صدر تھے۔

آپ بیک وقت عالم، فاضل، ادیب، خطیب، صوفی، شاعر، پیر طریقت اور محدث تھے، تمام سال تبلیغی دوروں پر صرف کرتے۔ پانچ ہزار سے زائد غیر مسلموں نے آپ کے دست حق پرست پر اسلام قبول کیا اور کئی لاکھ مسلمان شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔

مذہبی، تبلیغی اور سماجی کاموں کے علاوہ آپ نے سیاسی تحریکوں میں بھی بھرپور حصہ لیا تحریک پاکستان میں آپ کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ آپ نے دیگر مشائخ اہل سنت کے شانہ بشانہ نگرانہ حیثیت سے کام کیا تحریک پاکستان کی حمایت میں ملک گیر دورے کئے اور عوام کو مسلم لیگ کے منشور سے آگاہ کر کے نظریہ پاکستان کا ہمنوا بنایا۔ بنارس کی آل انڈیا سنی کانفرنس اور اجمیر سنی کانفرنس میں آپ کے خطبے تحریک پاکستان کی حمایت کے جیتے جاگتے ثبوت ہیں۔ آپ نے آل انڈیا سنی کانفرنس (جو ۱۳۴۳ھ/۱۹۲۵ء میں قائم ہو چکی تھی) کے پلیٹ فارم سے تحریک پاکستان کے لئے عظیم خدمات سرانجام دیں، پاک و ہند کے تقریباً سب ہی چھوٹے بڑے شہروں میں پاکستان کے حق میں مدلل تقاریر فرمائیں اور اپنے لاکھوں مریدوں کو تحریک پاکستان میں حصہ لینے کا حکم صادر فرمایا۔

آپ ایک بے مثال خطیب ہونے کے ساتھ ساتھ ادیب بھی تھے مندرجہ ذیل تصانیف آپ کی یادگار ہیں۔

۱۔ ترجمہ قرآن پاک
۲۔ فرش پہ عرش
۳۔ تفسیر قرآن پاک
۴۔ حیات غوث العالم
۵۔ اتمام حجت
۶۔ میلاد اشرفی
۷۔ التحقیق البارع فی حقوق الشارع
۸۔ تقوی القلوب

عشق رسول ﷺ آپ کے رگ و پے میں سمایا ہوا تھا، چار مرتبہ زیارت حرمین و روضہ انور سرکار دو عالم (ﷺ) سے مشرف ہوئے۔ حضرت محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ کا وصال ۱۶/ رجب ۱۳۸۱ھ، ۲۵/ دسمبر ۱۹۶۱ء بروز شنبہ ساڑھے بارہ بجے دن لکھنو میں ہوا اور کچھوچھہ شریف میں دفن کئے گئے۔ نماز جنازہ سید مختار اشرف سجادہ نشین سرکار کچھوچھہ شریف نے پڑھائی۔ [۵۴]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت علامہ محمد تاج الدین الحسنی قدس اللہ سرہ

حضرت علامہ محمد تاج الدین بن محمد بدر الدین بن یوسف بن عبد الرحمٰن الحسنی مراکشی بیانی ۱۳۰۷ھ/۱۸۹۰ء کو دمشق میں پیدا ہوئے۔ سوریا پر فرانسیسیوں کے قبضہ کے دوران آپ جمہوریہ سوریا کے بغیر انتخاب صدر مقرر ہوئے۔

آپ کے والد حضرت شیخ محدث محمد بدر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہر طرف سے منقطع ہو کر تدریس وعبادت میں منہمک تھے۔ اس وجہ سے علامہ تاج الدین نے ان حکام کی طرف سے منہ پھیر لیا جو آپ کے والد کو حکومت میں شمولیت اختیار کرنے کے لئے رضا مند کرنے کی کوشش میں تھے۔ ان حالات میں آپ ۱۹۱۲ء کو دمشق میں دینی علوم کے مدرسہ سلطانیہ میں مدرس مقرر ہوئے۔ سلطنت عثمانیہ کے عہد میں آپ اصلاح المدارس کے ممبر اور حکومت سوریا کی قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ جب ۱۹۱۶ء میں افواج عثمانی کے اخبار "الشرق" کا اجراء ہوا تو آپ اس کے مدیر اعلیٰ بنائے گئے۔ اور ملک فیصل کے عہد میں "المؤتمر السوری" کے رکن اور پھر "مجلس شوریٰ" کے ممبر ہوئے۔ پھر سوریا کے دار الخلافہ دمشق میں عہدۂ قضا کو نوازا اور "معہد الحقوق" میں اصول فقہ کی تدریس فرماتے رہے۔ سوریا پر فرانسیسیوں کے قبضہ کے دوران آپ کو دو مرتبہ سوریا کا وزیر اعظم منتخب کیا گیا۔ پہلی مرتبہ ۱۹۲۸ء سے ۱۹۳۱ء تک تین سال کی مدت تھی اور دوسری مرتبہ ۱۹۳۴ء سے ۱۹۳۶ء تک۔ وہ بڑے فتنہ وفساد کا دور تھا آپ مستعفی ہو گئے۔ متعدد مرتبہ قید وبند کی صعوبتیں برداشت کیں اور پیرس کی طرف سفر کیا، وہاں عرصہ دراز تک مقیم رہنے کے بعد دمشق واپس لوٹ آئے تو آپ کو فرانسیسیوں نے ۱۳۶۰ھ/۱۹۴۱ء میں سوریا کا صدر بنا دیا۔ تادم واپسی اسی عہدے پر فائز رہے۔ آپ بڑے دور اندیش اور ذکی تھے۔ عوام کے

ساتھ بڑی مہربانی اور حسن اخلاق سے پیش آتے تھے۔

دمشق میں ۱۳۶۱ھ/۱۹۴۲ء میں انتقال فرما گئے۔ ۸۳

امام احمد رضا خان قادری رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف الدولۃ المکیہ پر آپ نے تقریظ تحریر فرمائی۔ حضرت علامہ شیخ ضیاء الدین قادری مدنی رحمۃ اللہ کے ساتھ بڑے گہرے دوستانہ مراسم تھے۔ مدینہ طیبہ کی حاضری کے ایام میں آپ کی مجلس میں اکثر تشریف لایا کرتے۔

اللہ اللہ

عرض: اگر نماز کے وقت عمامہ باندھ لے اور سنتوں کے وقت اتار لے کہ درد سر کا گمان ہے تو جائز ہے یا نہیں؟

ارشاد: خیر مگر اولیٰ یہ ہے کہ نہ اتارے۔ ایک جمعہ عمامہ کے ساتھ ستر (۷۰) جمعہ بغیر عمامہ کے برابر ہے۔ پھر ارشاد فرمایا درد سر اور بخار وہ مبارک امراض ہیں جو انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کو ہوتے تھے۔ ایک ولی اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے درد سر ہوا۔ آپ نے اس شکریہ میں تمام رات نوافل میں گزار دی کہ رب العزت تبارک وتعالیٰ نے مجھے وہ مرض دیا جو انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کو ہوتا تھا۔ ﷺ یہاں یہ حالت کہ اگر برائے نام درد معلوم ہو تو یہ خیال ہوتا ہے کہ جلد نماز پڑھ لیں۔ پھر فرمایا ہر ایک مرض یا تکلیف جسم کے جس موضع پر ہوتی ہے وہ زیادہ کفارہ اسی موقع کا ہے کہ جس کا تعلق خاص اس سے ہے۔ لیکن بخار وہ مرض ہے کہ تمام جسم میں سرایت کر جاتا ہے جس سے باذنہ تعالیٰ تمام رگ رگ کے گناہ نکال لیتا ہے۔ الحمد للہ کہ مجھے اکثر حرارت اور درد سر رہتا ہے۔

(ملفوظات۔ امام احمد رضا خاں قادری)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

علامہ شیخ تقی الدین نبہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

امام المجاہدین ''حزب التحریر الاسلامی'' کے بانی حضرت قاضی تقی الدین بن یوسف نبہانی حیفا کے قریب قصبہ اجزام کے قبیلہ الحناجرہ کے نبہانی خاندان میں ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء کو ایک دینی وعلمی گھرانے میں پیدا ہوئے، اور اسی ماحول میں پروان چڑھے۔

تمام علوم وفنون اپنے والد حضرت علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ سے اخذ کئے جو کہ شام کے بہت بڑے عالم اور محقق تھے۔ ابتدائی تعلیمی مراحل سوریا میں طے کئے۔ آپ کے والد قصبہ اجزام واپس لوٹے، ۱۹۲۲ء میں یہاں ہی آپ نے ابتدائی تعلیم مکمل کی اور اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے مصر کا قصد فرمایا، جامعہ الازہر شریف سے ''العالمیہ فی الشریعۃ'' کی سند حاصل کرنے کے بعد ''المعہد العالی'' جو کہ جامعہ الازہر کے ماتحت ہے، میں قضاء شرعی کے لئے داخلہ لیا اور سند قضاء سے سرفراز ہوئے۔ پھر عربی ادب اور دیگر علوم کے حصول کے لئے دارالعلوم میں داخل ہوئے، دو سال میں تعلیم مکمل کرنے پر عربی ادب و دستور کا ڈپلومہ حاصل کیا۔ اتمام علوم دینیہ وعلمیہ کی تکمیل کے بعد عازم فلسطین ہوئے جہاں حیفا کے مدارس میں مدرس کی حیثیت سے خدمات انجام دیتے رہے۔ اس پیشہ کو دین اور ملک کی روح سمجھتے ہوئے اپنایا، اس کا طلبہ کے ذہن پر مستقبل کے لائحہ عمل پر، گہرے اور دوررس اثرات مرتب ہوئے۔ آپ سے طلباء کی ایک بہت بڑی تعداد نے علوم اخذ کئے۔ آپ کے تلامذہ میں بڑی بڑی مشہور شخصیتیں ہیں ان میں سے ایک ڈاکٹر احسان عباس ہیں۔

پھر عہدۂ قضاء کو زینت بخشی۔ پہلے بیان پھر قدس شریف، رملہ اللہ اور آخر میں حیفا کی شرعی عدالت کے قاضی مقرر ہوئے۔ انقلاب فلسطین اور شیخ عز الدین کی شہادت

کے بعد آپ نے سیاست میں حصہ لیتے ہوئے۔ ۱۹۴۸ء میں "جمعیۃ الاعتصام الاسلامیہ" کی بنیاد رکھی۔ اس جماعت کا مقصد تابعین انگریز کو بھگانا اور بیرون ملک سے آنے والے یہود کو روکنا تھا۔ ۱۹۴۸ء میں یہودیوں کے تسلط کے بعد آپ کا خاندان بیروت کی طرف متوجہ ہوا۔ پھر غربی پٹی کے اردن کے ساتھ الحاق کے بعد آپ قدس شریف میں محکمہ "الاستئناف الشرعیۃ" کے رکن منتخب ہوئے۔ پھر عہدۂ قضا سے مستعفی ہوتے ہوئے عمان میں بحیثیت مدرس کام شروع کیا۔

۱۹۵۲ء میں دینی کاموں میں مشغولیت کے سبب استعفیٰ دے دیا اور "حزب التحریر الاسلامی" کی بنیاد رکھی۔ جس کا مقصد خلافت اسلامیہ کا قیام تھا، اس دعوت کے پھیلانے کے لئے عرب اور اسلامی ممالک کے اطراف میں دور دراز کے سفر اختیار کئے۔ اس دعوت کو عرب حکومتوں نے قبول نہ کیا۔ آپ کو اذیتیں دیں اور گرفتاری کا حکم صادر ہوا تو روپوش ہونے پر مجبور ہوئے۔ حتیٰ کہ بیروت میں ۱۳۹۸ھ / ۱۹۷۷ء میں واصل بحق ہوئے۔ [۴۳]

عرض: اگر امام منبر چھوڑ کر خطبہ پڑھے اور جب کہا جائے تو کہے کوئی حرج نہیں۔ اس صورت میں نماز ہوگی یا نہیں؟

ارشاد: خلاف سنت ہے۔ امام کو سمجھانا چاہیئے۔ نماز ہوگئی۔ حضور اقدس ﷺ کے زمانے میں برسوں کے بعد منبر شریف بنا، اکثر ستون کے سہارے حضور ﷺ نے خطبہ فرمایا ہے۔

(ملفوظات۔ امام احمد رضا خاں قادری)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ

صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ کی ولادت ۲۱ / صفر ۱۳۰۰ھ (یکم جنوری ۱۸۸۳ء) کو مراد آباد (یو۔ پی بھارت) میں ہوئی۔ ۱۳۲۰ھ، ۱۹۰۲ء میں مدرسہ امدادیہ (مراد آباد) سے دستار فضیلت حاصل کی۔ استاذ گرامی مولانا شاہ محمد گل رحمۃ اللہ علیہ عارف کامل اور فاضل اجل تھے۔ فاضل ممدوح کے عشق و محبت اور علمیت و فقاہت کی ایک جھلک ان کی تالیف ذخیرۃ العقبیٰ فی استحباب مجلس میلاد مصطفیٰ (۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۰ء) میں نظر آتی ہے آپ کا سلسلہ حدیث براہ راست حجاز مقدس سے مربوط ہے، برصغیر پاک و ہند کے دوسرے سلاسل حدیث کے مقابلے میں آپ کو یہ خصوصی امتیاز حاصل ہے۔

صدر الافاضل ایسے جلیل القدر استاد کے تلمیذ رشید تھے جو علوم عقلیہ و نقلیہ کے ماہر تھے بالخصوص فن حدیث اور علم التوقیت میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ علم طب میں بھی مہارت حاصل تھی اور حکیم شاہ فضل احمد امروہوی سے شرف تلمذ تھا۔ شاعری میں اپنے والد ماجد استاذ الشعراء مولانا معین الدین نزہت سے فیض حاصل کیا اور نعیم تخلص فرماتے تھے۔ آپ کا دیوان "ریاض نعیم" شائع ہو چکا ہے۔

صدر الافاضل حضرت شاہ محمد گل علیہ الرحمہ سے سلسلہ قادریہ میں بیعت تھے۔ بیعت کے بعد حضرت شاہ صاحب نے آپ کو حضرت شاہ علی حسین کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۵۵ھ) کے سپرد کر دیا۔ صدر الافاضل نے آپ سے استفادہ کیا اور آپ ہی سے خلافت و اجازت حاصل کی۔ آپ ہی کی اجازت سے فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خان علیہ الرحمہ (م ۱۹۲۱ء) سے بھی خلافت و اجازت حاصل کی۔ صدر الافاضل، فاضل بریلوی کے راز دار اور رمز شناس تھے۔ آپ نے ان کے مشن کو بڑی کامیابی کے ساتھ آگے بڑھایا اور مسلمانان ہند کی سیاسی اور مذہبی امور میں رہنمائی فرمائی۔

۱۳۲۸ھ/ ۱۹۱۰ء میں مراد آباد میں آپ نے مدرسہ انجمن اہل سنت و جماعت کی بنیاد رکھی۔ بعد میں ۱۳۵۲ھ/ ۱۹۳۳ء میں اس مدرسہ کا نام جامعہ نعیمیہ قرار پایا۔ اس جامعہ کے فیض یافتہ اور صدر الافاضل کے تلامذہ پاک و ہند میں بہت سی جامعات کے بانی، بہت سی کتابوں کے مصنف اور بہت سے رسالوں کے مدیر ہیں۔

صدر الافاضل تبلیغ اسلام اور ناموس مصطفیٰ (ﷺ) کی حفاظت وحمایت میں ہمہ تن مصروف رہتے۔ اس سلسلے میں آپ نے عیسائیوں اور آریوں سے کامیاب مناظرے فرمائے۔ آپ نے اپنے رسالہ السواد الاعظم میں بھی ان لوگوں کا رد کیا مثلاً پنڈت دیانند سرسوتی کی کتاب ستیارتھ پرکاش کے اسلام و شارع اسلام پر اعتراضات کے مسکت و مدلل جواب دیئے مگر تحریر وتقریر میں کسی مقام پر تہذیب وشائستگی کا دامن ہاتھ سے جانے نہ دیا۔

۱۹۱۹ء/ ۱۳۳۸ھ اور ۱۳۳۹ھ/ ۱۹۲۰ء میں تحریک خلافت تحریک ترک موالات کے جذباتی دور میں آپ نے تحریر وتقریر کے ذریعے مسلمانوں تک اسلام کے سچے پیغام کو پہنچایا اور صدر جمعیت علماء ہند کو ہندو مسلم اتحاد کے خطرات سے آگاہ کر کے مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے سے روکا۔ پھر دہلی جا کر مولانا محمد علی جوہر کو سمجھایا، بالآخر وہ ہندو مسلم اتحاد کی دعوت سے دستبردار ہو کر تائب ہو گئے۔

۱۹۳۱ء میں دوسری گول میز کانفرنس (لندن) میں جب علامہ اقبال نے تقسیم ہند کی تجویز پیش کی تو آپ نے اس کی پر زور تائید کی اور اس تجویز کے مخالف ہندو اخبارات و رسائل کا خوب تعاقب فرمایا۔ اور اپنے موقف کی حمایت میں نہایت معقول اور دل نشین دلائل پیش کئے۔ ۱۹۴۰ء/ ۱۳۵۹ھ جب لاہور میں قرار داد پاکستان منظور ہوئی تو اس موقع پر آپ کے تلمیذ رشید مولانا ابوالحسنات محمد احمد علیہ الرحمہ موجود تھے اور جلسہ کے سرگرم کارکن تھے۔ ۱۹۴۲ء میں نواب محمد اسماعیل خان (صدر یوپی مسلم لیگ) کے ذریعہ قائد اعظم کو باور کرایا کہ جب تک حکومت برطانیہ پاکستان کے مشرقی اور مغربی علاقے کے درمیان ایک بین الاقوامی آزاد علاقہ تسلیم نہ کرے تقسیم کی تجویز منظور نہ کریں۔

۱۳۶۵ھ/ ۱۹۴۶ء میں صدر الافاضل ہی کی کوشش سے بنارس (بھارت) میں

آل انڈیا سنی کانفرنس کے چار روزہ تاریخی اجلاس ہوئے (یعنی ۲۷ اپریل تا ۳۰ اپریل) اس کانفرنس میں پاک و ہند کے دو ہزار علماء و مشائخ اور ۲۰ ہزار دوسرے حاضرین شریک تھے۔ قرارداد پاکستان کی حمایت میں جو تجویز اتفاق رائے سے منظور ہوئی۔ اس کے یہ الفاظ قابل توجہ ہیں۔

آل انڈیا سنی کانفرنس کا یہ اجلاس مطالبہ پاکستان کی پر زور حمایت کرتا ہے۔

خطبہ صدارت جمہوریہ اسلامیہ، مطبوعہ (مرادآباد ۱۹۴۶ء۔ ۲۹)

مطالبہ پاکستان کی حمایت و اشاعت کے لئے صدر الافاضل نے ہندوستان اور پاکستان کے دور دراز علاقوں کا دورہ کیا۔ حتی کہ مراد آباد سے بنگال تک تشریف لے گئے اور وہاں مسلمانوں میں ایک نئی روح پھونکی جو آگے چل کر مشرقی پاکستان کی تعمیر و تشکیل میں معین و مددگار ثابت ہوئی۔

آل انڈیا سنی کانفرنس کے مذکورہ بالا اجلاس کے بارے میں حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء) کے تاثرات قابل توجہ ہیں۔

میں نے اپنی چالیس سالہ قومیات کی زندگی میں صدہا کانفرنسیں دیکھیں اور سینکڑوں خود منعقد کیں لیکن میں کہتا ہوں کہ بنارس کی سنی کانفرنس کی طرح گذشتہ چالیس سالوں میں کوئی کانفرنس بھی نہ ہو سکی۔

(غلام معین الدین۔ حیات صدر الافاضل، مطبوعہ لاہور صفحہ ۲۰۰۔)

پاکستان معرض وجود میں آنے کے بعد صدر الافاضل لاہور اور پھر کراچی تشریف لائے، دستوری خاکہ کے لئے آپ سے عرض کیا گیا، لیکن اچانک طبیعت ناساز ہوگئی اور واپس ہندوستان تشریف لے گئے اور پھر وہاں ممالک اسلامیہ اور خلافت عثمانیہ کے دساتیر وقوانین کو سامنے رکھ کر پاکستان کیلئے ایک اسلامی دستور کا خاکہ تیار کرنا شروع کیا۔ ابھی گیارہ دفعات لکھنے پائے تھے کہ ۱۹ ذوالحجہ ۱۳۶۷ھ/۲۲ اکتوبر ۱۹۴۸ء کو مراد آباد میں وصال فرما گئے۔ مزار مبارک جامعہ نعیمیہ (مراد آباد) کے احاطہ میں واقع ہے۔

صدر الافاضل متبحر عالم اور صاحب بصیرت سیاستدان تھے۔ علمیت کا اندازہ اس

سے ہوتا ہے کہ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے الفاری الداری کا مسودہ آپ کو دکھایا اور جب آپ نے بعض ترمیمات کی سفارش کی تو قبول کر لی گئیں۔ آپ نے بیس سال کی عمر میں الکلمۃ العلیاء لاعلاء علم المصطفیٰ تصنیف فرمائی۔ ڈیڑھ درجن سے زیادہ کتب و رسائل آپ سے یادگار ہیں۔ جن کی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ تفسیر خزائن العرفان
۲۔ اطیب البیان
۳۔ مجموعہ فتاویٰ
۴۔ تبرکات صدر الافاضل
۵۔ سوانح کربلا
۶۔ کتاب العقائد ابتدائی
۷۔ اسواط العذاب
۸۔ آداب الاخیار
۹۔ فرائد النور
۱۰۔ کشف الحجاب
۱۱۔ التحقیقات لدفع التلبیسات
۱۲۔ زاد الحرمین
۱۳۔ ریاض نعیم
۱۴۔ گلبن غریب نواز
۱۵۔ پراچین کال
۱۶۔ احقاق حق
۱۷۔ ارشاد الانام فی محفل المولود والقیام
۱۸۔ القول السدید

۸۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مولانا محمد عبد الباقی علیہ الرحمہ
المعروف
برہان الحق جبل پوری

آلِ رحمٰن برہان الحق   شرق پہ برق گراتے یہ ہیں

(اعلیٰ حضرت)

حضرت علامہ مفتی محمد عبد الباقی جبل پوری ابن علامہ مفتی محمد عبد السلام قادری رضوی جبل پوری المعروف بہ عبد الاسلام مورخہ ۲۱ ربیع الاول شریف ۱۳۱۰ھ / ۱۸۹۱ء کو نماز فجر کے وقت جبل پور میں پیدا ہوئے۔ پیدائش کے وقت آپکے دادا حضرت علامہ محمد عبد الکریم تلاوت فرما رہے تھے اور آیت کریمہ قد جاءکم برھان من ربکم جاری تھی۔ دادی صاحبہ نے اطلاع دی، سنتے ہی فرمایا الحمد للہ برہان آ گیا۔

آپ کے والد ماجد نے مادۂ تاریخ ولادت قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیہ مبارکہ سے نکالا۔ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی (۱۳۱۰ھ)

ابتدائی تعلیم والد ماجد سے ہی حاصل کی اور فارسی کی تعلیم چچا بشیر الدین صاحب سے حاصل کی اور تکمیل اعلیٰ حضرت کی نگرانی میں مدرسہ منظر اسلام میں ہوئی۔ کم و بیش ۳ سال تک تعلیم کا سلسلہ جاری رہا۔ ۱۳۳۷ھ / ۱۹۱۹ء میں اعلیٰ حضرت کے دست مبارکہ سے جبل پور میں دستار بندی ہوئی اس وقت دوران وعظ آپ کے والد ماجد کو خطاب کرتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا۔

مولانا عبد الاسلام، برہان میاں آپ کے جسمانی فرزند ہیں اور میرے روحانی فرزند، دوران قیام بریلی میں فقیر نے ان کا ذہنی، علمی، عملی جائزہ بخوبی لیا ہے۔ اخلاق و تقویٰ، افتاء، اتباع سنت وشریعت وغیرہا میں ہر پہلو سے آزمالیا ہے، میں اپنے اس روحانی فرزند سعادت مند محمد برہان الحق کو دستار فضیلت سے مزین کر کے ۲۵ علوم اور گیارہ سلسلوں کی اجازت دیتا ہوں۔ اس کے بعد مزید فرمایا۔

رب العزت تبارک وتعالیٰ میرے روحانی ولد اعز کو ان کے برہان الحق کے ساتھ برہان الدین، برہان الملت، برہان السنۃ، بنائے اور حضرت عبد الاسلام کے ظل رحمت وعاطفت کے تحت دین متین وشرع مبین کی خدمت وحمایت پر ثابت قدم رکھے۔

اعلیٰ حضرت آپ کی تعلیم وتربیت میں خصوصی دلچسپی لیتے تھے اور آپ کی ذہانت کا اکثر ذکر کرتے رہتے تھے۔ اعلیٰ حضرت نے جب مولانا برہان الحق کو علم توقیت میں دلچسپی کا مظاہرہ کرتے ہوئے پایا تو ۱۳۳۷ھ/۱۹۱۸ء میں جب آپ جبل پور تشریف لے گئے تو وہاں اس فن پر آپ کے لئے ایک رسالہ علم توقیت پر بہ عنوان، جدول تعدیل النہار جبلفور تحریر فرمایا۔ اسی قیام کے دوران اعلیٰ حضرت نے مولانا برہان الحق کے ایک رسالہ بہ عنوان اجلال الیقین بتقدیس سید المرسلین ۱۳۳۷ھ پر تقریظ بھی تحریر فرمائی۔ جس سے آپ کی اس خاندان پر شفقت ومحبت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

الحمد للہ۔ فقیر غفرلہ القدیر اس تالیف منیف وتوصیف، نظیف کے مطالعہ سے مسرور ہوا، مولیٰ عزوجل اس کے مولف سعید حمید رشید فرزند سعادتمند مولانا مولوی برہان الحق جعلہ اللہ تعالیٰ کاسمہ دلیل الصدق وبرہان الحق کو دارین میں مدارج عالیہ ومعارج جلیلہ کرامت فرمائے۔ بحمد اللہ تعالیٰ یہ ان کے والد ماجد عمدۃ العلماء زبدۃ الفضلاء ماحی السنن، ماحی الفتن، حسنۃ الزمن، زینۃ الایام مولانا مولوی حافظ شاہ محمد عبد الاسلام سلمہ

اسلام، لحمایۃ الاسلام، ونکایۃ الکفرۃ والمبتدعین وادام فیضہ الی یوم القیام کے برکات ہیں۔

مولانا مفتی برہان الحق جبل پوری نے اعلیٰ حضرت کے دیگر خلفاء کے ساتھ تحریک پاکستان میں بھی بھرپور حصہ لیا۔ آل انڈیا سنی کانفرنس میں بڑھ چڑھ کر کاوشیں کیں۔ جبل پور میں اس کی شاخ قائم کی اور بنارس کانفرنس میں شرکت فرمائی۔ خاص کر ۱۹۴۰ء میں قرارداد پاکستان کی منظوری کے بعد ملک کے طول وعرض میں دورے کئے، سرحد، پنجاب، سندھ میں تقریریں کیں اور پاکستان کی آزادی کے لئے سخت جدوجہد کی۔ قائد پاکستان نے آپ کی کوششوں کو سراہا اور شکریہ کا خط بھی تحریر کیا۔ اس ضمن میں آپ خود تحریر فرماتے ہیں۔

فقیر نے تعمیر پاکستان میں جو نمایاں حصہ لیا ہے اور جناب جناح کے مشن کو تقویت دینے کے لئے صوبہ پنجاب، سرحد اور سندھ کا پورا دورہ کیا۔ اور اس سلسلے میں جو فقیر کی تقریریں ہیں وہ ایک علیحدہ موضوع ہے۔ جو بحمدہٖ تعالیٰ قلمبند ہیں۔ مگر فقیر اپنی شہرت کا نہ کبھی طالب ہوا اور نہ ہی اس کی اشاعت ضروری تھی۔ جناح صاحب کے ایک شکریہ کا خط بھی محفوظ ہے۔ اللہ تعالیٰ میری کوششوں کو قبول فرمائے اور پاکستان کو ہر قسم کے شر وفساد سے محفوظ رکھے۔

مولانا نے درس وتدریس کے علاوہ زیادہ خدمت دارالافتاء کی کی ہے۔ لگ بھگ ۷۵ برس برابر فتویٰ نویسی کی۔ جس سے یقیناً ایک ضخیم ذخیرہ تحریر وجود میں آیا ہوگا۔ مگر افسوس کہ ابھی تک وہ شائع نہیں ہوسکا۔ البتہ تصانیف جو زیور طبع ہوچکی ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ اجلال الیقین بتقدیس سید المرسلین (۱۳۳۷ھ، ۱۹۱۸ء) (مطبوعہ کلکتہ)

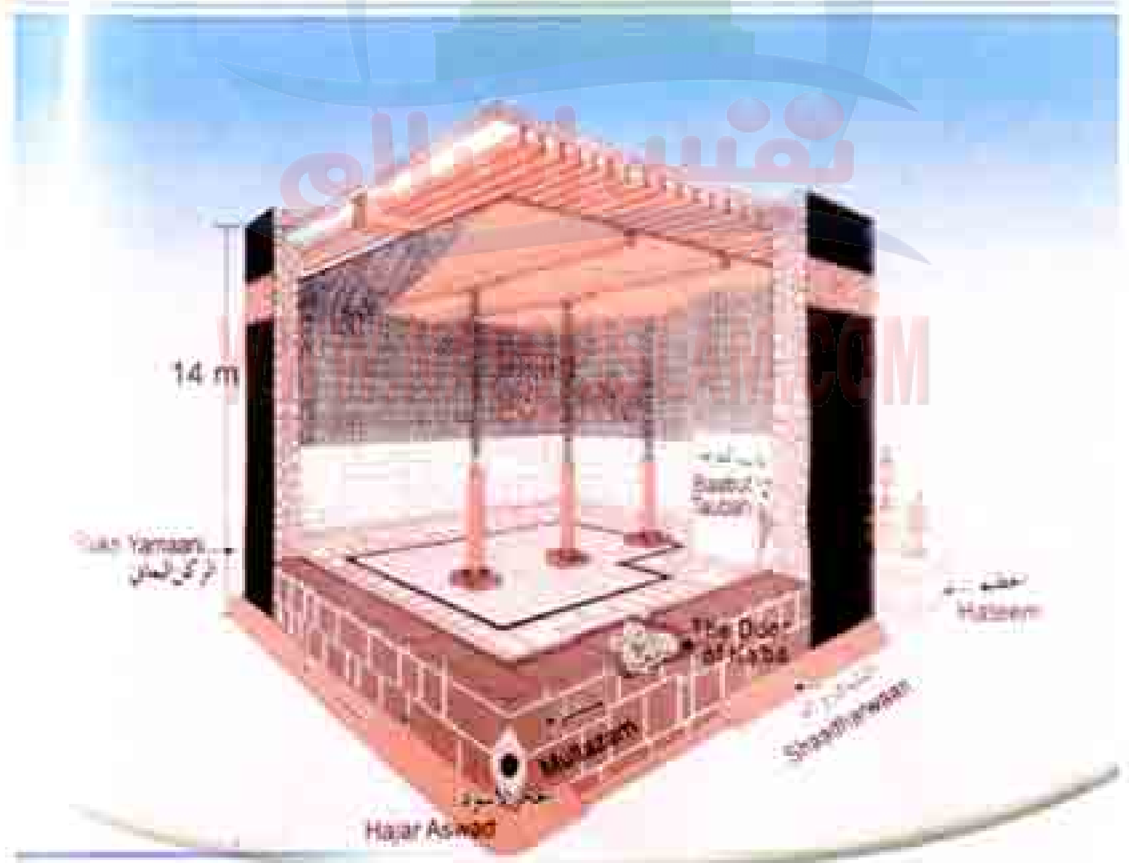
۲۔ البرہان الاجلی فی تقبیل اماکن الصلحاء (غیر مطبوعہ)

۳۔ الاھلال فِیْ شَہَاداتِ رویۃ الھلال (مطبوعہ)

۴۔ روح الوردھا لنقح علی سوالات ھر دا (مطبوعہ)۔

مدھیہ پردیش میں آپ کی ذات بابرکات ہمیشہ مرجع خلائق رہی آپ کی شخصیت پیکر جود وسخا، ورع اور تقویٰ کی آئینہ دار رہی۔ آپ بلند پایہ ادیب کے ساتھ ساتھ شاعری کا بھی اعلیٰ ذوق رکھتے تھے۔ عشق رسول پاک (ﷺ) سے قلبی تسکین کی خاطر نعت رسول مصطفیٰ ﷺ بھی بارہا کہی ہیں اگرچہ کوئی دیوان تو مرتب نہ کیا جاسکا۔

مولانا مفتی برہان الحق جبل پوری کا وصال پُر ملال ۱۴۰۵ھ ۱۹۸۵ء کو ہوا والد صاحب کے پہلو میں دفن کئے گئے۔ ۵۶



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مبلغ اسلام حضرت مولانا شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی میرٹھی
قدس اللہ سرہ العزیز

محسنِ ملت، نازشِ اہل سنت، مبلغ اسلام حضرت مولانا شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی میرٹھی ابن حضرت مولانا محمد عبدالحکیم قدس سرہما ۱۵ رمضان المبارک، ۳۰ اپریل (۱۳۱۰ھ/۱۸۹۲ء) کو میرٹھ (یو۔پی) میں پیدا ہوئے آپ کے والد ماجد عظیم المرتبت درویش صفت عالم دین اور بلند پایہ شاعر تھے۔ جوش تخلص کرتے تھے، ابتدائی تعلیم گھر پر ہی حاصل کی۔ چار سال دس ماہ کی عمر میں قرآن پاک پڑھ لیا، اردو، فارسی اور عربی کی ابتدائی تعلیم والد گرامی سے حاصل کی بعد ازاں جامعہ قومیہ میرٹھ میں داخل ہوئے اور سولہ سال کی عمر میں درس نظامی کی سند حاصل کی۔

آپ کو چونکہ شروع ہی سے تبلیغ اسلام کا شوق تھا اس لئے علوم جدیدہ حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ اناوہ ہائی اسکول سے میٹرک پاس کیا اور پھر ڈویژنل کالج میرٹھ میں داخلہ لیا، ۱۹۱۷ء میں بی اے کا امتحان امتیازی حیثیت سے پاس کیا، کالج کی چھٹیوں کے دنوں میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کی خدمت میں بریلی شریف حاضر ہو کر اکتساب فیض کرتے رہے۔

میرٹھ کالج کی تعلیم کے دوران آپ کو آل برما ایجوکیشنل کانفرنس کا صدر منتخب کیا گیا۔ اس کانفرنس میں آپ نے جو خطبہ دیا وہ برما اور سیلون میں مقبول ہوا اور برما کے احباب سے دینی نشر و اشاعت پر آپ کی جو گفتگو ہوئی وہ مستقبل کے تبلیغی مشن کے لئے بنیاد ثابت ہوئی۔

آپ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا بریلوی قدس سرہ کے دست

حق پرست پر بیعت ہوئے اور خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے اور انہی کے ایماء و ارشاد پر اپنی زندگی تبلیغ دین اور خدمت اسلام کے لئے وقف کر دی اور اپنے نجی خرچ پر پیغام اسلام دنیا کے کونے کونے میں پہنچایا۔ محسن ملت امام اہل سنت آپ کو بڑی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے تھے، اپنے تلامذہ اور خلفاء کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں

عبد علیم کے علم کو سنکر جہل کی بہل بھگاتے یہ ہیں

حضرت مولانا صدیقی قدس سرہ کو اپنے شیخ طریقت سے کمال عقیدت تھی۔ حرمین طیبین کی زیارت سے واپسی پر آپ نے ایک طویل قصیدہ مدحیہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کی خدمت میں پیش کیا۔ جس کے چند شعر درج ذیل ہیں:

تمہاری شان میں کیا کچھ کہوں اس سے سوا تم ہو
قسیم جامِ عرفاں اے شہ احمد رضا تم ہو

غریقِ بحرِ الفت، مستِ جامِ بادہ وحدت
محبِ خاص، منظورِ حبیبِ کبریا تم ہو

جو مرکز ہے شریعت کا مدارِ اہلِ طریقت کا
جو محور ہے حقیقت کا وہ قطب الاولیاء تم ہو

عرب میں جاکے ان آنکھوں نے دیکھا جس کی صولت کو
عجم کے واسطے لاریب وہ قبلہ نما تم ہو

تمہیں پھیلا رہے ہو علمِ حق اکنافِ عالم میں
امامِ اہلِ سنت نائبِ غوث الوریٰ تم ہو

علیم خستہ اک ادنیٰ گدا ہے آستانہ کا
کرم فرمانے والے حال پر اس کے شہا تم ہو

جب یہ اشعار سنا چکے تو امام اہلِ سنت نے اپنے قیمتی عمامہ کی طرف اشارہ

کرتے ہوئے فرمایا:

"مولانا! آپ کی خدمت میں کیا پیش کروں؟ آپ اس دیارِ پاک سے تشریف لا رہے ہیں، یہ عمامہ تو آپ کے قدموں کے بھی لائق نہیں، البتہ میرے کپڑوں میں سب سے بیش قیمت ایک جبہ ہے، وہ حاضر کئے دیتا ہوں"

اس واقعہ اور مندرجہ بالا قصیدے کو غور سے پڑھئے اور دیکھئے کہ آج کل وہ خلوص و محبت کہاں جو ان مقدس ہستیوں کا طرۂ امتیاز تھا۔

حضرت مولانا محمد عبدالعلیم صدیقی شعلہ بیان خطیب، بلند پایہ ادیب اور عظیم مفکرِ اسلام تھے۔ جب آپ اپنی نغمہ ریز آواز میں دلائل و براہین سے اسلام کی حقانیت بیان کرتے تو حاضرین پر سکوت چھا جاتا اور بڑے بڑے سائنسدان، فلاسفر اور دہریہ قسم کے لوگ آپ کے دستِ اقدس پر حلقہ بگوشِ اسلام ہو جاتے۔ آپ تقریباً دنیا کی ہر زبان میں اس روانی سے تقریر کرتے تھے کہ خود اہلِ لسان ورطۂ حیرت میں رہ جاتے۔ آپ نے پوری قوت اور بے باکی سے دینِ فطرت اسلام کا پیغام دنیا کے کونے کونے میں پہنچایا جس کے نتیجے میں پچاس ہزار سے زائد غیر مسلم مشرف بہ اسلام ہوئے۔ یہ وہ ناقابلِ فراموش کارنامہ ہے جو آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے۔

۱۹۵۱ء میں آپ نے پوری دنیا کا تبلیغی دورہ کیا جس میں قابلِ ذکر ممالک انگلستان، فرانس، اٹلی، برٹش گیانا، ہڈنا سکر، ٹرینی ڈاڈ، امریکہ، کینیڈا، فلپائن، سنگاپور، ملائشیا، تھائی لینڈ، انڈونیشیا اور سیلون تھے۔ اس کے علاوہ برما، سیلون، ملائشیا، انڈونیشیا، تھائی لینڈ، انڈوچائنا، چین، جاپان، ماریشس، جنوبی و مشرقی افریقہ کی نوآبادیات سعودی عرب، عراق، اردن، فلسطین، شام اور مصر کے متعدد تبلیغی دورے کئے، تمام مذاہب کے لوگوں کو دعوتِ اسلام دی اور ہر زبان میں اسلام کا لٹریچر شائع کیا۔ آپ کی تبلیغی کوششوں سے بورنیو کی

(Her Highness Princess Gladys Palmer

Khairunnisa of Sarawark Staateborneo)

ماریشس جنوبی افریقہ کے فرانسیسی گورنر مروات

(Governor Merwate Tifefrnch Statesman)

اور ٹرینی ڈاڈ کی خاتون وزیر

(Munift Donawa Fatima)

مشرف بہ اسلام ہوئے۔

بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح، مراکش کے غازی عبدالکریم، فلسطین کے مفتی اعظم سید امین الحسینی، اخوان المسلمین کے سربراہ حسن البنا، سیلون کے آنریبل جسٹس ایم مروانی، کولمبو کے جسٹس ایم ٹی اکبر، سنگاپور کے ایس این دت اور مشہور انگریز ڈرامہ نویس اور فلسفی جارج برناڈ شا آپ کی علمی و روحانی شخصیت سے بے حد متاثر تھے۔

۱۷ اپریل ۱۹۳۵ء کو ممباسا (جنوبی افریقہ) میں جارج برناڈ شا سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ آپ نے برناڈ شا کے مختلف سوالات کے جوابات اس انداز سے دیئے کہ دنیا کا عظیم فلاسفر آپ کے سامنے طفل مکتب نظر آنے لگا۔ آپ نے اسلام اور عیسائیت کے اصولوں کا تقابلی جائزہ تاریخ، سائنس اور فلسفہ کی روشنی میں اس طرح بیان کیا کہ برناڈ شا کو اسلام کی عظمت کا اعتراف کرنا پڑا۔ اس گفتگو کا اردو ترجمہ ماہنامہ ترجمان اہل سنت، کراچی شمارہ محرم و صفر ۱۳۹۲ء میں شائع ہو چکا ہے۔

حضرت مولانا صدیقی علیہ الرحمۃ نے تعلیمات اسلامیہ کو عام کرنے کے لئے ہر پہلو پر توجہ دی، متعدد مساجد تعمیر کرائیں جن میں سے حنفی جامع مسجد کولمبو، سلطان مسجد سنگاپور، اور مسجد ناگویا جاپان زیادہ مشہور ہیں۔ اس کے علاوہ عربی یونیورسٹی ملایا، پاکستان نیوز مسلم ڈائجسٹ، ٹرینی ڈاڈ مسلم اینول (جنوبی افریقہ) کی بنیاد آپ ہی نے قائم کی۔ ۱۹۳۹ء میں سنگاپور میں تنظیم بین المذاہب کے نام سے ایک ادارے کی بنیاد ڈالی اور تمام دنیا کے عیسائی، یہودی، بدھ مت اور سکھ مذاہب کے پیشواؤں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کر کے لادینیت کا قلع قمع کرنے کی اپیل کی، تمام مذاہب کے راہنماؤں کی اس مشترکہ کانفرنس

میں آپ کو ہز ایکسی لینڈ ای مینیسی (His Exalted Eminence) کا خطاب دیا گیا۔ نیز مصر میں تنظیم بین المذاہب الاسلامی کے نام سے مختلف مکاتب فکر کی ایک تنظیم قائم کی۔

۱۳۶۵ھ / ۱۹۴۶ء میں حضرت مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی قدس سرہٗ رابطہ اسلامیہ ہند کے رئیس وفد اور ملایا، شرقی وجنوبی افریقہ اور جزائر شرقیہ کے مندوب کی حیثیت سے سعودی عرب تشریف لے گئے اور سعودی حکومت کی طرف سے حجاج پر عائد کردہ ٹیکسوں کے خاتمہ اور حجاج کے لئے سہولتیں فراہم کرنے کے لئے دنیا بھر سے آئے ہوئے اجل علماء حکومت سعودیہ کے عمائدین اور عبدالعزیز بن سعود سے مذاکرات کئے، جن کا خاصا اثر ہوا۔ ان مذاکرات کی تفصیل البیان کے نام سے عربی میں شائع ہوئی تھی جس کے آغاز میں اخوان المسلمین (مصر) کے بانی حسن البناء نے ابتدائیہ لکھا اور حضرت مولانا شاہ محمد عبدالعلیم قدس سرہٗ کی مساعی جمیلہ کو خراج تحسین پیش کیا، چنانچہ لکھتے ہیں:۔

> "اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے دو سال ہوئے ہماری ملاقات ارض مقدس میں بیت اللہ شریف کے پاس صاحب فضیلت مبلغ اسلام الشیخ محمد عبدالعلیم صدیقی سے ہوئی (کچھ عبارت کے بعد) ہم اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ صاحب فضیلت استاذ شیخ محمد عبدالعلیم صدیقی کو تمام مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔"

تبلیغ اسلام کی قابل قدر خدمات کے علاوہ آپ کی سیاسی خدمات بھی ناقابل فراموش ہیں۔ دنیا کے کسی گوشے میں مسلمانوں پر ظلم وستم ڈھایا جاتا آپ بے چین ہو جاتے۔ تحریک خلافت، شدھی تحریک اور تحریک پاکستان میں مردانہ وار حصہ لیا۔ صرف پاک وہند ہی نہیں بلکہ دیگر ممالک میں بھی تحریک پاکستان کے لئے فضا ہموار کی۔ مصر اور انگلینڈ میں کانگریسی ایجنٹوں سے مناظرے کئے، مسلم لیگ کی طرف سے باقاعدہ طور پر علماء کی ایک جماعت کے قائد کی حیثیت سے حج کے موقع پر مکہ مکرمہ جا کر دنیا کے گوشے گوشے

سے آئے ہوئے مسلمانوں کے سامنے پاکستان کی اہمیت کو واضح کیا۔ مفتی اعظم فلسطین سید امین الحسینی، حسن البناء قائد اخوان المسلمین، سید عبداللہ شاہ (اردن) اور دیگر عرب لیڈروں کو تحریکِ پاکستان سے پوری طرح روشناس کرایا۔

۱۹۴۶ء میں آل انڈیا سُنّی کانفرنس، بنارس میں شرکت فرمائی اور علی الاعلان تحریکِ پاکستان کی حمایت فرمائی۔ قائد اعظم کی وفات سے کچھ عرصہ پہلے عالمی دورے سے واپسی پر کراچی میں عظیم کانفرنس منعقد کی جس میں سندھ، پنجاب اور مشرقی پاکستان کے اکابر علماء و مشائخ نے شرکت کی۔ اس کانفرنس میں پاکستان کے لئے آئینِ اسلامی کے جامع دستور کا مسودہ تیار کر لیا گیا، علماء نے تائیدی نوٹ لکھے اور حضرت مولانا صدیقی رحمتہ اللہ تعالیٰ کی سرکردگی میں قائدِ اعظم کی خدمت میں مسودۂ آئین پیش کیا گیا۔ قائد اعظم نے تین گھنٹہ تک مسودۂ آئین کے مختلف پہلوؤں پر گفتگو کی، حضرت مولانا نے انہیں اس خوش اسلوبی سے مطمئن کیا کہ قائدِ اعظم نے یقین دلایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ قومی اسمبلی کے منظور کرنے پر بہت جلد یہ آئین نافذ کر دیا جائے گا اس کے بعد جلد ہی ان کی وفات ہوگئی اور قائدِ اعظم علماء کرام سے کیا ہوا یہ وعدہ ایفاء نہ کر سکے۔ یاد رہے کہ پاکستان بننے کے بعد قائدِ اعظم نے پہلی نمازِ عید آپ ہی کی اقتداء میں ادا کی تھی۔

حضرت مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی قدس سرہٗ نے تالیف و تصنیف پر بھی خاطر خواہ توجہ دی اور کثیر التعداد، قابلِ فخر تصانیف کا ذخیرہ یادگار چھوڑا لیکن افسوس ان میں سے بہت سی تصانیف زیورِ طبع سے آراستہ نہ ہو سکیں اور جو طبع ہوئیں ان کا شایانِ شان اہتمام نہ کیا گیا۔ چند تصانیف کے نام یہ ہیں:۔

۱۔ ذکرِ حبیب (دو حصے)

۲۔ کتابِ تصوف

۳۔ بہارِ شباب (نوجوانوں کی اصلاح کے لئے بہترین کتاب)

۴۔ احکامِ رمضان (یہ تصانیف اردو میں ہیں)

۵۔ اسلام کی ابتدائی تعلیمات

۶۔ اسلام کے اصول

۷۔ اسلام اور اشتراکیت

۸۔ مسائلِ انسانی کا حل

۹۔ اسلام میں عورت کے حقوق

۱۰۔ مکالمہ جارج برنا ڈشا

۱۱۔ مرزائی حقیقت کا اظہار (یہ تصنیفات انگریزی میں ہیں)

چالیس سال تک دنیا بھر میں تبلیغِ اسلام کا فریضہ انجام دے کر ۲۲ ذی الحجہ، ۲۱ اگست (۱۳۷۴ھ / ۱۹۵۴ء) کو مدینہ منورہ میں اپنے محبوبِ حقیقی سے جا ملے، اور تعلیماتِ اسلامیہ کی تبلیغ و اشاعت کے انعام کے طور پر جنت البقیع میں جگہ ملی، اس نابغۂ روزگار ہستی کے وصال سے تاریخِ اسلام کا ایک روشن ورق الٹ گیا۔

آپ کی نماز جنازہ قطب عالم علامہ ضیاء الدین قادری قدس سرہ نے پڑھائی اور اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قدموں میں مدفون ہوئے۔ (فقیر قادری)

حضرت مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی قدس سرہ کے وصال کے بعد آپ کے محبوب خلیفہ اور داماد حضرت مولانا حافظ ڈاکٹر محمد فضل الرحمٰن انصاری قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ بین الاقوامی تبلیغی جماعت ورلڈ فیڈریشن آف اسلامک مشنز کے بانی و صدر اور فرزند ارجمند حضرت مولانا علامہ شاہ احمد نورانی مدظلہ العالی (صدر جمعیت علماء پاکستان) نے نہ صرف حضرت علامہ صدیقی قدس سرہ کے مشن کو جاری رکھا بلکہ اسے آگے بڑھایا، حضرت علامہ شاہ احمد نورانی وہ حق گو، بیباک اور مرد مجاہد ہیں جن کی جراتِ ایمانی کو موافق و مخالف نے تسلیم کیا ہے، ان دنوں پاکستان میں نظامِ مصطفےٰ (ﷺ) کے نفاذ کے لئے تمام تر مساعی کو وقف کئے ہوئے ہیں۔ اللہ رب العزت انہیں کامیابی عطا فرمائے۔ ملک و ملت کی بقاء و استحکام اور عزت و آبرو کا راز صرف اور صرف آئینِ اسلامی کے عملی نفاذ میں ہے۔ ۵۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امیر ملت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری قدس اللہ سرہ

حضرت پیر سید جماعت علی شاہ ابن سید کریم شاہ علی پوری ۱۲۵۷ھ/ ۱۸۴۱ء میں علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ (پنجاب) میں پیدا ہوئے۔ آپ نجیب الطرفین سید اور سادات شیراز کے حضرت سید محمد ماموں المعروف بہ قطب شیرازی کی اولاد امجاد سے تھے۔ آپ کا سلسلہء نسب ۳۸ واسطوں سے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ آپ نے حضرت حافظ شہاب الدین کشمیری سے علی پور سیداں میں قرآن پاک حفظ کیا۔ ابتدائی کتب مولانا عبدالرشید علی پوری اور مولانا عبدالوہاب امرتسری سے پڑھیں۔ مولانا غلام قادر بھیروی، مولانا فیض الحسن سہارنپوری سے کسب فیض کیا۔ کانپور میں مولانا محمد علی مونگیری ناظم ندوۃ العلماء سے بھی استفادہ کیا، علامہ زماں مولانا احمد حسن کانپوری سے علمی استفادہ کیا، مولانا قاری عبدالرحمٰن پانی پتی سے بھی فیضیاب ہوئے، حدیث شریف کی سند مولانا عبدالحق مہاجر مکی سے حاصل کی۔ حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی نے بھی حدیث کی سند عطا فرمائی، سلسلہء عالیہ نقشبندیہ میں حضرت خواجہ فقیر محمد المعروف باباجی علیہ الرحمۃ (چورہ شریف) کے مرید ہوئے اور قلیل مدت کے بعد خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے۔

آپ نے تبلیغ اسلام کے سلسلے میں گرانقدر خدمات انجام دیں۔ اسلام کا پیغام ہندوستان (متحدہ پاک و ہند) کے کونے کونے تک پہنچایا۔ عیسائی مشنریوں اور آریہ سماج کی ریشہ دوانیوں کو ناکام بنایا۔ ہزارہا عیسائی اور ہندوؤں کو مشرف بہ اسلام کیا، شدھی تحریک (مسلمانوں کو ہندو بنانے کی تحریک) کے خلاف بھرپور جدوجہد کی اور آگرہ میں تبلیغی مرکز قائم کر کے طوفانی دورے کئے۔ مرزائے قادیانی کے دعاوی باطلہ کی زبردست

تردید کی۔ شاہی مسجد، لاہور میں مرزا کی موت کی پیشن گوئی کی جو حرف۔بحرف صحیح ثابت ہوئی۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو الکافیہ علیہ الغاویہ، حصہ دوم، مصنفہ حضرت مولانا محمد عالم آسی امرتسری) آپ کی سیاسی خدمات بھی ناقابل فراموش ہیں۔ تحریک ترک موالات اور تحریک ہجرت (۲۱۔۱۹۲۰ء) کے نقصانات سے مسلمانوں کو پوری طرح باخبر کیا۔ ۱۹۳۵ء میں مسجد شہید گنج کی تحریک کے وقت شاہی مسجد لاہور میں ولولہ انگیز تقریر کی۔ جس کی بناء پر آپ کو امیر ملت کا خطاب دیا گیا۔ آپ کے لاکھوں مریدین پاک و ہند اور دیگر ممالک میں پھیلے ہوئے ہیں۔

آپ نے تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا اور تمام مریدین کو مسلم لیگ کی حمایت کرنے کی پُرزور تلقین کی۔ ۱۹۳۹ء میں جب کانگریس وزارت سے مستعفی ہوئی تو قائد اعظم نے جمعہ ۲۲ دسمبر (۱۳۵۸ھ/۱۹۳۹ء) کو یوم نجات منانے کی اپیل کی، اس موقع پر آپ نے نماز جمعہ کے بعد علی پور سیداں میں دوران تقریر فرمایا:

"دو جھنڈے ہیں ایک اسلام کا، دوسرا کفر کا، مسلمانو! تم کس جھنڈے کے نیچے کھڑے ہو گے؟ حاضرین نے بآواز بلند جواب دیا کہ اسلام کے، پھر آپ نے دریافت فرمایا کہ جو کفر کے جھنڈے تلے کھڑا ہو تو کیا تم اس کے جنازہ کی نماز پڑھو گے؟ حاضرین نے انکار کیا۔ پھر آپ نے استفسار فرمایا کہ کیا تم اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرو گے؟ حاضرین نے بالاتفاق کہا نہیں ہرگز نہیں! اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ اس وقت اسلامی جھنڈا مسلم لیگ کا ہے، ہم بھی مسلم لیگ کے ساتھ ہیں اور سب مسلمانوں کو مسلم لیگ میں شامل ہونا چاہیئے"۔

دینی مدارس کی امداد اپنا فرض منصبی سمجھتے تھے۔ ۱۹۱۰ء میں سلطان عبدالحمید کی اپیل پر آپ نے حجاز ریلوے فنڈ میں اپنے متوسلین کی طرف سے چھ لاکھ روپے جمع کرائے۔ ۱۹۱۱ء میں علیگڑھ کالج کو یونیورسٹی بنانے کی غرض سے نواب وقار الملک نے امداد کی اپیل کی اور یقین دلایا کہ انگریزی کے ساتھ دینیات کی تعلیم لازمی ہوگی اور یونیورسٹی کی مساجد میں پنجوقتہ نمازوں کی حاضری تمام طلبہ پر لازم ہوگی، آپ نے کئی لاکھ

روپیہ اپنے حلقہ ارادت سے جمع کروایا۔

علامہ اقبال آپ کی بہت تعظیم کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپ انجمن حمایت اسلام لاہور کے جلسہ کی صدارت کر رہے تھے کہ علامہ اقبال آ کر آپ کے قدموں میں بیٹھ گئے اور کہا کہ بزرگوں کے قدموں میں بیٹھنا سعادت ہے، آپ نے فرمایا اقبال جس کے قدموں میں ہو، اسے اور کیا چاہیئے؟ ایک موقع پر پیر صاحب نے ازرہ عنایت فرمایا: ڈاکٹر صاحب، آپ کا یہ شعر ہمیں بھی یاد ہے۔

کوئی اندازہ کر سکتا ہے ان کے زور بازو کا
نگاہ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

اس پر علامہ اقبال نے کہا:

"میری نجات کے لئے یہی کافی ہے کہ آپ کو میرا یہ شعر یاد ہے"

آپ کے مریدین اور خلفاء میں زیادہ تر جدید تعلیم یافتہ طبقہ شامل ہے۔ آپ نے بے شمار حج کئے، کم وبیش ساٹھ مرتبہ دربار رسالت میں حاضری دی، سینکڑوں مسجدیں تعمیر کرائیں، متعدد مدرسے جاری کئے۔ ۱۹۰۲ء میں انجمن خدام الصوفیہ کی بنیاد لاہور میں رکھی، اس انجمن نے دینی اور ملی کار ہائے نمایاں انجام دیئے۔ کئی رسائل آپ کی سرپرستی میں شائع ہوتے رہے، ماہنامہ انوار الصوفیہ لاہور (جو ان دنوں قصور سے شائع ہوتا ہے) اور ماہنامہ لمعات الصوفیہ سیالکوٹ پر آپ کی خاص نظر عنایت تھی، اس دور میں یہ رسائل بڑے وقیع مضامین پر مشتمل ہوتے تھے۔

آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس میں بحیثیت سرپرست شریک ہوئے، غرض آپ کے کارہائے نمایاں آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ آپ کی سخاوت اور دریا دلی کا ایک عالم میں چرچا تھا، کوئی سائل آپ کے دربار سے خالی نہ جاتا تھا، خاص طور پر عربوں کی بہت عزت وتکریم کرتے چنانچہ اہل عرب آپ کو "ابو العرب" کے لقب سے یاد کرتے تھے۔

امیر ملت ابو العرب حضرت پیر سید جماعت علی شاہ قدس اللہ سرہٗ کا وصال

۲۶ر ذیقعدہ (۲۶ اور ۲۷ کی درمیانی شب، ۳۰ راگست (۱۳۷۰ھ/۱۹۵۱ء) جمعرات اور جمعہ کی درمیانی شب کو ہوا۔ آپ کا مزار انور علی پور سیداں میں مرجع خلائق ہے۔ ہر سال نہایت شان و شوکت سے آپ کا عرس ہوتا ہے جس میں ہزاروں مریدین شرکت کرتے ہیں۔ ۵۸

اللہ اللہ

عرض: خطبہ میں خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ذکر زمانہ اول میں نہ تھا؟

ارشاد: زمانہ اول میں ثابت ہے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے آپ کا ذکر خطبہ میں کیا۔ بعد آپ کے ذکر کے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا۔ اس کی خبر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو پہنچی سخت ناراض ہوئے کہ تم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ذکر میرے بعد کیوں کیا؟ مجھ سے پہلے چاہیے تھا ذکر کرنے پر ناراضی نہ فرمائی۔

عرض: رغما لا نوف الو ھابیۃ و الرافضیۃ خطبہ میں سرکار حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا ذکر کیسا ہے؟

ارشاد: جائز و مستحسن ہے اور میرے اکثر خطبوں میں حضور کا ذکر ہوتا ہے ہاں التزام سے نہیں۔

عرض: کھڑاؤں پہننا کیسا ہے؟

ارشاد: صحیح روایت سے ثابت ہے کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ بعد وضو کھڑاویں پہنا کرتے۔

(ملفوظات۔امام احمد رضا خاں قادری)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجاہد ملت مولانا شاہ محمد عبدالحامد قادری بدایونی قدس اللہ سرہ

تحریک پاکستان کے ممتاز رہنما حضرت مولانا شاہ محمد عبدالحامد بدایونی ابن مولانا حکیم عبدالقیوم شہید (ماہ رجب ۱۳۱۸ھ) ابن مولانا حافظ فرید جیلانی ابن مولانا محی الدین ابن مولانا سیف اللہ المسلول شاہ فضل رسول بدایونی قدست اسرارہم ۱۳۱۸ھ، ۱۹۰۰ء میں دہلی میں اپنے ننھیال کے ہاں پیدا ہوئے۔ محمد ذوالفقار حق (۱۳۱۸ھ) تاریخی نام تجویز ہوا۔ ابھی آپ کی عمر بیس دن ہی کی تھی کہ والد ماجد کا انتقال ہوگیا۔ ان کے وصال کا واقعہ بڑا روح پرور ہے، پٹنہ بہار میں ایک عظیم الشان اجلاس منعقد ہو رہا تھا جس میں شرکت کے لئے آپ تین سو علماء کے ہمراہ تشریف لے جا رہے تھے۔ راستے میں ایک اسٹیشن پر عصر کی نماز ادا کی اتنے میں گاڑی چل دی، آپ سوار ہوتے ہوئے پہیوں میں پھنس گئے، زخم اس قدر تھے کہ ستر ٹانکے لگائے گئے، اسی حالت میں اجلاس میں شریک ہوئے، تمام تقریریں سنیں، اختتام پر صلوٰۃ وسلام پڑھنے کے لئے اٹھ کر کھڑے ہوگئے، رقت کے عالم میں ٹانکے ٹوٹ گئے اور صلوٰۃ وسلام پڑھتے ہوئے مالک حقیقی کی بارگاہ میں حاضر ہوگئے۔

آپ کے اساتذہ میں آپ کے مرشد برحق حضرت مولانا شاہ عبدالمقتدر بدایونی قدس سرہ کے علاوہ حضرت مولانا محب احمد قادری، مولانا حافظ بخش بدایونی، مولانا قدیر بخش بدایونی، مولانا مفتی محمد ابراہیم، مولانا مشتاق احمد کانپوری، مولانا واحد حسین اور مولانا عبدالسلام فلسفی کے نام ملتے ہیں۔

گاندھی نے تحریک خلافت میں شریک ہو کر قائدانہ پوزیشن حاصل کر لی تھی، مسلمان اپنی سادہ لوحی کی بناء پر ہندوؤں کو اپنا ہمدرد تصور کر بیٹھے تھے لیکن شدھی تحریک شروع ہونے پر منکشف ہوا کہ ہندو کے عیار ذہن میں مسلمانوں کے خلاف، کیا کیا منصوبے پرورش پا رہے ہیں۔ مولانا عبدالحامد بدایونی شدھی تحریک کے شروع ہوتے ہی کانگریس سے الگ ہو گئے اور مرکز تبلیغ الاسلام، انبالہ اور آگرہ میں شریک ہو کر ہر اس جگہ میں پہنچے جہاں شدھی تحریک کام کر رہی تھی۔

ہندوؤں کی تنگ نظری اور اسلام دشمنی کے پیش نظر ضرورت محسوس کی گئی کہ مسلمانوں کی الگ جماعت قائم ہونی چاہیے چنانچہ جب مسلم کانفرنس قائم کی گئی تو مولانا عبدالحامد بدایونی اور تحریک خلافت کے اکثر مسلم رہنما مسلم کانفرنس میں شریک ہو گئے۔ لندن کانفرنس کے بعد دہلی میں مولانا شوکت علی کی قیام گاہ پر مسلم زعماء کا اجلاس ہوا تو مولانا عبدالحامد بدایونی نے بھی اس میں شرکت کی، اس اجلاس میں طے ہوا کہ آئندہ انتخابات میں صرف مسلم لیگ مسلمانوں کی نمائندگی کرے گی۔ مولانا عبدالحامد بدایونی نے یوپی، بہار، اڑیسہ، بنگال، آسام، بمبئی، کراچی، سندھ، بلوچستان اور پنجاب کے دور افتادہ علاقوں میں جا کر عامۃ المسلمین کو مسلم لیگ کے حق میں ووٹ دینے پر تیار کیا۔ پیر صاحب مانکی شریف کے ایماء پر قائداعظم نے انہیں صوبہ سرحد میں بھیجا۔ جہاں آپ نے خان برادران کے اثرات کو زائل کر کے مسلم لیگ کی مقبولیت کو چار چاند لگا دیئے، انہی خدمات کی بناء پر آپ کو فاتح سرحد کا لقب دیا گیا تھا۔ سلہٹ اور بنگال میں مولوی حسین احمد ٹانڈوی کا بڑا اثر ورسوخ سمجھا جاتا تھا، مولانا بدایونی کی ولولہ انگیز تقریروں نے کانگریسی طلسم کو توڑ کر مسلم لیگ کے نمائندہ کو کامیاب کرایا۔

حافظ بشیر احمد غازی آبادی لکھتے ہیں:

آج کے بہت سے (کانگریسی) علماء جو پاکستان میں نظریہ پاکستان کی حفاظت کر رہے ہیں اور مختلف سیاسی پلیٹ فارموں سے اپنی حب الوطنی کا ڈھنڈورا پیٹ رہے

ہیں، آل انڈیا نیشنل کانگریس کے ہم نوا تھے اور آل انڈیا مسلم لیگ اور قائد اعظم محمد علی جناح کے مقابلے میں حریفانہ سیاسی چالیں چل رہے تھے، خدا مولانا عبدالحامد بدایونی کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے انہوں نے اس محاذ پر نیشنلسٹ علماء کا مقابلہ کیا اور مسلم لیگ میں اپنی بہترین صلاحیتیں صرف کیں۔

۱۹۳۵ء میں قائد اعظم اور میر عثمان علی خان فرمانروائے دکن کے باہمی اختلافات نازک صورت اختیار کر گئے تو قائد ملت خان لیاقت علی خان نے مولانا عبدالحامد بدایونی کو منتخب کیا تاکہ اختلافات ختم کرانے کے لئے دونوں رہنماؤں کی ملاقات کا راستہ ہموار کریں۔ والئی دکن مولانا بدایونی کی بڑی قدر و منزلت کرتے تھے۔ اور انہیں دینی جلسوں میں تقاریر کے لئے مدعو کیا کرتے تھے۔ مولانا نے فرمانروائے دکن سے ملاقات کی اور طویل گفتگو کے بعد انہیں قائد اعظم سے ملاقات کرنے پر آمادہ کیا۔

۱۹۳۶ء میں آپ کی تحریک سے لاہور، کراچی سے میلاد النبی (ﷺ) کا عظیم الشان جلوس نکلا۔ جس میں اس وقت کے وزیر اعلیٰ سندھ محمد ایوب کھوڑو بھی پا پیادہ شریک ہوئے، اس کے علاوہ خلفاء راشدین اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ایام شان و شوکت سے منانے کا اہتمام بھی آپ ہی نے شروع کیا، ان اجتماعات میں پاکستان کے گورنر جنرل اور وزیر اعظم نے بھی شرکت کی۔

۱۹۴۸ء میں مولانا شاہ عبدالعلیم میرٹھی کی قیادت میں سندھ کے علماء و مشائخ کے ایک وفد نے قائد اعظم سے ملاقات کی۔ جس میں مولانا بدایونی بھی شریک تھے اور تفصیلی یادداشت پیش کرتے ہوئے مطالبہ کیا:

> "ملک پاکستان کا دستور کتاب و سنت کی روشنی میں تیار کیا جائے اور دیگر اسلامی ممالک کی طرح پاکستان میں بھی وزارتِ امورِ مذہبیہ قائم کی جائے۔"

آپ چین، روس، مصر، ترکی، تیونس، نائجیریا، کویت، عراق، ایران اور حجاز مقدس گئے اور مسئلہ کشمیر کی اہمیت کو واضح کیا۔ آپ نے بائیس مرتبہ حرمین شریفین کی

حاضری کی سعادت حاصل کی۔ آپ کے شاہ فیصل، صدر ناصر، ڈاکٹر محمد حتی، عبدالسلام عارف (عراق) مفتی اعظم فلسطین سید امین الحسینی اور مسلمانان روس کے مفتی اعظم سے ذاتی مراسم تھے اور ان حضرات نے آپ کی وفات پر تعزیتی پیغامات میں آپ کی دینی اور علمی خدمات کو خراج عقیدت پیش کیا۔

جمعیۃ العلماء پاکستان کے قیام اور استحکام کے لئے ابتداء ہی سے آپ نے اپنی کوششیں وقف کر رکھی تھیں، حضرت علامہ ابوالحسنات قادری کے وصال کے بعد جمعیۃ کے مرکزی صدر بنے اور اپنی شبانہ روز محنت سے جمعیۃ کو چار چاند لگا دیئے، مولانا ان علماء میں شامل تھے جنہوں نے ۲۲ نکات پر مشتمل دستوری خاکہ مرتب کیا تھا۔ ۱۹۵۳ء میں جب تحریک ختم نبوت شروع ہوئی تو اس میں آپ نے کھل کر حصہ لیا اور انتہائی علالت کے باوجود فروری ۱۹۵۳ء سے جنوری ۱۹۵۴ء تک کراچی اور سکھر کی جیلوں میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرتے رہے۔

۱۵/ جمادی الاولیٰ، ۲۰/ جولائی (۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء) کو تحریک پاکستان کے صف اول کے مجاہد، عالم باعمل مولانا شاہ محمد عبدالحامد بدایونی قادری قدس سرہ کا جناح ہسپتال، کراچی میں وصال ہوا۔ آپ کی آخری آرام گاہ جامعہ تعلیمات اسلامیہ، منگو پیر روڈ، کراچی کے احاطہ میں بنی۔

حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی کے وصال پر سفیر عراق نے یہ پیغام تعزیت بھیجا:

> "مولانا بدایونی کے اچانک انتقال کی خبر مجھے ابھی ابھی معلوم ہوئی ہے، مولانا بدایونی علیہ الرحمۃ جید عالم و فاضل تھے اور مسلمان قوم میں ان کا بہت بڑا مقام تھا، خدا تعالیٰ مولانا کی روح پُر فتوح پر اپنے فضل و کرم کی بارش کرے۔"

حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ العالی ابن حضرت مولانا شاہ ضیاء الدین رحمۃ اللہ علیہ نے برقی پیغام بھیجا:

> "افسوس کہ پاکستان اور پاکستانی قوم ایک مقتدر مذہبی پیشوا اور

جید عالم اور فاضل سے محروم ہو گئی، باری تعالیٰ مولانا علیہ الرحمۃ کے خاندان کو اس غیر معمولی صدمہ کو برداشت کرنے کی ہمت دے اور مرحوم پر اپنے فضل و کرم کی بارش فرمائے، آمین۔ "

مولانا جمال میاں فرنگی محلی ابن حضرت مولانا عبد الباری فرنگی محلی (قدس سرہٗ) نے ان الفاظ میں تعزیت کا پیغام بھیجا:

"علامہ مولانا عبد الحامد القادری البدایونی کے انتقال کی خبر سے میں غیر معمولی طور پر قلبی صدمہ محسوس کرتا ہوں، یہ حادثہ نہ صرف میرے لئے بلکہ پوری ملت پاکستان کے لئے ایک ناقابلِ تلافی نقصان ہے۔ " ۸۹

ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ

عرض: نماز جنازہ کی تعجیل سے کیا مراد ہے؟

ارشاد: غسل و کفن کے بغیر تو نماز پڑھ سکتے ہی نہیں ہاں اس کے بعد تاخیر نہ کرے۔ بعض لوگ شب جمعہ میں جس کا انتقال ہوا میت کو تا نماز جمعہ رکھے رہتے ہیں کہ آدمیوں کی نماز جنازہ میں کثرت ہو جائے یہ ناجائز ہے اور اس کی تصریح کتب فقہ میں موجود ہے اور اگر قبر تیار ہونے سے پیشتر کسی عذر سے تاخیر کی جائے تو حرج نہیں۔

(ملفوظات۔ امام احمد رضا خاں قادری)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت علامہ مفتی نجم الدین الواعظ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت علامہ نجم الدین بن ملا عبد اللہ الواعظ الدسوقی ۱۲۹۸ھ/۱۸۸۰ء کو بغداد میں کرخ کے محلہ سوق حمادہ میں علم وفضل والے گھرانے میں پیدا ہوئے۔ اپنے والد سے قرآن پاک پڑھنے کے بعد علامہ شیخ عباس قصاب و حضرت مولانا علامہ غلام رسول ہندی سے کرخ میں اور علامہ عراق شیخ عبد الوہاب نائب (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) سے رصافہ میں علوم اخذ کئے اور سند فراغت حاصل ہوئی۔ محدث شام علامہ محمد بدر الدین حسنی مغربی قدس سرہٗ سے سند حدیث سے ممتاز ہوئے۔ ۱۹۲۲ء کو کرخ میں جامع حنان میں امام وخطیب مقرر ہوئے۔ وہاں سے مدرسہ الرواس میں مدرس کا عہدہ سنبھالا پھر ۱۹۳۶ء میں مدرسہ وفائیہ منتقل ہوئے اور ۱۹۴۷ء کو جامع مرجان کی خطابت آپ کے سپرد ہوئی پھر مدرسہ عادلیہ کبیر گئے اور ۱۹۵۶ء میں مدرسہ قبلانیہ میں رونق افروز ہونے کے بعد ۱۹۵۸ء میں جامع امام اعظم (رضی اللہ عنہ) اور وہاں سے جامع الحسانی گئے، ۱۹۶۵ء میں ریٹائر ہوئے۔

آپ کو اول مجلس نواب کا نائب صدر مقرر کیا گیا۔ آزادی کے بعد خدمت اسلام کے لئے اس عہدہ سے سبکدوش ہو گئے۔ درس وتدریس اور واعظ و ارشاد میں منہمک ہو گئے۔ اسلامی اجتماعات میں شرکت فرماتے عراق کی "جمعیۃ رابطۃ العلماء" اور جمعیۃ الآداب الاسلامیہ" کے سربراہ رہے۔

حضرت شیخ العلم والعلماء علامہ قاسم القیسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وفات کے بعد بالاتفاق علماء عراق کے مفتی اعظم مقرر ہوئے۔ جمعیت دفاع فلسطین کے نائب رئیس اور بہت سی کتابوں کے مصنف تھے۔

صفر ۱۳۹۶ھ/۱۹۷۶ء کو اعظمیہ میں وصال فرمایا، حضرت شیخ معروف کرخی رضی اللہ عنہ کے قبرستان میں دفن ہوئے۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ؎۹۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

علامہ سید احمد کیلانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت علامہ سید احمد بن سید یسین ۱۲۷۸ھ میں علم و فضل اور شرف والے گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ کا سلسلہ نسب غوث الثقلین سیدنا عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے ہے۔ حضرہ قادریہ میں حضرت علامہ عبد السلام افندی اور حضرت شیخ بہاء الحق ہندی سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ پھر حضرت علامہ غلام رسول ہندی رضی اللہ عنہ سے جملہ علوم معقولہ و منقولہ سے فراغت حاصل کرنے پر سند عامہ سے نوازے گئے۔

حضرہ جیلانیہ میں طلباء کی تدریس کے لئے آپ کے لئے کمرہ مخصوص کر دیا گیا، آپ کے تلامذہ میں شیخ محمد طاہر حلبی آل رافعی و علامہ محمد العباس معروف با بن جلال اور آپ کے بھانجے سید نور الدین بن سید محمود کیلانی مردافندی نقیب تھے۔

پھر تدریس سے سبکدوش ہو کر بغداد شریف سے باہر اپنی ذاتی جاگیر پر کام شروع کیا۔ حضرت سید احمد جیلانی کے اقوال حکمت سے لبریز ہوتے۔ آپ بہت ملنسار تھے، حضرت علامہ شیخ عبد الوہاب نائب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو اولی کتاب سے تشبیہ دیتے ہوئے فرمایا کہ میں ان سے مستغنی نہیں ہو سکتا۔

آپ کے پاؤں کی انگلی سن ہو گئی، جس کی وجہ سے گھر سے باہر نکلنا دشوار ہو گیا، ۱۳۶۲ھ میں وفات پائی اور حضرہ قادریہ میں دفن ہوئے۔ رحمۃ اللہ علیہ [۹۱]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

علامہ سید حسام الدین جیلانی قدس اللہ سرہٗ

نقیب الاشرف حضرت علامہ سید محمود حسام الدین بن سید عبدالرحمٰن بن سید علی ۱۲۸۰ھ/۱۸۶۳ء کو بغداد شریف میں پیدا ہوئے، ختم قرآن کے بعد کاظمیہ میں حضرت امام ابو یوسف کے مدرسہ میں علامہ شیخ عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ سے عربی و دینی علوم حاصل کرنے کے بعد حضرت علامہ شیخ عبدالوہاب نائب سے مدرسہ منورہ خاتون میں اور حضرت شیخ عبدالسلام سے حضرہ جیلانیہ میں تحصیلِ علوم فرمائی اور حضرت علامہ غلام رسول ہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے فراغت علوم کے بعد علمی ایوارڈ سے سرفراز ہوئے۔ آپ بڑے متقی اور عابد و زاہد تھے۔ حضرہ قادریہ میں آپ کی مجلس میں بڑے دقیق علمی مسائل پیش کئے جاتے تھے۔ آپ بڑی سنجیدگی اور حکیمانہ انداز میں ان کے جوابات عنایت فرماتے، آپ ہمیشہ طلباء و علماء کی راہنمائی فرماتے رہے۔

۱۳۲۰ھ میں الحزب المحمدی میں شمولیت اختیار کی اور اپنے والد جو کہ اس وقت جماعت کے امیر تھے، کی سرپرستی میں پارٹی کو کامیابی سے ہمکنار کیا، پھر حزب محمدی کے اعتدال پسند گروپ کی سرپرستی فرمائی، جس کے ملک وملت کے مفاد میں بہت اچھے اثرات مرتب ہوئے۔ سینیٹر منتخب ہوئے، غیرت وطنی کی بناء پر آپ نے انگریزوں اور عراق کے درمیان ہونے والے معاہدے پر دستخط کرنے سے انکار کر دیا۔

۱۳۲۶ھ میں نقیب الاشراف مقرر ہوئے، اور اوقاف قادریہ کی تولیت و نگرانی اور حضرہ قادریہ کی سجادگی آپ کے سپرد ہوئی پھر اسی دن

سرکاری طور پر تمام جہتوں کی توثیق کر دی گئی۔

جامعہ قادریہ کی مرمت و تعمیر اور حضرہ قادریہ کی خدمت پر بڑی پابندی سے معمور ہو گئے۔ آپ بلند پایہ مفسر و محدث اور زبردست خطیب تھے۔

۱۳۵۵ھ/۱۹۳۶ء میں دار فنا سے دار بقا کی طرف منتقل ہوئے اور جامع سیدنا عبد القادر رضی اللہ عنہ کے شرقی دروازے سے داخل ہونے پر بائیں طرف کے کمرہ میں دفن ہوئے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ ۹۲

اللہ اللہ

عرض: عورتوں کی نماز باریک کپڑوں سے ہوتی ہے یا نہیں؟

ارشاد: آزاد عورتوں کو سر سے پاؤں تک تمام بدن کا چھپانا فرض ہے۔ مگر چہرہ یعنی پیشانی سے ٹھوڑی اور ایک کنپٹی سے دوسری کنپٹی تک (جس میں سر کے بالوں کا حصہ داخل نہیں نہ ٹھوڑی کے نیچے کا) یہ تو بالاتفاق نماز میں چھپانا فرض نہیں اور گٹوں تک دونوں ہاتھ، ٹخنوں تک دونوں پاؤں ان میں اختلاف روایات ہے۔ ان کے سوا اگر کسی عضو کا چوتھائی حصہ نماز میں قصداً کھولے اگرچہ ایک آن کو یا بلا قصد بقدر ادائے رکن یعنی تین بار سبحان اللہ کہنے کی دیر تک کھلا رہے تو نماز نہ ہوگی اور باریک کپڑے جن سے بدن نظر آئے یا رنگت دکھائی دے یا سر کے بالوں کی سیاہی چمکے تو نماز نہ ہوگی۔

(ملفوظات۔ امام احمد رضا خان قادری)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت علامہ حمدی الاعظمی قدس اللہ سرہٗ

حضرت علامہ حمدی الاعظمی بن ملا عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ الاعظمی العبیدی ۱۲۹۸ھ کو بغداد شریف میں اعظمیہ کے محلہ السفینہ میں پیدا ہوئے۔ قرآن پاک کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد رشیدیہ وعسکریہ عثمانیہ مدارس میں زیر تعلیم رہے جو کہ بغداد شریف کے منفرد مدارس میں سے تھے۔ سند فراغت حاصل کرنے کے بعد مدرسہ مرجانیہ میں علامہ نعمان افندی آلوسی اور علامہ عبد الرزاق افندی اعظمی سے تعلیم پائی پھر مدرسہ سیدنا امام اعظم میں علامہ معروف افندی وعلامہ محمد سعید افندی سے مزید فیض حاصل فرمایا اور حضرت علامہ شیخ قاسم الغواص سے شرف تلمذ سے سرفراز ہو کر عالم شباب میں اجازت عامہ حاصل کی۔ ۱۳۱۵ھ میں آپ کی قابلیت کو خوب شہرت حاصل ہوئی، ۱۳۲۱ھ میں رشیدیہ منتقل ہوئے، وہاں سے استنبول گئے، مجلس المعارف الکبیر کے امتحان میں شریک ہو کر دینی واجتماعی علوم کی تیرہ شاخوں میں پورے نمبر حاصل کئے۔ اس کامیابی کے بعد شیخ الاسلام مفتی خالدی زادہ جمال الدین افندی نے ۱۳۲۲ھ میں مدرسہ احمدیہ میں بحیثیت مدرس تقرری کے لئے سلطان عبد المجید سے حکم صادر کرایا۔ پھر اسی سال بغداد شریف واپس آئے اور ازسرنو مدرسہ رشیدیہ کی عمارت میں سلسلہ تعلیم کا اجراء کیا پھر بغداد شریف کے ماڈل اسکول میں پرنسپل اور شاہی مدرسہ میں ادب، ترکی، فارسی اور دیگر علوم دینیہ کے مدرس مقرر ہوئے۔

۱۳۲۸ھ میں امام اعظم یونیورسٹی میں ریاضی کے پروفیسر مقرر ہوئے اور اس کے مختلف شعبہ جات میں مثلاً دار المعلمین میں طبیعات و مدرسہ ہندسہ میں ریاضیات پڑھاتے رہے۔ ۱۳۳۰ھ میں کلیۃ الحقوق میں داخلہ لیا اور اعلی

درجہ میں کامیابی حاصل کی اور المعہد العالی میں رہے۔ کئی سال عراقی ریڈیو پر دینی و اجتماعی پروگرام پیش کرتے رہے اور اپنی تنخواہ کو انجمن حقوق بچگان کے لئے وقف کر دیا۔ ۱۹۲۲ء میں اوقاف کے ڈائریکٹر اور ۱۹۲۸ء میں وزارۃ العدل میں بطور قانون دان خدمات انجام دیں۔ آپ کی بے پایاں خدمات کے پیش نظر عراق کے سابق بادشاہ ملک غازی اول نے ۱۹۳۲ء کے سال کا تمغہ دیا۔ ۱۹۳۶ء میں ریٹائرمنٹ ہوئی اور شرعی یونیورسٹی میں پرنسپل مقرر ہوئے۔ ۱۹۵۳ء تک اس عہدہ کو رونق بخشی، ۱۹۶۳ء میں المجمع العلمی کے رکن منتخب ہوئے۔ مختلف علوم وفنون پر ایک بہت بڑا ذاتی کتب خانہ تھا۔ ۱۳۸۱ھ میں اپنی وفات سے پہلے اعظمیہ میں ایک لائبریری بنا کر اپنی تمام کتب وقف کر دیں۔ آپ کی کثیر تعداد میں تصنیفات بھی ہیں۔

تمام زندگی خدمت اسلام میں بسر کرتے ہوئے ۱۲/ محرم ۱۳۹۱ھ/ ۱۹۷۱ء کو حضرہ قادریہ میں وفات پائی اور اعظمیہ کی لائبریری میں دفن کئے گئے۔ ۹۳

عرض: خلافت راشدہ کسے کہتے ہیں اور اس کے مصداق کون کون ہوئے اور اب کون کون ہوں گے؟

ارشاد: خلافت راشدہ وہ خلافت کہ منہاج نبوت پر ہو جیسے حضرات خلفاء اربعہ و امام حسن مجتبیٰ و امیر المومنین عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کی اور اب میرے خیال میں ایسی خلافت راشدہ امام مہدی علیہ السلام ہی قائم کریں گے۔ والغیب عند اللہ۔

(ملفوظات۔ امام احمد رضا خاں قادری)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مولانا ابورشید مفتی محمد عبدالعزیز چشتی قدس اللہ سرہٗ

(مزنگ، لاہور)

مولانا مفتی ابو رشید محمد عبد العزیز ابن میاں محمد فضل الدین (یکم صفر، ۲ نومبر ۱۳۳۷ھ / ۱۹۱۸ء) ابن محمد عطاء اللہ ابن میر عبد الحکیم ابن میر قائم ابن میر شرف اللہ ابن میر زمان اللہ (یکے از خلفائے بابا نصیب الدین غازی) موضع چاڑگان والی (مضافات جلال پور جٹاں ضلع گجرات) میں پیدا ہوئے، مدرسہ رحیمیہ نیلا گنبد لاہور میں مولانا محمد عالم سے استفادہ کیا، کچھ عرصہ مدرسہ حمیدیہ انجمن حمایت اسلام لاہور میں بھی تعلیم حاصل کی۔ مولانا کریم بخش (والد ماجد مولانا فضل میراں متوفی ۲ [illegible]، اپریل ۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۷ء) سے فیضیاب ہوئے، ادب عربی کے مایہ ناز فاضل مولانا فضل میراں پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور کی خدمت میں دس بارہ برس رہ کر ظاہری و باطنی علوم کی تحصیل کی، مفتی صاحب مولانا فضل میراں کے قابل فخر شاگرد اور داماد تھے۔ مزنگ میں مرزا محمد بیگ سے جلد سازی کا کام سیکھا۔ تکمیل کے بعد مسجد چاہ جھنڈی والی میں امام و خطیب مقرر ہوئے، یہاں آپ نے ایک مدرسہ قائم کیا جہاں سے مزنگ کے کئی علماء فیضیاب ہوئے، اس کے بعد عرصہ دراز تک مسجد قلعہ میرا مزنگ اور جامع مسجد جنازگاہ میں بلا مشاہرہ خطیب رہے۔ انجمن اسلامیہ مزنگ کی بنیاد رکھی اور مختلف مقامات پر تبلیغ کے لئے تشریف لے جاتے رہے۔ حکومت برطانیہ کے عہد میں آپ سنٹرل جیل میں جا کر تبلیغ کیا کرتے تھے جس سے متاثر ہو کر کئی ہندو اور سکھ مشرف بہ اسلام

ہو گئے، آپ حضرت پیر قربان علی شاہ (آدم پور دوآبہ ضلع جالندھر) کے مرید تھے۔

آپ مرنجان مرنج انسان تھے، والدہ ماجدہ کی بیحد خدمت کی اور دعائیں لیں۔ آپ کا ذریعہ معاش تصحیح کتب تھا۔ ملک دین محمد اینڈ سنز لاہور اور متعدد ناشرین کی اکثر و بیشتر مطبوعات کی تصحیح کتابت آپ ہی کرتے تھے۔ چنانچہ بہار شریعت (۱۷ حصے)، تجرید الاحادیث، اور تجرید البخاری وغیرہ کتب پر بحیثیت مصحح آپ ہی کا نام ملتا ہے۔ آپ ہر وقت مطالعہ کتب، تصحیح، فتویٰ نویسی اور تصنیف و تالیف میں مصروف رہتے، اس دوران اگر کوئی مسئلہ دریافت کرتا تو کتب معتبرہ کے حوالے سے جواب دیتے اور کسی کو مایوس نہ کرتے، بچے سلام کرنے حاضر ہوتے تو انہیں شیرینی عنایت فرما کر خوش کر دیتے۔ آپ کثیر التصانیف عالم دین تھے، چند کتابوں کے نام یہ ہیں:

۱۔ الافتاء فی جواب الاستفتاء (اہلسنت کے عقائد اور معلومات کو دلائل کی روشنی میں ثابت کیا ہے۔)

۲۔ عزیز المعظم فی اکرام المکرم (اس بارے میں کہ سیدہ کا نکاح غیر سید سے نہیں کرنا چاہیے۔)

۳۔ آفتاب ہدایت (ردروافض میں)

۴۔ عزیز البیان فی تفسیر القرآن۔ (یہ تفسیر مستند تفاسیر کا خلاصہ مولوی اشرف علی تھانوی کے ترجمہ کے ساتھ حاشیہ پر چھپی ہے، اس تفسیر میں مفتی صاحب کے ساتھ مولانا ابوالمظفر فضل الرحمٰن شریک تھے۔)

۵۔ عہد نامہ مترجم (مطبوعہ ملک سراج دین لاہور)

۶۔ اربعین عزیزی المعروف بہ احسن الاقوال فی احوال الابدال

(اس میں بڑی عرق ریزی سے کام لیا گیا ہے اس میں متر کتب معتبرہ سے استفادہ کیا گیا ہے۔)

۷۔ سیرۃ النبی الجلیل ﷺ (سوانح عمری سرکار دوعالم ﷺ)

۸۔ عزیز الجلی (ترجمہ وتشریح منیۃ المصلی المعروف بہ تکمیل صلوٰۃ الرحمٰن)

۹۔ قربانی کے احکام،

۱۰۔ مسائل زکوٰۃ،

۱۱۔ نسب نامہ نبی کریم ﷺ

۱۲۔ زاد الآخرہ فی مسائل الجنازۃ۔

۱۳۔ تصحیح وتحشیہ عزیز المرقات الی مطالب مشکوٰۃ۔

آپ کی تصانیف دیکھ کر یوں معلوم ہوتا ہے کہ آپ دینی اور فقہی معلومات کے دائرۃ المعارف (انسائیکلوپیڈیا) تھے۔ ؒ، فروری (۱۳۵۶ھ/ ۱۹۳۸ء) میں حج وزیارت سے مشرف ہوئے، الحاج مولانا میاں محمد حسین نقشبندی مجددی (ف ۱۳۷۸ھ/ ۱۹۵۸ء) ساکن جگیاں شہاب الدین حضرت مفتی صاحب کے شاگرد اور صاحب دل بزرگ تھے۔ مفتی صاحب نے ۳۰ ؒ ۱۲ر دسمبر (۱۳۸۳ھ/ ۱۹۶۳ء) کو دار فانی سے انتقال فرمایا۔ مکرمی حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہ نے یہ تاریخ وصال نکالی ہے:

''آہ خوش سیر عبد العزیز'' ۹۴ؑ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت مولانا شاہ محمد علی حسین مدنی قدس اللہ سرہٗ

مولانا محمد علی حسین صاحب ابن حضرت مولانا شاہ اعظم حسین خیر آبادی قدس سرہما ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۱۲ھ میں بھوپال میں پیدا ہوئے، اردو، فارسی کی ابتدائی تعلیم مولانا ید اللہ سنبھلی سے حاصل کی اور قرآن مجید حفظ کیا، معقول و منقول کی تکمیل والد ماجد سے کی، ۱۹۰۳ء میں والد ماجد کے ساتھ مدینہ طیبہ چلے گئے، اور وہیں سے بلاد عرب عراق و شام و مصر کا سفر کیا، اور عتبات عالیہ کی زیارت کی، ۱۳۲۶ھ میں آپ نے دمشق میں امام الدھر حافظ العصر شیخ بدر الدین دمشقی سے ان کے صاحبزادے مولانا تاج الدین کی معیت میں شرح وقایہ کا درس لیا، حضرت مولانا محمد عبد الباقی فرنگی محلی مدنی المتوفی ۱۳۶۳ھ کے درس میں مختصر المعانی، تلخیص المفتاح پڑھی، صحیح مسلم اور بعض دوسری کتب حدیث کا حضرت مولانا شاہ محمد معصوم ابن شاہ عبد الرشید ابن حضرت شاہ احمد سعید مجددی سے درس لیا۔ شیخ المحدثین مدینہ منورہ سید علی بن ظاہر الوتری سے بھی کسب فیض کیا، ۱۳۲۷ھ میں حضرت مولانا شاہ محمد نعیم نبیرہ حضرت مولانا بحر العلوم فرنگی محلی نے فاتحہ تشکر کے بعد دستار فضیلت باندھی اور سند مرحمت فرمائی، فراغت کے بعد دور عثمانی و ہاشمی میں حضرت مولانا عبد الباقی کے مدرسہ نظامیہ میں عرصہ تک درس دیا، نجدی تسلط کے بعد اپنے مکان پر یہ سلسلہ جاری رکھا۔

آپ کو اپنے والد ماجد سے سلسلہ قادریہ میں بیعت و خلافت تھی، ان کے علاوہ (۱) حضرت شاہ معصوم (۲) مولانا عبد الباقی (۳) سید علی الوتری

(۴) امام الدھر شیخ بدر الدین الحسنی الدمشقی (۵) شیخ عبد الحکیم افغانی (۶) شیخ احمد شمس مالکی قادری (۷) علامہ شیخ صالح (۸) شیخ علی مبارک المغربی (۹) حضرت امین رضوان شیخ الدلائل مدینہ منورہ (۱۰) حسان الزمان مدافع عن سید الاکوان صلی اللہ علیہ وسلم شیخ یوسف بن اسمٰعیل النبہانی سے بھی اجازت وخلافت تھی، مگر آپ بیعت والد ماجد کے طریقہ قادریہ میں کرتے تھے، مدینہ طیبہ کے آداب میں آپ کے اطوار امام مالک جیسے تھے۔

(۱) جہاں بھی ہوتے ہمیشہ یہ خیال رکھتے کہ حرم شریف کی طرف پیٹھ نہ ہو۔

(۲) جس راستہ سے بھی گزر ہوتا اور گنبد خضراء نظر آتا تو آپ فوراً مؤدب دست بستہ سلام عرض کرتے، پھر آگے بڑھتے۔

(۳) مسجد نبوی میں داخل ہونے سے پہلے سلام عرض کرکے داخلہ کی درخواست کرتے اور تھوڑا وقفہ ٹھہر کر قدم بڑھاتے، عموماً نمازیں حجرۂ سیدۃ النساء کے متصل ادا کرتے۔

(۴) حرم شریف نبوی میں سر جھکائے رکھتے اور کسی سے کسی قسم کی گفتگو نہیں کرتے، سلام کا جواب اشارہ سے دیتے اور اگر کوئی گفتگو کی کوشش کرتا تو اشارے سے بتاتے کہ گھر پر آؤ۔

(۵) نجدی انہدامات قبور کے بعد جنۃ البقیع میں کبھی داخل نہیں ہوئے، فصیل شہر اقدس کے اندر کبھی سواری کا استعمال نہیں کیا۔

(۷) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر آپ کا خاص شیوہ تھا، اس میں امیر و غریب کی کوئی قید نہ تھی، جس کو غلطی کرتے دیکھتے فوراً ٹوک دیتے۔

(۸) بدمذہبوں سے آپ کو سخت نفرت تھی، نجدی عقائد کے متبعین کو ابن تیمیہ وغیرہ کے اقوال ہی سے قائل کردیتے، آپ کو معاملاتِ فقہی

پر غیر معمولی عبور تھا، مقدمات میں شرعی نکات معلوم کرنے والوں کا آپ کے یہاں مجمع لگا رہتا تھا، نجدی قاضی و علماء آپ سے بہت گھبراتے تھے، اختلاف عقائد و مسلک کے باوجود سلاطین نجد آپ کے تبحر علمی سے مرعوب تھے۔

۱۲/ ذیقعدہ ۱۳۷۲ھ کو بعد فجر اللہ اللہ کہتے ہوئے واصل بحق ہوئے اور سیدنا ابراہیم ابن رسول کریم (ﷺ) کے جوار میں اپنے والد ماجد کے قریب دفن کئے گئے، اسی روز ریڈیو جدہ نے آپ کی وفات کی خبر نشر کی۔

تصانیف:

(۱) الصواعق الملکوت علی استاذ شلتوت المصری ثبوت حیات سیدنا عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہ السلام کے بارے میں شیخ الازہر شلتوت مصری کے فاسد عقائد کا رد (عربی)۔

(۲) سیرت شیخ یوسف النبہانی (غیر مطبوعہ، عربی)

(۳) سیرت اعظم حسین رحمۃ اللہ علیہ (عربی، غیر مطبوعہ)

(۴) رد تجدید و احیاء دین، ابو الاعلیٰ مودودی کے مزعومات کا رد (اردو مطبوعہ)

آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت مولانا شاہ محمد علاء الدین مدنی مالک فندق طیبہ، مدینہ طیبہ اعلیٰ اخلاق و اوصاف اور فقہی مہارت میں نامور ہیں۔ [۹۵]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت علامہ عبداللہ الطالبانی قدس اللہ سرہ العزیز

بغداد شریف میں سلسلہ قادریہ کے شیخ طریقت حضرت عبداللہ بن شاعر شہید علامہ شیخ رضا طالبانی ۱۲۹۸ھ کو کرکوک میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم حضرت علامہ محمد افندی خطیب زادہ سے حاصل کی، پھر علامہ علی افندی حکمت سے اعلیٰ تعلیمی مدارج طے کئے اور علم وعمل اور رشد وہدایت میں خلق خدا کی رہنمائی میں مصروف ہوگئے۔ ۱۳۲۸ھ میں بغداد شریف آگئے اور محلہ طوب میں جامع مرادیہ کے قریب اپنے والد حضرت شیخ رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خانقاہ میں، مسند پر رونق افروز ہوکر رشد وہدایت اور تبلیغ دین کا فریضہ انجام دیتے رہے۔ ۱۹۶۱ء میں تکیہ اور دیگر ملحقہ عمارات کو منہدم کروایا اور وہاں ایک بہت بڑی لائبریری تعمیر کرائی اور ۱۳۸۶ھ/۱۹۶۶ء میں رصافہ کی طرف مسبح کے علاقہ میں ایک مسجد بھی تعمیر کرائی۔

حضرت عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کے لیل ونہار اسی خانقاہ میں گزرتے۔ آپ کے اردگرد دراویش جمع رہتے اور آپ ان سے بہت مانوس رہتے۔ فقراء کو خیرات پیش کی جاتی، ہر جمعہ کے دن عمومی حلقۂ ذکر کی مجلس قائم ہوتی اور عشاء کے بعد روزانہ محفل ختم منعقد ہوتی، آخری دم تک آپ کا یہی معمول رہا۔

۹ / [illegible] ۱۳۹۰ھ/ ۱۹۷۰ء کو واصل بحق ہوئے اور حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے قبرستان میں دفن ہوئے۔ آپ کے وصال کے بعد خانقاہ کے اوقاف کی تولیت آپ کے بیٹے کے سپرد ہوئی اور ان کی وفات کے بعد وزارۃ الاوقاف کی تحویل میں گیا۔ ۹۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

علامہ سید اسماعیل الواعظ قدس اللہ سرہ

ابو سلیمان سید اسماعیل بن سید مصطفٰی الواعظ ۱۲۹۰ھ کو بغداد شریف کے محلہ باب الشیخ میں علم وعمل کے گہوارہ میں ولادت ہوئی۔ بچپن ہی میں قرآن کریم پڑھ کر مدرسہ رشیدیہ میں داخل ہوئے اور علوم جدیدہ حاصل کئے۔ پھر اپنے والد ماجد کے علاوہ حضرت علامہ علی افندی آلوسی، علامہ محمود شکری آلوسی، حضرت سید عارف حکمت برزنجی وعلامہ شیخ احمد افندی اور علامہ غلام رسول ہندی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم سے علوم وفنون اخذ کئے۔ علم تجوید اپنے چچا سید جعفر افندی الواعظ اور علامہ فاضل محمد افندی ایتقی سے حاصل کیا اور اپنے والد سید مصطفٰی الواعظ سے مجاز وماذون ہوئے۔ آپ کے علم وفضل کے پیش نظر محکمہ بداۃ الدیوانیہ میں آپ کا تقرر کیا گیا پھر اسی محکمہ کے رکن مقرر ہوئے، ۱۳۱۲ھ میں اس کی رکنیت سے دستبردار ہوگئے اور رصافہ کی جانب مدرسہ جامع بازندہ خاتون میں مدرس اور اسی جامع کے خطیب کی خدمات آپ کے سپرد ہوئیں اور جامع خفافین میں واعظ متعین ہوئے۔ ۱۳۲۶ھ کو حلہ میں مدرس اور مفتی کے عہدہ پر فائز ہوئے۔ ۱۳۲۸ھ کو دونوں عہدوں کو خیر آباد کہتے ہوئے ''لواء الدیوانیہ'' میں منتقل ہوگئے۔ انگریز کے ہاتھوں سقوط بغداد ۱۳۳۵ھ تک امت کی خدمت میں مصروف رہے۔ پھر بغداد شریف واپس آئے اور مدرسہ بازندہ خاتون مذکورہ میں تدریس شروع کردی پھر اس مدرسہ سے کرخ کی طرف مدرسہ جامع شیخ صندل منتقل ہوئے۔ ابھی آپ نے اس مدرسہ میں چند ماہ ہی گزارے تھے کہ ۱۳۵۱ھ

میں محکمہ اوقاف کے ڈائریکٹر نے سید اسماعیل الواعظ کو رصافہ کی طرف ابی النجیب سہروردی کے مدرسہ میں تبدیل کر دیا۔

نیز آپ ۱۹۳۲ء سے ۱۹۳۶ء تک جامع مرجان میں خطیب کے فرائض انجام دیتے رہے اور بغداد شریف میں دار الایتام کے سربراہ کی حیثیت سے بھی خدمات انجام دیں۔

۱۳۶۲ھ / ۱۹۳۶ء کو رحلت فرمائی، سیدنا امام غزالی ﷺ کے قبرستان میں دفن ہوئے، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ ۹

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

عرض: الم کے بارے میں ایک جگہ عَذَابٌ عَظِیمٌ آیا ہے اگر نماز میں الیم پڑھا ہو جائے گی یا نہیں؟

ارشاد: ہاں ہو جائے گی نماز اس غلطی سے جاتی ہے جس سے معنی فاسد ہو جائیں۔

عرض: نماز میں اگر بسم اللہ شریف بالجہر نکل جائے تو کیا حکم ہے؟

ارشاد: بلاقصد نکل جائے تو خیر ورنہ قصداً مکروہ۔

عرض: دو مسجدیں قریب قریب ہیں۔ ایام بارش میں ایک شہید ہو گئی اب اس کا سامان دوسری مسجد میں کہ وہ بھی شکستہ حالت میں ہے لگا سکتے ہیں یا نہیں؟

ارشاد: ناجائز ہے حتی کہ ایک مسجد کا لوٹا بھی دوسری مسجد میں لے جانے کی ممانعت ہے۔ مسلمانوں پر دونوں کا بنانا اور آباد کرنا فرض ہے اور اس قدر قریب بنانے کی ضرورت ہی کیا۔

(ملفوظات۔ امام احمد رضا خاں قادری)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت مولانا حسرت موہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۱۲۹۵ھ/۱۸۷۸ء ۔۔۔۔۔ ۱۳۷۱ھ/۱۳ مئی ۱۹۵۱ء)

اردو کے بلند پایہ شاعر، سیاست دان وقومی لیڈر سید فضل الحسن نام حسرت تخلص تھا۔ والد کا نام سید اظہر حسن تھا۔ اودھ میں پیدا ہوئے۔ سلسلہ نسب امام علی موسیٰ رضا (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) تک پہنچتا ہے۔ پہلے قرآن شریف، اردو و فارسی کی متداول کتابیں میاں جی، غلام علی موہانی سے پڑھیں۔ ۱۸۹۳ء میں مڈل کا امتحان پاس کیا۔ ۱۸۹۹ء میں میٹرک کا امتحان خاص امتیاز سے پاس کیا۔ فتح پور ہسوہ کی آب و ہوا حسرت کی ادبی و ذہنی تعلیم کے لئے بہت راس آئی۔ یہاں مولانا سید ظہور الاسلام مولانا نور محمد، مولانا حبیب الدین جیسے اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا۔ ۱۹۰۳ء میں علی گڑھ سے بی اے کیا۔ تعلیم سے فارغ ہو کر اردوئے معلی نامی رسالہ نکالا جس میں ادبی مضامین کے ساتھ سیاسی مضامین بھی ہوتے تھے۔ مئی ۱۹۰۴ء میں مولانا نے انڈین نیشنل کانگرس کے اجلاس منعقدہ بمبئی میں ایک ڈیلی گیٹ کی حیثیت سے شرکت کی۔ ۱۹۰۵ء میں آل انڈیا کانگرس میں حصہ لیا اور اسی وقت سودیشی تحریک کے مبلغ بن گئے۔

۱۹۰۷ء میں کانگرس کو چھوڑ دیا۔ ۱۹۰۸ء میں اپنے رسالے میں ایک مضمون شائع کرنے کی پاداش میں قید با مشقت کی سزا ہوئی۔ اس قید کے زمانے میں آپ کے والد کا انتقال ہو گیا۔ ۱۹۱۰ء میں قید سے رہا ہونے کے بعد پرچہ دوبارہ جاری کیا۔ مئی ۱۹۱۳ء میں گورنمنٹ نے پرچہ دوبارہ بند کر

دیا تو مولانا نے وطنی مال کا ایک اسٹور شروع کیا۔

اسی زمانے میں احرار نے جنم لیا، اس جماعت کے رہنماؤں اور رہبروں میں مولانا محمد علی، مولانا شوکت علی، ابوالکلام آزاد، مولانا ظفر علی خان اور مولانا حسرت موہانی تھے۔ یہیں سے مولانا حسرت موہانی رئیس الاحرار کہلائے۔ حکومت مولانا کو تحریک آزادی کے صف اول کے قائدین میں شمار کرتی تھی۔ چنانچہ ۱۹۱۶ء میں للت پور جیل میں قید کر دیئے گئے۔ ۱۹۱۹ء میں کانگریس کے سالانہ اجلاس امرتسر میں منعقد ہوا۔ مسلم لیگ کا جلسہ بھی اس کے ساتھ ہوا۔ مولانا نے اس میں بھی نمایاں حصہ لیا۔ مولانا نے ترک موالات کی تحریک میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اپریل ۱۹۲۲ء میں تیسری اور آخری مرتبہ پھر دو سال کے لئے قید ہوئے۔

۱۹۲۵ء میں اردوئے معلی پھر سے جاری کیا۔ ۱۹۳۶ء میں مولانا مسلم لیگ کی تنظیم جدید سے وابستہ ہوئے اور یوپی پارلیمنٹ کے سرگرم ممبر بنے۔ اس زمانے میں مسلم لیگ کو عوام میں مقبول بنانے میں مولانا شوکت علی، مولانا ظفر علی، اور مولانا حسرت موہانی کا بہت بڑا حصہ ہے۔

۱۹۳۸ء میں ہندی مسلمانوں کے وفد کے ایک رکن کی حیثیت سے مولانا قاہرہ کی فلسطین کانفرنس میں شریک ہوئے۔ ۱۹۴۵ء میں مسلم لیگ کے ٹکٹ پر یوپی اسمبلی اور ہندوستان کی دستور ساز اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔

تقسیم کے بعد مولانا ہندوستان ہی میں رہے۔ تقسیم کے بعد ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے ان کا وجود بہت بڑا سہارا تھا۔ ہندوستانی پارلیمنٹ میں ایک ایسا وقت بھی آیا جب مولانا حسرت موہانی کے علاوہ کوئی ایسا ممبر نہ تھا جو مسلمانوں کے جذبات کی ترجمانی کرے۔ مولانا نے ۷۵ برس کی عمر میں لکھنو میں وفات پائی اور وہیں باغ مولانا انوار میں دفن ہوئے۔ اولاد میں پانچ لڑکے اور دو لڑکیاں، پہلی بیوی سے اور ایک لڑکی دوسری بیوی سے

ہے۔

مولانا کی زندگی صحیح معنوں میں ایک مردِ مسلمان کی زندگی تھی۔ ان کا ظاہر و باطن یکساں تھا۔ مولانا جس بات کو اپنے نزدیک حق سمجھتے تھے اس کو بغیر کسی تامل کے بغیر گھٹائے بڑھائے، بغیر ہموار کئے اور کسی مصلحت اور موقع کا انتظار کئے بغیر کہہ دیتے تھے۔

مولانا نے مالی عسرت کے باوجود گیارہ حج کئے اور بارہ مرتبہ مدینہ طیبہ میں حاضری دی۔ مولانا کی تصانیف میں شرح دیوان غالب، متروکات سخن، شاہدات زنداں، انتخاب سخن اور دیوان شامل ہے۔ ۹۸

حضرت مولانا حسرت موہانی رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۳۶ھ میں جب حج کے لئے آئے، مدینہ طیبہ حاضر ہوئے، اس وقت ان کے ہمراہ حضرت مجاہد ملت مولانا محمد عبد الحامد قادری بدایونی علیہ الرحمۃ و مولوی کرم علی صاحب اور جناب خلیفۂ اعلیٰحضرت محمد نور سیاح عالم (جو ان دنوں مکہ مکرمہ میں مقیم تھے بعد میں مدینہ طیبہ ہجرت کر آئے، حضرت قطب مدینہ کی بارگاہ میں اکثر حاضر ہوتے رہتے) کے ہمراہ قطب مدینہ قدس اللہ سرہٗ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔

حکیم سلطان احمد ۹۹ رحمۃ اللہ علیہ بیان کیا کرتے تھے کہ میں اس وقت حضرت علامہ شیخ ضیاء الدین قادری قبلہ (رحمۃ اللہ علیہ) کی بارگاہ میں حاضر تھا، جب یہ حضرات تشریف لائے۔ حضرت مولانا حسرت موہانی رحمۃ اللہ علیہ پر گریہ طاری تھا۔ حضرت مولانا جذبات سے اسقدر مغلوب تھے کہ سلام بھی نہ کر سکے۔ حضرت مولانا قبلہ کے زانو مبارک پر سر رکھ دیا اور تادیر ہچکیوں سے روتے رہے۔ بعد میں قدرے سکون ہوا تو سلام عرض کیا اور ہاتھ کو بوسہ دیتے ہوئے بڑے عجز و نیاز کے ساتھ طالب دعا ہوئے۔ میں یہ معاملہ دیکھ کر بڑا حیران ہوا کہ دنیا کا ایک بہت بڑا آدمی حضرت مولانا کے سامنے کس طرح حاضر ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شیخ العصر حضرت میاں علی محمد خاں قدس سرہٗ (بسی شریف)

مجمع علم وعرفاں حضرت الحاج میاں علی محمد خان ابن حضرت محمد عمر خاں قدس سرہما ۱۲۹۹ھ/۱۸۸۱ء میں بستی عمر خاں، متصل ہریانہ ضلع ہوشیار پور (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ مشہور تاریخ گو بزرگ پیر غلام دستگیر نامی نے غالباً ۱۳۰۶ھ میں آپ کی ولادت مبارکہ کا قطعہ تاریخ لکھا تھا۔ جس کا تاریخی شعر یہ ہے ؎

رقم کن ''ظہور علی زیب ہند''
۱۲ ۹۹
پئے سال تولید آں خوش پسر

آپ کے والد ماجد حضرت محمد عمر خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صاحب علم و فضل، فقیر منش زمیندار تھے، ''یادِ پیر'' اور ''تہذیب دھرم'' (رد ہنود) وغیرہ تصانیف یادگار ہیں۔ آپ کے نانا حضرت خواجہ میاں محمد خاں المعروف میاں محمد چشتی نظامی فخری قدس سرہ اپنے دور کے ولی کامل تھے۔ ان کا مزار بسی نو، متصل ہوشیار پور میں مرجع خلائق ہے۔

حضرت میاں علی محمد خاں نے اپنے نانا کی نگرانی میں افاضل اساتذہ سے درس نظامی کی تعلیم حاصل کی، علم طب اور فنون سپہ گری پر بھی خصوصی توجہ فرمائی آپ کے اساتذہ میں حضرت مولانا دین محمد (مدفون بسی نو) مولانا

حکیم محمد عبداللہ جگرانوی اور مولانا مرید احمد خاں اپنے دور میں علم وفضل کے آفتاب و ماہتاب ہوئے ہیں، مروجہ علوم سے فارغ ہو کر اپنے نانا اور مرشد گرامی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلوک ومعرفت کی تعلیم کے ساتھ ساتھ بزرگان دین کے مزارات پر حاضر ہو کر اکتساب فیض کرتے رہے۔

۱۳۳۲ھ/۱۹۱۴ء میں حضرت خواجہ میاں محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال پر حضرت خواجہ میاں علی محمد خاں قدس سرہ مسند شیخ پر فائز ہوئے اور سجادگی کا حق ادا کردیا۔ حضرت ملک الشعراء گرامی مرحوم نے ایک قطعہ لکھا

محرم نکتہ خفی و جلی   جانشین محمد است علی
آفتاب، آفتاب راست دلیل   درخور مسند ولی است ولی

''چاند سی صورت کا محاورہ پڑھا بھی تھا اور دیکھا بھی لیکن سچ پوچھئے تو جس طرح میاں صاحب اس پر پورے اترتے تھے، بہت کم لوگ اترتے ہوں گے، صورت اور لباس، صفائی اور پاکیزگی میں ایک سے بڑھ کر ایک، ایک بار ان کی طرف دیکھیں تو دوسری بار دیکھنے کے لئے دل مچل مچل جائے، اگر یہ درست ہے کہ چہرہ دل کا آئینہ ہوتا ہے تو پھر میاں صاحب ایسے صاحب دل تھے کہ جو اس دور میں انگلیوں پر گنے جاسکیں گے''۔

(مجیب الرحمٰن شامی ہفت روزہ اداکار، لاہور مارچ ۱۹۷۵ء ص ۲)

حضرت صاحب قدس سرہ بزم رشد وہدایت کی شمع نورانی تھے، ملکی سیاست سے کبھی تعلق نہ رکھا البتہ تحریک پاکستان کے ایام میں مکمل طور پر تحریک کے حامی اور معاون رہے۔ ۱۹۴۵ء میں پیر صاحب مانکی شریف، پاکپتن شریف عرس کے موقع پر مشائخ کرام سے ملے اور تحریک پاکستان کے سلسلے میں مشورے کرتے رہے۔ حضرت میاں صاحب سے بھی ملے اور ایک گھنٹہ

سے زیادہ وقت تک گفتگو ہوتی رہی، بعد ازاں ان کا ایک نمائندہ بھی تو پہنچا اور علیحدگی میں کچھ گفتگو کر کے فوراً واپس چلا گیا، انتخاب بالکل قریب آئے تو عقید تمندوں اور تحریک کے قائدین نے اصرار کیا کہ آپ ایک بیان کے ذریعے اپنے نیاز مندوں کو حکم دو کہ ووٹ مسلم لیگ کو دیں، چنانچہ آپ کا بیان نوائے وقت میں شائع ہوا۔

قیام پاکستان کے بعد حضرت میاں صاحب لاہور تشریف لے آئے اور حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری قدس سرہ کے زیر سایہ اپنی قیام گاہ میں ڈیڑھ دوماہ قیام کیا۔ ایک موقع پر فرمایا ہمیں حضرت گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ ہی اپنے پاس ٹھہرائیں گے، پھر حضرت فرید الدین گنج شکر ؒ کی خدمت میں ایسے حاضر ہوئے کہ آپ کا مزار بھی انہی کے مبارک قدموں میں بنا۔

حضرت میاں صاحب اوراد و وظائف کی بے مثال پابندی کے ساتھ ساتھ کتب تصوف کے پڑھنے پڑھانے میں بڑی دلچسپی رکھتے تھے، شیخ اکبر حضرت محی الدین ابن عربی قدس سرہ کی تصنیف لطیف فصوص الحکم سے تو آپ کو عشق تھا۔ مولانا فیض احمد (قبولہ شریف) نے فصوص الحکم آپ سے سبقاً پڑھی تھی۔

جناب مجیب الرحمٰن شامی نے حضرت میاں صاحب کے چہلم پر مختصر مگر جامع تاثر لکھا تھا، ذیل میں اس کا کچھ حصہ پیش کیا جاتا ہے:

میاں صاحب کی زندگی تو بندگی سے عبارت تھی، ان کے ہاں عجز ہی عجز تھا، غرور اور گھمنڈ کو ان کے دربار میں حاضری کی اجازت ہی نہ ملی تھی۔

کوئی ایک مہینہ پہلے میاں صاحب ۹۴ سال ایک ماہ کی عمر میں اسی شہر لاہور میں اپنے رب سے جا ملے اور پاکپتن میں درگاہ بابا فرید میں اپنی وصیت کے مطابق دفن ہوئے، دل کا عارضہ تھا اور مرگ کا بستر، ڈاکٹروں نے مکمل آرام کا مشورہ دے رکھا تھا، بستر سے اٹھنا اور چلنا پھرنا تو زہر قاتل ٹھہرا تھا

لیکن نماز کا وقت آیا تو اٹھنے لگے تا کہ وضو کر کے نماز پڑھ سکیں ۔ ڈاکٹر نے منع کیا تو بولے ۔

''ڈاکٹر صاحب یہ زندگی اسی لئے تو درکار ہے کہ فرائض ادا کر سکیں ، اگر فرائض ہی ادا نہ ہوں تو ایسی زندگی کس کام کی؟''۔

اس پر ڈاکٹر صاحب پیچھے ہٹ گئے اور میاں صاحب نے اٹھ کر نماز ادا کی ۔ تکلیف بڑھی تو رات دو بجے پتھیڈین کے ۲ انجکشن لگائے گئے ، جوں ہی چار بجے ، اٹھ بیٹھے تا کہ تہجد ادا کر سکیں ، اٹھتے ہوئے مسکرائے اور فرمایا:

''یہ دو سوئیاں میری ۷۲ سال کی عادت نہیں بدل سکتیں''۔

اپنے رب سے اس اہتمام سے ملاقات کی کہ دل کی دھڑکن بند اور نبض بھی بند ، ڈاکٹر طبی طور پر موت کا اعلان کر چکے ہیں لیکن میاں صاحب اس دنیا میں موجود ہیں ، دل کے دھڑکنے کی آواز نہیں آ رہی ، نبض کی ٹک ٹک نہیں چل رہی لیکن وہ ہیں کہ زندہ سلامت ہیں ، دو گھنٹے تک اسی کیفیت میں لیٹنے کے بعد وہ عالم مکمل طور پر طاری ہوا جسے عالم مرگ کہتے ہیں:

عملی طور پر سیاست سے ہمیشہ دور رہے ، نہ کسی گروہی مناقشے میں حصہ لیا ، نہ سرکار دربار میں جانا مناسب سمجھا ، جس کو آنا ہوتا ان کے پاس چل کر آتا جنہیں دنیا بڑا مانتی ہے میاں صاحب کے پاس چھوٹے بن کر ، سر جھکا کر آتے ، کمیونسٹ سرگرم ہوئے ، امن چمن درہم برہم ہوا اور پاکستان کے نظریاتی تشخص کو خطرہ لاحق ہو گیا تو میاں صاحب نے کمیونسٹوں کے خلاف

جدوجہد پر زور دیتے ہوئے باقاعدہ ایک اعلان پر دستخط کئے، عقیدتمندوں اور مریدوں کو کمیونزم کے خلاف جہاد کی ہدایت جاری ہوئی اور یہی ہدایت ان کا پیغام مسلسل ہے:

''جہاں بھی ہو، جس جگہ پر بھی ہو، وطن عزیز کے نظریاتی کردار کی حفاظت کرو، اس کے لئے سردھڑ کی بازی لگادو''۔

(مجیب الرحمٰن شامی ہفت روزہ اداکار، لاہور ۲۲ تا ۸ مارچ، ۱۹۷۵ء، ص ۴۔)

تمام معاصر علماء و مشائخ آپ کو محبت و احترام کی نگاہ سے دیکھتے تھے، ایک مرتبہ آپ امام المحدثین مولانا سید دیدار علی شاہ قدس سرہ سے ملاقات کرنے کے لئے حزب الاحناف لاہور تشریف لائے، اس وقت امام المحدثین یہ حدیث بیان کررہے تھے:

''النظر الی علی عبادۃ'' (الصواعق المحرقۃ، ص ۱۲۳)

اور اس کا ترجمہ یہ فرمارہے تھے:

''علی مرتضیٰ کی زیارت عبادت ہے''

حضرت میاں صاحب نے بے ساختہ فرمایا، حضرت یوں کیوں نہیں کہتے؟

''دیدار علی عبادت ہے''

۱۹۷۱ء میں یوم رضا کے موقع پر آپ نے مختصر پیغام میں فرمایا:

اعز محترم محب الفقراء والمساکین محمد عارف رضوی صاحب زاد لطفکم وعلیکم السلام بعد سلام مسنون و دعا خیر واضح رائے عالی ہو کہ حضرت علامہ مولانا احمد رضا خاں قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات محتاج بیان نہیں۔ ع

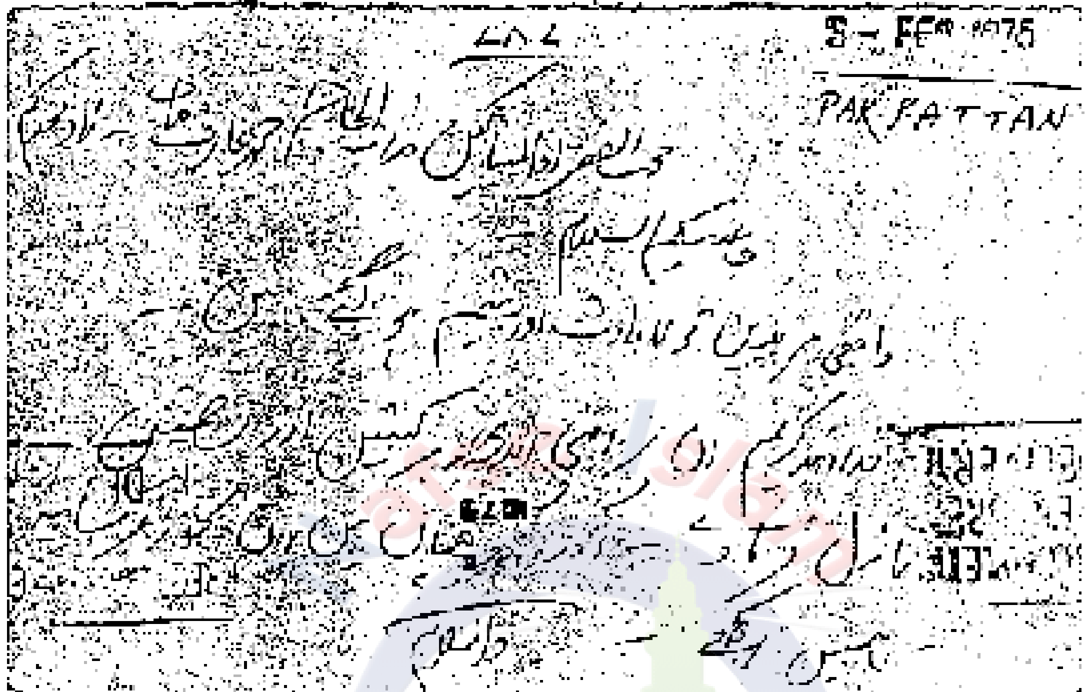
آفتاب آمد دلیل آفتاب

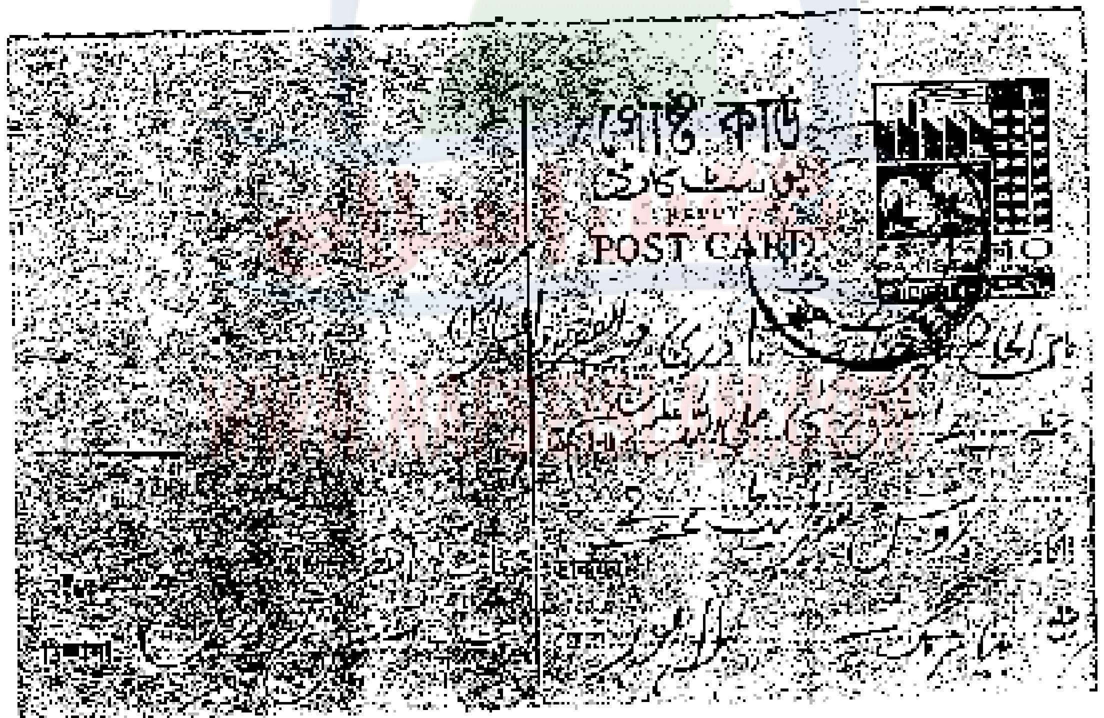
الداعی
علی محمد بقلم خود (پیغامات یوم رضا)

۱۰ محرم ۲۸ جنوری ۱۳۹۵ھ / ۱۹۷۵ء بروز منگل آفتاب شریعت وطریقت وحید العصر، فرید الدھر حضرت میاں علی محمد خان چشتی نظامی فخری قدس اللہ سرہٗ کا لاہور میں وصال ہوا، ان کی آخری آرام گاہ حضرت خواجہ گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ شریف میں بنائی گئی۔

استاذ العلماء مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا سید ابوالبرکات دام ظلہ العالی نے تعزیت نامہ میں فرمایا:

''حضرت میاں علی محمد خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ چشتیہ کے بزرگ، سلف صالحین کی یادگار، تقویٰ، پرہیزگاری کی جیتی جاگتی تصویر تھے، حضرت میاں صاحب علیہ الرحمۃ عالم دین، واقف رموز معرفت و اسرار تصوف اور عالم باعمل تھے۔ آہ! اب وہ پیکر حسن سیرت وصورت، ظاہری آنکھوں سے اوجھل ہو گئے۔'' ۱۰۰





حضرت قبلہ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و خادم خاص
زبدۃ الحکماء حکیم شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ چشتی نظامی کا
مکتوب احقر فقیر قادری کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مولانا سید سلیمان اشرف بہاری رحمتہ اللہ علیہ

مولانا سید سلیمان اشرف بہاری محلہ میر داد قصبہ بہار شریف ضلع پٹنہ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم یہیں حاصل کی، بعد میں جون پور کے مدرسہ حنفیہ میں حضرت استاذ العلماء مولانا ہدایت اللہ فاضل رامپوری سے براہ راست اکتساب علم کیا اور درسیات تمام کر کے سند فراغت حاصل کی۔ تادر الکلام مقرر تھے۔ ۱۹۰۲ء میں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں صدر شعبہ علوم اسلامیہ مقرر ہوئے۔

ڈاکٹر سید عابد علی سابق ڈائریکٹر بیت القرآن لاہور بیان کرتے ہیں۔

استاد محترم سید سلیمان اشرف پر حضرت مولانا بریلوی کا اتنا اثر تھا کہ میں نے مولانا احمد رضا خان قدس سرہٗ کی عظیم شخصیت کا اندازہ دراصل استاد محترم کی شخصیت ہی سے لگایا۔ مجھے مولانا سلیمان اشرف سے شرف تلمذ کے علاوہ ان کا انتہائی قرب بھی رہا اور میں دیکھتا کہ اکثر مولانا بریلوی ﷫ کا ذکر چھیڑ دیتے اور یوں محسوس ہوتا کہ اکثر ان ہی کے تصور میں مگن رہتے۔ حتیٰ کہ استاد محترم کی طبیعت ان ہی کے رنگ میں رنگی گئی تھی اور اپنے معتقدات اور ایمانیات میں منطقی استدلال اور علوم عقلیہ میں خوش کلامی اور قوت بیان میں مولانا کے انداز اور کیفیات کو اپنا چکے تھے۔ غیر اسلامی شعائر کی مذمت میں تشدد، کانگرس اور ہندوؤں کی ہمنوائی کرنے والے لیڈروں اور عالموں کے متعلق سخت گیر رویہ، مشرکین کو نجس سمجھنا اور ان کے معاملہ میں کسی قسم کی مداہنت روا نہ رکھنا، یہ سب صفات دونوں بزرگوں میں مشترک تھیں۔ اسی طرح عشق رسول (ﷺ) کے معاملہ میں طبیعت کا ایک والہانہ انداز بھی سید صاحب میں حضرت فاضل بریلوی ہی کی طرف سے آیا تھا۔ لباس اور وضع قطع میں بھی استاد محترم حضرت مولانا کا تتبع فرماتے۔ حتیٰ کہ مجھے یاد ہے کہ آپ عمامہ

بھی اسی انداز کا رکھتے جیسا کہ حضرت مولانا مرحوم (سیدنا اعلیٰحضرت ﷺ) استعمال فرماتے تھے۔

(ڈاکٹر سید عابد علی: مقالات یوم رضا، لاہور ۱۹۷۱ء)

مولوی سید سلیمان ندوی یوں لکھتے ہیں۔

مرحوم خوش اندام، خوش لباس، خوش طبع، نفاست پسند، سادہ مزاج اور بے تکلف تھے۔ ان کی سب سے بڑی خوبی ان کی خودداری اور اپنی عزت نفس کا پاس تھا۔ ان کی ساری عمر علی گڑھ میں گزری۔ جہاں امرا اور ارباب جاہ کا تانتا لگا رہتا تھا۔ مگر انہوں نے کبھی کسی کی خوشامد نہیں کی اور نہ ان میں سے کسی سے دب کر یا جھک کر ملے جس سے ملے برابری سے ملے اور اپنے عالمانہ وقار کو پوری طرح ملحوظ رکھا کر علی گڑھ کے سیاسی انقلاب کی آندھیاں بھی ان کو اپنی جگہ سے نہ ہلا سکیں۔ ان کی قیام گاہ ایک درویش کی خانقاہ تھی جو آتا جھک کر آتا۔ اگر مجلس سازگار ہوتی تو دعائیں لے کر گیا ورنہ الٹے پاؤں ایسا واپس آیا کہ پھر ادھر کا رخ نہ کیا۔ ان کی تقریر ووعظ میں بڑی دلچسپی اور گرویدگی تھی۔

(سید سلیمان ندوی: معارف اعظم گڑھ، جون ۱۹۳۹ء)

خواجہ حسن نظامی، سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا حلیہ بیان کرتے ہیں:

گورا رنگ، مضبوط جسم، گنجان داڑھی، تیز و چمکدار آنکھیں، عمر پچاس کے قریب بہار میں مکان ہے۔ علی گڑھ میں دینیات کے پروفیسر ہیں۔ صوفیانہ مشرب رکھتے ہیں۔ کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ تقریر ایسی تیز اور مسلسل کرتے ہیں جیسے ای۔ آئی۔ آر کی ڈاک گاڑی، دوران تقریر صرف درود شریف پڑھنے کے لئے تھوڑی دیر وقفہ ہوتا ہے۔ ورنہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہمالیہ کی چوٹی سے گنگا کی دھار اتری ہے جو ہر دوار تک کہیں رکنے اور ٹھہرنے کا نام نہیں لے گی۔ بیان کی ایسی روانی آج کل ہندوستان کے کسی عالم میں نہیں ہے۔ تقریر میں محض الفاظ ہی نہیں ہوتے، بلکہ ہر فقرے میں دلیل اور علمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

(خواجہ حسن نظامی: درویش جنتری ۱۹۲۳ء)

حضرت علامہ سید سلیمان اشرف رحمۃ اللہ علیہ کثیر التصانیف تھے۔

فارسی شعر وادب کی تاریخ میں "للانہار" لکھی، حج کے موضوع پر ایک کتاب "الحج" لکھی اس کے علاوہ دوقومی نظریہ کی وضاحت اور حمایت میں "النور" اور "الرشاد" بھی آپ کی مایہ ناز تصانیف ہیں۔

عربی زبان کی فضیلت و برتری پر "المبین" نامی کتاب تالیف کی۔ مشہور مستشرق پروفیسر براؤن نے المبین دیکھ کر کہا مولانا نے اس عظیم موضوع پر اردو میں یہ کتاب لکھ کر ستم کیا ہے، عربی یا انگریزی میں ہوتی تو کتاب کا وزن اور وقار بڑھ جاتا۔ [۱]

مولانا نے "المبین" کا ایک نسخہ ڈاکٹر اقبال کو بھی بھجوایا تھا۔ اتفاقاً کچھ دن بعد اقبال علی گڑھ گئے تو دوران ملاقات اس کتاب کی بڑی تعریف کی اور کہا۔

"مولانا آپ نے عربی زبان کے بعض ایسے پہلوؤں پر بھی روشنی ڈالی ہے جن کی طرف پہلے کبھی میرا ذہن منتقل نہیں ہوا تھا۔"

(رشید احمد صدیقی، پروفیسر۔ گنجہائے گرانمایہ صفحہ ۴۱)

۵ ربیع الاول ۱۳۵۸ھ/۲۵ اپریل ۱۹۳۹ء میں علی گڑھ میں وصال ہوا۔ یونیورسٹی کے قبرستان میں شیروانیوں کے احاطہ میں دفن ہوئے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مولانا سید خادم حسین رحمۃ اللہ علیہ

مولانا سید خادم حسین ولد پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری تقریباً ۱۲۹۳ھ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم علی پور سیالکوٹ میں حاصل کی حافظ قاری شہاب الدین سے کلام مجید حفظ کیا اور لاہور آ کر اورینٹل کالج لاہور سے مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا۔ بعد میں تحصیل و تکمیل علم کے لئے کانپور پہنچے اور کچھ دن قیام کے بعد حضرت محدث سورتی کی خدمت میں حاضر ہو کر دورہ حدیث کی سند حاصل کی آپ نہایت ذہین اور لائق طالب علم تھے یہی وجہ ہے کہ حضرت محدث سورتی آپ سے بے پناہ محبت فرماتے تھے۔ منیۃ المصلی کی تدریس کے دوران آپ کی گذارش پر حضرت محدث سورتی نے منیۃ المصلی کی شرح التعلیق المجلی کے نام سے لکھی اور اس کی غرض تصنیف بیان کرتے ہوئے اپنے شاگرد عزیز مولانا سید خادم حسین کی ذہانت کی تعریف کی ہے۔ آپ کے ہم درس طلبہ میں مولانا ضیاء الدین مدنی اور مولانا فضل حق رحمانی شامل تھے۔ سیرت امیر ملت کے مولفین نے مولانا خادم حسین کے ضمن میں حضرت محدث سورتی کا تذکرہ نہیں کیا۔ جبکہ مولانا محمود احمد قادری نے تذکرۂ علماء اہلسنت میں مولانا خادم حسین کو حضرت محدث کا شاگرد لکھا ہے۔

مولانا سید خادم حسین نے فراغت علم کے بعد درس و تدریس کو اپنا مشغلہ بنا لیا اور مدرسہ نقشبندیہ علی پور سیداں میں ایک عرصہ تک آپ کا فیض جاری رہا۔ آپ کو مطالعہ کا بے پناہ شوق تھا۔ چنانچہ آپ نے نادر اور قیمتی کتب کا ایک قابل قدر ذخیرہ جمع کیا تھا۔ جو بعد میں مدرسہ نقشبندیہ کے لئے وقف کر دیا۔ آپ ریل کے ایک حادثہ میں شدید زخمی ہو کر ۲۲ اکتوبر ۱۹۵۱ء کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ آپ کے صاحبزادے مولانا سید نذر حسین شاہ آپ کے علمی جانشین ہیں۔ ۱۰۲

حضرت قطب مدینہ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمتہ اللہ علیہ کی معیت میں حضرت پیر سید خادم حسین شاہ رحمتہ اللہ علیہ مدینہ منورہ حاضر ہوئے۔ ان کا علمی مقام بہت بلند تھا۔ فقیر نے حضرت پیر صاحب (پیر سید جماعت علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ) سے کہا کہ پیر سید خادم حسین صاحب سے ملاقات کے بعد میں محسوس کرتا ہوں کہ آپ کے بعد یہ کام سنبھال لیں گے۔ پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ خوش ہوئے اور فرمایا۔ یہ عربی مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ (فقیر قادری)



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت مولانا سید محمد دیدار علی رحمۃ اللہ علیہ

امام المحدثین حضرت مولانا سید محمد دیدار علی شاہ الوری قدس اللہ سرہ العزیز کا تذکرہ ہوتا تو قطب مدینہ فرماتے:

"اُس وقت پنجاب میں دو عالم ایسے تھے، جنہوں نے اسلام کی نصرت کے لئے بہت کام کیا۔ ایک تو حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے حضرت علامہ مفتی سید دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ۔"

(فقیر قادری)

مرجع العلماء و المحدثین مولانا ابو محمد سید محمد دیدار علی شاہ ابن سید نجف علی ۱۲۷۳ھ/۱۸۵۶ء بروز پیر محلہ نواب پورہ، الور میں پیدا ہوئے، آپ کے عم مکرم، باخدا بزرگ مولانا سید نثار علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کی ولادت سے قبل آپ کی والدہ ماجدہ کو بشارت دیتے ہوئے فرمایا:

"بٹی! تیرے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا جو دین مصطفوی (ﷺ) کو روشن کریگا، اس کا نام دیدار علی رکھنا۔"

آپ کا سلسلہ نسب حضرت امام موسیٰ رضا رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ آپ کے آباء و اجداد مشہد سے ہندوستان آئے اور الور میں قیام پذیر ہوئے۔ آپ نے صرف و نحو کی ابتدائی کتابیں الور میں مولانا قمر الدین سے پڑھیں، مولانا کرامت اللہ خاں سے دہلی میں درسی کتابوں اور دورہ حدیث کی تکمیل کی، فقہ و منطق کی تحصیل مولانا ارشاد حسین رامپوری

سے کی، سند حدیث مولانا احمد علی محدث سہارنپوری اور حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی سے حاصل کی، حضرت شیخ الاسلام پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی اور مولانا وصی احمد محدث سورتی آپ کے ہم درس تھے۔ آپ سلسلہ نقشبندیہ میں حضرت مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی کے مرید اور خلیفہ تھے، سلسلہ چشتیہ میں حضرت مولانا سید علی حسین کچھوچھوی اور سلسلہ قادریہ میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کے خلیفہ مجاز ہوئے۔

حضرت مولانا سید دیدار علی شاہ اور صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی کے درمیان بڑے گہرے دوستانہ مراسم تھے۔ ایک مرتبہ حضرت صدر الافاضل نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کا ذکر کیا اور ملاقات کی رغبت دلائی، حضرت سید المحدثین نے فرمایا:

"بھائی مجھے ان سے کچھ حجاب سا آتا ہے، وہ پٹھان خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اور سنا ہے، طبیعت سخت ہے۔"

لیکن حضرت صدر الافاضل دوستانہ روابط کی بناء پر بریلی لے ہی گئے، ملاقات ہوئی تو حضرت مولانا نے عرض کی حضور مزاج کیسے؟ اعلیٰ حضرت نے فرمایا:

"بھائی کیا پوچھتے ہو پٹھان ذات ہوں، طبیعت کا سخت ہوں"

کشف کی یہ کیفیت دیکھ کر مولانا کی آنکھوں میں آنسو آگئے، سر عقیدت نیاز مندی سے جھکا دیا اس طرح بارگاہ رضوی سے نہ ٹوٹنے والا تعلق قائم ہو گیا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے حضرت مولانا سید دیدار علی شاہ قدس سرہ اور آپ کے قابل صد فخر فرزند مفتی اعظم پاکستان مولانا سید ابو البرکات رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو تمام کتب فقہ حنفی کی روایت کی اجازت عطا فرمائی اور اجازت و خلافت عطا فرماتے ہوئے تمام اوراد و وظائف کی اجازت فرمائی۔ تکمیل علوم کے بعد ایک سال مدرسہ اشاعت العلوم، رامپور میں رہے۔ ۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء میں الور میں قوت الاسلام کے نام سے ایک دار العلوم قائم کیا، پھر لاہور تشریف لا کر جامعہ نعمانیہ میں فرائض تدریس انجام دیتے رہے۔ ۱۳۳۵ھ/۱۹۱۷ء میں مولانا ارشاد حسین رامپوری کے ایماء پر آگرہ میں

شاہی مسجد کے خطیب اور مفتی کی حیثیت سے تشریف لے گئے ۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۲ء میں دوبارہ لاہور تشریف لائے اور مسجد وزیر خاں میں خطابت کے ساتھ درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔

۱۳۴۳ھ/ ۱۹۲۵ء میں مرکزی انجمن حزب الاحناف قائم کی اور دار العلوم حزب الاحناف کی بنیاد رکھی، جہاں سے سینکڑوں علماء، فضلاء اور مدرسین پیدا ہوئے۔ آج پاکستان کا شاید ہی کوئی شہر یا دیہات ہو گا جہاں حزب الاحناف کے فارغ التحصیل علماء دینی خدمات انجام نہ دے رہے ہوں۔

حضرت کی ذات ستودہ صفات محتاج تعارف نہیں، بے باکی اور حق گوئی آپ کی طبیعت ثانیہ بن چکی تھی، مخالفتوں کے طوفان آپ کے پائے ثبات کو جنبش نہ دے سکے، دنیا کی کوئی طاقت انہیں مرعوب نہ کر سکتی تھی، علم و فضل کے تو گویا سمندر تھے، کسی مسئلے پر گفتگو شروع کرتے تو گھنٹوں بیان جاری رہتا۔ سورۂ فاتحہ کا درس ایک سال میں ختم ہوا۔ آپ کے خلوص و ایثار، زہد و تقویٰ، سادگی اور اخلاق عالیہ کے مخالف و موافق سبھی معترف تھے۔ سنیت اور حنفیت کے تحفظ اور فروغ کے لئے آپ نے نہایت اہم خدمات انجام دیں، غازی کشمیر مولانا سید ابو الحسنات قادری صدر جمعیت علماء پاکستان (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) اور مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا ابو البرکات شیخ الحدیث دار العلوم حزب الاحناف لاہور ﷫ آپ ہی کے فضل و کمال کے عکس جمیل ہیں۔ آپ عربی، اردو اور فارسی میں شعر بھی کہتے تھے۔ آپ کے دیوان پختگی کلام پر شاہد ہیں۔

۲۲ رجب المرجب، ۲۰ / اکتوبر ۱۳۵۴ھ/ ۱۹۳۵ء کو اپنے رب کریم کے دربار میں حاضر ہوئے اور جامع مسجد اندرون دہلی دروازہ لاہور میں دفن ہوئے، مولانا ابو الحسنات رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے قطعہ تاریخ وصال کہا۔ جس کا تاریخی شعر یہ ہے ؎

حافظ پس سر کوبئ اعداء شریعت

"دیدار علی یافتہ دیدار علی را"

۱۰۳   ۱۳   ۵۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی علیہ الرحمہ

امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کے حوالے سے جو لوگ مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ علیہ الرحمہ سے متعارف تھے۔۔۔انہی میں امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کے خلیفۂ اجل مفتی ضیاء الدین مدنی علیہ الرحمہ تھے۔۔۔جن کا حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ نے اپنے خطوط میں ذکر فرمایا۔

(ڈاکٹر پروفیسر محمد مسعود احمد)

آپ دہلی کے ممتاز عالم وفقیہ شاہ محمد مسعود مجددی کے فرزند ارجمند حضرت علامہ مفتی محمد سعید احمد کے ہاں ۱۵/رجب ۱۳۰۳ھ/۲۱/ اپریل ۱۸۸۶ء کو پیدا ہوئے۔

حضرت مفتی اعظم دہلوی سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں حضرت سید امام علی شاہ قدس سرہ کے فرزند اور جانشین حضرت سید صادق علی شاہ صاحب سے ۱۸۹۸ء میں بیعت ہوئے۔اس وقت آپ کی عمر صرف ۱۲ سال تھی۔حضرت سید صادق علی شاہ قدس سرہ نے اپنے استاذ محترم حضرت شاہ محمد مسعود قدس سرہ کے خلیفہ خاص حضرت شاہ رکن الدین قدس سرہ کے ذریعے حضرت مفتی اعظم دہلوی کو طلب فرمایا اور بیعت طریقت سے سرفراز فرمانے کے بعد ایک ہی توجہ میں علوم باطنی سے مالا مال فرما دیا اس طرح حضرت مفتی اعظم دہلوی علوم ظاہری کی تکمیل سے پہلے ہی علوم باطنی سے سرفراز ہو گئے۔

آپ کے جد امجد کے خلیفہ خاص حضرت شاہ رکن الدین نے سلوک کی منازل طے کرائیں اور ۱۷برس کی عمر میں اجازت وخلافت عطا فرما دی۔آپ کو سلسلہ قادریہ چشتیہ اور سہروردیہ میں بھی اجازت وخلافت تھی۔

حضرت مفتی اعظم دھلوی مسجد فتح پوری کے امام وخطیب ہی نہ تھے بلکہ روحانیت کا ایک مینارہ نور تھے۔ آپ کا زہد و تقویٰ، خشیت الٰہی اور عشق رسول (ﷺ) اپنی مثال آپ تھے، دہلی کے ایک علمی گھرانے کے دانشور مسلم احمد نظامی فرماتے ہیں:

"حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ اسلامی حسن اخلاق کا بہترین نمونہ تھے، یہ عاجز اپنی کم عمری سے حضرت مفتی اعظم سے قریب رہنے کا شرف رکھتا ہے اور الحمد للہ کہ حضرت کے دست حق پرست پر شرف بیعت بھی حاصل ہے، اس لئے اس عاجز نے بہت قریب سے حضرت کے شب و روز کے معمولات کا مشاہدہ کیا ہے، اس لئے میں بلا مبالغہ یہ کہنا حقیقت پر مبنی سمجھتا ہوں کہ حضرت کی حیات طیبہ کا ہر پہلو شریعت و سنت کا چلتا پھرتا نمونہ تھا۔ عبادت وریاضت باوجود یہ کہ زندگی کا ایک ذاتی پہلو ہے مگر اس زہد، ورع کا اثر اخلاق پر جس انداز سے حضرت مفتی اعظم کی ذات میں ظاہر تھا اس کا جواب ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔"

آپ کی حیات طیبہ اتباع شریعت وسنت میں حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی سیرت کا آئینہ تھی جس کا اعتراف آپ کے ہمعصر اکابر علماء ومشائخ نے خود کیا۔ چنانچہ مسلم نظامی نے ایک مرتبہ حضرت محدث اعظم کچھوچھوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے عید میلاد النبی (ﷺ) کے مبارک موقع پر جامع مسجد فتح پوری میں بگوش خود سنا ہے کہ:

"دلی کے مسلمانو! تم خوش نصیبی میں عالم اسلام میں سب سے آگے ہو کیونکہ تم اپنی آنکھوں سے اس ذات مقدس کو دیکھ رہے ہو جس کی صورت وسیرت صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے عین مطابق ہے۔"

آپ نے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے فارسی ترجمہ قرآن کو اردو میں منتقل کیا تھا، یہ ترجمہ لاہور سے شائع ہونے والا ہے۔

حضرت مفتی اعظم دھلوی علیہ الرحمہ شاتم اور گستاخ رسول کو کافر سمجھتے تھے۔ ایک

مرتبہ دہلی میں ایک نجی محفل میں حضرت مفتی اعظم دہلوی نے ایک متبحر عالم سے (جن کا رویہ گستاخانِ رسول کے بارے میں ذرا نرم تھا) بعض علماء کے گستاخانہ کلمات کے بارے میں استفسار فرمایا، استفسار کا انداز ذرا نرم تھا جس سے وہ غلط فہمی میں مبتلا ہو گئے اور ان کلمات شنیعہ کی تاویل کر کے فیصلہ قائلین کے حق میں سنانا چاہتے تھے کہ حضرت مفتی اعظم دہلوی کو جلال آ گیا اور ان سے فرمایا " آپ کیا کہتے ہیں؟" وہ عالم اس قدر گھبرائے کہ ان کی گھبراہٹ دیدنی تھی موقع کی نزاکت کے پیش نظر انہوں نے فوراً گستاخانِ رسول کے خلاف فیصلہ صادر فرمادیا اور اطمینان کا سانس لیا۔

حضرت مفتی اعظم دہلوی کی کوشش سے دہلی میں جلسہ عید میلادالنبی (ﷺ) کا آغاز ہوا چنانچہ دبدبہ سکندری (رام پور) میں خواجہ محمد حسن زیدی نے اس پہلو پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا:

> " مرشد طریقت حضرت جناب الحاج مفتی اعظم دہلوی مولانا مظہر اللہ صاحب مجددی خطیب وامام جامع مسجد دہلی نے مجلس عید میلاد اس وقت شروع کی جب کہ دہلی میں چاروں طرف توہب اور غیر مقلدیت کے گھٹا ٹوپ بادل چھائے ہوئے تھے اور کوئی صحیح العقیدہ مسلمان بارہ ربیع الاول کو یہ بھی نہیں جانتا تھا کہ یہ ایک دن ہے اور اس کی کیا اہمیت ہے۔ حضرت ممدوح ہی کی وہ ذاتِ قدسی صفات ہے جس نے جشن عید میلادالنبی (ﷺ) سے اہل دہلی کو روشناس کرایا۔"

اس محفل کا مزاج نہایت باوقار و سنجیدہ ہوتا تھا، اس محفل کے بعد دوسری کسی محفل میلاد میں یہ روحانی لطف و سرور میسر نہ آسکا، جامعہ مدنیہ لاہور کے ایک عالم مولانا محمد مبین احمد بھی چالیس سال قبل اس محفل میں شریک ہوئے۔ چالیس سال گزر جانے کے بعد اس محفل کی یاد ان کے دل سے نہ مٹی اور مضطربانہ میر محفل حضرت مفتی اعظم دہلوی کے مزار اقدس پر لاہور سے دہلی حاضر ہوئے، موصوف حضرت کے فرزند ماہر رضویات پروفیسر ڈاکٹر

محمد مسعود احمد مدظلہ کو ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

"مجھے جو چیز کھینچ کرلے گئی تھی وہ حضرت مولانا مفتی مظہر اللہ صاحب قدس سرہ العزیز کی روحانیت تھی، چالیس سال پہلے کی بات ہے میلاد النبی (ﷺ) کی تقریب میں گیارہویں، بارہویں، شب کو میں رات بھر مسجد فتح پوری میں رہا سیرت پاک کے موضوع پر تقاریر ہوتی رہیں لیکن حضرت مولانا مفتی صاحب نور اللہ مرقدہ، عشاء سے صبح صادق تک مجلس میں شریک رہے اور خاموشی سے درود پاک پڑھتے رہے، ان کی صورت، ان کی سیرت یاد آتی ہے۔ وہ ایک شریف، نفیس اور پاکیزہ مزاج مسلمان تھے۔"

حضرت صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ اس محفل پاک میں شرکت کے لئے ہر سال بالالتزام تشریف لاتے تھے، ماہنامہ السواد الاعظم (مراد آباد) نے اس پہلو پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے:

"ربیع الاول کی بارہویں شب کئی سال سے دہلی کے حصے میں آ گئی ہے اور وہاں حضرت مولانا مولوی مظہر اللہ صاحب امام مسجد فتح پوری اور صوفی عبد الصمد صاحب دو نہایت مقدس ہستیاں ہیں اور حضرت صدر الافاضل مدظلہ کو ان حضرات کے ساتھ بہت محبت و مودت ہے اس لئے باوجود نہایت کشمکش کے یہ وقت دہلی کے لئے مخصوص کر دیا جاتا ہے۔"

محفل عید میلاد النبی (ﷺ) کے علاوہ دہلی میں حضرت مفتی اعظم دہلوی اور حضرت صدر الافاضل کی تائید و حمایت اور حضرت مولانا ناصر جلالی کی تحریک پر جلوس بڑے اہتمام سے نکلتا تھا۔

آپ سراپا روحانیت تھے آپ کے تصور سے سوتے ہوئے دل جاگ جاتے

کرتے۔ چنانچہ مشرقی پنجاب (بھارت) کے ایک نومسلم فاضل و محقق پروفیسر سردار جوگندر سنگھ (مرحوم) سیدی استاذی مخدوم و محترم علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب مدظلہ کے نام ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

"اور آپ (شاہ مظہر اللہ) کا چہرہ مبارک تصور میں لانے سے
فوراً دل یادِ الٰہی میں مصروف ہو جاتا ہے"

سبحان اللہ جب تصور کا یہ عالم ہے تو پھر صحبت کا کیا عالم ہو گا۔

حضرت مفتی اعظم دھلوی بھی تحریک آزادی میں سرگرم رہے البتہ سیاسی معاملات میں ہمیشہ شریعت کو پیش نظر رکھا۔ تحریک خلافت کے آغاز (۱۹۱۹ء) میں کچھ عرصہ شریک رہے لیکن جب تحریک ترک موالات (۱۹۲۰ء) کا آغاز ہوا تو اس سے علیحدہ ہو گئے اور ہندو مسلم اتحاد کے خلاف فتویٰ دیا، اس فتوے کی بنیاد سیاسی نہ تھی بلکہ خالصتاً شرعی تھی۔

آپ نے ہمیشہ سیاسی معاملات کو شریعت کی کسوٹی پر پرکھا اور اس دینی اور سیاسی بصیرت کا ثبوت دیا جو ان کے معاصرین علماء میں ماسوائے چند ایک کے کسی کو حاصل نہ تھی۔ اس وقت کے اکابر علماء و مشائخ اہل سنت سے آپ کے قریبی و مخلصانہ تعلقات تھے۔ اعلیٰحضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی اور مبلغ اسلام علامہ محمد عبد العلیم صدیقی میرٹھی (والد ماجد علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی) سے نہایت قربت تھی یہ حضرات آپ کی محافل میں برابر خطاب کرنے تشریف لایا کرتے تھے۔ محمد علی جناح اور شہید ملت لیاقت علی خاں بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے ان قائدین کو بھی قرآن و سنت کی پابندی کی تلقین فرمائی۔

حضرت مفتی اعظم دھلوی وصال سے کئی برس قبل مخلوق سے بے نیاز و بے تعلق ہو کر واصل باللہ اور باقی باللہ کے منصب پر فائز ہو چکے تھے۔ اب صرف عالم فانی کے سفر کا انتظار تھا، سو وہ گھڑی بھی جلدی آپہنچی اور ۱۳ رشعبان ۱۳۸۶ھ، ۲۸ رنومبر ۱۹۶۶ء کی شام جب سورج غروب ہو رہا تھا، علم و عرفان کا یہ آفتاب درخشاں بھی غروب ہو گیا۔ جامع مسجد

شاہجہانی (دہلی) میں نماز جنازہ کے بعد جامع مسجد فتح پوری دہلی میں آپ کو مستقل آغوش رحمت سے ہم آغوش کر دیا گیا۔

اس وقت آپ کے صاحبزادہ ممتاز مصنف و محقق ماہر رضویات حضرت علامہ پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد مدظلہ (سابق ایڈیشنل سیکریٹری، وزارت تعلیم حکومت سندھ) اور ہندوستان میں آپ کے پوتے علامہ ڈاکٹر مفتی محمد مکرم احمد مسند رشد و ہدایت پر متمکن ہیں۔ [۱۰۱]



بردة (جبة) السيدة فاطمة الزهراء من الصوف جملي اللون ومبطنة من الداخل في بعض الأجزاء بقماش قطني ازرق اللون تم إحضارها وحفظها في متحف توب كابي بتركيا بعد أن وجدت ضمن المقتنيات الشخصية لإحدى الأميرات.

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے
میں کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی نجد کے واسطے
دعا کی ہے جو کہ نجد ملک عرب حجاز سے مشرق کی حدیث
شریف سے حوالہ دیکر جواب عطا فرمائیں تاکہ مسلمانوں کو
رہنمائی مل سکے عابد محمود علی الحق از رشید نگر

الجواب

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نجد کے واسطے دعا نہیں فرمائی
صحابہ نے وہاں کیلئے دعا کیلئے عرض کی تو فرمایا کہ وہاں تو زلزلے
اور فتنے ہیں اور وہاں سے شیطان کا سینگ طلوع ہوگا۔

عن ابن عمر قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اللھم
بارک لنا فی شامنا اللھم بارک لنا فی یمننا قالوا
یا رسول اللہ وفی نجدنا فاظنہ قال فی الثالثۃ
ھناک الزلازل والفتن وبھا یطلع قرن الشیطان
رواہ البخاری مشکوٰۃ واللہ تعالیٰ اعلم

محمد مظہر اللہ

فتویٰ حضرت مفتی شاہ محمد مظہر رحمۃ اللہ علیہ

نور بصر معدن الحسنین و سرور فواد الحسنین اختر میاں سلمہ المولی الجلیل

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ خط المحرر ۳ شعبان پہنچ کر

مسرت ہوئی الحمد للہ کہ تم کو تکلیف نہیں ہوئی۔ بائی جو حال لکھ رہے ہیں وہ نعمت کو

شکوہ نہیں ہے وہ بیماری مولیٰ تعالیٰ ان دونوں کو رکھے کہ احسن تم

کر اب وہ عزیز ضعیف استاذ الحفاظ ابی بوری کی قوت سے

سرفراز ہیں جب کہ وہ حسین ہے۔ وفات کی خبر بالکل

بے بنیاد ہیں۔ فتح پوری میں اب جمعہ کو طلبہ کی چھٹیاں

پر بہتر کر حجرہ کھلا ساتھ کی صحنچی میں بیٹھی ضعیف ہو سکے

لگی ہیں۔ میری طبیعت بھی بہتر ہے۔ جمعہ کے بعد حجرہ بھی

تو گھر میں مجھے دیر ہو جاتا ہے۔ گلی میں اگر میرے لئے ہمیشہ

شہزادی آیا کرتی ہیں شیخ فقیر کے اور نماز و جماعت سے بہتر کو

غرض کوئی ایسی بات نہیں ہے جس کی وجہ سے تم کو فکر ہو۔

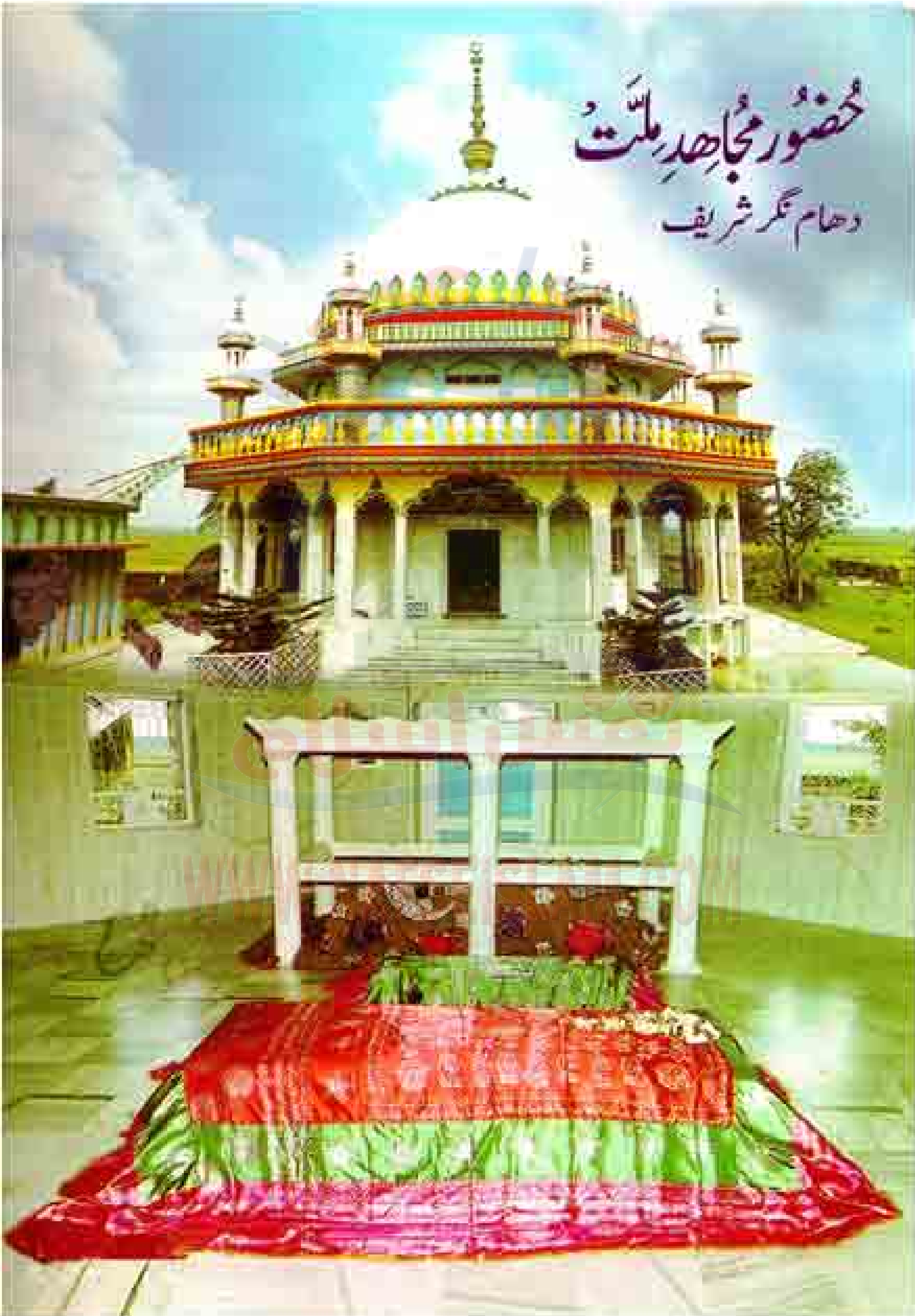
سب کو علیٰ قدر مراتب سلام و دعا پہنچے فقط والسلام

محمد مظہر اللہ غفرلہ

مکتوب شریف مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ علیہ الرحمۃ محررہ ۱۳ اپریل ۱۹۴۹ء از دہلی




Old Picture of Al-Madinah Al-Mounawarah صورة قديمة للمدينة المنورة


مخضورِ مجاہدِ ملّت
دھام نگر شریف

قوت دیتا ہے سینے کو جو منور کرتا ہے

سینے کو دلاسا ہے سچا پیارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

[illegible]

[illegible] محمد عطار صاحب [illegible]

[illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

قطب مدینہ:

''اس وقت پاکستان میں حضرت علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری جیسا کوئی دوسرا عالم نہیں، آپ نے دین کی بڑی خدمت کی ہے۔''

فقیر قادری

استاذ العلماء علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری ۱۳۱۹ھ/۱۹۰۱ء میں بمقام محلّہ نواب پورہ ریاست الور میں پیدا ہوئے۔ حضرت سید محمد دیدار علی شاہ الوری رحمۃ اللہ علیہ کے نامور فرزند ارجمند ہیں اور سادات الور کی علمی اور دینی وراثت کے امین ہیں۔ بچپن میں ہی اپنے والد مکرم کے دینی دارالعلوم قوت الاسلام کے فاضل اساتذہ کے اسباق کی سماعت سے مستفیض ہوئے۔ اس مدرسہ میں مولانا عبدالکریم، مولانا ظہور اللہ اور حضرت مولانا پردل خان صدر مدرس جامعہ نعمانیہ دہلی پڑھاتے تھے سید صاحب موصوف نے ابتدائی کتابیں مولوی عبدالکریم اور حضرت مولانا ظہور اللہ (جو آپ کے بہنوئی بھی تھے) سے پڑھیں اور دوسری کتابیں مولانا ارشاد علی الوری، مفتی زین الدین اور صوفی عبدالقیوم سے پڑھیں۔ پھر صدر الافاضل حضرت مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی کے مدرسہ اہلسنّت و جماعت مرادآباد

میں داخلہ لیا اور ۱۹۲۰ء تک شمس بازغہ، میبذی صدرا اور افق المبین پڑھیں۔ مولانا فضل احمد سے شرح عقائد پڑھی اور فقہ تکمیل الفقہ اور دورہ حدیث کے لئے اپنے والد مکرم کے مدرسہ آگرہ (جو ان دنوں مفتی آگرہ تھے) میں داخل ہوئے اور سند تکمیل علوم دینیہ حاصل کی۔

ان دنوں آگرہ علماء دین اور علماء سیاست کا مرکز تھا۔ تحریک خلافت زور پر تھی۔ ندوہ کی بنیاد رکھی جا چکی تھی۔ مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا عبدالماجد بدایونی (مولانا عبدالحامد بدایونی کے بھائی) مولانا فاخر اللہ آبادی خلافت کے پلیٹ فارم پر کانگریس کے حق میں تقاریر کرتے مگر مولانا دیدار علی مفتی آگرہ اور حضرت سید صاحب موصوف ان لوگوں کی مخالفت میں جلسے کرتے جس سے مولانا دیدار علی شاہ کی شہرت سارے ہندوستان میں پھیل گئی۔

لاہور کی دینی سیاست نے حضرت کی اہمیت کو محسوس کرتے ہوئے جلسوں میں تقاریر کرنے کی دعوت دی۔ حضرت صاحب نے پنجاب کے دل میں تقاریر کرکے ذہنوں کو ایک نیا ذوق دیا چنانچہ یہاں کے عوام کے اصرار پر آپ آگرہ چھوڑ کر لاہور تشریف لے آئے۔ اور حضرت سید صاحب موصوف آگرہ کی جامع مسجد کے خطیب ہوئے۔ اپنے والد گرامی اور استاد مکرم کے ساتھ حضرت سید صاحب موصوف بریلی شریف حاضر ہوئے امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں بریلوی کی صحبت میں رہے۔ آپ ان دنوں اعلیٰ حضرت کے مدرسہ میں فتویٰ نویسی پر مامور تھے۔ مختلف استفتاء آتے۔ دوسرے علماء سمیت آپ جواب فتویٰ لکھتے اور اعلیٰ حضرت نظر ثانی فرما کر منظور کرتے اور اس طرح مسئول علیہ کو بھیج دیئے جاتے۔ اعلیٰ حضرت نے اپنے دست خاص سے سند اجازت لکھ کر دی۔ ان دنوں اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ رضویہ کی جلد اوّل حسنی پریس پٹنہ میں باقاعدہ چھپنا شروع ہوئی۔ بہار

شریعت کے پہلے حصے ابو العلائی پریس آگرہ میں آپ نے ہی طبع کرائے سنیوں کا تاریخی رسالہ سواد اعظم مراد آباد کا پہلا شمارہ آپ کی ادارت میں شائع ہوا۔

لاہور میں والد مکرم نے جامع مسجد داتا گنج بخش کی خطابت کے لئے طلب کیا۔ آپ غالباً ۱۹۲۳ء میں لاہور پہنچے۔ داتا گنج بخش کی جامع مسجد ان دنوں زیر تعمیر تھی۔ محرم علی چشتی، سید محمد امین اور خلیفہ مولوی تاج دین کے مشورہ۔ سے آپ کو مسجد وزیر خان میں تدریس علوم دینیہ پر مامور کر دیا گیا۔ مسجد وزیر خاں میں ان دنوں حضرت مولانا سید دیدار علی خطابت فرماتے۔ سید صاحب کی محنت کی شہرت نے سارے پنجاب کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ طلباء جوق در جوق لاہور پہنچنے لگے اور مسجد وزیر خاں کے وسیع صحن میں دینی علوم حاصل کرنے والوں کے جمگھٹے لگ گئے۔ مرزا ظفر علی جج ان دنوں مسجد وزیر خاں کے متولی تھے انہیں طالب علموں کے اجتماع سے اختلاف تھا۔ چنانچہ حضرت مولانا دیدار علی شاہ نے مسجد وزیر خان سے استعفاء دے دیا۔ اسی اثناء میں لاہور کے سنی زعماء نے ایک دارالعلوم کی ضرورت کو بڑی شدت سے محسوس کیا۔ چنانچہ قاضی حبیب اللہ، مولوی محمد دین، حاجی شمس الدین (جسے زمیندار علامہ نوتوی اور علامہ بھوسوی کے القابات سے یاد کرتا تھا) اور مولانا مہر الدین، قاضی سراج احمد جیسے نامور شاگرد زیر تعلیم تھے۔ اسی سے سید صاحب نے لوکو شاپ کے سامنے نماز جمعہ پڑھانے کا آغاز کیا (بحمد اللہ ۵۰ سال تک آپ وہاں جمعہ کی نماز ادا کرتے رہے) دارالعلوم حزب الاحناف کا ابتدائی دور بڑا بے سروسامانی کا دور تھا۔ مسجد وزیر خاں سے نکلے تو لنڈا بازار، وہاں سے اٹھے تو کچی دروازہ، پھر دائی والی کی مسجد اور بعد ازاں مائی لاڈو کی مسجد میں تدریس جاری ہوئی۔ آخر کار ۱۵ مارچ ۱۹۲۶ء کو دہلی دروازہ کے اندر تین گنبدوں والی مسجد جو شیر شاہ سوری کے

زمانے کی تعمیر شدہ تھی، دارالعلوم کیلئے منتخب کی گئی۔ مسجد کی صفائی ہوئی، مرمت ہوئی پیر جماعت علی شاہ علی پوری نے پانچ سو روپیہ مسجد کی صفائی پر خرچ کیا اور نو ماہ میں یہ سنی دارالعلوم اپنی پوری تابانیوں سے جلوہ گر ہو گیا۔ ابتدائی اساتذہ میں حضرت مولانا سید دیدار علی شاہ کے علاوہ علامہ ابو البرکات، علامہ ابو الحسنات، مولانا عبد القیوم، مولانا عبد الحنان جیسے لوگ شریک تھے۔ سب سے پہلے جلسے میں پاک و ہند کے نامور سنی علماء کا اجتماع ہوا جن میں حضرت صدر الافاضل محمد نعیم الدین مراد آبادی، مولانا حامد رضا، مولانا عبد العزیز خان، مولانا رحمت الہی، مولانا مشتاق احمد کانپوری، مولانا مصطفیٰ رضا، مولوی عبد المجید پانڈے والے، مولانا عبد المجید بنارسی، صبغۃ اللہ شہید انصاری اور مولانا حشمت علی جیسے نامور ان اہلسنّت تشریف لائے۔ اس جلسے نے پنجاب بھر میں دارالعلوم کی شہرت کو چار چاند لگا دیئے اور آگے چل کر دارالعلوم حزب الاحناف نے اتنے بڑے بڑے فاضلانِ روزگار پیدا کئے جو آسمانِ شہرت پر آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے۔ مولانا مہر الدین، قاضی سراج احمد، مولوی محمد علی، ابو النور مولوی محمد بشیر کوٹلی لوہاراں، مولانا حافظ مظہر الدین، مولانا غلام دین، مولانا غلام علی اوکاڑوی، مولانا تازہ گل کابلی، مولانا نور اللہ بصیر پوری، مولانا عبد اللہ قصوری اور حافظ محمد عالم سیالکوٹی جیسے مایۂ ناز فرزندان، اہلسنّت تو قابل فخر ہیں۔

آپ حضرت علی حسین کچھوچھوی اشرفی سمنانی کے مرید ہیں۔ اسی نسبت سے اشرفی کہلائے۔ اپنے پیر و مرشد اور استاد مکرم مولانا نعیم الدین مراد آبادی کے ہمرکاب ۱۹۳۰ء میں حج بیت اللہ کو گئے اور روحانیت کی دولت سے دامنِ مراد بھر کر لوٹے اور خدمت دین میں مستغرق ہو گئے۔ لاہور ان دنوں بد اعتقادیوں کے طوفانوں کی زد میں تھا۔ وہابی، دیوبندی، نیچری، مرزائی اور رافضیوں کے علاوہ کئی قسم کے دوسرے فتنے اٹھے اور

سیت کے اس کوہ الور سے ٹکرائے۔ آپ نے مولوی اشرف علی تھانوی کو لاہور میں مناظرے کیلئے للکارا مگر وہ نہ آیا۔ مولوی احمد علی کا مقابلہ کیا۔ زمیندار کی خرافات کا جواب دیا۔ مشرقی کے غلط مذہب کا پوسٹ مارٹم کیا۔ مرزائیوں سے مناظرے کیے اور چکڑالویوں کو چاروں شانے چت گرایا۔ اس سلسلہ میں آپ کی مشہور ترین تحریریں مناظرہ نکون، دبوس المقلدین، فتح المبین، مناظرہ ترن تارن، ضیاء القنادیل، وہابیوں کی کہانی اور مشرقی کا غلط مذہب کی شکل میں سامنے آئیں۔ اس سلسلہ میں آپ پر قاتلانہ حملہ ہوا مگر آپ نے اپنا کام جاری رکھا۔

آپ ۱۹۲۶ء سے ۱۹۷۸ء تک طلباء علوم دینیہ کو قرآن و حدیث کی ضیاؤں سے منور فرماتے رہے۔ طویل علالت کے بعد ۲۲ ستمبر ۱۹۷۸ء، ۱۳۹۸ھ کو وفات پائی۔ [105]

سیدی مجاہد اعظم محمد حبیب الرحمٰن عباسی قادری علیہ الرحمہ
کے عصا کا عکس

حضرت سیدی علامہ مفتی فضل الرحمٰن مدنی قادری زید مجدہ کا حضرت علامہ ابو البرکات سید احمد قادری قدس اللہ سرہ العزیز کی وفات پر تعزیتی برقیہ۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

حضرت قبلہ مفتی اعظم علامہ ابو البرکات سید احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ کی وفات سے جو میرے قلب پر صدمہ ہوا وہ ناقابل بیان ہے۔ نیز اس خبر کا سیدی والد ماجد پر بہت گہرا اثر پڑا ہے۔

آپ اعلیٰحضرت عظیم البرکت امام احمد رضا خاں قادری قدس اللہ سرہ العزیز کے خلیفہ، اہل سنت کے مقتدا، سلف صالحین کی یادگار، عالم باعمل اور پیکر عشق و محبت تھے۔ حضرت شیخ العالم کی موت یقیناً ایک عالم کی موت ہے۔ رب العزت ممدوح معظم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور تمام اہل خانہ و متعلقین کو صبر جمیل عنایت فرمائے۔ آمین۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سنوسی الہند مجاہد اعظم علامہ محمد حبیب الرحمٰن عباسی قادری
قدس اللہ سرہ العزیز۔ رئیس اعظم اڑیسہ۔ دھام نگر

قطب مدینہ منورہ قدس اللہ سرہ العزیز:

''حضرت مجاہد ملت علامہ مولانا محمد حبیب الرحمٰن عباسی قادری، اللہ تعالیٰ ان کی عمر شریف میں برکت دے اس وقت ان کا وجود نعمت ہے، جس کسی نے ان کو مجاہد ملت کہا ہے، حق کہا ہے اور یہ ان ہی کے لئے ہے۔ آپ موت کی گود میں بیٹھ کر برملا اظہار حق فرماتے ہیں اور دلائل و براہین سے نجدی کا منہ بند کر دیتے ہیں۔ اپنے گھر کے بڑے رئیس ہیں، اڑیسہ میں بہت اراضی ہے ان کی، سب اللہ کے راستے میں خرچ کر دی۔ مدرسہ آپ کا ہے سوا سو، ڈیڑھ سو طالب علم پڑھتے ہیں کسی سے کوئی چندہ وغیرہ نہیں لیتے اپنے گھر سے خرچ کرتے ہیں، کھانا پینا اور سب ضروریات زندگی اپنے پلے سے پوری کرتے ہیں۔''

شہزادہ اعلیٰحضرت مفتی اعظم رضی اللہ عنہ:

''فقیر پورے یقین کے ساتھ کہتا ہے کہ حضور مجاہد ملت قبلہ مدظلہ العالی کا کوئی قول و فعل ہرگز ہرگز اہل سنت کے خلاف نہیں ہے۔ اگر انہوں نے جماعت ''کل ہند خاکساران حق'' قائم کی ہے تو اس میں انشاء اللہ تعالیٰ اہل سنت ہی کا مفاد و فائدہ ہوگا۔''

سیدی فضل الرحمٰن مدنی قادری قدس اللہ سرہ العزیز:

"حضرت مولانا محمد حبیب الرحمٰن قادری قدس اللہ سرہ العزیز اہل سنت کی شمشیر برہنہ تھے۔ حق کہنے میں کسی قسم کا کوئی خوف محسوس نہیں کرتے تھے، اپنا گوشت پوست کا ہاتھ بے دھڑک لوہے کے ہاتھ میں دیتے تھے۔ غیروں کی حکومت اور پھر ان کے سامنے اپنے عقائد بیان کرنے اور ان کے عقائد باطلہ کی تردید فرمانے میں اپنے زمانے میں آپ وحید اور اپنی مثال آپ تھے۔ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے جو آپ کو عشق تھا یہ ان ہی کا حصہ تھا۔ جس نے آپ کو اپنے معاصرین میں سب سے ممتاز حیثیت اور اعلیٰ مقام پر فائز کر دیا تھا۔ ان کی مدینہ طیبہ سے محبت اور قبح شریف کی طلب مومن کے دل کو تڑپا کر رکھ دیتی۔ اپنے مشائخ کی جس قدر تعظیم آپ فرماتے تھے، کسی دوسرے سے یہ ممکن نہ تھا۔ حضرت سیدی والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں آپ کا خاص مقام اور قدر و منزلت تھی۔"

علامہ مفتی سید مقبول حسین قادری مدظلہ الہ آبادی

"میرے آقائے نعمت حضور مجاہد اعظم قدس سرہ العزیز کہیں تشریف لے جانا چاہتے تھے۔ رکشہ والے سے پانچ روپے کرایہ طے کیا اور سوار ہو گئے۔ رکشہ ڈرائیور سے نام پوچھا، اس نے حامد رضا بتایا، فوراً رکشہ رکوایا اور اتر گئے۔ اس کو پانچ روپے دیئے اور اس کے پاؤں کو چھوتے ہوئے فرمایا۔

"میرے پیر کے نام والا ہے ممکن نہیں کہ اس سے خدمت لوں"

سنوسی الہند مجاہد اعظم علامہ مفتی محمد حبیب الرحمٰن قادری عباسی بن ملا محمد عبد المنان بن محمد مظہر الحق بن ملا محمد صادق، صبح صادق بروز دوشنبہ ۸ محرم ۱۳۲۲ھ میں دھام نگر ضلع بالاسور اڑیسہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت سیدنا عباس عم النبی (ﷺ، رضی اللہ عنہ) سے ملتا ہے۔ ۹ سال کی عمر میں والد ماجد انتقال فرما گئے۔ آپ کی تعلیم و تربیت کی ذمہ داری آپ کی والدہ ماجدہ حلیمہ خاتون بنت محمد طاہر الحق نے سنبھالی۔ آپ کے ماموں ملا ابرار الحق نے انگریزی اسکول میں داخل کرا دیا، مگر آپ کی طبیعت انگریزی تعلیم کی طرف راغب نہ ہوئی۔ والدہ ماجدہ کے حکم پر انگریزی سلسلہ تعلیم بند کر کے دینی علوم کا سلسلہ شروع ہوا۔ حضرت مولانا شفقت حسین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ سے فارسی کی تعلیم شروع ہوئی۔ مزید تعلیم حضرت علامہ عبد المجید رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔ عربی سلسلہ تعلیم حضرت علامہ مولانا عبد العزیز و حضرت علامہ مفتی شاہ ظہور حسام حسامی مانک پوری اور حضرت مولانا مفتی عبد الصمد بالاسوری رحمۃ اللہ علیہم سے حاصل کی۔ ۹ ذی الحجہ ۱۳۳۰ھ میں آپ کی شادی ہوئی۔ ۱۳۳۱ھ میں اپنے چچا کی معیت میں فریضہ حج ادا کیا۔ ۱۳۳۲ھ میں مدرسہ سبحانیہ الہ آباد میں داخلہ لیا اور حضرت علامہ مفتی نجم الدین بہاری تلمیذ رشید سیدی مجدد اعظم امام احمد رضا خاں قادری اور حضرت علامہ حافظ عبد الکافی و حضرت علامہ مفتی عبد الرحمٰن بادشاہ پوری رحمۃ اللہ علیہم سے علوم و فنون اخذ فرمائے۔ یہاں سے اجمیر شریف جامعہ معینیہ منتقل ہو کر حضرت علامہ شاہ حامد حسین اور صدر الشریعہ حضرت علامہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہما سے شرف تلمذ حاصل کیا۔

یہاں آپ کے ہم سبق ساتھیوں میں حافظ ملت علامہ عبد العزیز مبارکپوری، حضرت علامہ سردار احمد محدث اعظم پاکستان، حضرت علامہ غلام جیلانی میرٹھی، حضرت علامہ شاہ رفاقت حسین کانپوری، حضرت مولانا قاضی شمس الدین جعفری جونپوری تھے۔

اجمیر شریف سے جامعہ نعیمیہ مرادآباد حضرت صدر الافاضل سیدی نعیم الدین رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر حدیث شریف کے دورے میں شامل ہوئے۔ فراغت کے بعد جامعہ نعیمیہ میں مدرس مقرر ہوئے۔ حضرت علامہ حافظ عبد الکافی علیہ الرحمہ کے وصال

کے بعد ۱۹۳۲ء میں صدر المدرسین مقرر ہوئے۔

حضرت حافظ مفتی عبد الکافی رحمۃ اللہ علیہ سے سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت ہو کر مجاز و ماذون ہوئے۔ اور مندرجہ ذیل شیوخ سے خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے۔

- شبیہ غوث اعظم حضرت شاہ علی حسین اشرفی کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ
- حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خان قادری قدس اللہ سرہ العزیز
- قطب مدینہ منورہ سیدی علامہ ضیاء الدین احمد قادری رضی اللہ عنہ
- حضرت مولانا حکیم سید محمد احسن قدس اللہ سرہ
- حضرت علامہ مولانا سعد اللہ مکی رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت مولانا شاہ ظہور حسام حسامی رحمۃ اللہ علیہ

اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم و عمل، زہد و تقویٰ، عجز و نیاز، بردباری و انکساری، سادگی و وقار، حلم و عرفان، امارت و وجاہت اور فقر و غنا ایسی صفات سے متصف فرمایا۔ مگر آپ نے ترک امارت فرما کر اولیاء سلف صالحین کی یاد تازہ کر دی۔ ان صفات میں سے آپ اکابرین میں بلند مقام و مرتبہ والے تھے۔

آپ نے اپنی زندگی تبلیغ اسلام، مسلمانوں کی ترقی اور فلاح و بہبود کے لئے وقف کر رکھی تھی۔ ہمیشہ مسلمانوں کی حالت پر تڑپتے رہتے، اپنی ساری جاگیر تبلیغ اسلام اور مسلمانوں کی خوش حالی کے لئے صرف کر دی۔ مسلمانوں پر کفار و مشرکین جو ظلم و ستم ڈھاتے تھے ان کا دفاع کرنے کی تعلیم و تربیت پر بھرپور توجہ آخر زندگی تک رہی۔ اس غرض کے لئے ایک نیم فوجی جماعت "کل ہند خاکساران حق" قائم کی، جس کی غرض و غایت یہ تھی کہ ہندو مسلم فسادات ہونے پر مسلمانوں کا دفاع کیا جا سکے اور یہ نام اختیار کرنے میں حکمت یہ تھی کہ اس جماعت کو بیلچہ رکھنے کی قانونی طور پر اجازت حاصل ہو گی۔ آپ بذات خود ساڑھے سات کلو وزنی بیلچہ کندھے پر اٹھائے راست چپ کی آواز سے اپنے ساتھیوں کو پریڈ کرواتے اور خود بھی پریڈ کرتے۔ جہاں کہیں مسلمانوں پر بلوہ ہوتا آپ اپنی جماعت کے ساتھ بیلچہ لئے پہنچ جاتے اور خوب ڈٹ کر دفاع فرماتے پورے جسم پر زخموں کے

نشانات اس پر شاہد تھے۔

اس راہ میں طرح طرح کے مصائب و آلام برداشت کئے مگر جدو جہد مسلسل جاری رہی۔ متعدد مرتبہ قید و بند کی صعوبتوں سے دوچار ہونا پڑا مگر آپ کے پائے استقلال کو معمولی سی جنبش بھی نہ ہوئی۔ جمعیت علماء ہند اور اندرا حکومت خصوصی طور پر آپ پر ظلم و ستم کرنے، آپ کی آواز دبانے اور حراساں کرنے کا ہر طریقہ استعمال کرتی رہی مگر اس مرد حق آگاہ کے سامنے ان کی سب تدبیریں ہیچ ہو گئیں اور انہوں نے ہمیشہ ناکامی و نامرادی کا منہ دیکھا۔ آپ مجموعی طور پر تقریباً نو برس پس زنداں رہے۔ اندرا گاندھی دور حکومت میں آپ کو قید خانہ میں زہر کھلا دیا گیا جس کی وجہ سے آپ کی جلد پھٹ گئی، جسم میں بہت کمزوری اور لکنت پیدا ہو گئی۔ لیکن آپ مسلم کاز سے سر مو بھی نہ ہٹے تمام مصیبتیں اور اذیتیں برداشت کی، مگر آپ کی نظر ہمیشہ اور ہمیشہ اپنے مقصد پر لگی رہی۔ آپ نتائج کی پرواہ کئے بغیر اسلام اور مسلمانوں کے مفاد میں برسرپیکار رہے۔

ریحان ملت علامہ ریحان رضا خاں قادری رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین خانقاہ عالیہ قادریہ رضویہ نے فرمایا:

"حضرت مجاہد ملت جیل میں تھے مگر غرباء و مساکین کی ایک جماعت یہ ماننے کو تیار نہ تھی۔ ان کا کہنا تھا کہ حضرت فلاں دن تشریف لائے اور ہمیں اناج، کپڑا، روپے و دیگر ضروریات زندگی کا سامان عنایت فرما گئے ہیں۔ اور وہ یہ سامان بھی دکھاتے تھے، یہ بات بہت معروف تھی۔ حضرت مجاہد ملت کی زیارت کے لئے گیا تو پہلے ان لوگوں سے ملاقات کی انہوں نے سامان دکھاتے ہوئے تصدیق کی کہ آپ اکثر ہمارے ہاں تشریف لاتے ہیں اور یہ سب کچھ آپ ہی عنایت فرما گئے ہیں۔ اور ہر کوئی اپنا علیحدہ علیحدہ واقعہ بیان کرتا۔ پھر فقیر حضرت مجاہد ملت قبلہ کی زیارت کرنے جیل گیا تو دوران گفتگو یہ واقعات بیان کئے، آپ خاموش رہے۔ دوبارہ باصرار دریافت کیا تو آپ پر گریہ طاری ہو گیا۔ فرمایا۔" میں تو ایک

گنہگار انسان ہوں، ہمارے بزرگوں کو اللہ تعالیٰ نے یہ اختیارات عنایت فرمائے ہوئے تھے۔"

آپ کے کارناموں میں سے ایک کارنامہ " آل انڈیا تبلیغ سیرت " کی بنیاد ہے۔ جس سے اہل سنت کو بڑی حد تک تقویت پہنچی ہے۔ جس کا بڑا مقصد تحفظ ناموس رسالت ہے۔ عقائد اہل سنت کا پرچار اور اہل سنت کو منظم کرنا۔ بدمذہبوں کی تردید اور مثبت انداز میں لٹریچر مہیا کرنا۔ جہاں ضرورت ہو وہاں مناظرہ کرنا عید میلاد النبی شریف (ﷺ) پر جلسے جلوس اور سیمنار قائم کرنا۔ اہل سنت کی کتب شائع کرنے والے اداروں کے ساتھ عملی طور پر بھرپور تعاون و اعانت کرنا ہے۔

حق گوئی کی پاداش میں سعودی عرب میں بھی پابند سلاسل کیے گئے۔

جب آپ کو مدینہ طیبہ میں ہتھکڑیاں پہنائی گئیں تو آپ نے ان کو چومتے ہوئے فرمایا:

" اے حبیب الرحمٰن تو اس لائق کہاں تھا کہ تجھے مدینہ طیبہ کے کنگن پہنائے جاتے۔ یہ تو ان کا کرم ہے کہ سید سجاد رضی اللہ عنہ کی سنت ادا ہوگئی ہے۔"

۱۹۷۹ء میں آپ کو مدینہ منورہ میں علیحدہ جماعت کرانے کے جرم میں پکڑا گیا۔

جب رئیس المحاکم کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے سوال کیا۔

رئیس المحاکم : تم علیحدہ جماعت کیوں کرواتے ہو؟

مجاہد اعظم : پہلے وہابیہ کے عقائد بیان کیے۔ اور کہا ہم یاغوث رضی اللہ عنہ یا رسول اللہ ﷺ کہنے والے ہیں۔ اور تم ہمیں مشرک بتاتے ہو۔ جب کہ تمہارے عقائد خوارج کے عقائد ہیں اور علماء اہل سنت خارجیوں سے دور رہنے کو فرماتے ہیں۔ اور تم چونکہ اہل سنت کو مشرک بتاتے ہو تو بتلاؤ بھلا تمہارے نجدی عقائد والے امام کے پیچھے ہماری نماز کیسے ہوگی؟

رئیس المحاکم: وسیلہ طلب کرنا، غیر اللہ سے مدد مانگنا، یاغوث (رضی اللہ عنہ) یا رسول اللہ (ﷺ) کہنا، جیلانی، تیجانی، بدوی، کو پکارنا یہ سب شرک اکبر ہے۔

چونکہ تم نے اقرار کیا ہے کہ تم ان سے مدد مانگتے ہو اسلئے تم مشرک ہو، اور مشرک حج نہیں کر سکتا۔ اس لئے تمہیں حج سے روکا جاتا ہے۔

مجاہد اعظم : شیعہ بھی تو یا علی، یا حسن، یا حسین کہتے ہیں ان کو کیوں حج سے نہیں روکتے؟

رئیس الحاکم : وہ تو ہمارے پیچھے نماز پڑھتے ہیں۔

مجاہد اعظم : کیا تمہارے پیچھے نماز پڑھنے سے شرک ختم ہو جاتا ہے؟

رئیس الحاکم: خاموش رہو۔ ہم نے تمہیں یہاں تمہارے دلائل سننے کے لئے نہیں بلایا تم پر حکم لگانے کے لئے بلایا ہے۔

حکم دیا کہ اس کے عقائد مشرکانہ ہیں اور مشرک حج نہیں کر سکتا، اس کو حج سے روکا جاتا ہے۔ جیل میں بھیج دیا جائے اور اس کو فریضہ حج ادا نہ کرنے دیا جائے اور حکومت کی زیر نگرانی اس کو اس کے ملک روانہ کر دیا جائے۔ اور آئندہ کبھی بھی حج پر نہیں آسکتے۔

آپ نے فرمایا: ''میں آؤں گا اور انشاء اللہ آئندہ برس ہی آؤں گا۔''

ان کے ہاں کوئی علمی قاعدہ یا قانون تو نہیں ہے، جو قاضی کے دل میں آئے وہی حکم لگا دیتا ہے۔ اسلام کو تو صرف بدنام کیا جا رہا ہے۔

آپ کو جیل میں بیڑیاں پہنائے رکھا گرمیوں کی سخت دھوپ میں لوہے کے گیٹ سے لگائے رکھتے اور آپ کے چہرہ مبارک پر تھپڑ مارتے۔ مختلف پوز سے فوٹو اور ہاتھوں کے نشانات لئے اور کہا کہ تم آئندہ کبھی بھی حج کے لئے نہیں آسکتے۔

الحمد للہ آئندہ برس ۱۹۸۰ء میں باوجود شدید علالت و بے حد جسمانی کمزوری کے بغداد مقدس کی حاضری کی سعادت حاصل ہوئی۔ حج کے بعد مدینہ طیبہ حاضر ہوئے اور اپنی جماعت علیحدہ ہی کراتے رہے۔ واپسی پر بمبئی میں علالت مزید بڑھ گئی، ہسپتال میں داخل کر دیا گیا۔

بروز جمعہ ۶ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۱ھ بمطابق ۱۳ مارچ ۱۹۸۱ء میں اپنے خالق و مالک کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے۔ رحمۃ اللہ علیہ

ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ

سیدی مجاہد ملت قدس اللہ سرہ العزیز

مرکزی مجلس رضا پاکستان کے پہلے صدر جناب محمد عارف صاحب ضیائی نہایت ہونہار اور زیرک نوجوان انسان ہیں۔ جنھیں بارہا حج و زیارت کی سعادت نصیب ہے۔ متعدد ممالک کی سیاحت کر چکے ہیں۔ بیسوں علماء کرام اور مشائخ عظام سے مل چکے ہیں۔ قطب مدینہ حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قادری مدنی علیہ الرحمہ کے مرید ہیں۔ حضرت مجاہد ملت علیہ الرحمہ (سیدی مجاہد اعظم محمد حبیب الرحمٰن عباسی قادری ﷫) کی دست بوس کا شرف انہیں بارہا نصیب ہوا ہے۔ موصوف کا بیان ہے کہ:

> "میں نے زندگی بھر ایسا مرد مجاہد نہیں دیکھا۔ جو گستاخانِ رسول کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اپنے مشن کی تکمیل میں سرگرداں رہا ہو۔"

محمد مشتاق تابش مولانا: مجاہد ملت نمبر ۱۹۸۶ء
پندرہ روزہ نوائے حبیب کلکتہ۔ صفحہ ۱۰۸



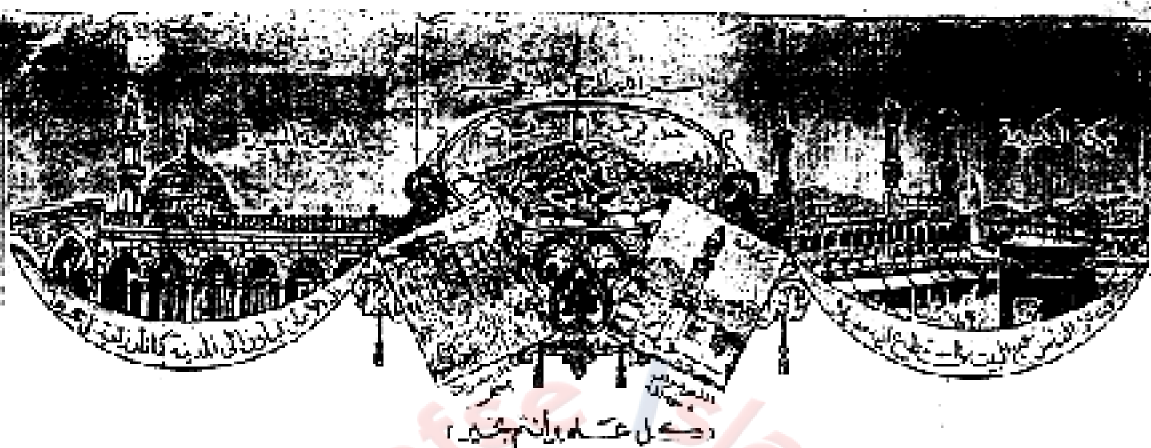
في ____ ____ سنة ١٣٢ھ ____ الموافق ____ سنة ١٩ م

حضرة ____ السيد ____ حفظه الله آمين

بسم الله الرحمن الرحيم

[illegible]

سند اجازت سیدی مجاہد اعظم



من ______ في ______ سنة ______ الموافق ______ سنة ______

حضرة ______ حفظه الله آمين

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي [illegible]

[illegible]

سند اجازت سیدی مجاہد اعظم







مکتوب سیدی مجاہد اعظم بنام فقیر قادری

[illegible]

مکتوب سیدی مجاہد اعظم بنام فقیر قادری

[illegible]

مکتوب سیدی مجاہد اعظم بنام فقیر قادری

[illegible]

مکتوب سیدی مجاہد اعظم بنام فقیر قادری

[illegible]

مکتوب سیدی مجاہد اعظم بنام فقیر قادری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ھوالقادر

یاددھانی

از

سنوسی الہند مجاہد اعظم
علامہ محمد حبیب الرحمٰن عباسی قادری رحمۃ اللہ علیہ

اے عزیز!

یاد رکھ کہ تیری پیدائش کے وقت سب خنداں تھے مگر تو گریاں تھا۔ ایسا جینا جی کہ تیری موت کے وقت سب گریاں ہوں اور تو خنداں ہو، تو اگر اخلاص سے یاد الٰہی میں تضرع و زاری کرتا ہے ہجر حبیب و فراق محبوب ﷺ میں دل تپاں سینہ بریاں، گریہ کناں رہے تو ضرور ضرور وقت انتقال وصال محبوب (ﷺ) پا کر شاداں و فرحاں اور تیرے فراق پر مخلوق نالاں و پریشان ہو گی۔

اے عزیز!

اپنے یہ عہد یاد رکھ جو تو نے خدا سے اس کے اس ناچیز گنہگار بندے کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر کئے ہیں اور اس فقیر بے توقیر کے لئے بھی دعا کر کہ جیسی اللہ چاہے ویسی پابندی احکام خداوندی میں جتے۔ تادم واپسیں ایسی پابندی کرتا رہے۔ آمین۔

اے عزیز!

تو نے عہد کیا ہے کہ تو مذہب مہذب اہل سنت پر قائم رہے گا، ہر بد مذہب کی صحبت سے بچتا رہے گا، اس پر سختی سے قائم رہنا۔ لا تموتن الا وانتم مسلمون یاد رکھنا۔

اے عزیز!

یاد رکھ تو نے عہد کیا ہے کہ تو نماز روزے ہر فرض اور واجب کو بھی ان کے وقتوں پر ادا کرتا رہے گا اور گناہوں سے بچتا رہے گا۔ خدا کرے تو اپنے عہد پر قائم رہے۔ عہد توڑنا حرام ہے اور سخت عیب اور نہایت برا کام ہے۔ وفائے عہد لازم ہے اگرچہ کسی ادنیٰ سے ادنیٰ مخلوق سے کیا ہو۔ یہ عہد تو تو نے خالق جل وعلا سے کئے ہیں۔

اے عزیز!

موت کو یاد رکھ اگر موت کو یاد رکھے گا تو ان شاء اللہ تعالیٰ ہلاکت سے بچا رہے گا۔ دین و ایمان سلامت لے جائے گا اور اتباع شریعت کرتا رہے گا، گناہوں سے بچتا رہے گا۔

اے عزیز!

آج جاگ لے کہ موت کے بعد سکھ، چین اطمینان و آرام کی نیند سوتا رہے گا، فرشتہ تجھ سے کہے گا نم کنومۃ العروس سن۔ سن۔ سن۔

جاگنا ہے جاگ لے افلاک کے سایہ تلے حشر تک سوتا رہے گا خاک کے سایہ تلے

اے عزیز!

دنیا پر مت رنجھ۔ دنیا پر والہ و شیدا ہونا ہی خدا سے غافل ہونا ہے۔

دنیا خدا سے غفلت ہی کا نام ہے۔

پردہ کی اہمیت

فرمایا:

عورتیں پردہ کو فرض جانیں۔ نامحرم سے پردہ فرض ہے اور نہ بے پردہ پھریں نہ بے پردہ گھر میں رہیں۔ باریک کپڑے جن سے بال یا بدن چمکے پہن کر یہ پونچوں سے اوپر کا حصہ پاؤں کے ٹخنے کے اوپر پنڈلی کا حصہ اور گلا، سینہ کھول کر یا باریک کپڑوں سے نمایاں ہونے کی حالت میں محض غیر نہیں، جیٹھ، دیور، بہنوئی بھی نہیں اپنے سگے چچازاد، خالہ زاد، پھوپھی زاد، ماموں زاد بھائی کے سامنے ہونا بھی حرام ہے، بدانجام ہے۔

مردوں پر فرض ہے کہ وہ اپنی بیبیوں، بیٹیوں، بہنوں وغیرھن محارم کو بے پردگی سے بچائیں، پردے کی تاکید کریں اور عدم تعمیل پر جتنی سزا دے سکتے ہیں سزا دیں۔ جو مرد اپنی محارم کی بے پردگی کی پرواہ نہ کرے گا۔ غیر محرموں کے سامنے پھرائے گا خصوصاً اس طرح کہ بے پردگی کے ساتھ بے ستری بھی بعض اعضا کی ہو دیوث ٹھہرے گا۔

سلسلہ خط نمبر ۲

محترم المقام صاحب الحروف (الف) ن

جناب الحاج محمد عارف صاحب نادری

السلام علیکم بعد از خیریت طرفین مطلوب القلوب

الزام آنکہ مجھے بس دو آدمی میرا قاری ... یہ معلوم ہے کہ دو مول

کرنے والے کو ... دلائے ہے تو شاید مجھے جو شمار ... ہے جو تم

مجھے جواب آنے کا یقین نہیں ہے اس لیے دوسرا ادب پیش کرتا ہوں

تاکہ حق تعالیٰ ... الخطوط ... کا مصداق بن جائے

حاضر ... خیریت نہیں ... حاضری ... ہوا

... خط آیا بچا کا مرض لیا ... جواب نہیں ... کہ ...

لکھ دیا تھا جواب نظم میں تھا ... کی صورت میں معلوم

ملنے کا حکم ... میں ... عالم

میں آئے ہوئے تھے ... تعارف ... کی حیثیت

سے کرایا گیا ... کا تعارف

... کا ذکر ... لازم قرار دیا گیا ... اور ... اختیار کیا گیا

... آپ کا ... مجھ سے پڑھا گیا

اور وہ ترجمہ کرتے گئے

آخر میں پوچھا گیا کہ کیا آپ کے پاس نقل ایسے عالم ہیں۔

جن سے کی بات دوران گفتگو سیدی کامل کی تواریخ بیان کی گئیں

تو سوریہ کے حافظ الاسد کی بات بھی تو کی یا پوچھا گیا نہیں جانتے

بعض علماء نے پوچھا کیا حافظ الاسد ٹھیک ہے تو آیا جلال میں فرمایا

کہ وقت رحلت خدا کی قسم سے تمہیں نہیں ہم شیخ کی جگہ تو دار کی

بات کر رہے ہیں ہمیں حافظ الاسد سے ملک بہتر ٹھیک ہو نہ فرق ہیں

یعنی میں نے یہ ساری تواریخ آپ کو سنا کر رفعت العلم فی قبر المجاہد

محمد عباس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

غزالی دوراں علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ

قطب مدینہ:

"حضرت قبلہ سید احمد سعید کاظمی علم کے سمندر ہیں، بڑے متقی و پرہیزگار ہیں۔ حضرت ابوالبرکات سید احمد قادری لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے بعد ان جیسا کوئی عالم پاکستان میں نہیں ملے گا۔"

فقیر قادری

غزالی زماں، رازی دوراں علامہ ابوالنجم سید احمد سعید کاظمی ولد سید محمد مختار کاظمی رحمۃ اللہ علیہ بمقام امروہہ مضافات مراد آباد (بھارت) ۱۳۳۱ھ / ۱۹۱۳ء میں سادات کے ایک عظیم روحانی و علمی گھرانے میں پیدا ہوئے۔

آپ کا سلسلہ نسب سیدنا امام موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتا ہے۔ اسی نسبت سے آپ کاظمی کہلاتے ہیں۔

آپ ابھی اپنی عمر کی ابتدائی منازل طے کر رہے تھے کہ والد ماجد وصال فرما گئے۔ چنانچہ آپ کی تربیت، آپ کے برادر معظم حضرت علامہ سید محمد خلیل کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کی نگرانی میں ہوئی۔

حضرت علامہ سید محمد خلیل کاظمی رحمۃ اللہ علیہ (محدث امروہی) اس وقت شاہ جہانپور کے مدرسہ بحر العلوم میں تدریسی فرائض سرانجام دے رہے تھے، چنانچہ حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے ہی علوم دینیہ کا درس لینا شروع کر دیا اور سولہ سال کی عمر میں تمام علوم و فنون کی تکمیل کے بعد سند فراغت حاصل کی۔

دستار بندی کے موقع پر ایک پرانوار اجتماع تھا۔ حضرت شاہ علی حسین اشرفی

کچھوچھوی، صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی اور نثار احمد کانپوری رحمہم اللہ کے علاوہ دیگر کئی علماء و مشائخ اہل سنت موجود تھے۔ حضرت شاہ علی حسین اشرفی کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے سر پر دستار باندھی۔

فراغت کے بعد آپ لاہور تشریف لائے۔ حضرت علامہ سید دیدار علی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۴ رجب ۱۳۵۴ھ/ ۲۱ اکتوبر ۱۹۳۵ء) علامہ ابو الحسنات سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ، علامہ سید احمد رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر علماء اہل سنت سے ملاقات کی۔ دریں اثنا جامعہ نعمانیہ میں مدرس مقرر ہو گئے۔

آپ کا جامعہ میں مسند تدریس پر متمکن ہونا تھا کہ علوم اسلامیہ کے شیدائی جوق در جوق آنا شروع ہو گئے۔ یہاں تک کہ انتالیس اسباق کی تدریس آپ سے متعلق ہو گئی۔ ۱۳۵۰ھ/ ۱۹۳۱ء میں آپ اپنے وطن مالوف امروہہ (ہندوستان) تشریف لے گئے۔ اور چار سال تک مدرسہ محمدیہ حنفیہ امروہہ میں پڑھاتے رہے۔ اس کے بعد آپ حکیم جان عالم کی دعوت پر اوکاڑہ تشریف لائے اور ایک سال مسلسل تبلیغ دین فرما کر بد عقیدگی اور تنقیص رسالت کی وجہ سے مکدر ہونے والی فضا کو صاف فرمایا۔

حضرت نصیر عالم رحمۃ اللہ علیہ (ایک درویش صفت بزرگ)، ہر سال ملتان میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عرس پاک منعقد کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت علامہ کاظمی مدظلہ کو دعوت تقریر دی۔ وہ آپ کی تقریر سے اس قدر متاثر ہوئے کہ انہوں نے آپ کو مستقل طور پر ملتان لانے کی کوششیں شروع کر دیں۔ آخر ان کے مسلسل اصرار نے آپ کو مستقل طور پر ملتان آنے کے لئے مجبور کر دیا۔

ملتان میں آپ نے درس و تدریس کا آغاز اپنے رہائشی مکان سے کیا۔ آپ کی شہرت سن کر دور دور سے علمی ذوق رکھنے والے لوگ فیض یاب ہوتے رہے۔ اسی دوران آپ نے مسجد حافظ شیر بیرون لوہاری دروازہ (ملتان) میں قرآن مجید کا درس دینا شروع کیا اور مختلف دشمن عناصر کی سازشوں کے باوجود اٹھارہ سال میں درس قرآن مکمل کیا۔ اس کے علاوہ مسجد حبیب شاہ میں درس حدیث شروع کیا اور مشکوٰۃ شریف و صحیح بخاری شریف کا

درس مکمل کیا۔

۱۷ اکتوبر ۱۹۷۰ء کو جماعت اہل سنت پاکستان کے اجلاس میں آپ کو جماعت کا مرکزی صدر منتخب کیا گیا۔ آپ کی قیادت میں کل پاکستان سنی کانفرنس ۱۶، ۱۷ اکتوبر ۱۹۷۰ء کو ملتان میں منعقد ہوئی۔ اس تاریخی کانفرس میں لاکھوں کی تعداد میں ملک کے اطراف و اکناف سے سوادِ اعظم اہل سنت شریک ہوئے۔

سابق صدر پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خان کے دورِ حکومت میں جب محکمہ اوقاف نے جامعہ اسلامیہ بہاول پور کا انتظام سنبھالا، تو درس حدیث کے لئے کسی ماہر شیخ الحدیث کی ضرورت پڑی، چنانچہ آپ کی علمی تحقیق کے پیش نظر آپ کو اس عظیم منصب کے لئے منتخب کیا گیا۔ اس طرح آپ ۱۹۶۳ء سے ۱۹۷۲ء تک جامعہ اسلامیہ (اسلامی یونیورسٹی) بہاول پور میں شیخ الحدیث کے عہدہ پر فائز رہے۔ یونیورسٹی سے واپسی پر آپ کو تمغہ خدمت پیش کیا گیا۔

تحریک پاکستان میں علماء اہل سنت نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ چنانچہ دیگر اکابر اہل سنت کی رفاقت میں آپ قیامِ پاکستان کے لئے بھرپور کوشش کرتے ہوئے مسلم لیگ کے اسٹیج سے پاکستان کے حق میں جلسے کرتے رہے اور ۱۹۴۶ء میں قراردادِ پاکستان کی توثیق کے لئے بنارس کی آل انڈیا سنی کانفرنس میں شرکت کی۔ یہ وہ وقت تھا جب کانگرسی اور احراری علماء سردھڑ کی بازی لگا کر پاکستان کی مخالفت کر رہے تھے۔

قیام پاکستان کے بعد آپ کی تحریک پر مدرسہ عربیہ انوار العلوم ملتان میں ۲۶، ۲۷، ۲۸ / مارچ ۱۹۴۸ء کو ملک بھر کے علماء و مشائخ کا اجتماع ہوا اور جمعیۃ علماء پاکستان کی تشکیل کے بعد حضرت علامہ ابوالحسنات کو صدر اور آپ کو ناظم اعلیٰ مقرر کیا گیا۔

آپ نے اپنے برادر معظم و استاد محترم حضرت علامہ سید محمد خلیل کاظمی قدس سرہ کے دستِ حق پرست پر بیعت کا شرف پایا اور خلافت حاصل کی۔

آپ کی متعدد تصانیف اور تلامذہ کی کثیر تعداد موجود ہے۔

۲۵ رمضان ۱۹۸۶ء میں آپ کا وصال ہوا۔ ۱۰۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت مفتی تقدس علی خاں علیہ الرحمہ

قطب مدینہ:

"سادہ لوح، بے تکلف، بس دین کی خدمت سے غرض رکھنے
والے عالم ہیں۔" فقیر قادری

حضرت علامہ مولانا مفتی تقدس علی خاں علیہ الرحمہ یادگار سلف اور افتخار خلف تھے وہ امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ کے خانوادہ عالیہ کے چشم و چراغ تھے۔ ان کے پر دادا مولانا رضا علی خاں علیہ الرحمہ، امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ کے دادا تھے۔ ۱۳۲۵ھ (اگست ۱۹۰۷ء) میں آستانہ عالیہ رضویہ، بریلی میں ان کی ولادت ہوئی، شہرہ آفاق مدرسہ عالیہ رام پور اور دارالعلوم منظر اسلام، بریلی میں تعلیم حاصل کی اور وہیں سے انھوں نے درس نظامیہ سے فارغ ہو کر سند حاصل کی، ان کے اساتذہ میں امام احمد رضا خاں بریلوی، مولانا حامد رضا خاں بریلوی، مولانا امجد علی اعظمی اور مولانا حسنین رضا خاں بریلوی جیسے اکابر علماء شامل تھے۔ امام احمد رضا خاں بریلوی نے آپ کو شرح جامی کا خطبہ پڑھایا تھا۔ یہی خطبہ مناظر اسلام، محدث کبیر مولانا محمد سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے پڑھا اور بہت سے علماء نے بھی پڑھا۔

تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد دارالعلوم منظر اسلام، بریلی میں مدرس ہوئے، اس دارالعلوم میں وہ نائب مہتمم اور مہتمم بھی رہے۔ اس کے علاوہ وہ جامعہ نظامیہ حیدر آباد دکن اور الہ آباد یونیورسٹی کے ممتحن بھی رہے۔ انھوں نے الہ آباد یونیورسٹی میں علوم شرقیہ کے امتحانات کا سلسلہ شروع کرایا۔ ۱۳۷۱ھ / ۱۹۵۱ء میں وہ پاکستان تشریف لائے، کراچی

رہے پھر ۱۳۷۲ھ / ۱۹۵۲ء میں پیر جو گوٹھ (خیر پور سندھ) چلے گئے۔ جہاں ۱۹۵۲ء ہی میں جامعہ راشدیہ کا افتتاح ہوا۔ جس کے وہ پہلے شیخ الحدیث ہوئے اور تا حیات اس منصب پر فائز رہے۔ سندھ کے مشہور بزرگ پیر پگارا نے بھی آپ سے علمی استفادہ کیا، وہ آپ کو بڑی قدر و منزلت سے دیکھتے تھے۔ حضرت علامہ مولانا مفتی تقدس علی خاں علیہ الرحمہ نے ساٹھ سال تک تدریس کے فرائض انجام دیئے اور ایک عالم کو سیراب کیا۔ حق یہ ہے کہ جس نے اتنے طویل عرصے دین کی خدمت کی اس نے دنیا و آخرت میں سب کچھ کما لیا اور ایک ایسی کھیتی لگا دی جو ہمیشہ ہری بھری رہے گی اور اس کے ثمرات سے لوگ مستفید ہوتے رہیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ حضرت علامہ علیہ الرحمہ کے تلامذہ میں مولانا محمد خوشتر صدیقی (ڈربن، جنوبی افریقہ) مفتی رجب علی (مفتی ریاست نان پارہ، بھارت) مفتی اعجاز ولی خاں (شیخ الحدیث نعمانیہ، لاہور) وغیرہ شامل ہیں۔ بکثرت تلامذہ پاک و ہند کے طول و عرض اور بیرونی ممالک میں پھیلے ہوئے ہیں۔

حضرت علامہ مولانا تقدس علی خاں علیہ الرحمہ سلسلہ قادریہ میں امام احمد رضا خاں بریلوی سے بیعت تھے اور چاروں سلسلوں میں اجازت و خلافت حاصل تھی، اس کے علاوہ حجۃ الاسلام مولانا محمد حامد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ اور قطب مدینہ مفتی ضیاء الدین احمد قادری مدنی ﷫ سے اجازت و خلافت حاصل تھیں۔ حضرت علامہ علیہ الرحمہ، امام احمد رضا کے فرزند معنوی تھے۔ آپ اعلیٰحضرت کے فرزند اکبر حضرت حجۃ الاسلام کے فرزند نسبتی (داماد) تھے۔ خانوادۂ امام احمد رضا سے یہ روحانی، علمی اور نسبی نسبتیں کچھ کم نہ تھیں۔

حضرت علامہ علیہ الرحمہ نے ملک میں چلنے والی مختلف تحریکوں میں حصہ لیا۔ چنانچہ انھوں نے آل انڈیا سنی کانفرنس، مراد آباد، تحریک پاکستان، تحریک ختم نبوت، تحریک نظام مصطفیٰ وغیرہ میں بھرپور حصہ لیا اور ۲۶ / ۲۷ اکتوبر ۱۹۷۸ء کو ہونے والی کل پاکستان سنی کانفرنس (منعقدہ ملتان) کے افتتاحی اجلاس کی صدارت کی۔ یہ کانفرنس اپنی نوعیت کی واحد کانفرنس تھی۔ پاکستان کی تاریخ میں جس کی مثال نہیں ملتی، اہل سنت کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تھا جس نے دیکھنے والوں کو حیرت میں ڈال دیا۔

حضرت علامہ علیہ الرحمہ کے دل میں اسلام اور مسلمانوں کا درد تھا۔ وہ سچے عاشق رسول (ﷺ) تھے۔ ۱۳۶۸ھ / ۱۹۴۹ء میں انہوں نے ہندوستان سے پہلا حج کیا، پھر ۱۳۸۸ھ / ۱۹۶۸ء میں پاکستان سے دوسرا حج کیا، اس کے بعد ۱۳۹۲ھ / ۱۹۷۲ء میں تیسرا حج کیا اور ۱۳۹۵ھ / ۱۹۷۵ء سے برابر بارہ سال تک رمضان میں عمرہ اور زیارت حرمین شریفین کی سعادت سے بہرہ ور ہوتے رہے آپ نے بغداد شریف، کربلائے معلیٰ، نجف اشرف وغیرہ کی بھی زیارت کی۔

آپ کے فضائل وخصائل کیا بیان کئے جائیں۔ آپ بلند پایہ مفسر، محدث اور فقیہ تھے۔ شہرت وناموری اور صلہ وستائش سے بے نیاز۔ دین کی خدمت میں سرشار۔ سادہ گفتار، سادہ لباس، شگفتہ مزاج، سراپا شفقت وکرم، علم دوست، محبت نواز، بے نفس بے تکلف، سراپا اخلاص۔ مرنجاں مرنج، صاف دل، صاف گو، کن کن خوبیوں کا ذکر کیا جائے؟ وہ صفاتِ حسنہ کا ایک حسین گلدستہ تھے۔ ان کی صحبت میں بیٹھنے والا کبھی نہ اکتاتا، خوش رہتے اور خوش رکھتے، مصائب کو خندہ پیشانی سے سہنا کوئی ان سے سیکھے۔ ایسے عظیم انسان کا اٹھ جانا کوئی معمولی سانحہ نہ تھا، ان کی جدائی ہر دل کا داغ بن کر رہ گئی۔ ۲۲ رفروری ۱۹۸۸ء کو کراچی میں وصال فرمایا۔ ع

اک چراغ اور بجھا اور بڑھی تاریکی

انا للہ وانا الیہ راجعون! دنیائے سنیت میں صفِ ماتم بچھ گئی، آنکھیں اشکبار، دل غم نگار۔ نمازِ جنازہ جامع مسجد آرام باغ (کراچی) میں حضرت علامہ مفتی وقار الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی۔ پھر دوسرے دن ۲۳ رفروری کو پیر جو گوٹھ (خیر پور، سندھ) میں نمازِ جنازہ ہوئی جہاں آپ نے اپنی زندگی کے آخری ۳۱ سال گزارے تھے۔ شہر میں سارا کاروبار اور دکانیں بند ہو گئیں۔ لوگ نمازِ جنازہ کے لئے امنڈ پڑے، نمازِ جنازہ حضرت علامہ مفتی محمد رحیم سکندری مدظلہ العالی نے پڑھائی اور جسدِ اطہر کو آخری آرام گاہ میں اتار دیا گیا۔

مثلِ ایوانِ سحر مرقد فروزاں ہو ترا　　نور سے معمور یہ خاکی شبستاں ہو ترا

حضرت علامہ مفتی تقدس علی خاں علیہ الرحمہ کی وفات حسرت آیات پر علماء و مشائخ کے علاوہ وزیر اعظم پاکستان، وزراء، اسمبلی کے ممبروں اور عمائدین نے تعزیتی بیانات جاری کئے۔ اخبارات میں خبریں شائع ہوئیں مثلاً اخبار جنگ، مشرق، نوائے وقت، امن، ڈان اور مارننگ نیوز وغیرہ۔

حضرت علامہ علیہ الرحمہ کی اہلیہ محترمہ تو پہلے ہی وصال فرما چکی تھیں۔ بہن بھائیوں میں صرف ۲ بہنیں سوگوار ہیں، اولاد میں کوئی نہیں ہاں ان کے بے شمار تلامذہ ان کی معنوی اولاد ہیں ساٹھ سال کے طویل عرصے میں جن کی آپ تربیت فرماتے رہے۔ حضرت علامہ علیہ الرحمہ بادِ بہاری کی طرح آئے، کلیاں چٹکیں، پھول کھلے، پھر وہ چلے گئے۔

نہ پیوستم دریں بستاں سرا دل ایں و آں آزادہ رفتم
چو باد صبح گردے چند گلاں را آب و رنگے دادہ رفتم

حضرت علامہ مفتی تقدس علی خاں علیہ الرحمہ کے وصال پر ادارہ تحقیقات امام احمد رضا آپ کے متعلقین و متوسلین کی خدمت میں دلی تعزیت پیش کرتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ ہم سب کا غم ہے اور سب ایک دوسرے کے غم میں شریک ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ مولائے کریم حضرت علامہ علیہ الرحمہ کے درجات بلند فرمائے اور ہم سب کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وازواجہ واصحابہ وسلم۔ ۱۰۲

جامعہ نظامیہ رضویہ (رجسٹرڈ)

اندرون لوہاری گیٹ، لاہور ۰ فون نمبر ۶۰۴۳۵۷

حوالہ نمبر ________ مورخہ ________

عزیزی محمد عارف صاحب نعیمی رضوی کو میں [illegible] دلائل الخیرات شریف
ورد و حزب البحر، [illegible] شریف کی اجازت دی [illegible] سلسلہ عالیہ قادریہ
رضویہ سے حاصل ہے [illegible] دلائل الخیرات کی
اجازت [illegible] جمیع اعمال و اوراد
کی اجازت [illegible]
[illegible]
فرمائیں [illegible]

الفقیر محمد عبد القیوم [illegible] القادری
۶ [illegible] ۱۴۱۳ھ

حضرت علامہ کی تحریر کا عکس ملاحظہ ہو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت مولانا غلام قادر اشرفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، لالہ موسیٰ

قطب مدینہ:

"وفادار، بڑے مخلص اور مسلک کے عاشق ہیں۔ آپ نے خدمت دین میں بڑی مشقت اٹھائی اور بہت تکالیف برداشت کیں۔ مسلک پر سب کچھ قربان کرنے کو تیار ہیں۔"

فقیر قادری

مولانا غلام قادر اشرفی بن میاں باغ علی چشتی ۱۲ / محرم ۱۳۲۳ھ مطابق ۱۰ / مارچ ۱۹۰۵ء میں فرید کوٹ (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد میاں باغ علی چشتی کو حضرت میاں محمد شاہ چشتی بی نو (ضلع ہوشیار پور) سے شرف بیعت حاصل تھا۔

ابھی آپ کا عہد طفولیت ہی تھا کہ والدین کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ ۱۹۱۱ء میں اسکول میں داخل ہوئے اور ۱۹۲۲ء میں امتیازی حیثیت سے میٹرک کرنے کے بعد کالج میں داخلہ لے لیا، مگر طبیعت مائل نہ ہوئی۔ کالج کی فضا سے نکلے اور دینی درس گاہ سے منسلک ہوگئے۔ مذہبی تعلیم حاصل کرنا شروع کر دی اور مختلف اساتذہ سے اکتساب کرنے کے بعد سند فراغت جامعہ نعیمیہ مراد آباد (یو پی) سے حاصل کی۔

آپ نے جن اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا، ان کے اسماء گرامی یہ ہیں:

۱۔ حضرت مولانا محمد سعید شبلی فرید کوٹی قدس اللہ سرہ

۲۔ مفتی اعظم محمد مظہر اللہ رحمۃ اللہ علیہ خطیب و امام جامع مسجد فتح پوری

دہلی (والد ماجد جناب پروفیسر مسعود احمد صاحب)

۳۔ حضرت مولانا سید غلام قطب الدین ﷺ برہمچاری، اشرفی سہوانی

۴۔ حضرت مولانا محمد یسین صاحب برہمچاری

۵۔ حضرت بابا خلیل داس ایم اے (سنسکرت) چتر ویدی ﷺ

۶۔ حضرت مولانا عبد العزیز فتح پوری رحمۃ اللہ علیہ

۷۔ حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے مدرسہ حلقۂ اشاعت الحق کشتی (مراد آباد) کا تبلیغی کورس مکمل بھی کیا، جس میں ہندی، بھاشا اور سنسکرت کی تعلیم حاصل کی، اس کے علاوہ گورکھی اور گیانی پر بھی عبور حاصل کیا۔ (کچھ مدت تھانیدار کے عہدہ پر ملازمت اختیار کی۔)

دوران طالب علمی مراد آباد کی سنی کانفرنس (منعقدہ مارچ ۱۹۲۵ء) میں ایک رضا کار کی حیثیت سے حصہ لیا۔ اس وقت ہندو، اسلام کے خلاف طرح طرح کی سازشیں کر رہے تھے۔ کہیں فتنۂ ارتداد برپا تھا، تو کہیں قتل و غارت کا بازار گرم تھا۔ چنانچہ ان فتنوں کے سدباب کے لئے یہ کانفرنس منعقد ہوئی اور اس میں مشاہیر مشائخ و علماء اہل سنت نے شرکت کی۔

تحصیل علم کے بعد آپ نے ۲۸-۱۹۲۶ء (تین سال) تک ضلع فیروز پور میں تدریس و خطابت کے فرائض سرانجام دیئے اور ساتھ ہی نواب شاہ نواز ممدوٹ کی ہدایت پر سیاسی تحریکوں میں بھی حصہ لیتے رہے۔

شدھی تحریک میں آپ نے اپنے استاذ محترم حضرت مولانا برہمچاری رحمہ اللہ علیہ کے ساتھ بھرپور حصہ لیا اور مختلف بھیس بدل کر مثلاً معالج حیوانات، وید حکیم، گانے والی پارٹیوں اور سادھوؤں کی پارٹی وغیرہ بنا کر شدھی تحریک کو کیفر کردار تک پہنچایا۔ اس طرح آپ نے لاکھوں مسلمانوں کو مرتد ہونے سے بچا لیا۔

۱۹۵۲ء میں آپ نے سیاست میں مکمل طور پر دلچسپی لینا شروع کر دی۔ ضلع فیروز پور میں خطابت کے دوران نواب شاہ نواز ممدوٹ کی نگرانی میں مسلم لیگ کے نصب العین اور سائمن کمیشن کے بائیکاٹ کے سلسلے میں کام کرتے رہے۔ شاردا ایکٹ کو ناکام بنانے کے لئے بھی علماء و مشائخ کے شانہ بشانہ کام کیا۔

۱۹۲۹ء میں مولانا نے عملی طور پر سیاست میں حصہ لیا۔ مغلپورہ ایجی ٹیشن میں بھرپور کام کیا۔ ۱۹۳۱ء میں تحریک کشمیر میں اور ۱۹۳۲ء میں جب مسلمانانِ ریاست الورریاستی مظالم کی تاب نہ لا کر اجمیر شریف، بھرت پور، کوڑگانواں اور دہلی کی طرف ہجرت پر مجبور ہوئے، تو آپ حضرت سید غلام بھیک نیرنگ انبالوی رحمۃ اللہ علیہ (آپ کے پیر بھائی) سیکرٹری جنرل انجمن، تبلیغ الاسلام کے زیر کمان کام کرتے رہے۔

۱۹۳۳ء میں تحریکِ قادیان اور ۱۹۳۵ء میں تحریک مسجد شہید گنج میں بھرپور حصہ لیا۔ ۱۹۳۵ء ہی میں ملک برکت علی بیرسٹر لاہور (مشہور لیگی لیڈر) کے حلقہ انتخاب قصور میں کام کرتے رہے اور ملک صاحب بفضلِ خدا کامیاب ہوئے۔

۱۹۳۸ء میں لالہ موسیٰ ضلع گجرات کے اسلامیہ ہائی اسکول میں مدرس مقرر ہوئے اور پھر مستقل طور پر یہیں رہائش اختیار کر لی اور پوری زندگی مذہب وملت کی خدمات سرانجام دیتے رہے۔

۱۹۳۸ء ہی میں تحریک آریہ سماج جو نظام حیدرآباد کے خلاف جتھہ بندی کی صورت میں چلائی گئی تھی، کے انسداد کے لئے کافی خدمات سرانجام دیں اور یوم نظام منایا گیا۔

۱۹۳۹ء میں قائدِ اعظم کی ہدایت پر یوم نجات منایا گیا، تو مولانا نے بھی مجلس الاسلام لالہ موسیٰ کے زیر اہتمام یہ دن منایا۔ آپ نے بھرپور

کوشش کرکے ضلع بھر میں مسلم لیگ کا قیام عمل میں لائے اور جابجا اس کی شاخیں قائم کیں۔

۱۹۴۰ء میں خضر وزارت میں مسلم لیگ کی سول نافرمانی کی تحریک میں حصہ لیا اور قراردادِ پاکستان کے بعد مسلم لیگ کی پبلسٹی کے لئے زندگی وقف کردی۔ حکیم سردار خان جو اس وقت مسلم لیگ کے جنرل سیکرٹری تھے۔ ان کے ساتھ مولانا ضلع بھر کا دورہ کرتے رہے اور انتخابات کے دوران ضلع بھر کے اہم مقامات پر سر فیروز خان نون اور سردار شوکت حیات خان کی معیت میں دورہ کیا۔ مسلم لیگ کا سبز پرچم لہراتے ہوئے صبح سے لے کر رات گئے تک گلی کوچوں میں پھرتے تھے۔

۱۹۴۵ء میں آپ نے ملک فیروز خان نون اور سردار شوکت حیات کے ساتھ مسلم لیگی امیدواروں کے لئے شب و روز کام کیا اور اسی سال مسلم لیگیوں کی طرف سے قائد اعظم کو مسلم لیگ کی طرف سے تھیلی پیش کی۔

ان مجاہدانہ سرگرمیوں کی بناء پر آپ نے مختلف اوقات میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں، مجموعی طور پر آپ نے ملک و ملت کے لئے تقریباً چار سال کا عرصہ جیلوں میں گزارا، مگر آپ کے عزم و حوصلے اور ولولے میں ذرہ بھر بھی کمی واقع نہیں ہوئی۔

۱۹۴۶ء میں آل انڈیا سنی کانفرنس میں حضرت مولانا غلام قادر اشرفی اپنے ساتھیوں سمیت شریک ہوئے۔

جب پاکستان معرضِ وجود میں آگیا، تو آپ نے زیادہ تر توجہ مذہبی امور کی طرف مبذول کردی، تاہم سیاسی تحریکات سے دلچسپی میں کوئی فرق نہ آیا۔ ۱۹۵۳ء میں تحریکِ ختم نبوت میں حصہ لیا، ۱۹۷۰ء کے انتخابات میں جمعیت علماء پاکستان کے لئے بھرپور کام کیا اور پھر ۱۹۷۴ء میں جب دوبارہ تحریک ختم نبوت چلی تو علماء اہلسنّت پاکستان کے شانہ بشانہ کام کیا۔

تحریکِ نظام مصطفےٰ میں قید و بند کی صعوبتیں بھی اس پیرانہ سالی میں برداشت کیں۔

آپ مرید و خلیفہ، شیخ العصر شبیہ غوثِ اعظم حضرت سید شاہ علی حسین قدس سرہٗ جیلانی اشرفی کچھوچھوی کے تھے اور قطب مدینہ ضیاء الدین احمد قادری ﷫ سے بھی اجازت و خلافت حاصل تھی۔ ۲ر رمضان المبارک ۱۳۹۹ھ/ ۲۶ر اگست ۱۹۷۹ء کو راہی ملک بقا ہوئے۔ آپ کا مزار شریف جی۔ٹی روڈ لالہ موسیٰ پر مرجع خلائق ہے۔ ﷫ ۱۰۸

ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ

عرض: حضرت خضر علیہ السلام نبی ہیں یا نہیں؟

ارشاد: جمہور کا مذہب یہی ہے اور صحیح بھی یہی ہے کہ وہ نبی ہیں۔ زندہ ہیں۔ خدمت بحر انھیں سے متعلق ہے اور الیاس علیہ السلام بر (خشکی) میں ہیں۔ پھر فرمایا چار نبی زندہ ہیں کہ ان کو وعدہ الٰہیہ ابھی آیا ہی نہیں یوں تو ہر نبی زندہ ہے۔ بیشک اللہ نے حرام کیا ہے زمین پر کہ انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے جسموں کو خراب کرے تو اللہ کے نبی زندہ ہیں روزی دیے جاتے ہیں۔ انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام پر ایک آن کو محض تصدیق وعدۂ الٰہیہ کے لئے موت طاری ہوتی ہے بعد اس کے پھر ان کو حیات حقیقی حسی دنیوی عطا ہوتی ہے۔ خیر ان چاروں میں سے دو آسمان پر ہیں اور دو زمین پر۔ خضر و الیاس علیہما السلام زمین پر ہیں اور ادریس و عیسیٰ آسمان پر علیہما السلام

(ملفوظات۔ امام احمد رضا خاں قادری)

REF. NO. ____________ LAHORE____

[illegible]

۳۰ [illegible]

حضرت قدس [illegible] مد ظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ [illegible]

[illegible] آپ کا [illegible]

[illegible] باعث زحمت ہوا

[illegible]

[illegible]

LAHORE

BY AIR MAIL

AEROGRAMME

IF ANYTHING IS ENCLOSED THIS LETTER WILL BE SENT BY ORDINARY MAIL.

لاہور

LAHORE

First fold here

Sender's name and address

ہمارے [illegible] کو خط ملا
پڑھ کر [illegible] دل میں [illegible]
[illegible] خدا کا شکر [illegible]
الحمد للہ [illegible]
۱۲ بجے [illegible] ہوگا ۔ [illegible]
[illegible] کر گزرے ۔ [illegible]
میں بعد نماز [illegible]
اگر [illegible] سے سرفراز
فرماویں [illegible]

[illegible] شکریہ حضرت
[illegible]
[illegible]
حضرت [illegible]
[illegible]
خدا [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] ۔ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] ۔ فقط [illegible]

میاں محمد فیاض قادری زید مجدہ
خلیفۂ مجاہد اعظم سیدی محمد حبیب الرحمٰن عباسی قادری
و سجادہ نشین حضرت داتا گنج بخش لاہور

۱۹۷۴ء میں، میں اور میرے ماموں زاد محمد محبوب حبیبی، اخی الکریم محمد عارف قادری ضیائی کی معیت میں پہلی مرتبہ سیدی قطب مدینہ نور اللہ مرقدہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ حضرت مولانا علامہ فضل الرحمٰن قادری علیہ الرحمہ اور اشرف المشائخ حضرت غلام قادر اشرفی علیہ الرحمہ، حضرت سیدی ﷺ کی بارگاہ میں حاضر تھے۔ سلامِ مسنون عرض کیا، دست بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت اشرف المشائخ نے بھائی عارف کو دیکھتے ہی رونا شروع کر دیا، فرمایا:

"او بھلے انسان یہ ہے تمہاری شرافت!"

سیدی فضل الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ گھبرا گئے اور کہا:

"حضرت عارف آپ کا بیٹا ہے، اس سے جو خطا ہوگئی ہے معاف فرما دیں۔"

اشرف المشائخ رحمۃ اللہ علیہ:

"حضور رونا تو اسی بات کا ہے کہ ان سے خطاء نہیں ہوئی۔ میں تو تمنا کرتا ہوں کہ یہ بھلا مانس خطاء کرے مگر یہ شریف آدمی خطا کرتا ہی نہیں۔ ایک سال قبل آپ ہی کے درِ دولت پر ملاقات ہوئی تھی۔ میں تو چند مرتبہ چانن گلی (روشن سٹریٹ کو آپ چانن گلی کہا کرتے تھے، جہاں بھائی عارف کی رہائش گاہ ہوا کرتی تھی)

بھی حاضر ہوا مگر ان کی زیارت سے محروم لوٹا۔ اس نے
تو کبھی ایسی خطا کی ہی نہیں۔''

سیدی قطب مدینہ قدس اللہ سرہ العزیز:

''حضرت، عارف آپ کا بچہ ہے۔ اس پر کرم ہی فرماؤ
اور درگزر کرتے رہو۔''

اشرف المشائخ علیہ الرحمہ:

''غریب نواز عارف کو بھی سمجھاؤ۔''

قطب مدینہ رضی اللہ عنہ:

''وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ■
وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ٭

حضرت اشرف المشائخ نے بھائی عارف کو گلے لگا لیا، خوش ہو گئے اور بہت دعائیں فرمائیں۔ بھائی عارف حضرت اشرف المشائخ سے بہت معذرت کرتے رہے۔

محمد فیاض قادری عفی عنہ

مکتوب بنام عبد الرؤف خان قادری
مدینہ منورہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تاج العلماء مولانا مفتی محمد عمر نعیمی قدس اللہ سرہ العزیز

قطب مدینہ:

''حضرت مفتی محمد عمر نعیمی قبلہ رحمۃ اللہ علیہ بڑی فہم و فراست کے مالک اور فتنوں سے بچ کر وقت گزارنا خوب جانتے تھے۔''

فقیر قادری

محسن ملت، محدث و مفسر مولانا مفتی محمد عمر نعیمی ابن محمد صدیق رحمہ اللہ، اکتوبر ۱۳۱۱ھ/۱۸۹۳ء میں بمقام مراد آباد پیدا ہوئے۔ قرآن مجید الحاج حافظ محمد حسین سے پڑھا۔ فارسی اور صرف ونحو کی کتابیں مولانا نظام الدین سے پڑھیں، ۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴ء کو صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بہت جلد علوم وفنون اور حدیث شریف کی تکمیل کے ساتھ ساتھ ادب عربی اور طب میں دسترس حاصل کی۔ حتیٰ ۱۳۲۹ھ/۱۹۱۱ء میں سند فضیلت حاصل کی، دستار بندی کے وقت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بریلوی، حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں، ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری، صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی اعظمی، مولانا محمد فاخر اجملی، شاہ عبد المقتدر بدایونی، مولانا محب احمد بدایونی، مولانا عبد الماجد بدایونی، مولانا شاہ سلامت اللہ رامپوری، مولانا اعجاز حسین رامپوری وغیرہم فخر ملت اکابر اسلام جلوہ افروز تھے، اعلیٰ حضرت امام احمد

رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بریلوی نے دستار بندی کی رسم ادا کی۔

فراغت کے بعد مرادآباد میں اہل سنت کی عظیم درس گاہ جامعہ نعیمیہ کے مدرس اور مہتمم مقرر ہوئے، ۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء میں شیخ المشائخ مولانا سید علی حسین کچھوچھوی کے دست اقدس پر بیعت ہوئے۔

۱۳۲۹ھ/۱۹۱۱ء میں اجازت و خلافت سے مشرف ہوئے قیام مرادآباد کے دوران ۱۳۳۸ھ/۱۹۱۹ء میں نہایت اہم ماہنامہ السواد الاعظم جاری کیا۔ یہ جریدہ ربع صدی سے زیادہ عرصہ تک علوم اسلامیہ اور سنیت کا سرگرم نقیب رہا۔ حالاتِ حاضرہ اور ملکی سیاست پر زبردست تنقید و تبصرہ کے علاوہ دینی نقطۂ نظر سے رہنمائی کے فرائض بھی انجام دیتے رہے۔ مفتی صاحب نے آل انڈیا سنی کانفرنس کے نائب ناظم کی حیثیت سے نمایاں خدمات انجام دیں ۱۹۴۶ء میں بنارس کے تاریخی اجلاس میں تحریک پاکستان کی پرزور تائید فرمائی۔

تقسیم ملک کے بعد جب آپ نے دیکھا کہ ہندوستان میں عافیت سے رہنا مشکل ہے تو ہجرت کرکے بغداد شریف جانے کے ارادے سے کراچی تشریف لائے اور مبلغ اسلام مولانا عبدالعلیم میرٹھی کے اصرار پر کراچی ہی میں قیام پذیر ہوگئے، دارالعلوم مخزن علوم عربیہ جاری کیا اور جامع مسجد آرام باغ میں اعزازی طور پر خطابت کے فرائض انجام دیتے رہے۔

۲۳/۲۰، مارچ (۱۳۸۵ھ/۱۹۶۶ء) میں کراچی میں وفات پائی۔ آپ کا مزار شریف مسجد دارالصلوٰۃ ناظم آباد کراچی میں ہے، ''مفتی جنت محمد عمر'' (۱۳۸۵ھ) تاریخ وصال ہے۔ جناب صابر براری نے درج ذیل تاریخ وفات لکھی ہے۔

ہادی اہل سنت مفتی عمر نعیمی ۱۰۹

۶۶ ۱۹ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد چشتی قادری
قدس اللہ سرہ العزیز

قطب مدینہ:

''عاشق رسول (ﷺ)، پیکر اخلاص، علماء و مشائخ کے
قدردان، زبردست عالم و محدث، سنیت کی بے لوث
خدمت کرنے والے تھے۔''

فقیر قادری

قوم کے سردار، پاکستان کے شیخ الحدیث
ہے تری ذات گرامی، لائق صد احترام
(عزیز حاصلپوری)

شیخ الحدیث والتفسیر، جامع شریعت و طریقت حضرت مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد ابن چوہدری میراں بخش ۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴ء میں موضع دیال گڑھ ضلع گورداسپور میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم قصبہ دیال گڑھ میں حاصل کی۔ ۱۳۴۳ھ/۱۹۲۴ء میں اسلامیہ ہائی اسکول بٹالہ سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ ایف اے کی تیاری کے لئے لاہور تشریف لائے۔ انہیں دنوں مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور کے زیر اہتمام مسجد وزیر خاں میں عظیم الشان اجلاس ہوا جس میں پاک و ہند کے کثیر التعداد علماء و مشائخ کے علاوہ شہزادہ اعلیٰ حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان بریلوی بھی شریک ہوئے۔ حضرت شیخ الحدیث حجۃ الاسلام کی شخصیت سے اس قدر متاثر

ہوئے کہ انگریزی تعلیم کو خیرباد کہہ کر مرکز علوم و معارف بریلی شریف چلے گئے۔ حضرت حجۃ الاسلام اور مفتی اعظم ہند مولانا مصطفےٰ رضا خاں بریلوی سے استفادہ کیا اور آٹھ سال تک صدر الشریعہ مولانا حکیم امجد علی مصنف ''بہار شریعت'' کی خدمت میں رہ کر جامعہ معینیہ اجمیر شریف سے سند فراغت حاصل کی۔ زمانہ قیام اجمیر شریف میں حضرت مولانا سید امیر اجمیری سے بھی مستفید ہوئے۔

آپ سلسلۂ عالیہ چشتیہ میں حضرت شاہ محمد سراج الحق چشتی کے دست اقدس پر بیعت ہوئے اور خلافت سے مشرف ہوئے اور سلسلۂ قادریہ میں شہزادۂ اعلیٰ حضرت، حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان بریلوی سے فیض یاب ہوئے۔

تکمیل علوم کے بعد پانچ سال تک جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف میں تشنگان علوم کو سیراب فرمایا، پھر جامعہ رضویہ مظہر اسلام بریلی میں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہوئے اور علم حدیث کی گرانقدر خدمات انجام دیں۔ اس دور میں بیشمار اہل علم نے آپ سے فیض حاصل کیا۔

تقسیم ملک کے بعد پاکستان تشریف لے آئے۔ کچھ عرصہ وزیر آباد اور ساروکی میں قیام فرمایا۔ ۱۳۶۸ھ/۱۹۴۸ء کے اواخر میں لائل پور تشریف لے آئے اور بے سرو سامانی کے عالم میں درس حدیث دینا شروع کیا اور جامعہ رضویہ مظہر اسلام کی بنیاد رکھی اور چودہ سال کے مختصر عرصے میں لائل پور کی کایا پلٹ دی۔ اس وقت جگہ جگہ سے صلوٰۃ وسلام کی روح پرور صدائیں سنائی دیتی ہیں، ہزاروں افراد حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے۔ سینکڑوں علماء آپ سے درس حدیث لے کر پاکستان کے گوشے گوشے بلکہ دیگر ممالک میں بھی دین متین کی تبلیغ میں مصروف ہیں۔ جامعہ رضویہ مظہر اسلام لائل پور عظیم دینی درس گاہ اور لائل پور کی سب سے بڑی مسجد سنی رضوی جامع

مسجد آپ کی عظمت کی یادگار اور گواہ ہیں۔ ۱۹۳۵ء میں حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مصطفےٰ رضا خاں بریلوی کی معیت میں حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ دوسری مرتبہ ۱۳۷۶ھ/۱۹۵۶ء میں اس سعادت سے مشرف ہوئے لیکن پابندی کے باوجود تصویر نہیں بنوائی۔

حضرت قبلہ شیخ الحدیث پیکر اخلاق، سراپا شفقت، باوقار، بارعب اور پرکشش شخصیت تھے، علوم وفنون کے بحر بے پایاں، زبردست مناظر اور باکمال محدث تھے۔ انہیں سرور دو عالم ﷺ سے والہانہ محبت تھی، اسی بے پناہ محبت وعقیدت کا اثر تھا کہ ان کا ہر قول وفعل شریعت وسنت کے مطابق ہوتا تھا، سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ اور امام احمد رضا بریلوی قدس اللہ سرہ کی محبت عشق کی حد تک پہنچی ہوئی تھی۔ چونکہ فوٹو کے بغیر بیرون ملک جانے پر پابندی تھی اس لئے پاکستان آکر بے انتہا آرزو کے باوجود نہ بغداد شریف گئے اور نہ بریلی شریف۔

آپ کا وعظ اس قدر پر اثر ہوتا تھا کہ سخت سے سخت دل بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتا تھا۔ آپ کے مخالف لوگوں نے آپ کے خلاف مخالفتوں کے طوفان اٹھائے مگر آپ کے پائے استقلال میں لغزش نہیں آئی۔ آپ نے تمام عمر علوم دینیہ اور خاص طور پر حدیث شریف کی خدمت اور وعظ وارشاد کے ذریعہ عوام کے دلوں کو حب نبوی (ﷺ) سے منور کرنے میں صرف کی۔

حضرت قبلہ شیخ الحدیث مولانا سردار احمد قدس اللہ سرہ کی شخصیت اس قدر پرکشش تھی کہ ایک دفعہ حاضری دینے والا ہمیشہ کے لئے دامِ محبت وعقیدت میں گرفتار ہو جاتا، کئی دیوبندی علماء آپ کے درس حدیث میں شامل ہوئے اور آپ کی زبان مبارک سے مسلک اہل سنت کے زوردار دلائل سن کر اس قدر متاثر ہوئے کہ بدعقیدگی سے تائب ہو کر مسلک اہل سنت کے مبلغ

بن گئے۔

یکم محرم/۲۹ دسمبر جمعہ اور ہفتہ کی درمیانی شب (۱۳۸۲ھ/۱۹۶۲ء) کو کراچی میں وصال فرمایا۔ جسد مبارک شاہین ایکسپریس کے ذریعے لائلپور لایا گیا، اسٹیشن سے جامعہ رضویہ تک راستے میں ہزارہا افراد نے دیکھا کہ جنازہ پر نور کی پھوار پڑ رہی ہے۔ حالانکہ بادل کا کہیں نام و نشان نہ تھا۔ آپ کی نماز جنازہ میں تین لاکھ افراد نے شرکت کی آپ کا مزار سنی رضوی جامع مسجد لائل پور میں مرجع خلائق ہے۔

حضرت مفتی اعظم ہند مولانا شاہ مصطفےٰ رضا خاں بریلوی قدس اللہ سرہٗ نے پر درد احساسات کو منظوم فرمایا:

کیا کہوں میں ہائے کیا جاتا رہا — آہ دل کا حوصلہ جاتا رہا

سنیوں کا دل نہ بیٹھے کس طرح — زور ان کے قلب کا جاتا رہا

موت عالم کی جہاں کی موت ہے — زندگانی کا مزا جاتا رہا

اس زمانہ کا محدث بے مثال — جس کا ثانی ہی نہ تھا جاتا رہا

مولوی سردار احمد اٹھ گئے — لطف سارا درس کا جاتا رہا

غوث اعظم قطب عالم کا غلام — نائب شاہ رضا جاتا رہا

حضرت صدر الشریعہ کا وہ چاند — میرا مہر پرضیاء جاتا رہا

تاریخی شعر ملاحظہ ہوں

مرگیا فیضان جس کی موت سے — ہائے وہ ''فیض اتما'' جاتا رہا

۱۳ ھ ۸۲

یا مجیب اغفرلہٗ تاریخ ہے — کس برس وہ رہنما جاتا رہا

۱۳ ھ ۸۲

دیو کا سر کاٹ کر نوری کہو — چاند روشن علم کا جاتا رہا ۱۰

[illegible]

مکتوب شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سردار احمد صاحب قادری رضوی علیہ الرحمہ

دیارِ محبوب میں قبولیت

مدینہ منورہ: یہاں پر محدثِ اعظم پاکستان، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سردار احمد صاحب قادری رضوی، بانی جامعہ رضویہ، لائل پور کی تعزیت کے سلسلہ میں گلِ گلزارِ شریعت شمع شبستانِ طریقت حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب قادری مدنی دامت برکاتہم کی زیرِ صدارت ایک جلسہ منعقد ہوا، جس میں اکابر و معززین مدینہ منورہ نے شرکت فرمائی، جن میں سے حضرت شیخ محمد حسین رمزو حضرت مولانا محمد علاء الدین صاحب مدنی، حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب ختنی بخاری، حضرت الحاج مولوی ابوبکر صاحب کے اسماء گرامی خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

جلسہ میں قرآن خوانی کے بعد ختم شریف پڑھا گیا اور صدر موصوف نے حضرت محدثِ اعظم پاکستان کے حالاتِ مبارکہ پر روشنی ڈالی اور آپ کے صاحبزادگان و پسماندگان کے لیے دُعا فرمائی اور جملہ حاضرین کو کھانا کھلایا۔ آہ!

پا گئے جنت مقام
قادری رضوی مدام

(مولانا) محمد فضل الرحمٰن مدنی
مہتمم جلسہ ہذا از مدینہ منورہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قائد اہل سنت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی قادری رضی اللہ عنہ

قطب مدینہ:

''نورانی نہ بکتا ہے اور نہ جھکتا ہے۔''

''اہل سنت میں نورانی دولہا ہے۔''

فقیر قادری

بطل حریت، حق گو مجاہد علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی بن مبلغ اسلام علامہ شاہ عبدالعلیم صدیقی قادری بن شاہ عبدالحکیم جوش صدیقی ۱۷/رمضان ۱۳۴۴ھ/ ۳۱/مارچ ۱۹۲۶ء میں میرٹھ (ہندوستان) میں پیدا ہوئے۔ آپ کا سلسلۂ نسب خلیفۂ اول حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے، اسی نسبت سے آپ صدیقی کہلاتے ہیں۔ آپ کے والد ماجد علامہ شاہ عبدالعلیم صدیقی قادری (م ۱۹۵۴ء) امام اہل سنت اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (م ۲۵/صفر ۱۳۴۰ھ) کے خلیفۂ مجاز تھے اور جد امجد شاہ عبدالحکیم جوش صدیقی برصغیر کے نامور صوفی، عالم دین اور شاعر تھے۔

علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی نے آٹھ سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کر لیا تھا۔ حفظ قرآن کے بعد ثانوی تعلیم کے لیے ایسے اسکول میں داخلہ لیا جہاں ذریعہ تعلیم عربی تھی۔ عربک کالج میرٹھ سے بھی ڈگریاں حاصل کیں۔ درس نظامی کی کتب متداولہ مدرسہ اسلامیہ قومیہ میرٹھ میں استاذ

العلماء حضرت مولانا غلام جیلانی میرٹھی سے پڑھیں۔

دستار بندی کے موقع پر ایک پروقار تقریب کا انعقاد ہوا جس میں آپ کے استاذ محترم مولانا غلام جیلانی میرٹھی، آپ کے والد ماجد مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی قادری اور صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی کے علاوہ شہزادۂ اعلیٰ حضرت، حضرت مولانا شاہ مصطفے رضا خان مفتی اعظم ﷫ بھی مسند افروز تھے۔

۱۹۷۲ء میں ورلڈ اسلامک مشن کی کانفرنس میں شرکت کے لئے انگلینڈ تشریف لے گئے اور اس کانفرنس میں آپ کو مشن کا چیئرمین منتخب کیا گیا۔

آپ کی تبلیغ سے سینکڑوں غیر مسلموں نے دولت اسلام سے اپنا دامن بھرا جن میں پادری، راہب، وکلاء، انجینئرز، ڈاکٹرز اور دیگر مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے پڑھے لکھے لوگ شامل ہیں۔

۱۹۷۰ء کے انتخابات میں آپ جمعیت علماء پاکستان کے ٹکٹ پر قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ پھر جمعیت کے ایک اجلاس میں جو مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف میں منعقد ہوا۔ آپ کو جمعیت علماء پاکستان کی پارلیمانی پارٹی کا لیڈر منتخب کیا گیا۔

۱۵ اپریل ۱۹۷۲ء کو قومی اسمبلی کے اجلاس میں عبوری آئین پر تقریر کرتے ہوئے مولانا شاہ احمد نورانی نے اسلام و ختم نبوت کے تحفظ کی پہلی آواز (اسمبلی میں) بلند کی۔

علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی نے ۱۹۶۵ء میں سرینام میں سات ماہ قیام کر کے فتنہ مرزائیت کو کچلا اور ایک مناظرے میں مرزائیوں کو ایسی شکست فاش دی کہ اب مرزائی کسی سنی عالم کے مقابلے میں آنے کے لیے تیار نہیں ہوتے۔

محافظ ختم نبوت

تحریک ختم نبوت (۱۹۵۳ء) میں آپ کراچی میں مولانا عبدالحامد بدایونی (م ۱۵ ر جمادی الاولیٰ، ۲۰ رجولائی ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء) اور دیگر علماء کے ساتھ تحریک میں شریک ہوئے۔ آرام باغ میں جمعہ کے دن تحریک کا آغاز ہوا، تو علامہ نورانی پیش پیش تھے۔ گرفتاری کے لیے رضا کاروں کی تیاری کے علاوہ دیگر ضروری انتظامات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

پاکستان آنے کے بعد آپ نے سب سے پہلا بیان قادیانیوں کے بارے میں جاری کیا تھا۔ آپ نے یحیٰی خان (اس وقت کا صدر) کو مخاطب کرتے ہوئے صاف کہا تھا کہ تمہارا قادیانی مشیر ایم ایم احمد پاکستان کی معیشت کو تباہ کر رہا ہے جس کے نتیجے میں مشرقی پاکستان ہمارے ہاتھ سے نکل سکتا ہے۔

جو آئین ہمارے سامنے عمدہ فریم میں سجا کر پیش کر دیا گیا ہے، اس میں اسلام کو قطعاً کوئی تحفظ نہیں دیا گیا۔ میں اس دستور کو معزز ایوان کے لیے قابل قبول نہیں سمجھتا ہوں اور اس دستور کی مخالفت کرتا ہوں۔ اس (دستور) میں یہ بھی لکھا ہے کہ پاکستان کا صدر مسلمان ہوگا، مگر مسلمان کی تعریف کوئی نہیں جانتا کہ کیا ہے۔ ہر شخص مسلمان بننے کی کوشش کرتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کو آخری نبی نہ ماننے والا ہمارے نزدیک مسلمان نہیں ہے اور جو لوگ حضور ﷺ کو آخری نبی نہیں مانتے، ہم ان کو مسلمان نہیں سمجھتے، تو پھر یہ کیسے چور دروازے سے آکر اسلام کے نام پر حکمران بن سکتے ہیں اور تباہی کا سامان پیدا کر سکتے ہیں۔

علامہ ازہری صاحب قدس اللہ سرہ نے مسلمان کی مختصر اور جامع تعریف پیش کی جسے سب نے پسند کیا۔ ۱۷ راپریل کو اسمبلی میں یہ تعریف پیش

کی جو اسمبلی کی کارروائی کے صفحہ ۳۵۴ پر موجود ہے۔

قومی اسمبلی کے اندر علامہ شاہ احمد نورانی کی قادیانیت پر یہ پہلی ضرب تھی جس نے بالآخر تحریک کی صورت اختیار کی اور قادیانی اپنے کیفر کردار کو پہنچے۔ ۳۱ جنوری ۱۹۷۳ء کو جامعہ عثمانیہ خانیوال میں جمعیت کا ایک عظیم کنونشن منعقد ہوا جس میں تمام علماء کے اتفاق سے آپ کو جمعیت علماء پاکستان کا مرکزی صدر مقرر کیا گیا۔ مئی ۱۹۷۵ء کو آپ دوبارہ جمعیت کے صدر منتخب ہوئے۔

روزنامہ امروز "مولانا نورانی کا اعزاز" کے عنوان کے تحت لکھتا ہے:

> "مولانا شاہ احمد نورانی متحدہ حزب اختلاف میں شامل تمام جماعتوں کے معیار اور سیاسی سوجھ بوجھ کے مطابق اس عہدہ (وزارت عظمیٰ) کے لیے موزوں ترین امیدوار ہیں۔"

اس انتخاب میں مولوی غلام غوث ہزاروی کے علاوہ حزب اختلاف کے تمام ممبران نے علامہ شاہ احمد نورانی کے حق میں اپنا ووٹ استعمال کیا۔

تحریک نظام مصطفیٰ:

جمعیت علماء پاکستان کے قائد علامہ شاہ احمد نورانی نے بارہا اپنی تقاریر میں فرمایا کہ ہمارا منشور لمبا چوڑا منشور نہیں ہے، بلکہ ہمارے منشور میں صرف دو باتیں ہیں مقام مصطفےٰ کا تحفظ اور نظام مصطفےٰ (ﷺ) کا نفاذ۔

ہم تک جو روایتیں پہنچی ہیں، ان سے معلوم ہوتا ہے کہ نورانی صاحب نے لادینی عناصر کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور اس جماعت کے سامنے سپر انداز ہونے سے انکار کرتے رہے، جس جماعت کی اکلوتی آرزو ہے کہ اقتدار کی مطلقہ سے حلالہ کرنے پر کب قادر ہوگی۔ یاد رہے کہ یہ وہی مولانا نورانی ہیں جنہوں نے اس دور کے محمد شاہ رنگیلے (یحییٰ خان) کو مے نوشی میں مستغرق دیکھ کر ڈانٹ دیا تھا اور گرج کر کہا تھا: یحییٰ شراب نوشی بند کر دو، ورنہ ہم جا رہے ہیں۔

(ہفت روزہ چٹان: ۳ رمئی ۱۹۷۱ء)

علامہ شاہ احمد نورانی کو بارگاہ رب العزت سے محبت رسول (ﷺ) کا وافر حصہ عطاء ہوا ہے، یہی وجہ ہے کہ آپ کی تقریر چاہے مذہبی ہو، چاہے سیاسی، بارگاہ رسالت (ﷺ) میں ہدیۂ عقیدت پیش کرنے کی خاطر آپ قصیدہ بردہ شریف کے وہ اشعار ضرور پڑھتے ہیں، جن میں نبی پاک ﷺ کی تعریف وتوصیف ہے۔

۱۹۵۸ء میں آپ نے ضیاء الدین بابا خانوف (مفتی اعظم روس) کی خصوصی دعوت پر روس کا دورہ کیا اور ازبکستان، تاشقند، سمرقند و بخارا کے مسلمانوں سے ملے۔ علامہ نورانی واحد غیر ملکی ہیں جنہوں نے روسی حکومت کے ہر اقدام کے برعکس سوشلسٹ رہنما لینن کی قبر پر پھول چڑھانے سے انکار کیا۔ ۱۱۲

۱۷ رشوال ۱۴۲۴ھ۔ ۱۱ دسمبر ۲۰۰۳ء کو اسلام آباد میں وفات پائی، اور کلفٹن کراچی میں حضرت عبداللہ شاہ غازی علیہ الرحمہ کے مزار کے احاطے میں اپنی والدہ کے قدموں میں دفن ہوئے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شیخ القرآن ابو الحقائق علامہ محمد عبد الغفور ہزاروی قدس اللہ سرہٗ

قطب مدینہ:

''کمال تھا اس میں، حضرت! اعلیٰحضرت عظیم البرکت رضی اللہ عنہ کے ایک بیت ۔

وہی لا مکاں کے مکیں ہوئے سر عرش تخت نشیں ہوئے
وہ نبی ہے جس کے ہیں یہ مکاں وہ خدا ہے جس کا مکاں نہیں

بس حضرت، اس پر انہوں نے منطق و فلسفہ سے خدا کی توحید اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت بیان کرتے کرتے انکار کی کوئی گنجائش باقی نہ رہنے دی۔''

فقیر قادری

حضرت علامہ عبد الغفور ہزاروی ابن مولانا عبد الحمید ابن مولانا محمد عالم ۹ ر ذوالحجہ ، دسمبر (۱۳۲۸ھ/۱۹۱۰ء) بروز جمعہ ہری پور کے قریب گاؤں چنبہ پنڈ میں پیدا ہوئے۔ کافیہ تک کتابیں والد ماجد سے پڑھیں، بقیہ فنون میں سے زیادہ تر کتابیں استاد الاساتذہ مولانا احمد دین (بجوئی، کیمبل پور) سے پڑھیں۔ استاذ العلماء مولانا محب النبی، بحر العلوم مولانا یار محمد بندیالوی، استاذ شہیر مولانا قطب الدین غورغشتوی، مولانا میاں عبد الحق غورغشتوی اور علامہ مشتاق احمد کانپوری سے بھی درس لیا، دورۂ حدیث کے لئے حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دار العلوم منظر اسلام سے سند فراغت حاصل کی۔

فارغ ہونے کے بعد کچھ عرصہ بجار ضلع لائلپور اور تین سال تک مدرسہ خدام الصوفیہ گجرات میں پڑھاتے رہے۔ ۱۹۳۵ء میں وزیر آباد ریلوے اسٹیشن کے قریب ایک جامع مسجد میں تشریف لائے اور جامعہ نظامیہ کی بنیاد رکھی، یہیں آپ نے دورۂ قرآن پڑھانے کی ابتداء کی جسے تا حیات بڑی دھوم دھام سے جاری رکھا۔ بڑے بڑے فضلاء اس دورۂ قرآن میں شریک ہوئے۔

زمانۂ تعلیم میں آپ حضرت شیخ الاسلام خواجہ پیر مہر علی شاہ گولڑوی قدس اللہ سرہٗ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور پوری زندگی عرس کی محفلِ خاص میں خطاب فرماتے رہے، آپ نے ہر دینی اور ملی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، ۱۹۴۶ء میں سنی کانفرنس بنارس میں شریک ہوئے اور پاکستان ایسی نظریاتی اسلامی مملکت کے حق میں پر زور تقریر کی، تحریک پاکستان، ختم نبوت اور تحریک جمہوریت میں آپ کی مساعی ناقابل فراموش ہیں، ۱۹۶۸ء میں آپ جمعیت علماء پاکستان کے صدر منتخب ہوئے اور نہایت سرگرمی سے کام کرتے رہے۔

حضرت علامہ عبدالغفور ہزاروی قدس اللہ سرہٗ گاہے گاہے شعر کی صورت میں اپنے جذبات کا اظہار فرماتے تھے، ان کے کلام میں بلا کا سوز تھا، چشتی تخلص کرتے تھے گولڑی شریف، حضرت پیر سے شاہ غازی اور حضرت میاں محمد بخش قدس اللہ سرہما کے مزار پر حاضری کے وقت کہے ہوئے بعض اشعار ملاحظہ ہوں۔

بروئے مہر درخشانم تو باشی — بفقر سرو فخر امانم تو باشی
زخوف رہزناں ایمن نشینم — متاع دین و ایمانم تو باشی
شوم آزاد از فکر طبیباں — طبیب درد و درمانم تو باشی
زظلمت ہائے مرقد من نہ ترسم

کہ با من مہر تا بانم تو باشی

علامہ ہزاروی علوم وفنون کے ماہر ہونے کے ساتھ ساتھ جادو بیان مقرر بھی تھے۔ تصوف کے پیچیدہ مسائل کو آسان ترین لفظوں میں بیان کر دینا ان کے قادر الکلام ہونے کا بین ثبوت تھا، جہاں مجلسِ وعظ میں سامعین ان کی خوش بیانی پر جھوم جھوم کر داد دیتے تھے وہاں سیاسی اسٹیج پر ایسی تقریر کرتے کہ بڑے بڑے سیاستدان انگشت بدنداں رہ جاتے، ۹ر اکتوبر (۱۳۹۰ھ/ ۱۹۷۰ء) کو وزیر آباد جی ٹی روڈ پر ٹرک کے حادثے میں جام شہادت نوش کیا۔ ۱۱۳

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حضور مفتی اعظم سیدی مصطفیٰ رضا خاں قادری علیہ الرحمہ
کے عصا کا عکس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حکیم الامت مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی قدس اللہ سرہٗ

قطب مدینہ:

''سادہ لباس، منکسر مزاج، سراپا اخلاص واخلاق کے
مالک تھے۔ دین کی خوب خدمت کی۔''

فقیر قادری

شیخ التفسیر حضرت مولانا مفتی احمد یار خان ابن مولانا محمد یار خان بدایونی (قدس اللہ سرہما) ۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء میں محلہ قلعہ کھیڑہ اوجھیانی (ضلع بدایون) کے دیندار گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد فارسی درسیات پر عبور رکھتے تھے، انہوں نے جامع مسجد میں ایک مکتب جاری کیا تھا جس میں طلباء کو تعلیم دیتے تھے، حضرت شاہ علی حسین اشرفی میاں کچھوچھوی قدس اللہ سرہٗ کے مرید تھے۔

مولانا مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی، پھر مدرسہ شمس العلوم، بدایوں میں داخل ہو کر تین سال تک (۱۹۱۶ء تا ۱۹۱۹ء) مولانا قدیر بخش بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر اساتذہ سے اکتساب فیض کیا، اسی زمانے میں بریلی شریف جا کر حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی قدس اللہ سرہٗ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ ابتدائی کتب محنت و جانفشانی سے پڑھیں، امتحان میں سب سے زیادہ نمبر حاصل کئے، مولانا حافظ بخش بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (ممتحن)

نے خاص طور پر ان کی تعریف کی اور انہیں انعام کا مستحق قرار دیا، ماہنامہ شمس العلوم، بدایوں میں یہ کیفیت شائع ہوئی۔

مدرسہ شمس العلوم، بدایوں کے بعد مدرسہ اسلامیہ، مینڈھو (ضلع علی گڑھ) میں داخل ہوئے اور کچھ عرصہ پڑھا، چونکہ اس مدرسہ کا تعلق دارالعلوم دیوبند سے تھا اس لئے وہاں سے تعلیم ترک کر کے مرادآباد چلے گئے، اس واقعہ کا ذکر مفتی صاحب نے اپنے مجموعۂ کلام دیوان سالک کے ایک حاشیہ میں بھی کیا ہے۔

جامعہ نعیمیہ، مرادآباد میں داخل ہوئے، حضرت صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی قدس اللہ سرہٗ کی مردم شناس نگاہوں نے جوہر قابل کو پہچان لیا اور خود پڑھانا شروع کیا، پھر بے پناہ مصروفیات کی بنا پر حضرت مولانا علامہ مشتاق احمد کانپوری ابن استاذ زمن مولانا احمد حسن کانپوری قدس اللہ سرہٗ کو مرادآباد بلا کر مفتی صاحب کی تعلیم ان کے سپرد کر دی۔ ایک سال بعد مولانا احمد حسن کانپوری میرٹھ تشریف لے گئے، مفتی صاحب بھی استاذ گرامی کے ساتھ رہے اور ۱۳۴۳ھ/۱۹۲۵ء میں درس نظامی سے فراغت حاصل کر لی، اس وقت آپ کی عمر بیس سال تھی۔

حضرت مفتی صاحب قدس اللہ سرہٗ نے تکمیل کے بعد عملی زندگی کا آغاز جامعہ نعیمیہ، مرادآباد سے کیا جہاں تدریس کے علاوہ فتویٰ نویسی کا کام بھی کرتے رہے۔ بعد ازاں مدرسہ مسکینیہ دھوراجی، کاٹھیاوار میں نو سال تک تدریس اور خطابت کے فرائض انجام دیتے رہے، اس کے بعد ایک سال جامعہ نعیمیہ، مرادآباد اور تقریباً تین سال کچھوچھہ شریف رہے، پھر مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا سید ابوالبرکات قدس اللہ سرہ العزیز کے بلانے پر پاکستان تشریف لائے اور بارہ تیرہ برس دارالعلوم خدام الصوفیہ، گجرات اور دس برس دارالعلوم خدام الرسول میں فرائض تدریس انجام دیتے رہے،

وصال سے چھ برس قبل جامعہ غوثیہ نعیمیہ میں تصنیف، افتاء اور تدریس کا کام جاری رکھا۔

حضرت مفتی صاحب اگرچہ درس و تدریس اور تبلیغ کے میدان کے آدمی تھے تاہم مختلف مواقع پر ملی اور سیاسی تحریکوں میں خدمات انجام دیتے رہے۔ تحریک پاکستان کے سلسلے میں صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی نے قرارداد پاکستان کی تائید کے لئے جو کوششیں کیں، مفتی صاحب ان میں شریک رہے۔ ۱۳۶۵ھ/۱۹۴۶ء میں نظریہ پاکستان کی تائید کے لئے بنارس میں آل انڈیا سنی کانفرنس منعقد ہوئی تو مفتی صاحب پنجاب کے علماء و مشائخ کے عظیم وفد میں شامل تھے۔

حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نہایت خوش اخلاق اور خندہ رو شخصیت تھے، سلام کہنے میں پہل کرتے، معمولات اور وقت کے اتنے پابند تھے کہ جب آپ جمعہ کے روز منبر پر بیٹھتے تو لوگ اپنی گھڑیوں کا ٹائم ٹھیک کر لیتے تھے، پانچ دفعہ حج و زیارت سے مشرف ہوئے، ہر وقت درود شریف پڑھتے رہتے تھے۔ حضرت مفتی صاحب نے تقریباً ۳۶ سال کا عرصہ خدمت دین میں صرف کیا، سیکڑوں علماء کو فیض یاب فرمانے کے ساتھ ساتھ تصانیف کا معتد بہ ذخیرہ یادگار چھوڑا، جس سے مسلک اہل سنت و جماعت کو نہایت تقویت ملی۔

حکیم الامت حضرت مولانا مفتی احمد یار خاں نعیمی قدس اللہ سرہٗ کا وصال ۳ رمضان/۲۴ اکتوبر (۱۳۹۱ھ/۱۹۷۱ء) کو ہوا، نماز جنازہ مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا ابو البرکات سید احمد ﷫ نے پڑھائی۔ مفتی صاحب کی آخری آرام گاہ گجرات (پنجاب) میں ہے۔ [۱۱۴]



مفتی احمد یار خان (مہتمم مدرسہ غوثیہ نعیمیہ)

گجرات ——— پاکستان

مخدومی محمد عارف صاحب رضوی زید مجدہم و مکارمکم السلام علیکم [illegible]

مجھے تعجب ہے آپ نے اپنی کتاب حصہ اولیٰ الشہاب کی تب سے آپ نے فرمایا مجھے ۱۱ - اپریل کو لکھنا

کہ آپ مجھ کو کتاب دوسرے روز بھیج دیں گا مگر آپ نے مجھے ۱۲ - اپریل کو لکھا ہے

اب میں حیران ہوں کہ محترم مجھے اب کیا [illegible] ہے بہتر ہوگا آپ کو لکھ دوں ہے

والسلام

احمد یار خاں

۱۶ محرم ۱۳۹۱ھ سہ شنبہ

17/3/71

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ العالی

قطب مدینہ:

"حضرت مفتی مظہر اللہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولاد میں سے پروفیسر محمد مسعود احمد بڑے کام کے آدمی نکلے ہیں۔ اس وقت ضرورت کے مطابق دین کی خوب خدمت کر رہے ہیں۔"

اتباع سنت:

مدینہ طیبہ کی حاضری کے موقع پر آپ کا قیام فقیر قادری کے ہاں ہوتا۔ تین دن کے بعد فرماتے:

"تین دن ہو گئے اب ہم مہمان نہیں، ہمارا کہیں اور انتظام کر دیا جائے۔"

فقیر عرض کرتا، آپ مہمان نہیں بلکہ میزبان ہیں۔ آپ اپنے گھر پر ہی قیام فرما رہیں تو درخواست کو شرف قبولیت عنایت فرماتے۔ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب کو مدینہ طیبہ کی بار بار حاضری نصیب فرمائے اور فقیر کو آپ کی خدمت کا شرف نصیب ہوتا رہے۔ آمین

پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد مجددی کا شمار ان فضلاء میں ہوتا ہے جو اپنی قابل قدر تصانیف اور اپنے دینی و علمی کارناموں کی وجہ سے دور دور تک شہرت رکھتے ہیں۔ ان کے قدردان اور ان کے معتقدین ہندوستان اور پاکستان ہی میں نہیں مشرق وسطیٰ کے ممالک میں بھی پائے جاتے ہیں۔ جہاں مختلف موضوعات پر ان کی تصانیف شوق اور توجہ سے پڑھی جاتی ہیں۔ ان کی تصانیف کی تعداد سو سے زائد ہے جن میں چالیس کتابوں کے ترجمے دوسری زبانوں میں شائع ہو کر مختلف ملکوں میں پھیل گئے ہیں۔ ان کے بزرگوں میں مولانا

مسعود شاہ (متوفی ۱۳۰۹ھ) نے مسجد فتحپوری دہلی میں ایک دینی مدرسہ اور دارالافتاء قائم کیا اور یہاں مسند رشد و ہدایت بچھائی۔ وہ پینتیس سال تک درس و تدریس میں معروف اور مسند تبلیغ و ارشاد پر فائز رہے۔ تیرہ کتابیں ان کی تصانیف سے محفوظ ہیں۔

ڈاکٹر محمد مسعود احمد کے والد مفتی اعظم مولانا شاہ محمد مظہر اللہ (۱۳۰۳ھ۔۱۳۸۶ھ / ۱۸۸۶ء۔۱۹۶۶ء) پاک و ہند کے متبحر عالم، مقتدر مصنف اور سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے مشہور بزرگ تھے، جن کے دست حق پرست پر ہزاروں نے بیعت کی اور ان سے روحانی فیوض حاصل کئے۔ مسجد فتح پوری کی شاہی امامت و خطابت پر آپ تقریباً ستر (۷۰) سال فائز رہے۔ ان کی تصانیف میں پندرہ کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ جن میں دو کتابیں علم ہیئت و توقیت کے فن پر ہیں۔ جن کے جاننے والے علماء اب ہندو پاک میں خال خال ہیں۔

ڈاکٹر صاحب کی پیدائش دہلی میں ۱۹۳۰ء میں ہوئی، اٹھارہ سال تک ان کی تعلیم و تربیت ان کے والد ماجد کی نگرانی میں ہوئی۔ اس عرصے میں وہ اپنے جد امجد کے قائم کردہ مدرسہ عالیہ مسجد فتحپوری میں وہاں کے اساتذہ سے مروجہ علوم عربیہ و فارسیہ کی تحصیل کرتے رہے اور ساتھ ہی ساتھ اپنے والد ماجد حضرت مفتی محمد مظہر اللہ صاحب سے علمی و روحانی فیوض حاصل کرتے رہے۔

آپ نے اورینٹل کالج دہلی، ادارہ شرقیہ دہلی میں بھی تعلیم حاصل کی اور مشرقی پنجاب یونیورسٹی شملہ سے بھی آپ کا تعلق رہا جہاں سے آپ نے فاضل فارسی کے امتحان میں کامیابی حاصل کی۔ ۱۹۴۸ء میں آپ حیدرآباد سندھ منتقل ہو گئے اور اعلیٰ تعلیم کی تکمیل پاکستان میں کی۔ آپ نے ۱۹۵۱ء میں پنجاب یونیورسٹی سے میٹرک، ۱۹۵۶ء میں بی اے اور ۱۹۵۸ء میں سندھ یونیورسٹی سے ایم اے کیا۔ ۱۹۷۱ء میں سندھ یونیورسٹی حیدرآباد ہی سے آپ نے اردو میں قرآنی تراجم و تفاسیر پر بہت معلوماتی مقالہ لکھ کر پی ایچ ڈی کی سند حاصل کی۔

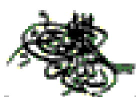
آپ کے اساتذہ میں مختلف علماء کرام اور یونیورسٹی کے متعدد پروفیسروں کے نام ملتے ہیں۔ جن میں ان کے والد محترم کے علاوہ سب سے اہم شخصیت پروفیسر ڈاکٹر غلام

مصطفیٰ خاں کی ہے۔ جو اپنے علم و فضل کی وجہ سے اس برِ اعظم میں استاذ الاساتذہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب نے اپنا مقالہ علمیہ آپ ہی کی نگرانی میں مرتب کیا ہے۔ یہ مقالہ ابھی تک میں نے نہیں دیکھا لیکن اس کے متعلق پروفیسر صاحب کی رائے میری نظر سے گزری ہے۔ وہ تحریر فرماتے ہیں:

> "میری پوری مدت ملازمت میں وہ میرے سب سے بہتر شاگرد رہے ہیں۔ میں ان پر بجا طور پر فخر کر سکتا ہوں۔ ان جیسے باوقار، باکردار اور باصلاحیت طلباء موجودہ حالات میں خال خال ہی نظر آتے ہیں۔ وہ ان محققین میں سے ہیں جن پر فضلاء اعتماد کر سکتے ہیں اور جن پر کسی یونیورسٹی کو فخر ہو سکتا ہے۔"

ان ہی کے بارے میں آپ یادگار خطوط (کراچی ۱۹۹۸ء) میں تحریر فرماتے ہیں:

> "میرے عزیز فاضل شاگرد اور مشہور مصنف ہیں۔ بہت کتابیں لکھی ہیں۔ مجھ سے بہت تعلق رکھتے ہیں۔ کئی کالجوں میں پرنسپل رہ چکے ہیں اور غالباً ڈپٹی (ایڈیشنل) سیکریٹری محکمہ تعلیم کی حیثیت سے فارغ ہوئے ہیں۔" ۱۱۵



Professor
Dr. Muhammad Masood Ahmed
M. A.; Ph. D.

4/17-C, First Floor,
P.E.C.H. Society, Karachi. 75400
(Sindh Pak.) Ph: 4558468

[illegible]

[illegible]

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ — نوازش نامہ باعث مسرت ہوا، [illegible]

[illegible]

درود شریف کا زبان پر جاری ہونا بڑی سعادت کی بات ہے،

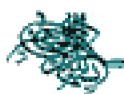
[illegible]

مکتوب بنام فقیر قادری عفی عنہ

[illegible]

آپ بالکل فکر نہ کریں ۔ فقیر آپ کا دعاگو ہے ۔ میاں نبیل صاحب کو بہت پیار [illegible]
اور [illegible] سلامت رکھے ۔ آمین! ——— بابو صاحب: فقیر کا بیٹے اور آپ
کا بھائی کے لیے دعا [illegible] ہیں، شکریہ ادا کریں اور [illegible] ہے ۔ خدا کرے وہ ان کی
دعا قبول ہو اور [illegible] کی سعادت حاصل کریں ۔ آمین!
[illegible] کے لیے [illegible] ہے ۔ [illegible]
——— جب [illegible] بیماری کا فرق [illegible] ہے ———
تاکہ فقیر نے [illegible] حضور داتا [illegible] کی تصنیف
[illegible] ——— فقیر [illegible] دعا کی اور [illegible]
[illegible] ——— لطف آ گیا
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] ——— [illegible]
[illegible] ——— [illegible]
[illegible] ——— [illegible]
جو حضور داتا [illegible]
[illegible] ——— [illegible] کی تصنیف
[illegible] ——— [illegible] بعد فرصت
بہت [illegible] میں مصروف رہا ۔
[illegible] ادا کرتا ہوں ۔ اجازت دیں ۔ فقیر کو دعا کریں

[illegible]



محمد مسعود احمد

۲/۱۴-سی،
پی ای سی ایچ سوسائٹی، کراچی (سندھ)
پوسٹ کوڈ نمبر ۷۵۴۰۰

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الا لا ایمان لمن لا محبۃ لہ

تاریخ [illegible]

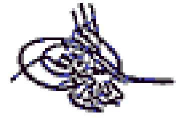
عزیز گرامی زید لطفکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ [illegible]
تصنیف [illegible] ہوا۔ [illegible] ملا۔ کرم فرمایا۔ بہت بہت شکریہ! فقیر
گزشتہ دنوں سفر پر تھا [illegible] اسلیے تاخیر ہوگئی۔ خیال
فرمائیں — [illegible] ہے۔ ناظم [illegible] —
[illegible] مفتی [illegible] نعیمی [illegible]
[illegible]
بہت [illegible]
[illegible]
[illegible] خدمت میں [illegible] —
[illegible]
[illegible] زندگی [illegible]
[illegible] نصیب — اللہ اکبر!

فون نمبر، کراچی۔ ۴۵۵۲۳۹۸ حیدرآباد سندھ ۰۲۲۱-۳۰۱۹۱ ۔ ٹیلیکس ۲۴۸۷۱ TARIQ PK فیکس ۲۴۱۲۵۴۴ HYAC PK

مکتوب بنام فقیر قادری عفی عنہ

[illegible]



پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
ایم۔ اے (گولڈ میڈلسٹ)
پی۔ ایچ۔ ڈی

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم
الا لا ایمان لمن لا محبۃ لہٗ

Prof. Dr. Muhammad Masood Ahmed
2/17-C, PECH Society, First Floor,
Karachi-75400., (Sindh - Pakistan).

[illegible] زید لطفہ
[illegible] زید مجدہ

۱۰/ شوال المکرم ۱۴۱۵ھ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ فقیر دیار حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا ہو کر بہ
چشم اشکبار [illegible] کو کراچی پہنچا۔ یہ جدائی تو ظاہری جدائی ہے جو تو دل
میں رکھتے ہیں [illegible] یہ قرآن کا اعلان ہے۔ محمد جیسے [illegible]
نوازتے ہیں — ان کے عشق کے بغیر زندگی زندگی نہیں ہے — ان کی یاد کے
بغیر دل دل نہیں — ان کی رضا کے بغیر زندگی زندگی نہیں —
مولیٰ تعالیٰ ان کی یاد میں مستغرق رکھے اور انہیں کے ذکر پر خاتمہ فرمائے
آمین۔

آپ نے اور عالی جناب نے جو عنایتیں کیں اس کا کس زبان سے
شکریہ ادا کروں — سب کا خلوص، سب کی محبت ناقابل فراموش ہے
مولیٰ تعالیٰ آپ کو صحت و عافیت کے ساتھ سلامت رکھے — آمین۔ [illegible]

مکتوب بنام فقیر قادری عفی عنہ

کی طرف سے اور بچوں کی جانب سے حضور والا کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ بچے یاد کرتے
ہیں۔ عزیزہ زینب کیلئے جو دعا کی تھی یاد ہے۔ حضور صاحبزادہ
سید وجاہت رسول قادری زید لطفہ (صاحبزادہ [illegible] السلام [illegible])
دو ہفتہ قبل حاضر ہوا تھا۔ بہت [illegible] فقیر نے ان کو [illegible] والف ثانی
پیش کرادی ہے اور [illegible] کے لیے بھیجا ہے۔ ان شاء اللہ [illegible]
کو پیش کریں گے۔ عزیزہ زینب کیلئے تسلیم [illegible] بھی ان کو
سپرد کی ہے۔ فقیر کی طرف سے زینب کو پیار اور دعا اور امانت
ان کو پہنچا دیں۔ آپ نے اپنا بیٹا بہت پیار اور [illegible]
ان کا بچہ تھا بہت چھوٹا تھا [illegible] اللہ تعالیٰ ان کو دراز حیات
عطا فرمائے اور عالم و فاضل اور اچھا انسان بنائے۔ آمین
فقیر کو دعاؤں میں یاد رکھیں۔ آپ کی [illegible]۔ [illegible]
اب مصروف ہوں کہ [illegible] کی فرصت نہ ملی۔ [illegible]
پیش [illegible] اور [illegible] کیلئے [illegible]۔
[illegible] اور [illegible] سلسلہ [illegible] ہیں۔ اپنی خیریت
سے مطلع [illegible] تاکہ اطمینان رہے۔ [illegible] السلام

[illegible]

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد



حوالہ نمبر ______ تاریخ ۱۱ رجمادی الثانی ۱۴۲۶ھ

الحمد للہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ لقد جاءت رسل ربنا بالحق وجعل خاتم النبوۃ والرسالۃ بالصدق وارشدنا علم التوحید والعرفان وشرف الصدیقین بالصدق والایقان والصلوۃ والسلام علی بدر الدجی نور الھدی صاحب اسرار قاب قوسین او ادنی وعلی آلہ وازواجہ واصحابہ المجتبین والمقتدین ـــ اما بعد احقر العباد محمد مسعود احمد عفی عنہ بن مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ علیہ الرحمۃ (خطیب و امام شاہی مسجد جامع فتحپوری دہلی) عرض گزار ہے کہ محبی و مخلصی شیخ محمد عارف قادری ضیائی مدنی بن قمر الدین دام ظلہم عرصہ دراز سے فقیر سے قلبی اور روحانی تعلق رکھتے ہیں۔ موصوف ہی نے فقیر کو امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان پر تحقیق کے لئے سب سے پہلے متوجہ کیا اور دیار حبیب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری کے دوران دل و جان سے فقیر کی خدمت کی۔ موصوف نے بڑے تحمل و بردباری اور استقامت کے ساتھ شدائد و مصائب برداشت کئے لیکن متزلزل نہ ہوئے۔ وہ صاحب استقامت ہیں۔ ان کی زندگی حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانثاروں اور حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فدا کاروں کے لئے مثالی نمونہ ہے۔ وہ علمائے عظام اور فقرائے کرام رحمھم اللہ تعالیٰ کے فیض یافتہ اور تربیت یافتہ ہیں ـــ فقیر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ مظہریہ میں محب و محترم اخی الکریم شیخ محمد عارف قادری ضیائی مدنی دام ظلہم کو اجازت دیتا ہے۔ نیز عملیات و اوراد مسعودیہ و مظہریہ، حصن حصین شریف، دلائل الخیرات شریف کی اجازت دیتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ مولائے کریم شیخ ممدوح کو دارین میں بلندیاں عطا فرمائے۔ ان کا فیض جاری و ساری رہے اور ان کی آرزو پوری فرمائے۔ آمین اللھم آمین۔ بجاہ سید المرسلین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وازواجہ واصحابہ وسلم۔

احقر محمد مسعود احمد عفی عنہ

۱۱ رجمادی الثانی ۱۴۲۶ھ

۱۸ رجولائی ۲۰۰۵ء

کراچی (سندھ)

اسلامی جمہوریہ پاکستان

سند اجازت برائے فقیر قادری عفی عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت علامہ قاری محمد مصلح الدین قادری قدس اللہ سرہٗ

قطب مدینہ:

''بکھرے ہوئے ذہنوں کو خوب قابو کرنا جانتے ہیں۔''

فقیر قادری

بھورخہ ۱۱ / ﷺ ۱۳۳۶ھ بمطابق ۱۹۱۷ء بروز پیر بوقت صبح صادق بمقام قندھار شریف ضلع ناندیڑ ریاست حیدرآباد دکن میں پیدائش ہوئی۔ آپ کے والد ماجد کا نام مولانا غلام جیلانی ہے جو بڑے عالم اور صوفی باصفا تھے ان کی تمام عمر خطابت وامامت میں بسر ہوئی۔ آپ کے حافظ ملت مولانا عبدالعزیز مبارک پوری سے بڑے اچھے اور گہرے تعلقات تھے آپ کا مزار شریف قبرستان میوہ شاہ کراچی میں ہے۔ رحمتہ اللہ علیہما۔

آپ نے عمر ۱۲ سال ۱۳۵۰ھ میں اپنے والد ماجد سے قرآن مجید حفظ کیا۔ اور حافظ ملت مولانا عبدالعزیز مبارکپوری علیہ الرحمتہ نے تکمیل حفظِ قرآن کے موقع پر آپ کی دستار بندی فرمائی۔ ان دنوں حافظ ملت مولانا عبدالعزیز مبارکپوری علیہ الرحمتہ بمقام اجمیر شریف زیر تعلیم تھے۔ حضرت قاری مصلح الدین علیہ الرحمتہ نے اسکول میں ساتویں جماعت بھی پاس کر لی تھی۔ ازاں بعد، مزید دینی تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے قاری صاحب نے عمر ۱۷ سال ۱۳۵۴ھ بمطابق ۱۹۳۵ء میں دارالعلوم اشرفیہ۔ قصبہ مبارکپور ضلع اعظم گڑھ (یو۔پی) میں داخلہ لیا اور وہاں آٹھ سال تک زیر

تعلیم رہے۔

۱۹۴۳ء میں حافظ ملت مولانا عبدالعزیز مبارکپوری علیہ الرحمۃ مبارکپور سے جامعہ عربیہ ناگپور تشریف لے گئے تو حضرت قاری صاحب علیہ الرحمۃ بھی جامعہ عربیہ ناگپور میں منتقل ہو گئے۔ اسی جامعہ میں فارغ التحصیل ہوئے اور وہیں علامہ سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمۃ کی موجودگی میں آپ کی دستار بندی ہوئی۔ قاری صاحب کے اساتذہ میں حافظ ملت مولانا عبدالعزیز مبارکپوری، حضرت علامہ مولانا حامد رضا خان، مولانا امجد علی اعظمی، مولانا محمد سلیمان بھاگلپوری اور مولانا ثناء اللہ اعظم گڑھی علیہم الرحمۃ ہیں۔

علوم متداولہ کی تکمیل کے بعد آپ علوم باطنی کی تحصیل و تکمیل کی جانب متوجہ ہوئے اور آپ نے جامع الشریعہ والطریقہ حضرت مولانا امجد علی صاحب اعظمی علیہ الرحمۃ سے بیعت کی اور تھوڑے ہی عرصہ میں منزل تکمیل وکمال تک جا پہنچے۔ خلعت خلافت سے نواز کر اپنا خلیفہ بنالیا۔ اس کے علاوہ آپ کو مفتی اعظم ہند مولانا مصطفٰے رضا خان صاحب اور قطب مدینہ مولانا ضیاء الدین صاحب مدنی سے بھی خلافتیں عطاء ہوئیں۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم۔

تقسیم ملک وقیام پاکستان کے بعد آپ ہجرت کرکے ۱۹۴۹ء میں کراچی تشریف لائے۔ ابتداءً آپ کچھ عرصہ دارالعلوم امجدیہ آرام باغ گاڑی کھاتہ میں مقیم رہے۔ ۱۹۵۰ء میں آپ اخوند مسجد کھارادر میں پیش امام وخطیب مقرر ہوئے تو آپ اخوند مسجد میں آگئے جہاں آپ نے ۱۹ سال خدمات سرانجام دیں۔ اسی دوران تقریباً ڈیڑھ سال آپ نے مرکزی مسجد واہ کینٹ ضلع راولپنڈی میں فرائض امامت وخطابت سرانجام دیئے۔ ۱۹۶۹ء میں آپ میمن مسجد مصلح الدین گارڈن میں پیش امام وخطیب ہوئے۔ آپ نے ۱۹۵۳ء میں پہلا حج ادا فرمایا۔ جب آپ مدینہ طیبہ پہنچے تو حضرت

قطب مدینہ مولانا ضیاء الدین مدنی علیہ الرحمۃ، قاری صاحب کو ساتھ لے کر سرکار دو عالم ﷺ کے روضۂ اقدس واطہر پر حاضر ہوئے۔ حضرت قاری صاحب اپنی حیات مبارکہ میں بارہ مرتبہ زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے ہر مرتبہ آپ حج کو روانہ ہونے سے قبل حضرت امام الاولیاء سیدنا علی ہجویری داتا گنج بخش قدس اللہ سرہٗ کے مزار اقدس پر ضرور حاضر ہوتے تھے اور فرماتے کہ میرے حج کے لئے ویزا یہیں سے بنتا ہے۔ ۱۹۷۰ء میں سفر حج کے دوران آپ نے سرکار بغداد حضرت محبوب سبحانی محی الدین سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہٗ کے مزار پُر انوار پر حاضری دی۔

مورخہ ۱۷ / [illegible] ۱۴۰۳ھ بمطابق ۲۳ / مارچ ۱۹۸۳ء بروز بدھ بوقت ساڑھے چار بجے سہ پہر آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ مسجد سے ملحقہ کھوڑی گارڈن میں سپرد خاک کیا گیا۔ ۱۱۶



۷۸۶ عزیز مکرم جناب [illegible] صاحب

السلام علیکم [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فقیر [illegible]

[illegible]

خطیب [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مبلغ سنیت عارف حقانی پیر سید محمد معصوم شاہ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ
(بانی نوری کتب خانہ، دربار حضرت داتا گنج بخش قدس اللہ سرہٗ)

قطب مدینہ:

''بڑے متقی اور سنت مطہرہ کے پابند اور سنیت کی
اشاعت کے علمبردار تھے۔'' فقیر قادری

مخدوم اہل سنت مولانا سید محمد معصوم شاہ جیلانی ابن حضرت فضل شاہ (سجادہ نشین) چک سادہ شریف، ضلع گجرات، تقریباً ۱۳۱۶ھ/ ۱۸۹۸ء میں پیدا ہوئے۔ دینی تعلیم حضرت مولانا امام دین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حاصل کی، بعدہ لاہور میں حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پُر انوار پر حاضر ہو کر حضرت بابا فضل نور قادری نوشاہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دستِ حق پرست پر بیعت ہوئے اور خلافت سے نوازے گئے، حضور داتا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے آپ کو خاص عقیدت تھی۔ آپ نے اپنی زندگی کے اکثر اوقات مزار حضرت داتا صاحب پر گزارے۔ آخر ۱۹۵۰ء میں آپ کے قریب مستقل سکونت اختیار کر لی۔ حضرت شیخ الحدیث علامہ سردار احمد لائلپوری ہر ماہ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دربار میں حاضری کے لئے آتے تو حضرت پیر صاحب سے ضرور ملاقات کرتے اور سنی رضوی کتب خانہ کے لئے بہت سی کتابیں خرید کر لے جاتے۔

آپ کا عظیم الشان کارنامہ نوری کتب خانہ کا قیام ہے۔ اس کے

اہتمام سے اعلیٰحضرت مجدد ملت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کی اکثر کتابیں شائع کی گئی تھیں اور دیگر علمائے اہل سنت کی نایاب کتب کو حیات نو بخشی۔ آپ ہی کے مشورے پر حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی قدس اللہ سرہٗ نے قرآن مجید کا حاشیہ نور العرفان تحریر کیا جو امام احمد رضا بریلوی کے ترجمہ کے ساتھ متعدد بار شائع ہوا۔ حضرت مفتی صاحب نے مرآۃ شرح مشکوۃ بھی آپ ہی کے کہنے پر لکھی اور آپ کی کوششوں سے شائع ہوئی، نیز امیر معاویہ ﷺ پر ایک نظر حضرت مفتی صاحب سے اس غرض سے لکھوائی کہ بعض لوگوں میں، خاص طور پر بعض سادات میں حضرت امیر معاویہ ﷺ سے جو بغض پایا جاتا ہے وہ رفع ہو جائے۔

آپ نہایت متدین بزرگ تھے، تبلیغ دین زندگی کا نصب العین تھا۔ مسلک اہل حق اہل سنت وجماعت کی نصرت وحمایت اور ترویج کے لئے ہمیشہ کوشاں رہے، آپ نے اپنی زندگی میں تقریباً ایک سو مساجد تعمیر کرائیں جن میں لاہور کی حسین وجمیل نمونہ مسجد نبوی جامع مسجد نوری بالمقابل ریلوے اسٹیشن لاہور، آپ کی بے مثال یادگار ہے اور آپ کے عشق رسول کی شہادت دے رہی ہے۔ اس مسجد میں ایک مدرسہ اور ایک فری شفاء خانہ نوری قائم ہے۔ مرکزی مجلس رضا لاہور اسی مبارک ونورانی مسجد میں یوم رضا مناتی تھی اور مجلس رضا کا دفتر بھی اسی مسجد میں قائم تھا۔

آپ نے مختلف خانقاہوں میں رائج بدعات کا قلع قمع کیا اور ان مقامات پر درس وتدریس اور وعظ وتبلیغ کے مراکز قائم کئے، بہت سے سنی مدارس قائم کئے اور متعدد مدارس کی مالی امداد واعانت فرمائی، اسی جذبہ تبلیغ واشاعت دین کے تحت متعدد کتابیں تصنیف فرمائیں۔ آپ اپنے وقت کے عظیم شیخ طریقت تھے۔ پورے پاکستان میں آپ کے مریدین کا وسیع حلقہ ہے۔

۲۹ ربیع الثانی، ۸ اجنوری (۱۳۸۸ھ/۱۹۶۹ء) بروز شنبہ بوقت عشاء آپ نے رحلت فرمائی اور اپنے پیر طریقت کے پہلو میں چک سادہ میں محو خواب ابدی ہوئے۔ حضرت کی، ایک صاحبزادی اور دو صاحبزادے یادگار ہیں، بڑے صاحبزادے سید محمد حسین شاہ سجادہ نشین ہیں اور چھوٹے صاحبزادے سید محمد حسن شاہ لاہور میں نوری بکڈپو کے ذریعے خدمت مسلک انجام دے رہے ہیں۔ ے۱۱

ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ

نام مبارک (ﷺ) کب رکھا گیا

علامہ قسطلانی فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی پیدائش سے دو ہزار سال قبل یہ نام رکھا تھا جیسا کہ حضرت انس کی بیان کردہ حدیث میں ہے۔

کعب احبار نے ابن عساکر سے نقل کیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے بیٹے شیث علیہ السلام کو وصیت فرمائی۔

اے بیٹے! میرے بعد تو میرا خلیفہ ہے اس خلافت کو تقویٰ کے تاج اور محکم یقین کے ساتھ پکڑے رہنا، اور جب بھی تو اللہ کا ذکر کرے تو اس کے ساتھ محمد ﷺ کا بھی ذکر کرنا میں نے اس نام کو عرش کے ستونوں پر لکھا دیکھا پھر آسمانوں میں گھوما تو کوئی ایسی جگہ نہ پائی جہاں نام محمد ﷺ نہ لکھا ہو میرے رب نے مجھے جنت میں ٹھہرایا تو جنت کے ہر محل، ہر بالا خانے پر یہ نام لکھا دیکھا میں نے یہ نام حوران بہشتی کے سینوں پر، پردوں کے کناروں پر جنت کے درختوں کی ٹہنیوں پر، شجرہ طوبیٰ کے پتوں پر، سدرۃ المنتہیٰ کے ہر ورق پر اور فرشتوں کی آنکھوں میں لکھا پایا پس اس نام محمد ﷺ کا کثرت سے ذکر کرتا رہ کہ فرشتے ہر گھڑی اس نام کو یاد کرتے ہیں۔

(وسائل الوصول الی شمائل الرسول ﷺ۔ علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی)

یا ... [illegible] ... بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

... [illegible] ... حضرت ... خاتم المرسلین ... [illegible] ... سے ہر ایک بیعت ... [illegible]

... اور مسلک اہل سنت کی عقائد نہ چھوڑیں ... اور شریعت محمدیہ پر عمل کریں

[illegible] ... پر عمل کریں

[illegible] ... قرآن ... [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حضرت مخدوم اہلسنت کی تحریر کا عکس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیر طریقت حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ

قطب مدینہ :

''زبردست مناظر ہیں۔ قادیانی خبیث کا رد فرماتے
رہے۔ اور اس کے رد میں ایک کتاب بھی لکھی۔''

فقیر قادری

پیر طریقت حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی بن خواجہ محمد ضیاء الدین بن خواجہ محمد الدین بن شمس العارفین خواجہ شمس الدین رحمہم اللہ تعالیٰ ۱۵ ربیع الاول ۱۳۲۴ھ، ۱۷ رجولائی ۱۹۰۶ء میں سیال شریف ضلع سرگودھا کے مقام پر پیدا ہوئے۔ اسی سال مسلم لیگ کی عملاً تشکیل ہوئی۔ آپ کا تعلق ایک بہت بڑے علمی و روحانی گھرانے سے ہے۔ آپ کے اکابر رشد و ہدایت کے مراکز اور اہل باطل کے لیے ننگی تلوار تھے۔

حضرت خواجہ محمد ضیاء الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے رد مرزائیت میں شاندار خدمات سرانجام دیں اور ایک معرکتہ الآرا کتاب معیار المسیح مطبوعہ ۱۳۲۹ھ لکھی جو اپنی مثال آپ ہے۔

آپ نے بحر العلوم النقلیہ حضرت علامہ معین الدین اجمیری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے اکتساب فیض کیا۔ علامہ اجمیری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے مدرسہ ضیاء شمس الاسلام میں پڑھ کر ۱۳۴۵ھ میں سند فراغت و دستار فضیلت حاصل کی۔

آپ نے علماء حق کے ساتھ مل کر آزادی وطن کے لیے تن من دھن

کی بازی لگا دی۔ ۱۹۳۶ء میں بنارس کی آل انڈیا سنی کانفرنس میں شرکت کے بعد حصول آزادی کی منزل کو قریب تر لانے میں معروف ہو گئے۔

پاکستان بننے کے بعد آپ نے قائد اعظم کو لکھا کہ پاکستان میں فی الفور اسلامی قوانین نافذ ہونے چاہئیں۔ اس پر قائد اعظم نے جواب میں تحریر فرمایا:

''پاکستان کی تحریک میں مشائخ عظام کی خدمات بڑی عظیم اور قابل قدر ہیں۔ آپ اطمینان رکھیں۔ پاکستان میں قطعی طور پر اسلامی قانون ہی نافذ ہوگا۔''

جون ۱۹۷۰ء میں ٹوبہ ٹیک سنگھ (دارالسلام) ضلع فیصل آباد میں آل پاکستان سنی کانفرنس منعقد ہوئی جس میں آپ کو جمعیت علماء پاکستان کا صدر چنا گیا۔ ۱۷/رمضان ۱۴۰۱ھ/۲۰/جولائی ۱۹۸۱ء میں کار کے حادثہ میں شہید ہوئے۔ اور سیال شریف میں دفن ہوئے۔ [۱۱۸]

ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ

ایمان کا ایک بنیادی تقاضا

مواھب اللدنیہ میں علامہ قسطلانی فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ پر ایمان تب مکمل ہوتا ہے جب یہ عقیدہ ہو کہ اللہ ﷻ نے آپ ﷺ کے بدن مبارک کو اس طرح بے مثل و مثال بنایا ہے کہ نہ پہلے کوئی ایسا ہوا اور نہ بعد میں ہوگا۔ امام بوصیری نے کیا خوب کہا ہے۔

فھو الذی تم معناہ وصورتہ ثم اصطفاہ حبیباً باری النسم

منزہ عن شریک فی محاسنہ فجوھر الحسن فیہ غیر منقسم

(وسائل الوصول الی شمائل الرسول ﷺ۔ علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مخدوم اہل سنت مولانا سید زاہد علی قادری، فیصل آباد قدس اللہ سرہ

قطب مدینہ:

''بڑے صالح ومتقی اور بھولے بھالے سید ہیں۔''

فقیر قادری

حضرت مولانا علامہ ابو الفیض سید زاہد علی شاہ قادری رضوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ابن سید شاہد علی ۱۳۵۳ھ/۱۹۳۴ء میں پیلی بھیت (یوپی انڈیا) کے محلہ کھکرا میں سادات کے ایک علمی و روحانی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ کے جد امجد مولانا حافظ سید شوکت علی پیلی بھیت کی مشہور شخصیت تھے۔ مرکزی جامع مسجد کی خطابت وامامت کے علاوہ ایک دینی مدرسہ بھی قائم کیا ہوا تھا جہاں کثیر تعداد میں طلباء اکتساب فیض کرتے تھے۔

حضرت مولانا سید زاہد علی قادری نے اردو کی ابتدائی اور تجوید و قرأت کی تعلیم پیلی بھیت کی مرکزی جامع مسجد میں اپنے جد امجد مولانا حافظ سید شوکت علی، مولانا قاری عبدالحفیظ (خطیب شہری جامع پیلی بھیت) اور قاری نوشہ علی سے حاصل کی۔

۱۹۵۰ء میں ہجرت کر کے سکھر (پاکستان) تشریف لائے اور ۱۹۵۳ء میں جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد میں داخل ہوئے۔ فارسی اور صرف کی ابتدائی کتابیں مولانا سید منظور حسین شاہ سے پڑھیں، جبکہ اصول الشاشی حضرت مولانا عبدالقادر سے، شرح ملا جامی مولانا حافظ احسان الحق سے، مختصر المعانی اور حسامی حضرت مولانا مفتی مختار احمد سے، ہدایہ مولانا مفتی

محمد امین سے، مشکوۃ شریف، میر زاہد اور رسالہ قطبیہ حضرت مولانا مفتی نواب الدین سے، ہدیہ سعیدیہ و میبذی حضرت مولانا علامہ ولی النبی سے اور توضیح تلویح، سراجی، شرح عقائد اور دورۂ حدیث (کتب احادیث) حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پڑھ کر ۱۹۶۲ء میں سند فراغت و دستار فضیلت حاصل کی۔

پنجاب یونیورسٹی سے عربی کا پہلا امتحان (ادیب عربی) بھی پاس کیا۔ فراغت سے لے کر تادم زیست آپ جامع مسجد بغدادی گلبرگ فیصل آباد میں فرائض خطابت سرانجام دیتے رہے۔

تدریس کا آغاز جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد سے کیا۔ ایک سال بعد حضرت محدث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حکم سے جامع مسجد بغدادی میں ''دارالعلوم نوریہ رضویہ'' کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا جہاں آپ نے وقتاً فوقتاً درس نظامی کے تمام اسباق پڑھائے۔ اس وقت جامعہ ایک مرکزی حیثیت کا حامل ہے جہاں دس مدرسین اور ڈیڑھ سو طلباء درس نظامی، تجوید و قرأت اور حفظ قرآن کے شعبوں میں تعلیم و تعلم میں مصروف ہیں۔ دینی درس گاہ کے علاوہ آپ نے ایک پرائمری اسکول بھی قائم کیا جہاں قرب و جوار کے بچے اردو تعلیم حاصل کرتے ہیں۔

تبلیغ دین کے سلسلے میں آپ ملک کے تقریباً ہر حصے میں تشریف لے جاتے۔ کوئٹہ، کراچی اور پشاور تک آزاد کشمیر میں عباس پور، راولاکوٹ اور مظفر آباد میں آپ نے تبلیغی دورے کیے۔

تحریک ختم نبوت اور تحریک نظام مصطفے میں آپ نے بھرپور حصہ لیا۔ سیاسی طور پر آپ کا تعلق سواد اعظم کی نمائندہ جماعت جمعیت علماء پاکستان سے تھا۔ ۱۹۷۰ء کے انتخابات کے موقعہ پر آپ جمعیت علماء پاکستان فیصل آباد شہر کے صدر تھے۔ انتخابی سرگرمیوں کے سلسلے میں جگہ جگہ تقاریر کر کے

جمعیت کے منشور نظام مصطفےٰ کے نفاذ اور مقام مصطفےٰ (ﷺ) کے تحفظ سے عوام کو روشناس کرایا۔

آپ نے دینی و مذہبی کتب کی نشر و اشاعت کی خاطر مکتبہ نوریہ رضویہ قائم فرمایا۔ اس مکتبہ کے ذریعے ۱۹۲۸ء سے ۱۹۷۵ء تک اردو کتب کی طباعت ہوتی رہی اور اب ۱۹۷۵ء سے یہ مکتبہ نایاب عربی کتب کی طباعت کا اہتمام کر رہا ہے۔

الحمد للہ، حضرت مولانا سید زاہد علی کی شبانہ روز محنت سے بہت سی نایاب عربی کتب چھپنے سے اہل علم حضرات کے لیے اچھا خاصا علمی ذخیرہ مہیا ہو چکا ہے۔

آپ نے حضرت محدث اعظم مولانا محمد سردار احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ پھر ۱۹۶۱ء میں کسی دینی کام سے بریلی شریف حاضری ہوئی تو حضرت محدث اعظم کے حکم پر موقع کو غنیمت جانتے ہوئے شہزادۂ اعلیٰ حضرت، حضرت مفتی اعظم ہند دامت برکاتہم العالیہ سے نسبت روحانی حاصل کی۔ حضرت مفتی اعظم نے آپ کو تمام وظائف، اوراد و اعمال اعلیٰ حضرت و سلسلہ قادریہ کی اجازت و سند خلافت بھی عطاء فرمائی۔

الحمد للہ، آپ نے چار مرتبہ حج بیت اللہ شریف اور روضۂ رسول خدا علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔

فروری ۱۹۷۸ء میں آپ جامعہ امجدیہ کراچی کی دعوت پر امام اہل سنت الشاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عرس مبارک میں شمولیت کی خاطر کراچی تشریف لے گئے، وہاں پہنچتے ہی دل کا دورہ پڑا اور آپ نے جان جانِ آفریں کے سپرد کی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطاء فرمائے۔ آمین ۱۱۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحاج مولانا ابو داؤد محمد صادق، مدظلہ گوجرانوالہ

قطب مدینہ:

"بڑے تقویٰ والا بزرگ ہے۔"

فقیر قادری

عالم باعمل، حق گو مبلغ الحاج مولانا ابوداؤد محمد صادق بن جناب شاہ محمد مرحوم ۱۳۵۰ھ / ۱۹۳۱ء میں کوٹلی لوہاراں (مشرقی) ضلع سیالکوٹ میں اعوان خاندان کے ایک باعظمت گھرانے میں پیدا ہوئے۔

قرآن مجید (ناظرہ) اور پرائمری تک اردو تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ نے علوم عربیہ کے منتخب نصاب درس نظامی کی کتب جامعہ رضویہ مظہر اسلام بریلی شریف، مدرسہ نقشبندیہ علی پور شریف اور جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد میں پڑھیں اور ۱۵ شعبان ۱۳۶۹ھ کو سند فراغت حاصل کی۔

آپ کے اساتذہ میں فقیہ اعظم مولانا محمد شریف کوٹلوی علیہ الرحمہ (م ۱۵ رجنوری ۱۹۵۱ء) مولانا حاجی عبدالغنی صاحب خطیب کوٹلی لوہاراں (مشرقی) قاری یوسف علی بریلوی علیہ الرحمۃ، مولانا محمد آل حسن سنبھلی، مولانا محمد عبدالرشید جھنگوی اور محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ کے اسماء گرامی شامل ہیں۔

فراغت کے بعد آپ نے جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد سے تدریسی زندگی کا آغاز فرمایا۔ تدریس کے ساتھ ساتھ آپ جامع مسجد ٹانک پورہ فیصل آباد میں جمعہ کا خطبہ بھی ارشاد فرماتے رہے۔ ایک سال بعد گوجرانوالہ تشریف لائے۔ اس وقت سے اب تک زینت المساجد (جامع مسجد اہل سنت و جماعت) میں بڑی استقامت کے ساتھ خطابت کے فرائض ادا فرمارہے ہیں۔ ۱۳ شعبان ۱۳۷۲ھ میں آپ نے جامعہ حنفیہ رضویہ سراج

العلوم کے نام سے ایک دینی ادارہ بھی قائم فرمایا، جہاں دیگر مدرسین کے علاوہ آپ خود بھی تدریس فرماتے ہیں۔ گوجرانوالہ میں اپنی نوعیت کا یہ مثالی ادارہ ہے۔

آپ نے گوجرانوالہ ہی میں تبلیغ واشاعت دین کے سلسلے میں جماعت رضائے مصطفےٰ قائم کی اور ماہنامہ ''رضائے مصطفےٰ'' کا اجرا فرمایا، جو ہر دور میں کلمۂ حق بلند کرنے اور اہل باطل کی فتنہ انگیزیوں کا مسکت جواب دینے میں اپنا انفرادی مقام رکھتا ہے۔

آپ تحفظ ختم نبوت کے لئے ہر دو تحریکوں (۱۹۵۳ء/۱۹۷۴ء) میں میدان عمل میں آئے۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں آپ تین ماہ تک گوجرانوالہ اور ملتان میں پابند سلاسل رہے۔

۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں آپ مجلس عمل تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ کے متفقہ صدر چنے گئے۔ اصلاح معاشرہ ودرستگی عقائد کی خاطر آپ کی سعی پیہم ایک قابل تقلید مثال ہے۔

تحریک پاکستان کے موقعہ پر آپ نظریہ پاکستان سے گہری دلچسپی ووابستگی رکھتے ہوئے مسلم لیگ کے جلسوں اور جلوسوں میں شمولیت فرماتے رہے اور اب نظام مصطفےٰ کے نفاذ اور مقام مصطفےٰ کے تحفظ کی خاطر سواد اعظم کی نمائندہ جماعت، جمعیت علماء پاکستان سے وابستہ ہیں اور قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی کی قیادت میں جمعیت کے منشور کے مطابق ملک پاکستان کو صحیح معنی میں اسلامی قلعہ بنانے میں بھرپور سعی کر رہے ہیں۔ آپ جمعیت علماء پاکستان گوجرانوالہ کے سرپرست ہیں۔ ۱۹۷۰ء میں آپ نے جمعیت کے ٹکٹ پر قومی اسمبلی کا الیکشن لڑا اور اٹھارہ ہزار ووٹ حاصل کیے۔

آپ محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد سردار احمد قدس اللہ سرہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور تاج خلافت سے بھی مشرف ہوئے۔

آپ کے مریدین کی خاصی بڑی تعداد ہے، ایسے ہی معتقدین نے تحصیل شکر گڑھ میں ایک گاؤں کا نام صادق آباد آپ کے نام کی نسبت سے رکھا اور وہاں کی خوبصورت مسجد کے دروازہ پر بھی نام کی نسبت کا اظہار ہوتا ہے۔[۱۴۰]

ابوداؤد **محمد صادق**

خطیب زینت المساجد

امیر جماعت رضائے مصطفےٰ دار السلام گوجرانوالہ

محترم مولانا — زید مجدہم

السلام علیکم — مزاج شریف بعافیت — میرا خیال تھا — کہ آپ دوسرے جلسے میں پہنچ چکے ہوں گے — مگر نیازی صاحب سے معلوم ہوا — کہ آپ ابھی یہاں ہیں اور اب جمعہ [illegible] زیارت کے لئے تشریف لے جا رہے ہیں — مولانا نورانی صاحب کی خدمت اسلئے کہ دعاؤں میں یاد فرمائیں گے —

جن تصویروں کے متعلق فقیر نے عرض کیا تھا — ان کے متعلق معلوم نہیں ہو سکا کہ آپ نے کیا کیا — اس لئے اس سلسلہ میں مطلع فرما دیں — اور آئندہ کے متعلق احتیاط کرنی چاہیئے۔ یوں تو اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ نے کتاب الحظر والاباحۃ فتاویٰ رضویہ میں ایک رسالہ تحریر فرمایا ہے — اگر دستیاب ہو سکے تو کیا اس کی طباعت کا کوئی انتظام ہو سکتا ہے —

ابوداؤد محمد صادق غفرلہ

فقیر قادری کے نام مکتوب

۸۶
۹۳

عزیز الکرام لطیف اللہ صاحب زید محبتہ

السلام علیکم — مزاج گرامی —

فقیر نے آپ کا مضمون رد تصاویر کے متعلق ارسال
کی تھی — کہ انہیں درست کر کے مجھے جلد اطلاع دیں
مگر کئی روز انتظار کرنے کے باوجود آپ کی
کوئی اطلاع نہیں آئی — بہت تعجب و افسوس
ہے — اس وجہ سے یہ حسب طلب — خط ملتے ہی فوراً
جلد اطلاع دیجئے کہ ان تصاویر کا کیا بنا ہے
اور سب تصویریں درست کر دی ہیں یا کچھ
باقی بھی رکھی ہیں — مفصل جواب کا شکریہ
انتظار رہے گا — ابو داؤد محمد صادق غفرلہ زینت المساجد

فقیر قادری کے نام مکتوب

পোস্ট কার্ড

پوسٹ کارڈ

POST CARD



নাম نام [illegible] محمد عارف صاحب رضوی

ঠিকানা پتہ [illegible] سٹریٹ ۲۶

[illegible]

ডাকঘর ڈاکخانہ

জেলা ضلع لاہور

منجانب .... হইতে

پتہ .... ঠিকানা

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقرر جادو بیان مولانا الحاج محمد شریف نوری قصوری رحمۃ اللہ علیہ

قطب مدینہ :

''مولانا نور اللہ صاحب کے شاگردوں میں انہیں اللہ تعالیٰ نے بہت عظمت عطا فرمائی ہے۔ ان کی محبت حبیب (ﷺ) اور خوش الحانی و سوز وگداز نے مذہب وملت کی خوب خدمت کی۔ یہ فقیر بھی انہی کا شاگرد ہے نعت تو اچھی پڑھتا ہے۔''

فقیر قادری

خطیب پاکستان مولانا الحاج محمد شریف نوری (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ابن مولانا محمد دین مدظلہ العالی۔ ۱۳۵۳ھ/۱۹۳۵ء میں بمقام چکوڑی (ضلع گجرات) میں پیدا ہوئے کنجاہ (گجرات) میں میٹرک کا امتحان پاس کیا، اس کے بعد پاکستان کی عظیم دینی درس گاہ دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور (ضلع ساہیوال) میں تمام متداولہ کتب کی تحصیل وتکمیل کر کے فقیہ عصر مولانا ابو الخیر محمد نور اللہ نعیمی رحمۃ اللہ علیہ سے درس حدیث لیا اور ۱۳۷۳ھ/۱۹۵۳ء میں فراغت حاصل کی، اسی سال قصور میں خطیب مقرر ہوئے اور ۱۳۸۱ھ تک کمال خوبی سے فرائض خطابت انجام دیئے یہیں سے ان کی شہرت دور دراز تک پہنچی۔ آپ کی آواز میں بلا کا سوز تھا اور دوران تقریر مجمع پر چھا جایا کرتے تھے، بڑے سے بڑے مجمع کو کنٹرول کرنا ان کے لئے معمولی بات

تھی۔ پاکستان کے سابق گورنر ملک امیر محمد خاں اپنے گھر پر منعقدہ مجلس میلاد کے لئے آپ کو دعوت دیا کرتے تھے۔ آپ نے ۱۹۷۰ء کے عام انتخابات میں جمعیت العلماء پاکستان کے ٹکٹ پر الیکشن میں حصہ لیا۔

قصور کے قیام کی نسبت سے نوری قصوری کے نام سے عوام و خواص کے طبقے میں متعارف ہوئے۔ ۱۹۵۲ء میں پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل اور ۱۹۵۵ء میں ادیب فاضل کے امتحانات نمایاں کامیابی سے پاس کئے۔ ان کے سحر خطابت کا یہ کارنامہ ناقابل فراموش ہے کہ یکم مئی ۱۹۵۹ء کو کلارک آباد (مضافات رائے ونڈ) کے تقریباً دو ہزار عیسائی ان کی تبلیغ سے متاثر ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہو گئے تھے۔

۱۳۸۱ھ/۱۹۶۱ء میں لاہور آ گئے۔ پہلے ایک عرصہ تک جامع مسجد بجلی والی شاہ عالم مارکیٹ میں، پھر کچھ عرصہ سرائے رتن چند میں خطیب رہے، بعد ازاں جامع مسجد محمدیہ (راوی روڈ) میں تشریف لے آئے، یہاں آپ نے جامعہ محمدیہ کی بنیاد رکھی، مسجد کا عظیم مینار آپ ہی کی مساعی سے پایۂ تکمیل کو پہنچا۔

۱۳۸۳ھ میں مقامات مقدسہ کی زیارات کے لئے بغداد شریف، کربلا معلےٰ، نجف اشرف اور بیت المقدس کا سفر کیا اور حج و زیارت سے مشرف ہوئے۔ ۱۳۹۱ھ میں کمال اشتیاق سے حرمین شریفین کی حاضری سے فیضیاب ہوئے۔ واپسی پر راستے ہی میں علالت نے آ لیا۔

مولانا نوری بلند اخلاق کے مالک تھے، دوستوں کے دوست تھے اور ملنے جلنے والوں کی بڑی فراخدلی سے تواضع کیا کرتے تھے، جمعیت العلماء پاکستان، پاک سنی تنظیم اور انجمن اصلاح المسلمین کے سرگرم رکن اور ممتاز عہدوں پر فائز رہے۔ ۱۳۹۰ھ میں جابجا دورے کئے اور آئین اسلام کے نفاذ کے حق میں پر زور تقریریں کیں اور عوام الناس کو آئین اسلامی کی

تائید وحمایت کے لئے تیار کیا۔

مولانا نوری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے دور کے مقبول ترین مقرر تھے، سامعین ان کی خوش نوائی کے اثر سے کیف وسرور میں ڈوب جاتے تھے، وہ جہاں ایک مرتبہ تقریر کر آتے تھے وہاں کے لوگ ہمیشہ ان کے مشتاق رہتے، تقریر اپنی مادری زبان پنجابی میں کیا کرتے۔ ان کے عقید تمندوں کا حلقہ نہایت وسیع تھا، انہوں نے اپنے مواعظ کے ذریعے سنیت کا پیغام پاکستان کے گوشے گوشے تک پوری بیباکی سے پہنچایا اور عقائد باطلہ کی تردید پوری قوت سے کی، پرخطر راستوں سے گذرے۔ دھمکیاں سنیں مگر کبھی ان کا عزم متزلزل نہ ہوا۔

مولانا نوری نور اللہ مرقدہ نے وعظ وتقریر کے ساتھ تحریر کا سلسلہ بھی جاری رکھا، لاہور آنے کے بعد ماہنامہ الحبیب جاری کیا اس کے علاوہ آفتاب سنت، بارہ تقریریں، نشری تقریریں، مسئلہ گیارہویں، حرمت تعزیہ داری اور عرب کا مسافر ایسی مقبول عام تصانیف یادگار چھوڑیں۔

۲۸ ربیع الاول ۱۳ مئی (۱۳۹۲ھ/۱۹۷۲ء) جمعہ ہفتہ کی درمیانی شب میو ہسپتال میں تقریباً ۲ بجے آپ کا انتقال ہوا۔ نماز جنازہ مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا علامہ ابو البرکات سید احمد دامت برکاتہم العالیہ نے پڑھائی۔

آپ اپنے والد گرامی کے اکلوتے فرزند تھے، خطیب پاکستان مولانا غلام الدین قدس اللہ سرہٗ آپ کے عم محترم تھے، مولانا نوری قدس اللہ سرہٗ کے ہاں نرینہ اولاد نہیں ہوئی، اس وقت چار بچیاں بقید حیات ہیں۔

جامع مسجد محمدیہ راوی روڈ پر آپ کا مزار زیر تعمیر ہے۔ [۲۱]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت پیر سید حیدر حسین شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

قطب مدینہ:

”اپنے نانا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شبیہ ہیں۔خوب انسان ہیں۔
معاملہ کے بڑے درست ہیں۔“

فقیر قادری

معین الملت پیر سید حیدر حسین بن سید اولاد حسین (ف ۱۹۸۳ء) بن سید صادق علی شاہ (ف ۱۹۴۳ء) بن سید کریم شاہ (ف ۱۹۰۲ھ) کی ولادت باسعادت ۷ مئی ۱۹۱۸ء/ ۲۵ رجب ۱۳۳۶ھ بروز منگل علی پور سیداں میں ہوئی۔ صاحب دربار عظمت مادہ تاریخ ولادت ہے جس سے ۱۹۱۸ء کا سال برآمد ہوتا ہے۔ آپ حضرت امیر ملت قدس اللہ سرہٗ کی اکلوتی صاحبزادی سیدہ بنت رسول عرف بُوجی صاحبہ (ف ۱۹۶۲ء) کے صاحبزادے تھے۔

آپ شکل وصورت میں اپنے نانا حضرت امیر ملت قدس اللہ سرہٗ سے بہت مشابہت رکھتے تھے۔ حضرت امیر ملت آپ سے بہت پیار کرتے تھے۔ آپ نے مدرسہ نقشبندیہ علی پور شریف سے قرآن مجید حفظ کیا اور تمام علوم عقلیہ ونقلیہ کی تحصیل کے بعد سند فراغت حاصل کی۔ ابتداء ہی سے پابندی شریعت اور اتباع سنت پر سختی سے کاربند تھے۔ تقویٰ پرہیزگاری، دریادلی، پاکیزگی اور خوش اخلاقی آپ کے اوصاف حسنہ کی بنیادی اور امتیازی صفات تھیں۔ سخاوت اور دریادلی میں بے مثال تھے۔ آپ نے کئی مساجد اور

مدارس کا اجراء فرمایا۔ جن میں جامع مسجد شاہ جماعت، دار العلوم شاہ و جماعت محلہ جماعت پورہ نزد ریلوے اسٹیشن قصور اور جامع مسجد شاہ جماعت اور جامعہ جماعتیہ حیدریہ نارووال قابل ذکر ہیں۔

آپ نے اپنے نانا جان حضرت امیر ملت قدس اللہ سرہ کے دست حق پرست پر بیعت کر کے خلعت خلافت حاصل کی تھی۔ بے شمار لوگوں نے آپ کے دست حق پرست پر سعادت بیعت حاصل کی۔ ۱۲ مارچ ۱۹۵۳ء کو چورہ شریف میں الحاج پیر محمد شفیع چوراہی (ف ۱۹۲۶ء) نے بھی آپ کو اور صاحبزادہ نذر حسین علی پوری کو اجازت و خلافت سے نوازا۔ آپکو حضور سید عالم ﷺ کے شہر مدینہ پاک سے بے پناہ محبت تھی۔ آپ نے تقریباً ۲۸ مرتبہ زیارت بیت اللہ و حاضری روضہ رسول (ﷺ) کی سعادت حاصل کی۔

دین متین کی تبلیغ سے آپ کو کامل دلچسپی تھی۔ شروع ہی سے آپ دین کی تبلیغ کے لئے طویل سفر فرماتے رہتے تھے۔ پاکستان کے علاوہ ہندوستان میں حیدرآباد دکن، میسور، بنگلور، مدراس، بمبئی اور جنوبی ہند کے علاقے آپ سے مستفیض ہوتے رہتے تھے۔

کچھ عرصہ بریلی شریف میں حضرت حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خاں قادری رحمۃ اللہ علیہ سے تلمذ علوم کرتے رہے۔ جب حضرت حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کے انگوٹھے کا آپریشن ہوا تھا، اس وقت پیر صاحب بریلی شریف میں موجود تھے، اور بڑی تفصیل سے یہ واقعہ بیان کیا کرتے تھے۔ (فقیر قادری)

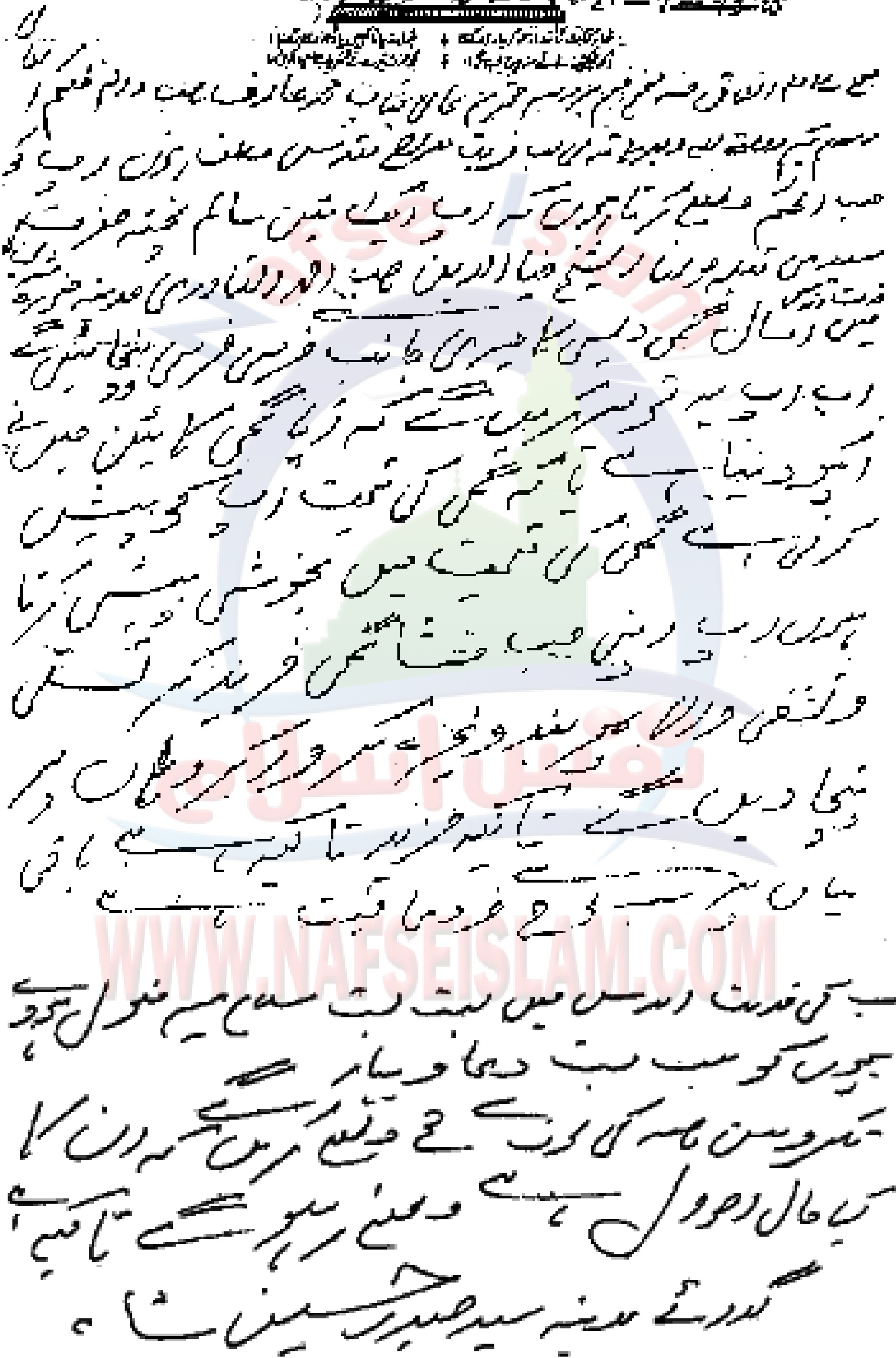
۲۹ / دسمبر ۱۹۸۲ء / ۱۲ / ربیع الاول ۱۴۰۷ھ بروز پیر بوقت صبح صادق آپ نے رحلت فرمائی اور روضہ امیر ملت کے ملحقہ حجرہ میں آخری آرامگاہ بنی۔

جناب طارق سلطان پوری نے قطعہ تاریخ وفات کہا۔

اس کی دو تاریخ ہائے وصل طارق نے کہیں

"جلوہ بام فضیلت"، "اختر برج شرف"

۱۴۰۷ھ ۱۹۸۲ء



گدائے مدینہ سید حیدر حسین شاہ

[illegible]

آپ کے مرید و مرشد جناب [illegible] کو سلام [illegible]

[illegible] مشغول رہا کرتے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اصل نسخہ تمام [illegible]

[illegible] حسین

[illegible] شمس العلماء جناب [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

دوسرے خطوط [illegible]

میں فرمایا تو فرمایا کہ [illegible]

اوپر لکھنے کے وقت ملاقات میں [illegible]

رات کو رہتے تھے [illegible]

رہنے جانے کے وقت ملنا [illegible] فرمایا

نہ کہیں یہ معافی نہ [illegible]

حضور [illegible] فرمایا [illegible]

تمام [illegible]

[illegible] فرمایا [illegible]

[illegible] تمام [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ۹۲ [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مفسر اعظم ہند علامہ محمد ابراہیم رضا خاں قادری رضی اللہ عنہ

قطب مدینہ:

''امام الزاہدین، بڑے نورو والے شہزادے تھے۔ سیدنا اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان میرا پوتا میری زبان ہوگا۔ بس یہی کافی ہے۔''

فقیر قادری

دس ربیع الآخر ۱۳۲۵ھ کا دن نہ صرف خانوادۂ امام احمد رضا بلکہ تمام متوسلین کے لئے بڑا یادگار دن تھا۔ جس میں نبیرۂ اکبر امام احمد رضا و صاحبزادۂ اکبر حجۃ الاسلام مولانا محمد ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں کی ولادت باسعادت ہوئی۔ اس جشن مسرت میں امام احمد رضا بنفس نفیس شریک تھے۔ منظر اسلام کے طلبہ کے لئے ان کی خواہش کے مطابق خصوصی دعوت کا اہتمام کیا گیا۔

اس جشن مسرت میں شریک مولانا ظفر الدین فاضل بہاری رقمطراز ہیں:

حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب کے برابر لڑکیاں ہی پیدا ہوتیں اس لئے سب لوگوں کی دلی تمنا تھی کہ کوئی لڑکا پیدا ہوتا۔ تاکہ اس کے ذریعے اعلیٰ حضرت کے حسب ونسب و فضل وکمال کا سلسلہ

جاری رہتا۔ خداوند عالم کی شان کہ ۱۳۲۵ھ میں مولوی محمد ابراہیم رضا خانصاحب قبلہ کی ولادت ہوئی۔ نہ صرف والدین اور اعلیٰ حضرت بلکہ جملہ متوسلین کو ازحد خوشی ہوئی۔ اس خوشی میں منجملہ اور باتوں کے اعلیٰ حضرت نے جملہ طلبائے مدرسہ اہل سنت و جماعت منظر اسلام کی ان کی خواہش کے مطابق دعوت فرمائی۔ بنگالی طلباء سے فرمایا آپ لوگ کیا کھانا چاہتے ہیں؟ انہوں نے کہا ''مچھلی بھات'' چنانچہ روہو مچھلی بہت وافر طریقے پر منگائی گئی۔ اور ان لوگوں کی حسب خواہش دعوت ہوئی۔ بہاری طلباء سے فرمایا آپ لوگوں کی کیا خواہش ہے؟ ہم لوگوں نے کہا ''بریانی زردہ فیرنی کباب میٹھا ٹکڑا وغیرہ'' بہاریوں کے لئے پر تکلف کھانا تیار کرایا گیا۔ پنجاب اور ولایتی طلبا کی خواہش ہوئی'' دنبہ کا خوب چرب گوشت اور تنور کی پکی گرم گرم روٹیاں'' غرض ان لوگوں کے لئے وافر طور پر اسی کا انتظام ہوا۔ اس وقت خاص عزیزوں مریدوں کے لئے جوڑا بھی تیار کیا گیا تھا۔ نہایت ہی مسرت سے لکھتا ہوں کہ میں بھی انہیں خاص لوگوں سے ہوں جن کے لئے جوڑا بھی تیار کرایا گیا تھا۔ ۱۲۲

استاذ زمن حضرت مولانا حسن رضا خاں حسن بریلوی اس جشن مسرت میں شریک تھے اس موقعہ پر آپ نے بڑے یادگار اشعار کہے۔ ان میں یہ مصرعہ ''علم و عمر اقبال و طالع دے خدا'' تو اتنا برجستہ تھا کہ تاریخ ولادت ۱۳۲۵ھ قرار پایا۔

حضرت جیلانی میاں کو یہ طرۂ امتیاز بھی حاصل رہا کہ امام احمد رضا نے خاندان اور بریلی کے معززین کی موجودگی میں ۳ اشتعبان بروز چہارشنبہ ۱۳۲۹ھ کو آپ کی بسم اللہ خوانی کرائی بیعت لی اور خلافت و اجازت سے سرفراز فرمایا۔

صرف یہی نہیں بلکہ یہ فرما کر'' میرا پوتا میری زبان ہوگا'' جیلانی

میاں کے جذبۂ احقاق حق وابطال باطل کی عظیم بشارت بھی دیں اور دین و ملت کی خدمات سے بھرپور شاندار مستقبل کی نشاندہی فرمادی۔

حضرت مفسر اعظم ہند جیلانی میاں کی زندگی کے یہ بڑے روشن نقوش تھے----

۱- منظر اسلام ان کے آباو اجداد کا شجر سدا بہار تھا۔ اس کی آبیاری اور گل و غنچہ و بیڑ و پتی و شاخ کے سنوارنے میں زندگی بھر معروف رہے۔ اس راہ میں بڑے صبر آزما مصائب سے آپ کو گزرنا پڑا تا آنکہ مدرسین کی بروقت تنخواہ کے لئے گھر کے زیورات تک رہن رکھ دیئے جاتے۔ یہ تھا وہ ایثار جس نے دارالعلوم منظر اسلام کو منظر اسلام بنائے رکھا۔ حضرت مفتی سید محمد افضل حسین صاحب (جو اس دور میں منظر اسلام کی خدمت تدریس سے وابستہ رہے) نے صحیح ارشاد فرمایا کہ ایسا ناز الا مہتمم میری نگاہوں نے نہیں دیکھا۔

۲- درس و تدریس میں انہماک کا یہ عالم تھا کہ مسلم شریف و شفا شریف پڑھاتے ہوئے ان کی شروح پیش نظر ہوتیں اور ایسا معلوم ہوتا کہ صاحب مسلم، امام مسلم بن الحجاج قشیری اور صاحب شفا قاضی عیاض کی روحانیت جلوہ گر ہے۔ کبھی کبھی تو ایسا ہوتا کہ الفاظ سے گذر کر معانی میں پہنچ جاتے اور قال کو چھوڑ کر سراپا حال ہوجاتے اپنے اسلاف کرام کی طرح بہ کتہ المصطفی فی الہند شیخ محقق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے خاصا شغف رکھتے معتقدات میں ان کی تصانیف ازبر ہوتیں مسلک کے اثبات میں دلائل کے انبار لگادیتے۔ ان کی عبارتیں جھوم جھوم کر پڑھتے یہاں تک کہ ان کے مزار سے بھی استفادہ کرتے۔[۱۲۳]

مفسر اعظم ہند حضرت جیلانی میاں اپنی آنے والی نسلوں اور سینوں کے لئے علمی عملی، مسلکی ، خانقاہی شاہراہ عمل اور طریقہ کار متعین کر کے ۱۱ر صفر بروز ہفتہ ۱۳۸۵ھ/ ۱۲ر جون ۱۹۶۵ء علی الصباح ۷ بجے اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے ۔ وصال پر ملال کی خبر سے زیارت اور نماز جنازہ میں شرکت کے لئے پورا شہر ٹوٹ پڑا ۔ رات کو ۱۰ بجے غسل دیا گیا ۔ دوسرے دن اسلامیہ کالج بریلی کے وسیع میدان میں مولانا مفتی سید محمد افضل حسین شاہ صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی اور ۳۰/۹ بجے نبیرۂ امام احمد رضا کو انہیں کے دائیں جانب آرام سے لٹا دیا گیا ۔ ۱۲۳

جانشین قطب مدینہ سیدی فضل الرحمن قادری مدظلہ ارشاد فرماتے ہیں :

''زبدۃ العارفین حضرت علامہ ابراہیم رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ بڑے عابد وزاہد اور نہایت پاکیزہ صفات کے حامل تھے ۔ آپ کی زبان مبارک پر ہمیشہ
اللہ رب محمد صلی اللہ علیہ وسلما
نحن عباد محمد صلی اللہ علیہ وسلما
جاری رہتا تھا حتی کہ آپ سوتے ہوتے مگر زبان اسی ورد میں مشغول رہتی''۔



منبر النبی ﷺ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

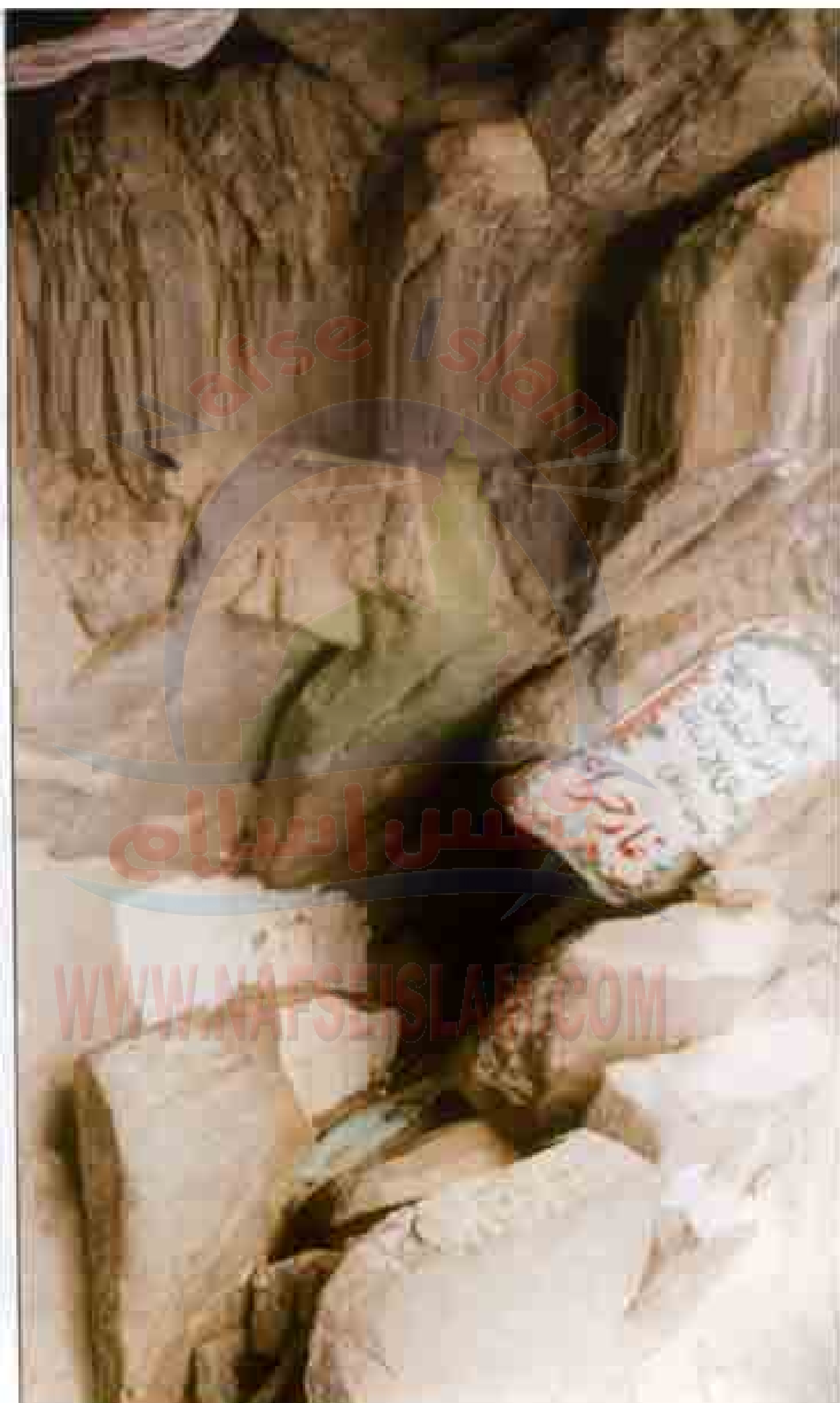
ھوالقادر

حضرت شیخ الشیوخ قطب مدینہ سیدی ضیاء الدین احمد قادری مہاجر مدنی

قدس اللہ سرہ العزیز

کے

خلفاء



خلفائے حضرت سیدی ومرشدی نور اللہ مرقدہ کی یہ فہرست نامکمل ہے۔ احقر فقیر قادری عفی عنہ نے دوسو (۲۰۰) سے زائد خلفاء کی فہرست مرتب کی تھی۔ جو زمانہ آفات و بلیات کے ابتداء ہی میں احباب کی امانتوں و دیگر سامانِ ضروریاتِ زندگی، قیمتی اسا ساجات، علمی وروحانی خزانہ، قیمتی ونادر مخطوطات، نایاب وکم یاب کتب کا ذخیرہ اور مشاہیر علماء ومشائخ کی یادگاروں کے ساتھ یہ فہرست بھی دین جدید کے جیالے پوجاریوں کے ہاتھوں لٹ گئی۔ آپ احباب سے التماس ہے کہ اگر آپ حضرت سیدی قطب مدینہ قدس اللہ سرہ العزیز کے کسی ایسے خلیفہ سے متعارف ہوں جن کا نام اس نامکمل فہرست میں شامل نہیں ہے تو براہِ کرم آگاہی فرما کر ممنون فرمائیں۔

شکریہ

فقیر قادری عفی عنہ

المملکۃ العربیۃ السعودیۃ

۱) فضیلۃ الشیخ العلامہ الحافظ المفتی فضل الرحمن
المدنی القادری علیہ الرحمہ
(خلف الرشید سیدی قطب مدینہ) — مدینہ منورہ — ۱۴۲۳ھ

۲) فضیلۃ الشیخ العلامہ محمد علوی بن عباس
الحسنی المالکی علیہ الرحمہ — مکہ مکرمہ — ۱۴۲۵ھ

۳) حضرت فضیلۃ الشیخ عباس بن علوی بن
عباس الحسنی المالکی دامت برکاتہم — مکہ مکرمہ

۴) حضرت فضیلۃ الشیخ مفتی محمد علی مراد مفتی اعظم
شام رحمۃ اللہ علیہ مدفون بقیع شریف — مدینہ منورہ — ۱۴۲۱ھ

۵) حضرت فضیلۃ الشیخ احمد یاسین الخیاری
المدنی رحمۃ اللہ علیہ شیخ الروضہ — مدینہ منورہ — ۱۳۸۰ھ

۶) حضرت فضیلۃ الشیخ العلامہ السید یاسین
احمد الخیاری رحمۃ اللہ علیہ — مدینہ منورہ — ۱۴۳۳ھ

۷) فضیلۃ الشیخ العلامہ صالح بلو ارحمۃ اللہ علیہ — مکہ معظمہ — ۱۴۱۵ھ

۸) شیخ طریقت حضرت زکریا بخاری زید مجدہ — مدینہ منورہ — ۱۴۲۶ھ

۹) شیخ طریقت حضرت علامہ عبد اللہ ابوبکر
الملا رحمۃ اللہ علیہ — الاحساء — ۱۳۶۶ھ

۱۰) حضرت علامہ محمد المصطفیٰ ابن الحاج المختار
الشنقیطی — مدینہ منورہ — ۱۳۸۹ھ

۱۱) عبد المصطفیٰ محمد عارف قادری رضوی — مدینہ منورہ

۱۲)	السید ابراھیم بن عبد اللہ بن احمد خلیفہ	الاحساء	

عراق

۱۳)	حضرت الشیخ العلامہ ابراھیم بن مصطفیٰ		
	نور الدین محمد امین الواعظ	بغداد	۱۳۷۸ھ
۱۴)	حضرت علامہ مفتی ابراھیم الدوبی	بغداد	۱۳۷۹ھ
۱۵)	حضرت شیخ طریقت علامہ احمد بن داؤد		
	نقشبندی	بغداد	۱۳۶۷ھ
۱۶)	حضرت شیخ علامہ کمال الدین عبد الحسن الطائی	بغداد	۱۳۹۷ھ
۱۷)	حضرت فضیلۃ الشیخ علامہ عبد الکریم		۲۰۰۵ء
	رحمۃ اللہ علیہ مدرس وخطیب حضرہ جیلانیہ	بغداد	۱۴۲۶ھ
۱۸)	فضیلۃ الشیخ مفتی محمد صالح الفیر	بغداد	۱۴۱۴ھ
۱۹)	حضرت علامہ نوری عبد الحمید الملا حولش	الکرخ	۱۴۰۰ھ
۲۰)	حضرت علامہ سید محمد سعید الخطیب الہیتی	ھیت	۱۴۰۱ھ

ترکیا

۲۱)	حضرت سیدی قطب استنبول علامہ		
	محمد سامی افندی بن تتکی بن عبد الرحمٰن		۱۴۰۲ھ
۲۲)	حضرت علامہ مفتی احمد محمد رمضان		۱۴۰۰ھ

سوریا

۲۳)	فضیلۃ الشیخ العلامہ عبد الوھاب الصلاحی حلبونی	دمشق	ـــــھ
۲۴)	حضرت علامہ مفتی محمد سعید بن درویش الحمزاوی	دمشق	۱۳۹۸ھ
۲۵)	حضرت علامہ سید فخر الدین ابراہیم الحسنی	دمشق	۱۴۰۷ھ
۲۶)	فضیلۃ الشیخ علامہ محمد بدر الدین ابراہیم العلائی	دمشق	۱۴۱۱ھ
۲۷)	حضرت علامہ سیدی محمد بشیر احمد حداد مدفون بقیع شریف	حلب	۱۴۱۳ھ
۲۸)	حضرت علامہ سید محمد صالح بن عبد اللہ الفرفور الکیلانی	دمشق	۱۴۰۷ھ
۲۹)	فضیلۃ الشیخ مفتی محمد غیاث بن احمد عز الدین البیانونی	حلب	۱۴۰۷ھ
۳۰)	حضرت شیخ الطریقت علامہ سید محمد ھبۃ اللہ ابو الفرج بن عبد القادر الخطیب الکیلانی	دمشق	۱۴۰۷ھ
۳۱)	فضیلۃ الشیخ علامہ محمد ابو الیسر بن محمد ابی الخیر عابدین	دمشق	۱۴۰۱ھ
۳۲)	حضرت علامہ مفتی محمود قاسم بعیون الرکلوسی	دمشق	۱۴۰۹ھ
۳۳)	حضرت علامہ محی الدین خالد ابو یحیٰ شافعی		۱۴۰۳ھ
۳۴)	حضرت علامہ مفتی حنابلہ سیدی احمد صالح		

	السامی الشاذلی	دمشق	۱۳۱۳ھ
۳۵)	حضرت علامہ حسن مرزوق جنکہ المیدانی	دمشق	۱۳۹۸ھ
۳۶)	حضرت علامہ رمضان عمر البوطی الخطیب		
	الاعظم شام	شام	۱۳۱۳ھ
۳۷)	حضرت علامہ خطیب احمد بن محمد علی الدھر	دمشق	۱۳۹۷ھ
۳۸)	حضرت علامہ انور محمد سلیم سلطان داغستانی	دمشق	۱۴۰۱ھ
۳۹)	حضرت علامہ مفتی داؤد بن محمد الحمصی نقشبندی دمشق		۱۴۰۷ھ
۴۰)	حضرت محمد تیسیر بن توفیق الحروی	دمشق	۱۴۲۵ھ

المغرب

۴۱)	فضیلۃ الشیخ مفتی احمد بن طاہر الحسنی مالکی	۱۳۷۱ھ
۴۲)	شیخ الطریقہ مفتی احمد بن عیاشی الحرزی التیجانی	۱۳۷۳ھ

قدس شریف

۴۳)	حضرت علامہ مفتی سیدی سعید الدین العلمی	۱۳۱۳ھ

مصر

۴۴)	حضرت علامہ محمد نجم الدین بن محمد امین		
	الکردی نقشبندی	قاہرہ	۱۳۱۲ھ

۴۵)	حافظ الحدیث علامہ محمد حافظ بن عبد اللطیف بن سالم العجانی	قاہرہ	۱۳۹۸ھ
۴۶)	حضرت علامہ محمد مفتی نجم الدین بن محمد امین الکردی	قاہرہ	۱۳۰۲ھ

ایران

۴۷)	مجاہد فی سبیل اللہ شیخ محمد بن صالح ضیائی شہید	فارس	۱۳۱۵ھ

افغانستان

۴۸)	حضرت مولانا علامہ مفتی اعجاز حسین اسدی	قندھار	۱۹۷۷ء
۴۹)	حضرت شیخ الحدیث علامہ عبد اللطیف قادری	قندھار	۱۹۷۹ء
۵۰)	حضرت علامہ مفتی حبیب اللہ حسنی قادری	مزار شریف	۱۳۱۱ھ
۵۱)	حضرت علامہ عبد الالٰہ قادری ضیائی	بغلان	۱۳۰۹ھ

برطانیہ

۵۲)	حضرت علامہ عبد الوہاب صدیقی	کوینٹری	۱۹۹۲ء

جنوبی افریقہ

۵۳)	شیخ طریقت علامہ محمد ابراہیم خوشتر صدیقی	ماریشس	۱۳۲۳ھ

ترکستان

۵۴) حضرت مفتی اعظم مبشر محمد الطرازی ۱۳۹۷ھ

لیبیا

۵۵) حضرت علامہ محمد ادریس ابن مہدی
ابن محمد علی السنوسی ۱۴۰۳ھ
۵۶) حضرت علامہ مفتی ابراہیم باکیر طرابلس ۱۳۷۲ھ
۵۷) حضرت علامہ احمد بن مصطفیٰ العلوی الجزائری مستغانم ۱۳۵۳ھ

یمن

۵۸) حضرت علامہ اسمٰعیل بن اسمٰعیل الزین
باھی ۱۴۱۳ھ

سوس

۵۹) حضرت علامہ حسن بن محمد ابن بوجمعہ
الیماوی ۱۳۶۸ھ

ہند

۶۰)	ابو المساکین حضرت علامہ ضیاء الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ	پیلی بھیت	۱۳۶۲ھ
۶۱)	شیر بیشہ اہل سنت حضرت علامہ حشمت علی خان رضوی قدس اللہ سرہ	لکھنوی	۱۳۸۰ھ
۶۲)	نائب غوث اعظم مجاہد ملت علامہ محمد حبیب الرحمٰن عباسی قادری قدس اللہ سرہ	دھام نگر	۱۹۸۱ء
۶۳)	پیر طریقت حضرت مفتی رفاقت حسین علیہ	کانپور	۱۴۰۳ھ
۶۴)	غازی ملت حضرت مولانا محبوب علی رضوی رحمۃ اللہ علیہ	لکھنوی	۱۳۸۵ھ
۶۵)	حضرت علامہ مفتی محمد وجیہ الدین رحمۃ اللہ علیہ غازی پوری	پیلی بھیت	۱۴۰۲ھ
۶۶)	حضرت پیر طریقت علامہ حافظ شجاع الدین قادری ضیائی	میر پور	۱۴۲۷ھ
۶۷)	حضرت پیر طریقت علامہ مظفر احمد بدایونی	داتا گنج	
۶۸)	شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی میاں اشرفی زید مجدہ	کچھوچھہ شریف	
۶۹)	حضرت شیخ طریقت مولانا سید محمد ہاشمی میاں اشرفی مدظلہ	کچھوچھہ شریف	
۷۰)	حضرت علامہ ارشد القادری	جمشید پور بہار	۲۰۰۲ء
۷۱)	حضرت علامہ عبد الحلیم رضوی اشرفی ضیائی	ناگپور	
۷۲)	حضرت مولانا علامہ سید محمد عبد الحق اعظمی	اعظم گڑھ	۱۴۰۹ھ

۷۳)	حضرت مولانا حافظ قاری محمد احمد جہانگیر اعظمی	اعظم گڑھ	
۷۴)	حضرت علامہ مفتی محمد طیب رضوی	بمبئی	
۷۵)	حضرت مولانا مفتی محمد مشاہد رضا خاں	پیلی بھیت	۱۹۹۹ء
۷۶)	حضرت مولانا محمد احمد کانپوری	اعظم گڑھ	
۷۷)	حضرت قاری محمد امانت رسول رضوی	پیلی بھیت	
۷۸)	حضرت مولانا غلام آسی پیا حسنی جہانگیری ضیائی پوٹ ملک	رامپور	۲۰۰۳ء
۷۹)	حضرت مولانا محمود احمد قادری	کانپور	
۸۰)	حضرت علامہ سید قادر محی الدین قادری	حیدر آباد دکن	
۸۱)	حضرت علامہ زبیر احمد زیدی قادری	علی گڑھ	
۸۲)	حضرت ابو الفقر اقمر رضا محمد عبد السلام	فتح پوری	
۸۳)	حضرت مفتی محمد اسلم رضوی مظفر پور	بہار	

پاکستان

۸۴)	قائد اہل سنت حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی قادری علیہ الرحمہ	کراچی	۱۴۲۴ھ
۸۵)	حضرت پروفیسر شاہ فرید الحق مدظلہ	کراچی	
۸۶)	حضرت شیخ الحدیث علامہ عبد المصطفیٰ الازہری رحمۃ اللہ علیہ	کراچی	۱۹۸۹ء
۸۷)	شیخ القرآن علامہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ	اوکاڑہ	۲۰۰۰ء
۸۸)	حضرت علامہ محمد سعید شبلی قادری حامدی		

	قدس اللہ سرہ	ساہیوال	۱۹۸۲ء
۸۹)	اشرف المشائخ حضرت علامہ غلام قادر اشرفی رحمۃ اللہ علیہ	لالہ موسیٰ	۱۹۷۹ء
۹۰)	شیخ طریقت حضرت علامہ قاری محمد مصلح الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ	کراچی	۱۹۸۳ء
۹۱)	استاذ العلماء شیخ الحدیث مفتی تقدس علی خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ	پیر جو گوٹھ	۱۹۸۸ء
۹۲)	حضرت علامہ شاہ تراب الحق قادری مدظلہ	کراچی	
۹۳)	حضرت نور المشائخ پیر سید محمد حسن جیلانی نوری مدظلہ العالی گجراتی	لاہور	
۹۴)	حضرت علامہ مفتی غلام قادر کشمیری	کراچی	۱۴۲۱ھ
۹۵)	قطب لاہور علامہ مفتی عزیز احمد قادری بدایونی	لاہور	۱۴۰۹ھ
۹۶)	خطیب اعظم حضرت علامہ الٰہی بخش قادری ضیائی مدظلہ العالی	لاہور	
۹۷)	خطیب اہل سنت حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ	کراچی	۱۹۸۴ء
۹۸)	پیر طریقت حضرت ابو الخیر محمد عبد اللہ جان مجددی قادری	پشاور	
۹۹)	عمدۃ المقررین مولانا علامہ محمد محفوظ الحق شاہ	بورے والہ	
۱۰۰)	حضرت علامہ محمد عبد الخالق شاہ	بورے والہ	
۱۰۱)	مجاہد ملت مولانا عبد الستار خاں نیازی رحمۃ اللہ علیہ	لاہور	۲۰۰۱ء

۱۰۲)	فاضل شہیر علامہ سید حسین الدین شاہ راولپنڈی		
۱۰۳)	حضرت علامہ مفتی سید زاہد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ	فیصل آباد	۱۹۷۸ء
۱۰۴)	فاضل جلیل حضرت علامہ محمد منظور احمد فیضی اوچی	احمد پور شرقیہ	۱۴۲۷ھ
۱۰۵)	شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ محمد احسان الحق رحمۃ اللہ علیہ	فیصل آباد	۱۴۱۰ھ
۱۰۶)	حضرت مولانا علامہ الحاج لطیف احمد چشتی	کاموکی	۱۹۹۷ء
۱۰۷)	حضرت مولانا علامہ محمد علی شیخ الحدیث جامعہ رسولیہ شیرازیہ	لاہور	۱۹۹۶ء
۱۰۸)	جناب حکیم محمد موسیٰ امرتسری چشتی نظامی	لاہور	۱۹۹۹ء
۱۰۹)	حضرت علامہ مولانا حافظ غلام رضا علوی	راولپنڈی	
۱۱۰)	حضرت صوفی شاہ محمد فاروق رحمانی قادری چشتی	کراچی	۱۹۸۳ء
۱۱۱)	فاتح عیسائیت حضرت مولانا ابوالنصر محمد منظور احمد شاہ	ساہیوال	
۱۱۲)	حضرت مولانا مفتی غلام سرور قادری	لاہور	



مزار مقدس سیدنا معین الدین چشتی رضی اللہ عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم



ھو القادر

جانشینِ قطب مدینہ

حضرت سیدی حافظ فضل الرحمٰن
مدنی قادری مدظلہ العالی

کے

مختصر حالاتِ زندگی

مدینہ طیبہ کی حاضری دائم رہے
فضلِ رحمان قادری با ضیاء کے واسطے



حضرت مولانا فضل الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ
کے زیر استعمال رہنے والا
عصا کا عکس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت اشرف المشائخ علامہ غلام قادر اشرفی رحمۃ اللہ علیہ:
حضور آپ نے شادی مدینہ شریف میں کی؟

فرمایا:

جی ہاں مدینہ شریف میں دو شادیاں کی تھیں۔ اولاد پہلی بیوی سے ہے۔ فضل الرحمٰن اور ایک میری بیٹی، چھ بچے فوت ہو گئے تھے۔ ان ہی میں خدا تعالیٰ نے برکت دی ہے۔ فضل الرحمٰن کے تین بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔ اور بیٹی میری بیچاری معذور ہے، لنگڑی ہے۔ اسے ناسور ہو گیا تھا، آٹھ دس برس بیچاری ناسور میں مبتلا رہی، ناسور اس کا بند ہی نہیں ہوتا تھا۔ بالکل دبلی ہو گئی تھی، بس ہڈیاں، ہڈیاں ہی تھیں۔ یہاں، اللہ تبارک و تعالیٰ ایک ڈاکٹر لے آیا، لبنان سے، اس کو دکھایا، اس نے کہا یہ اچھی تو ہو جائے گی، لیکن اس کی ٹانگ چھوٹی ہو جائے گی۔ کیونکہ یہ جو ہڈی ہے، نشوونما کے قابل نہیں۔ اس نے آپریشن کیا، تقریباً تین گھنٹے سے زیادہ وقت آپریشن میں لگایا۔ الحمد للہ تندرست تو ہو گئی ہے، لیکن بیچاری لنگڑی ہے، چلتی پھرتی ہے۔ حرم شریف تک تو چلی جاتی ہے، اور کہیں جانا ہوتا ہے، کسی رشتہ دار کے ہاں یا شادی بیاہ میں تو گاڑی پر چلی جاتی ہے، اور ایک بچی میں نے پالی ہوئی ہے بچپن سے، وہ بھی بیچاری معذور ہے، اس کی ٹانگیں چھوٹی ہیں، بدوانی ہے، حمدہ اس کا نام ہے۔ وہ بھی بیچاری چلنے پھرنے سے عاجز ہے۔ وہ میری بیٹی سے بھی زیادہ عاجز ہے، چلنے پھرنے میں، وہ بھی حرم شریف تک تو چلی جاتی ہے، جب جانا ہوتا ہے۔ ۱۴۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فضیلۃ الشیخ حضرت علامہ حافظ مفتی فضل الرحمٰن قادری مدنی مدظلہ العالی

۱۳۳۴ھ / دسمبر ۱۹۱۵ء میں مدینہ منورہ کے محلہ باب السلام، زقاق الزندی میں صبح کی اذان کے وقت پیدا ہوئے۔ فضل الرحمٰن مدنی ("رحمان" میم الف کے ساتھ) مادۂ تاریخ ولادت باسعادت نکلتا ہے۔ شیخ العرب والعجم سیدی ضیاء الدین احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا نام حضرت "شاہ فضل الرحمٰن" محدث گنج مرادآبادی کے نام پر رکھا۔

حضرت شیخ الاسلام سیدی قطب مدینہ قدس اللہ سرہ العزیز نے فرمایا:

"مدینہ شریف میں دو نعمتیں حاصل ہوتی تھیں۔

ایک یہ کہ جب مدینہ طیبہ میں کوئی بچہ پیدا ہوتا تو چالیس دن پورے ہونے کے بعد، نومولود کو نہلا دھلا کر، نئے کپڑے پہنا کر عطر لگاتے، بخور کرتے اور حرم شریف میں لے جاتے۔ حرم شریف میں جو اغوات ہوتے ان کے سپرد کر دیتے، آغا اس نومولود کو حجرہ مقدسہ کے اندر لے جاتا اور کچھ وقت تک حجرہ مبارکہ کے غلاف شریف کے نیچے لٹا دیتا، اور حجرہ شریف کی غبار مبارک اس کے منہ پر مل کر کے واپس باہر لے آتا۔

اور دوسری نعمت جو تھی وہ یہ کہ مدینہ شریف میں مرنے والے کی نماز جنازہ پڑھ کر اس کی میت کو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی بارگاہ میں پیش کر دیتے۔ مواجہ شریف میں اس کی چارپائی کو رکھ کر کے صلاۃ وسلام عرض کرتے۔ میت کے لئے شفاعت کی درخواست پیش کرتے، مغفرت کی دعا کے بعد میت کو بقیع شریف میں دفن کرنے کے لئے اٹھا کر لے جاتے۔ (الحمد للہ یہ نعمت سیدی قطب مدینہ قدس سرہ العزیز کو بھی نصیب ہوئی۔)

الحمد للہ فضل الرحمٰن ان خوش نصیبوں میں سے ہے جنہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ نعمت عطا فرمائی۔ یہ وہ آخری بچہ ہے جسے حجرہ مقدسہ میں داخل کیا گیا۔ اس کے بعد نجدی نے اس نعمت سے محروم کر دیا۔ حکم ہو گیا کہ یہ بدعت ہے، شرک ہے اس کو ختم کر دو۔ دیکھو، اللہ تعالیٰ کب ان ظالموں پر زوال لاتا ہے۔ فقیر کو زندگی سے محبت نہیں، مگر دل چاہتا ہے کہ

ایک دن نجدی کا زوال دیکھ کر مروں۔" ۱۴۶

حضرت سیدی فضل الرحمٰن مدنی مدظلہ کی دو بہنیں اور چار بھائی، چھوٹی عمر ہی میں انتقال کر گئے تھے۔ ان میں سے آپ کے ایک بھائی کا نام بشیر تھا اور دوسرے کا نام احمد اور تیسرے کا نام ابراہیم اور چوتھے کا نام قاسم تھا۔

حضرت سیدی قطب مدینہ قدس اللہ سرہ کی بیٹی سیدہ آمنہ مدظلہا کی پیدائش محلہ باب السلام زقاق مقیبة الرصاص میں ۱۳۵۷ھ میں ہوئی۔ اور سب سے چھوٹی بیٹی فضیلت جو کہ حضرت آمنہ مدظلہا سے ایک سال چھوٹی تھیں ۱۳۵۸ھ میں اسی مکان میں پیدا ہوئیں۔ اور باب المجیدی والے مکان زقاق الطوان میں انتقال فرما گئیں۔ یہ مکان اب حرم نبوی شریف میں شامل ہو چکا ہے۔

حضرت علامہ فضل الرحمٰن قادری مدظلہ قبلہ نے چار سال کی عمر میں اپنے والد ماجد سے قرآن کریم حفظ کرنا شروع کیا اور سات برس کی عمر میں چوبیس سپارے حفظ کر لئے پھر گلے کی بیماری کے سبب سلسلۂ تعلیم آگے نہ بڑھ سکا اور اپنے والد کریم کے ساتھ علاج کی غرض سے ۱۳۵۲ھ میں آٹھ سال کی عمر میں حیدرآباد دکن کا سفر کیا۔ شفایاب ہو کر لوٹے تو دوبارہ قرآن مجید حفظ کرنا شروع کیا، نو سال کی عمر میں باقی چھ سپارے حفظ کر کے مکمل قرآن مجید حفظ کر لیا۔ ان ہی ایام میں حضرت سیدی قطب مدینہ قدس اللہ سرہ العزیز سے شرف بیعت حاصل ہوا۔

اپنے والد کریم سے سلسلۂ تعلیم شروع کیا اور مدرسہ سیدنا مالک بن سنان (رضی اللہ عنہ) میں داخلہ لیا۔ آپ کے استاذ شیخ محمد علی السمان جو کہ مدرسہ کے مدیر تھے، آپ پر بہت مہربان تھے، خصوصی توجہ سے نوازتے رہے۔ السید احمد البخاری شیخ الروضہ ومدیر المدرسہ و مدرس مدرسۃ القرآت، خلیفۂ مجاز سیدی قطب مدینہ شیخ ضیاء الدین احمد قادری رضی اللہ عنہ سے عرصہ دراز تک فیض حاصل کیا۔ اساتذہ آپ کی ذہانت کے بے حد معترف تھے۔ نیز الاستاذ مصطفیٰ الحموی سے سلسلۂ تعلیم رہا۔ شیخ القراء شیخ حسن شاعر رحمۃ اللہ علیہ کے حلقۂ درس قرآن میں شامل رہے، القراءت السبع کی سند امتیازی حیثیت سے حاصل کی۔ تمام

امتحانات میں ہمیشہ اول پوزیشن حاصل کرتے رہے۔ قائد اہل سنت حضرت علامہ شاہ احمد نورانی قبلہ قدس اللہ سرہ العزیز، سیدی فضل الرحمٰن مدظلہ کے ساتھ شیخ القراء کے حلقہ درس میں شریک رہے۔

شیخ الاسلام سیدی ضیاء الدین احمد قادری قدس اللہ سرہ العزیز اور مبلغ اسلام حضرت علامہ شاہ عبدالعلیم صدیقی قادری رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ مجاز حضرت مجدد اعظم اعلیٰحضرت علامہ احمد رضا خاں قادری محدث بریلوی سے علوم کی تکمیل کی۔ حضرت مبلغ اسلام سے خصوصی طور پر "ادب" کی کتب کا درس لیا۔ اور فقہ کی تعلیم حضرت علامہ شاہ محمد علی حسین مدنی قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حاصل کی اور امتیازی درجہ کی سند عنایت ہوئی۔

چھوٹی عمر میں والد کریم سے مجاز و ماذون ہوئے پھر تاجدار کچھوچھہ حضرت شاہ علی حسین اشرفی رحمۃ اللہ علیہ جب ۱۳۵۲ھ میں مدینہ طیبہ حاضر ہوئے، آپ کو گود میں لیتے ہوئے اپنے سر مبارک سے عمامہ مبارک (اشرفی تاج) اتار کر سیدی فضل الرحمٰن کے سر پر رکھتے ہوئے خلافت و اجازت سے نوازا اس وقت آپ کی عمر دس برس تھی۔

۱۳۶۲ھ میں شہزادہ اعلیٰحضرت سیدی مفتی اعظم علامہ مصطفیٰ رضا خاں نوری رحمۃ اللہ علیہ کی قبل از حج مدینہ طیبہ میں حاضری ہوئی تو آپ کو سند حدیث و تمام سلاسل کی اجازت و خلافت سے سرفراز فرماتے ہوئے تمام اوراد و وظائف کی خصوصی اجازت عطا فرمائی۔ اور پھر مکہ مکرمہ میں میزاب رحمت کے نیچے کھڑے ہو کر خلافت و اجازت کے الفاظ کا اعادہ فرمایا۔

حضرت سیدی قطب مدینہ قدس اللہ سرہ العزیز نے فرمایا:

"۷ رمضان المبارک بروز پیر ۱۳۶۲ھ / ۱۹۲۵ء کو جب ہلکی ہلکی بوندا باندی ہو رہی تھی۔ حضرت شہزادے میاں قبلہ (رحمۃ اللہ علیہ) نے علماء و مشائخ کی موجودگی میں فضل الرحمٰن کو میزاب رحمت کے نیچے اپنے ساتھ کھڑا کرتے ہوئے خلافت و اجازت کے الفاظ کا اعادہ فرمایا۔ ایک سجادہ اور ایک صدری اور گیارہ ریال عنایت فرمائے۔ اس وقت علماء و مشائخ

میں سے یہ حضرات بھی موجود تھے۔ محدث اعظم حضرت مولانا سردار احمد صاحب، حضرت علامہ سید علوی عباس مالکی مکی۔ حضرت سید عمر رشید صاحب۔ حضرت قبلہ مولانا عبد العلیم صدیقی۔ حضرت علامہ سید مصطفیٰ خلیل مکی، حضرت علامہ سیدی محمد عرلیس مدنی مالکی۔ حضرت مولانا سید ابو الحسنات قادری لاہوری۔ حضرت علامہ مفتی مظہر اللہ دھلوی۔ مجاہد ملت حضرت علامہ عبد الحامد بدایونی۔ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

حضرت! فضل الرحمٰن بڑا خوش بخت ہے۔ اسعد ہے، اسعد۔"

مبلغ اسلام حضرت علامہ شاہ عبد العلیم صدیقی قادری رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۳۶۵ھ میں جبکہ آپ کی عمر اکیس (۲۱) برس تھی۔ ۱۲۷ سند حدیث کے ساتھ جمیع سلاسل کی اجازت و خلافت عنایت فرمائی اور وہ تسبیح عنایت فرمائی جو سیدنا اعلیٰحضرت عظیم البرکت رضی اللہ عنہ نے آپ کو عطا فرمائی تھی۔ اس دن آپ کے سب سے بڑے بیٹے حضرت حافظ حبیب الرحمٰن قادری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیقہ تھا۔

حضرت مولانا علامہ شاہ محمد علی حسین قادری مدنی قدس اللہ سرہ العزیز نے ۱۳۷۰ھ میں اپنے تمام سلاسل کی اجازت و خلافت سے سرفراز فرمایا۔

حضرت ملک یوسف ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۳۷۵ھ میں اپنے جمیع سلاسل کی سند سے سرفراز فرماتے ہوئے شیخ الدلائل کا سجادہ آپ کے سپرد کیا۔

۱۳۸۰ھ میں حضرت محدث کبیر علامہ سید علوی عباس مالکی مکی رضی اللہ عنہ نے جمیع علوم و فنون اور سند حدیث کے ساتھ جمیع سلاسل کی اجازت و خلافت سے نوازتے ہوئے اپنی خاص چادر سبز رنگ والی عنایت فرمائی۔

۱۳۹۰ھ میں قطب استنبول حضرت علامہ شیخ سامی افندی نے سند حدیث اور طریقہ قادریہ وشاذلیہ و رفاعیہ اور سلسلہ نقشبندیہ کی خلافت و اجازت سے مجاز و ماذون فرمایا۔

۱۳۹۲ھ حافظ الحدیث علامہ محمد حافظ بن عبد اللطیف بن سالم التیجانی المصری نے سند حدیث عنایت فرمائی۔

۱۳۱۰ھ میں آپ بغداد شریف سیدنا غوث الثقلین قدس سرہ اللہ العزیز کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو حضرت شیخ عبدالکریم مدرس وخطیب حضرہ جیلانیہ نے سند حدیث اور سلسلہ عالیہ قادریہ ونقشبندیہ میں اجازہ وماذون فرمایا۔

عقدِ نکاح

۱۳۶۲ھ میں آپ کا نکاح سیدہ حفصہ ۱۲۸ بنت عبدالرحمن محمد سعید ابوالطاہر رحمتہ اللہ علیہ سے ہوا۔ رسم نکاح شیخ القراء شیخ حسن شاعر رحمتہ اللہ علیہ نے ادا فرمائی۔ (نیز حضرت علامہ شاہ احمد نورانی قبلہ کا نکاح بھی حضرت شیخ القراء نے ہی پڑھایا تھا) حاضرین میں چھوارے تقسیم کئے گئے اور معزز مہمانوں کو ایک ایک پاؤ مصری اور ایک ایک شیشی عطرِ عود کا ہدیہ پیش کیا گیا۔ جب احقر نے یہ پڑھ کر سنایا تو سیدی قطب مدینہ کی صندوقچی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا اسے کھولو۔ کھولنے پر ایک تھیلی کی طرف اشارہ فرمایا کہ یہ لے آو۔ اس میں سے مصری کا ایک ٹکڑا اور عطر کی شیشی احقر کو عنایت فرمائی۔ فرمایا یہ ان ہی میں سے بچی ہوئی ہیں سیدی والد صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے سنبھال رکھیں تھیں۔ احقر نے عرض کیا حضرت آپ کے نکاح کی محفل میں فقیر بھی شامل ہو گیا۔ مسکراتے ہوئے دعا فرمائی۔

اکابرین کی شرکت نے اس شادی کو تاریخی حیثیت دے دی ان میں سے چند ایک کے اسمائے گرامی مندرجہ ذیل ہیں۔

حضرت علامہ محمد یوسف بن محمد تاج الدین دمشقی، شیخ تقی الدین بن یوسف نبھانی، حضرت علامہ شاہ عبدالعلیم صدیقی قادری، حضرت علامہ شاہ علی حسین مدنی، سید مصطفیٰ خلیل مکی، عاشق النبی سید امین کتبی، حضرت علامہ نورسیف مکی، محدث کبیر علامہ سید علوی عباس مالکی مکی، قطب جدہ سید عبدالقادر سقاف، علامہ شیخ عبدالرحمن بن ابوبکر الاحساء شیخ الدلائل ملک یوسف باشمی، سید یوسف عیوسہ موذن الحرم النبوی الشریف، سید احمد برزنجی، علامہ محمد عرلیس مدنی، حضرت سید عمر رشید، احمد یسین الخیاری شیخ الروضہ، محمد بن عبداللہ سراج مکی، سید احمد بن محمد بن عبداللہ رشیدی، عبدالوہاب الصلاتی حلبونی، السید

ھاشم مدنی، بلبل مدینہ السید محمد عبدالرحمٰن نجار، جمال خان لودھی، حکیم سید امجد حسین حیدر آبادی۔
اللہ تعالیٰ نے آپ کو تین بیٹے اور تین بیٹیاں عطا فرمائیں۔

۱) حبیب الرحمٰن ۱۳۶۵ھ

۲) رضوان قادری ۱۳۷۳ھ

۳) خلیل الرحمٰن ۱۳۷۷ھ

عادات وخصائل:

آپ نہایت پاکیزہ اوصاف اور اعلیٰ اخلاق کے مالک ہیں۔ بے حد شفیق ولمنسار، نہایت سخی وفراخ دل، با مروت وبا اخلاق ہیں۔ مہمان نوازی و پردہ پوشی آپ کا شعار اور علماء ومشائخ کی تعظیم وتوقیر آپ کا شیوہ ہے۔ مساکین کے لئے دروازے کھلے رکھتے ہیں اور سائل کی حاجت برائی کے لئے کوشاں رہتے ہیں۔ "الولد سرلابیہ" کی شان کا مظہر ہیں۔

آپ تاجر کتب ہیں سب سے پہلے آپ نے باب جبریل (علیہ السلام) حارۃ الاغوات میں "مکتبہ فضل الرحمٰن" قائم کیا۔ پھر باب سیدنا عمر (رضی اللہ عنہ) پر منتقل ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسی برکت عطا فرمائی ہوئی تھی کہ خریداروں کا ہمیشہ جھرمٹ رہتا تھا۔ پھر توسیع حرم کے سبب مکتبہ فندق الحرم کے نیچے منتقل کرنا پڑا، مکتبہ کے نام میں "ابی حبیب" کا اضافہ کیا۔ تعلق دار علماء ومشائخ کو کتب قیمت خرید پر ہی فروخت کرتے۔ اگر آپ محسوس فرماتے کہ خریدار عالم کی مالی حالت بہتر نہیں تو بہت کم قیمت وصول کرتے یا بطور ہدیہ پیش کردیتے۔ مکتبہ کے دوسری طرف قالینوں کی تجارت شروع کی۔

عادت مبارکہ یہ تھی کہ ہر آنے والے کو پہلے ناشتہ کرایا جاتا اور بعد میں بات چیت، صبح سے ظہر کی اذان تک یہ سلسلہ جاری رہتا۔

جن دنوں آپ کا مکتبہ باب عمر پر تھا ایک یمنی نوجوان آپ کے پاس ملازم تھا۔ ایک مرتبہ اس نے سولہ ہزار ریال کی گڑبڑ کی احقر آگاہ ہوا۔ رات حضرت مولانا مدظلہ

تو اتیہ میں تشریف رکھتے تھے۔ فقیر حاضر ہوا اور سارا واقعہ عرض کیا، آپ کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ فرمایا کیا تم سمجھتے ہو مجھے خبر نہیں؟ افسوس ہے کہ تم خدا کی مخلوق کے عیب تلاش کرتے ہو، یہ دیکھو میرے پاس بنک کی رسید کا عکس ہے جس کے ذریعہ اس نے یہ رقم یمن ارسال کی ہے، وہ ہمارے پاس کام کرتا ہے، ہمارے بچوں کی مانند ہے۔ یہ جو اس سے خطا ہو گئی ہے اگر ہم اس پر ستر نہیں کریں گے تو دوسرا کون کرے گا ؟ ہر انسان سے خطا ہو سکتی ہے، اللہ تعالیٰ درگزر فرمانے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی اصلاح فرمائے اچھا بچہ ہے، خطا ہو ہی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ میری، آپ کی، اس کی اور ہم سب کی خطائیں معاف فرمائے۔ یہ راز اب تمہارے پاس امانت ہے خبردار اس کو کسی پر ہرگز ہرگز ظاہر مت کرنا۔ مجھے بہت خفت اٹھانی پڑی جو کہ میرے چہرے سے عیاں ہو رہی تھی، آپ نے محسوس کرتے ہوئے فرمایا آپ میرے بھائی ہو، میرے لئے رضوان کی مانند ہو آپ کی اصلاح میرے لئے واجب ہے۔ اگر میں ہی غافل رہوں تو کیا کوئی غیر یہ فریضہ انجام دے گا؟ پھر محبت بھرے انداز میں نصیحتیں فرماتے رہے اور مشروبات وفواکہ سے دلجوئی فرمائی۔

۱۹۷۱ء میں پاکستان تشریف لائے، لاہور سے قصور جا رہے تھے، حضرت پیر بہاالدین صاحب (مرید کے) کی گاڑی تھی۔ حضرت مولانا مدظلہ ڈرائیور کے ساتھ والی سیٹ پر تشریف رکھے ہوئے تھے، حضرت پیر سید حیدر حسین شاہ رحمتہ اللہ علیہ علی پوری اور یہ فقیر پچھلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ڈرائیور نے حضرت پیر بہاالدین صاحب کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

"ایک مرتبہ پیر صاحب نے آٹھ سو روپے دے کر مجھے لاہور ٹریکٹر کے اسپیر پارٹس خریدنے کے لئے بھیجا۔ بس پر سوار ہوا، کسی نے میری جیب تراش لی خالی ہاتھ مرید کے واپس ہوا، پیر صاحب کو بتایا آپ نے کسی قسم کی ناراضگی کا اظہار نہ کیا مزید آٹھ سو روپے دیئے، میں دوبارہ لاہور گیا اور اسپیر پارٹس خرید کر لے آیا۔"

حضرت سیدی فضل الرحمٰن نے فرمایا:

" الحمد للہ ہماری تو کبھی چوری ہوئی ہی نہیں۔"

حضرت پیر سید حیدر حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مولانا وہ جو "فیصل آباد" ابھی اتنا ہی کہہ پائے تھے۔ آپ نے کہا پیر صاحب کچھ نہیں بولنا، آپ کو اللہ کی قسم ہے عارف کو نہ بتانا۔ اور پھر ثوب (کرتا) تو میں نے اپنے ہاتھوں سے دیا تھا، اس نے چوری تو نہیں کیا تھا، اور میں نے تو معاف بھی کر دیا تھا۔ پیر صاحب نے کہا مولانا آپ بھول گئے عارف تو اس وقت ہمارے ساتھ ہی تھا۔ اس بارے میں یہ تو سب کچھ پہلے ہی سے جانتا ہے۔

حضرت نے احقر کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ " بیٹا یہ کسی کو نہیں بتانا۔"

واقعہ یوں ہوا کہ اس سے پہلے جب حضرت سیدی فضل الرحمٰن مدنی مدظلہ پاکستان آئے تو فیصل آباد بھی تشریف لے گئے، صاحب خانہ ہی کے ایک فرد نے آپ سے التجا کی کہ آپ کا کرتا میلا ہے مجھے عنایت فرمائیں میں دھو کر لے آتا ہوں۔ آپ نے انکار کیا وہ شخص بضد رہا اور آپ کا کرتا لے گیا۔ جبیں اچھی طرح صاف کر دیں اور کرتا باہر پھینک کر چلا گیا۔ آپ بیٹھے انتظار کرتے رہے بہت دیر ہونے کے بعد تلاش کرنے پر باہر ثوب مل گیا۔ چونکہ اب آپ کے پاس کچھ رقم نہ تھی، حضرت پیر حیدر حسین رحمۃ اللہ علیہ نے بطور قرض بیس ہزار روپے آپ کو دیئے۔

ایک مرتبہ ایک پیر صاحب جن کا تعلق ضلع ہزارہ سے تھا، آپ کی گلی سے باہر نکل رہے تھے اور آپ داخل ہو رہے تھے۔ آمنا سامنا ہوا سیدی فضل الرحمٰن آگے بڑھے سلام کیا اور گفتگو کے دوران کہا کہ:

" حضرت آپ اور آپ کے ساتھی کل ظہر کا کھانا غریب خانہ
پر ہمارے ساتھ تناول فرمائیں ہمیں بڑی مسرت ہوگی۔"

پیر صاحب نے بڑی بے رخی کا مظاہرہ کرتے ہوئے انکار کر دیا۔ یہ اس لئے تھا کہ وہ پیر صاحب سیدہ کا نکاح غیر سید کے ساتھ ناجائز سمجھتے تھے۔ سیدی فضل الرحمٰن نے گھر پہنچنے پر سیدی قطب مدینہ سے گزارش کی۔

" سیدی فلاں پیر صاحب سے ابھی گلی میں میری ملاقات ہوئی میں نے

ان کو کل بعد ظہر کھانے کی دعوت دی مگر انہوں نے انکار کر دیا۔"

حضرت سیدی رحمتہ اللہ علیہ نے مسکراتے ہوئے فرمایا:

"ان کی فقیر کے ساتھ نہیں بنتی۔"

چند دن کے بعد وہ پیر صاحب حضرت مولانا کے مکتبہ کے سامنے سے گزرے آپ نے سلام مسنون پیش کیا، مصافحہ کیا اور مکتبہ میں بیٹھاتے ہوئے مشروبات سے تواضع فرمائی۔اس کے بعد بھی چند مرتبہ راہ چلتے آپ کی پیر صاحب سے ملاقات ہوئی، آپ سلام میں پہل کرتے اور بڑی محبت سے ملتے۔

ایک مرتبہ احقر راقم الحروف نے آپ سے تذکرہ کیا کی مطبوعہ دلائل الخیرات کے متعلق دریافت کیا کہ یہ کہاں سے حاصل ہو سکتی ہے؟ اسی وقت تین چار جگہ پر رابطہ کیا معلوم ہوا کہ مدینہ منورہ میں اس وقت مطلوبہ نسخہ کسی کے پاس موجود نہیں جدہ سے مل سکتا ہے۔ان دنوں حجاز مقدس میں شدید بارشیں ہو رہی تھیں، سڑکیں ٹوٹ گئیں، حاجیوں کی بسیں سیلاب میں بہہ گئیں۔راستے بند ہونے کی وجہ سے ہوائی جہاز میں بہت رش ہو گیا مگر آپ نے کوشش کر کے دوسرے دن صبح ۸ بجے کی فلائٹ میں سیٹ ریزرو کرا لی اور دوسرے دن جدہ روانہ ہو گئے۔رات گئے واپسی ہوئی، گلی میں آمنا سامنا ہوا سلام عرض کیا آپ کے ہاتھ میں ایک بنڈل تھا فقیر نے اٹھا لیا اور تواتیہ میں چلے گئے۔چونکہ آپ تھکے ہوئے تھے لیٹ گئے، بنڈل کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے کہا اسے کھولو، بنڈل کھولا اس میں کتابیں تھیں، ایک کتاب فقیر کو عنایت فرمائی، جب دیکھا تو حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی۔ یہ تو وہی دلائل الخیرات تھی جو فقیر نے طلب کی تھی، بڑی خوشی سے کھول کر دیکھنا شروع کیا اس میں ایک ورق ٹیڑھا تھا میں بار بار اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔حضرت سیدی نے فرمایا کیا بات ہے؟ عرض کیا حضور خیر ہے، پھر دو تین بار استفسار کرنے کے بعد فرمایا، مجھے دکھاؤ، دلائل شریف آپ کو تھما دی جب آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ اس میں ورق ٹیڑھا ہے تو فرمایا۔ آپ نے کیوں نہیں بتایا؟ کیوں خاموش رہے؟ اور اس کے بدلے میں دوسری دلائل شریف عنایت فرمائی۔اب میں بار بار بنڈل کی طرف دیکھ رہا تھا فرمایا اور چاہیے، عرض کیا

جی حضور فرمایا لے لو، دوسرا نسخہ لے لیا مگر نظریں بنڈل پر ہی مرکوز رہیں۔ پھر پوچھا کیا اور چاہتے ہو؟ نظریں نیچی کرتے ہوئے خاموش رہا، فرمایا جتنی چاہتے ہو لے لو، فقیر نے تیسری دلائل الخیرات شریف لے لی، فرمایا اور لے سکتے ہو احقر نے شکریہ ادا کرتے ہوئے عرض کیا سیدی تین ہی میرے لئے کافی ہیں۔ ان ایام میں اس مطبوعہ دلائل الخیرات کی قیمت ایک سو بیس ریال تھی۔ ایک نسخہ جناب میاں محمد فیاض قادری سجادہ نشین سیدنا علی ہجویری (رضی اللہ عنہ) اور دوسرا نسخہ حکیم محمد موسیٰ صاحب امرتسری کو بطور ہدیہ پیش کر دیا۔

حافظ طاہر مداح النبی جو بینائی سے معذور تھے، اکثر مدینہ طیبہ حاضر ہوتے اور قطب مدینہ سیدی ضیاء الدین احمد قادری (رضی اللہ عنہ) کی مجلس میں باقاعدگی سے شرکت کرتے، بڑے ذوق وشوق اور خوش الحانی سے نعت شریف پڑھتے۔

اکوڑہ خٹک سے نسبت رکھنے والے ایک خان صاحب جو کہ مدینہ طیبہ میں مقیم تھے نے حافظ صاحب پر پندرہ ہزار ریال کا الزام لگایا۔ ان کا کہنا تھا کہ پچھلے برس حافظ صاحب کو میں نے پندرہ ہزار ریال کی مالیت کا سودا دیا تھا کہ میرے گھر پہنچا دیں مگر انہوں نے نہیں پہنچایا۔ جبکہ حافظ صاحب کا بیان تھا کہ مذکورہ شخص نے مجھے ایک بیگ دیا کہ یہ میرا بیٹا آپ سے وصول کرے گا۔ میں نابینا انسان ہوں مجھے کچھ خبر نہیں تھی کہ اس بیگ میں کیا تھا ان کا بیٹا میرے پاس آیا اور بیگ لے گیا۔

شخص مذکورہ نے حافظ صاحب کے مدینہ منورہ آنے سے پہلے ہی، وارنٹ گرفتاری حاصل کر رکھے تھے۔ باب جبریل پر حافظ صاحب کی اور ان صاحب کی ملاقات ہوئی گلے ملے، سلام ودعا کے بعد حافظ صاحب کا بیگ پہنچانے پر شکریہ ادا کرنے کے بعد اپنے کمرے میں لے گئے اور کہا حافظ صاحب آپ تشریف رکھیں میں آپ کے پینے کے لئے جوس لے کر آتا ہوں۔ دروازے کو قفل کرتے ہوئے چلے گئے، تھوڑی دیر بعد پولیس کو لیتے ہوئے واپس ہوئے اور حافظ صاحب کو ان کے حوالے کر دیا۔

جب حضرت سیدی قطب مدینہ قدس اللہ سرہ العزیز تک یہ خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا: "فضل الرحمٰن کو بلاؤ"، حضرت مولانا آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے

فرمایا ”فضل! حافظ صاحب مداح النبی اور نابینا ہیں، حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے مہمان ہیں، اس کو تھانہ میں رات نہ گزارنی پڑے، جیسے بھی ہو ان کو لے آؤ، اللہ تبارک وتعالیٰ تم کو برکت دے گا، یہ بڑے اجر کا کام ہے۔“

مذکورہ شخص کو بلایا ان سے بات چیت ہوئی مگر وہ رقم وصول کئے بغیر کسی بھی طرح حافظ صاحب کی خلاصی کرنے پر رضامند نہ ہوا۔ حضرت مولانا تھانے گئے اور اپنی ضمانت پر حافظ صاحب کو لے آئے اور حضرت سیدی قطب مدینہ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے لا بٹھایا۔ حضرت سیدی بہت خوش ہوئے اور آپ کو بہت دعاؤں سے نوازا۔ حافظ صاحب سے بڑی شفقت ومحبت سے گفتگو فرماتے ہوئے ان کی دلجوئی کرتے رہے۔

دوسری رات مدعی کو بلایا اور ان سے کچھ رقم کم کرنے کو کہا مگر وہ راضی نہ ہوئے۔ آپ نے اپنی جیب سے پندرہ ہزار ریال نکال کر اسے دیتے ہوئے سند تحریر کرائی۔ وہاں جو حضرات موجود تھے ان میں سے بعض حضرات نے بھی اس رقم میں کچھ حصہ شامل کیا۔

عادتِ کریمہ تھی کہ گودام سے کتب کے کارٹن مزدوروں سے اٹھواتے اگر ان میں کوئی عمر رسیدہ ہوتا تو اس سے وزن تو کم اٹھواتے مگر مزدوری زیادہ دیتے۔ نوجوان مزدور کو بھی زیادہ وزن اٹھانے کی اجازت نہ ہوتی، اگر کوئی مزدور زیادہ وزن اٹھانے کی کوشش کرتا تو اسے منع فرما دیتے کہتے اپنی قوت سے کم وزن اٹھاؤ تاکہ مسلسل کام کر سکو یہ تو نہیں کہ آج مشقت زیادہ اٹھاؤ اور دوسرے دن تھک کر آرام کرنے لگو۔ وزن اٹھانے کے لئے آپ نے تین پہیوں والی سائیکلیں بھی رکھی ہوئیں تھیں، جن کے آگے ٹرالی ہوتی۔ جب کبھی احقر کو فرماتے گودام سے کتب اٹھوالاؤ، فقیر سائیکل کی ٹرالی پر ایک دو کارٹن لادکر لے آتا وزن تو کچھ زیادہ نہ ہوتا، مگر گرمی کی وجہ سے پسینہ خوب نکل آتا اگر آپ دکان پر تشریف رکھے ہوتے تو دیکھتے ہی ناراضگی کا اظہار فرماتے۔ تم کیوں اٹھا لائے؟ مزدور سے کیوں نہیں اٹھوایا؟ کس طرح پسینہ نکل رہا ہے! آئندہ تم گودام مت جانا، اپنے آپ کو تم بہت طاقتور خیال کرتے ہو، ہماری بات کی تو کوئی قدر نہیں۔ پھر تھوڑی ہی دیر بعد بڑے پیار ومحبت سے سمجھانا شروع کر دیتے۔

ایک مرتبہ آپ اپنے مکتبہ میں تشریف فرما تھے۔ ایک مغربی تشریف لائے، آپ کے ہاتھ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا، یہ انگوٹھی مجھے دکھاؤ، سیدی نے انگوٹھی اتار کر دے دی۔ بغور ملاحظہ کرنے کے بعد بولے کیا فروخت کرو گے؟ آپ نے انکار کیا تو اس صاحب نے کہا، اگر بیچو تو میں پندرہ سو ریال میں خریدتا ہوں۔ سیدی نے فرمایا یہ انگوٹھی مجھے ہدیہ میں ملی ہے، اس لئے اس کو فروخت کرنا مناسب نہیں۔ تو انہوں نے دو ہزار کی پیشکش کی آپ کے انکار پر وہ صاحب تین ہزار ریال تک پہنچ گئے۔ آپ نے ان کو مکتبہ کے اندر بلایا اور چائے سے ضیافت فرمائی۔ کہا جو آپ سمجھ رہے ہیں، وہ یہ نہیں۔ انہوں نے کہا آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟ فرمایا آپ اسے زمرد سمجھ رہے ہو مگر یہ تو عقیق ہے۔ شیخ صاحب کو یہ بات درست معلوم نہ ہوئی اس لئے ساڑھے تین ہزار قیمت لگا دی اور چل دیئے ابھی وہ چند قدم پر ہی تھے سیدی نے ان کو بلایا اور انگوٹھی ان کے سپرد کر دی۔ شیخ صاحب نے ساڑھے تین ہزار ریال آپ کو پیش کئے۔ سیدی نے یہ کہتے ہوئے رقم واپس کر دی کہ یہ میری طرف سے ہدیہ ہے۔ شیخ صاحب کو آپ کی دیانت و امانت پر بہت تعجب ہوا اور وہ آپ کے گرویدہ ہو گئے۔

سیدی قطب مدینہ رضی اللہ عنہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے آپ کے معمولات کو جاری رکھنے کی کوشش میں رہے۔ روزانہ کی مجلس میلاد، مہمانوں کی آمد، مہمان نوازی اور لنگر کا سلسلہ جاری و ساری رہا۔ چونکہ محبت رسول (ﷺ) کا درس اپنی پوری تابانی سے چل رہا تھا۔ دین جدید والوں کے سینے جل اٹھے، آپ کو حضرت سیدی قطب مدینہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے چند ماہ بعد ۱۴۰۱ھ / ۱۹۸۱ء میں پابند سلاسل کر دیا، چار ماہ اور دو دن زندان کی مصیبتیں برداشت کیں، صبر و شکر کے کلمات زبان سے جاری رہے۔

یہ آفتاب شب پیر ۲۴ شعبان ۱۴۲۳ھ، ۳۰/ دسمبر ۲۰۰۲ء کو غروب ہو گیا۔

رحمۃ اللہ علیہ

كل من عليها فان ہ ويبقى وجه ربك ذو الجلال و الا كرم ہ

انا للہ و انا اليه راجعون

سیدی حبیب الرحمٰن قادری رحمۃ اللہ علیہ

آپ ۱۳۶۵ھ میں مدینہ منورہ کے محلہ باب السلام زقاق سقیفۃ الرصاص میں پیدا ہوئے۔ کم عمری میں قرآن مجید حفظ کر لیا۔ ابتدائی سے ثانوی تعلیمی مراحل مدینہ طیبہ میں طے کئے۔ پھر ریاض یونیورسٹی میں داخلہ لیا اور انجینیرنگ کا ڈپلومہ حاصل کیا۔

حالت جذب طاری ہوئی۔ بلند اخلاق، طہارت و تقویٰ، عبادت وریاضت میں سلف صالحین کا نمونہ تھے۔ مہمان نوازی میں اپنے دادا سیدی قطب مدینہ قدس سرہ کے مظہر اور ادب و احترام میں اپنی مثال آپ تھے۔ ہمیشہ قمیص لباس پسند فرماتے اگر لباس پر معمولی سا دھبہ محسوس فرماتے تو فوراً تبدیل فرما لیتے۔ اگر اکابر علماء کرام و مشائخ عظام میں سے کوئی تشریف لاتے تو ان کو سلام کرنے میں ہمیشہ پہل کرتے ان کے ہاتھ کا بوسہ لیتے۔ اپنا ہاتھ کبھی کسی کو چومنے نہ دیتے۔

ہمیشہ تلاوت قرآن کریم یا دلائل الخیرات شریف کے ورد میں مشغول رہتے۔ گھر سے بہت کم نکلتے۔ جنت البقیع شریف کی حاضری معمول تھا اور ہمیشہ پیدل حاضری کو جاتے اور گھنٹوں بقیع شریف پر کھڑے رہتے۔ اگر راستے میں چلتے ہوئے کوئی متعلقین میں سے آپ کو دیکھ لیتے اور اپنے ساتھ گاڑی میں بیٹھنے کے لئے کہتے تو آپ اشارے سے معذرت کر لیتے۔

سیدی قطب مدینہ ضیاء الدین احمد قادری رضی اللہ عنہ فرماتے:

"یہ بھی میری طرح مجذوب ہو گیا ہے دیکھیں کب اس حالت سے نکلتا ہے۔" [۱۴۹]

انتالیس برس کی عمر میں ۱۴۰۴ھ میں واصل بحق ہوئے۔ بقیع شریف میں مدفون ہیں۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

حضرت علامہ ڈاکٹر رضوان قادری زید مجدہ

سیدی ڈاکٹر علامہ رضوان ۱۳۷۳ھ میں مدینہ منورۃ، محلہ باب السلام، زقاق صقیفۃ الرصاص میں پیدا ہوئے۔ ثانویہ تک تعلیمی مراحل مدینہ منورہ میں طے پائے۔ ہمیشہ امتحان میں امتیازی پوزیشن حاصل ہوئی۔

۱۳۹۸ھ میں جامعہ الملک سعود ریاض کے کلیۃ التربیہ سے تاریخ جغرافیہ میں بی۔اے کیا۔ ۱۹۸۳ء میں جامعہ نیویارک سے ایجوکیشن میں ایم۔اے کیا اور پھر اسی یونیورسٹی سے جون ۱۹۸۷ء میں ایجوکیشن میں ڈاکٹریٹ کیا۔ نیویارک میں قیام کے دوران مختلف مقامات پر دینی لیکچر دیتے رہے۔ آپ کی تبلیغ سے متعدد افراد نعمت اسلام سے مشرف ہوئے۔

فراغت کے بعد جامعہ ملک سعود ریاض میں اسسٹنٹ پروفیسر مقرر ہوئے، اور جامعہ اسلامیہ نیاگرا نیویارک کے مدرسہ اسلامیہ کے ناظم بھی ہیں۔

کلیۃ التربیہ مدینہ منورہ میں پروفیسر ہیں۔ یونیورسٹی میں رجسٹرار کے عہدے پر رہ چکے ہیں۔ اور شعبہ طریق وتدریس کے سربراہ ہیں۔ درجہ عالیہ کے طلباء و طالبات کو تعلیمی منصوبہ بندی اور ایجوکیشن ڈپلومہ کے پروفیسر ہیں۔ معاشرتی علوم اور شعبہ عمرانیات میں تحقیق کرنے والوں کی راہنمائی کرتے ہیں۔ تعلیم وتدریس میں آپ کے موضوعات یہ ہیں:

(۱) اکیڈمک رہنمائی۔ (۲) اساتذہ کا علمی معیار مقرر کرنا۔

(۳) اکیڈمی کے انتظامی امور کی مہارت کی تعلیم۔

(۴) لیڈوائز رعلوم اوبیہ کی تدریس کی تعلیم۔

آپ کا شمار مدینہ طیبہ کی اہم شخصیات میں ہوتا ہے۔ علمی اور تعلیمی کانفرنسوں اور سیمیناروں میں شرکت، ریڈیو اور ٹیلیویژن کی محافل میں شرکت۔ متعدد کالجوں اور یونیورسٹیوں کی کمیٹی کے ممبر ہیں، ممتاز ماہر تعلیم ہیں۔ متعدد کتب کے مصنف ہیں۔

بسم الله الرحمن الرحيم

الي سعادة سيدى داكتور رضوان ۔ حفظه الله تعاليٰ

السلام عليكم و رحمة الله و بركاته وبعد

قال تعاليٰ (كل من عليها فان ويبقي وجه ربك ذوالجلال و الا كرام) لقد وصلني نباء وفات سيدى ومرشدى والمربى سماحة الشيخ فضل الرحمن القادرى رحمة الله تعاليٰ وتغمده بواسع رحمة انه هو الرحمن الرحيم وقد وصلني الخبر قبل يومين و اصابني حينما اشد الحزن والالم ومرت هذه اليومين اثقل على من مدة السجن السنة و ثمان اشهر و لكن أسال الله ان يصبرني و يصبركم على ماحدث ۔ ولقد اصبحت المريدين اليتم بعد وفاة المرشدى رحمة الله اني الان اتمنى منكم الصبر على نفس خطا ابيك رحمة الله۔ وانا الان اجد الماً في قلبي بسبب اختي سلمي الي هي في الحقيقة مظلومة و مسكينة و ايضاً تعزية ستي آمنه و ستي حمدة و سيدى خليل الرحمن و اختي عزه و اختي بدور واتمني ان توصلوا التعزيتي لبقية اصحاب واصدقاء حلقه الضيائيه و لكل اهلة و ذوية۔

واتمني لكم من الله تعاليٰ جزيل الشكر و الاجر العظيم ۔

وتغمد الله الفضيلة بواسع رحمة واسكنه فسيح جناته۔

والله يوفقكم و يسد د خطاكم۔

خادمكم

محمد عارف القادرى

۲۹/۱۰/۱۴۲۳ھ

سیدی ڈاکٹر خلیل الرحمٰن زید مجدہ

آپ مدینہ منورہ میں ۱۳۷۷ھ میں باب المجیدی زقاق الطوان میں پیدا ہوئے ثانوی تک تعلیمی مراحل مدینہ طیبہ میں طے کئے۔ اور ایم۔بی۔بی۔ایس کی تعلیم پاکستان میں کراچی کے ڈاؤ میڈیکل کالج (DMC) سے حاصل کی۔ واپس مدینہ طیبہ گئے اور تبوک فوجی ہسپتال میں تعین ہوئے۔ پھر برطانیہ گئے اور آٹھ سال تعلیم حاصل کرنے کے بعد ای۔این۔ٹی۔(ENT) اسپیشلسٹ کی ڈگری حاصل کی اور تا حال مذکورہ ہسپتال میں تعین ہیں۔

ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ

نگاہ مبارک (ﷺ) کا اعجاز

رسول اللہ ﷺ جس طرح دن کی روشنی میں دیکھتے تھے اسی طرح رات کے اندھیرے میں بھی دیکھ لیتے تھے۔

آنحضرت ﷺ جس طرح سامنے دیکھتے تھے اسی طرح پیچھے کھڑی صفوں کو ملاحظہ بھی فرما لیتے تھے۔

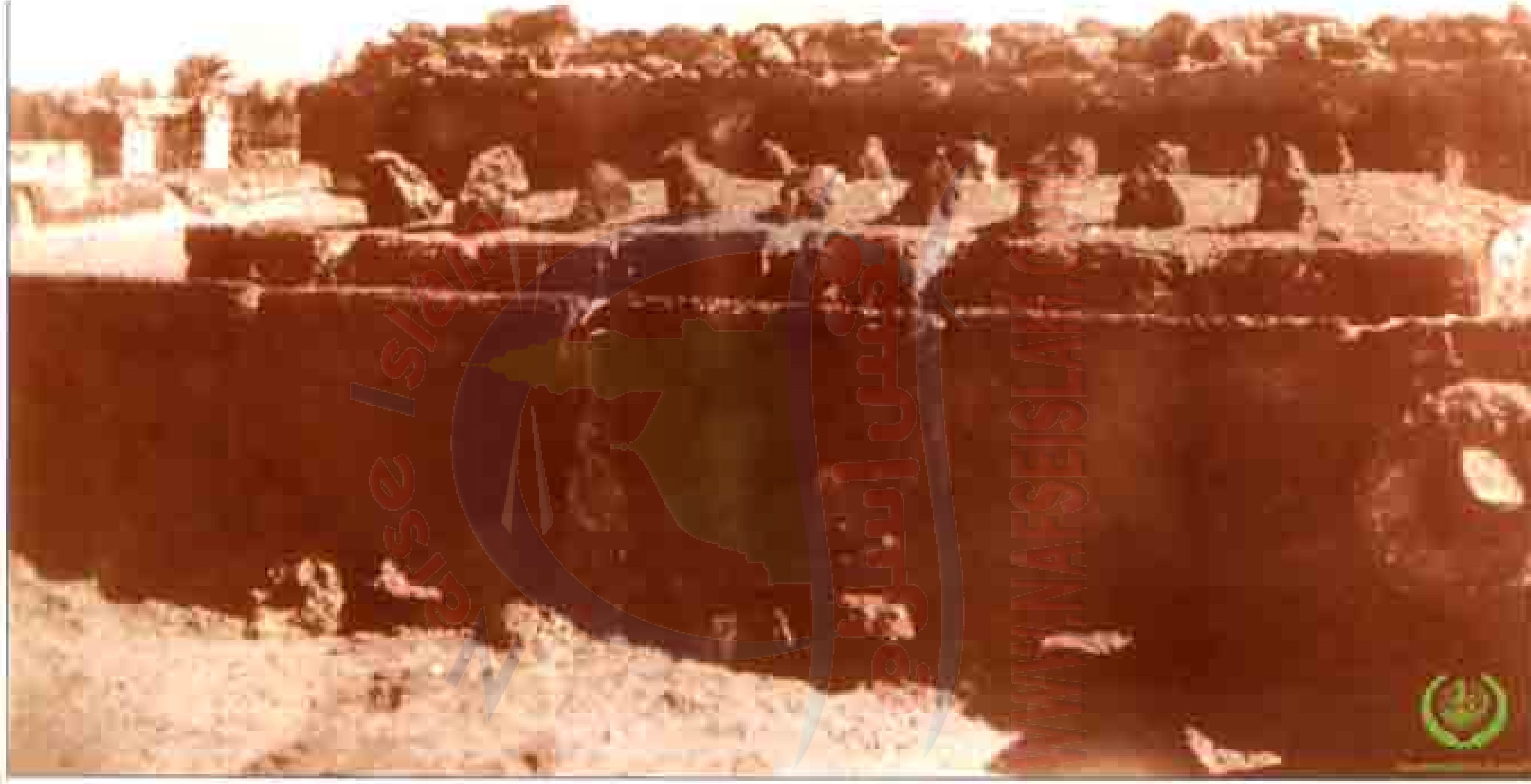
آنحضرت ﷺ ثریا میں گیارہ تارے دیکھتے تھے۔

آنحضرت ﷺ اندھیرے کمرے میں چراغ جلائے بغیر نہ بیٹھتے تھے۔

آنحضرت ﷺ کو جاری پانی اور سبزہ کو دیکھنا بہت پسند تھا۔

آنحضرت ﷺ کو لیموں اور سرخ کبوتر دیکھنا بہت پسند تھا۔

(وسائل الوصول الی شمائل الرسول ﷺ۔ علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی۔)



حقوق الطبع محفوظة لـ صلاح الساعدي Copy Right for Salah Al-Saady TEL: 0506338946 P.O. BOX: 3271.	جنت البقیع میں مزارات ازواج مطہرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	KUBUR ISTERI RASULULLAH SAW DI BAQI 1326H.	PEYGAMBER EFENDIMIZIN(S.A.V.) ZEVCELERININ CENNETUL BAKIDE MEZARI SERIFIERI 1326H.	AZWAG RSUL ALLAH IN AL-BAGEE 1326H.	قبور أزواج الرسول صلى الله عليه وسلم بالبقيع ١٣٢٦هـ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم



ھو القادر

جانشینِ قطبِ مدینہ

حضرت سیدی حافظ فضل الرحمٰن

مدنی قادری مدظلہ

مشاہیر کی نظر میں



مسجد المصلى (الغمامة)



مسجد سيدنا أبي بكر الصديق

۱) سیدی قطب مدینہ قدس اللہ سرہ العزیز

۱) فضل الرحمٰن اللہ کا شیر ہے۔اس کی ہیبت میری ہیبت ہے۔
۲) فضل الرحمٰن میرے ہاتھ پاؤں ہے۔
۳) جس نے فضل الرحمٰن کا بازو پکڑ لیا اس کا کام ہو گیا۔

۲) شہزادے اعلیٰحضرت سیدی مصطفیٰ رضا خاں نوری رضی اللہ عنہ

﴿ حضرت مولانا فضل الرحمٰن بڑا مؤدب اور سخی ہے۔میرے دل کا سکون ہے۔
شیر کا بچہ ہے بڑا۔ ﴾

۳) جناب آمنہ مدظلہا

سیدی قطب مدینہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی فرماتی ہیں۔جب بھائی صاحب چھوٹے تھے۔حضرت والد صاحب قبلہ کے کمرے میں داخل ہوتے تو آپ فرمایا کرتے۔

﴿ فہد آ گیا۔فہد آ گیا۔ ﴾

۴) حضرت مجاہد اعظم سیدی محمد حبیب الرحمٰن عباسی قادری

﴿ ہمارا بھائی (سیدی فضل الرحمٰن) نیم مجذوب ہے۔ ﴾

۵) حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ

﴿ حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدنی قبلہ مدظلہ العالی میری آنکھوں کا نور ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس آستانہ مبارک کی رونقیں قائم رکھے۔ ﴾

۶) حضرت علامہ غلام قادر اشرفی قدس اللہ سرہ العزیز

﴿ حضرت مولانا فضل الرحمٰن قبلہ غریب نواز سخاوت کا بحر مواج بیکراں ہیں۔ دنیا سے بیزار اور آپ کا دل مدینہ ہے۔ ﴾

۷) حضرت علامہ ابو البرکات سید احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ مفتی اعظم پاکستان

﴿ آپ کی (سیدی فضل الرحمٰن) بارگاہ میں نذر پیش کرنا فقیر کے لئے سرمایہ آخرت ہے۔ ﴾

۸) مجاہد ملت عبد الستار خاں نیازی رحمۃ اللہ علیہ

﴿ آپ کا وجود گرامی نعمت ہے۔ الولد سر لابیہ ﴾

۹) حضرت پیر سید حیدر حسین علی پوری رحمۃ اللہ علیہ

﴿ اس وقت مدینہ طیبہ میں حضرت علامہ فضل الرحمٰن صاحب سے بڑھ کر کوئی اور دوسرا اپنے مسلک کا اتنا پابند نہیں۔ گویا کہ ہر وقت تلوار پر چل رہا ہے۔ ﴾

۱۰) حضرت علامہ غلام علی اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

﴿ حضرت مولانا فضل الرحمٰن پیکر علم وعمل، صوفی باصفا، عاشق رسول (ﷺ) اور مہر ومحبت کا سمندر ہیں۔ ﴾

۱۱) حضرت علامہ پیر شریف احمد شرافت نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

﴿ حضرت مولانا فضل الرحمٰن کے بارے میں کیا عرض کروں آپ پاک مسلک، پاک ذات اور پاک صفات ہیں۔ کمزوروں کا سہارا ہیں۔ ﴾

۱۲) حضرت حافظ خیر محمد سندھی مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ

﴿ سیدی فضل لمبے ہاتھوں والا ہے، ساتھیوں پر خوب خرچ کرتا ہے۔ ﴾

۱۳) حضرت شیخ زکریا بخاری مدنی ﷫

﴿ شیخ فضل الرحمٰن نور عینی۔ ہمارا حبیب ہے۔ ﴾

۱۴) سید سلیمان الواعظ نقیب حضرۃ قادریہ ﷫

﴿ حبیبی فضل کریم ابن کریم ہے اور ستارۂ معین ہے۔ ﴾

۱۵) حضرت علامہ مفتی محمد حسین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

﴿ آپ (فضل الرحمٰن قادری) سخیوں کے قافلے کے سردار ہیں۔ ﴾

۱۶) حضرت مفتی تقدس علی خاں قادری رحمۃ اللہ علیہ

﴿ حاتم طائی کی باتیں سنی تھیں عملی طور پر حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب قبلہ میں دیکھیں۔ ﴾

۱۷) زبدۃ الحکماء سیدی محمد عظیم قاسمی قادری رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے ایک مکتوب بنام راقم الحروف میں تحریر فرمایا:

﴿ حضرت صاحب سیدی وسندی فضیلت مآب، قبلۂ عالم، جنید زماں، شیخ المشائخ موحد ربانی مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ العالی کو مودبانہ سلام عرض کریں۔ ﴾

۱۸) حضرت علامہ ڈاکٹر مسعود احمد مجددی مدظلہ عالی

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

ایم اے، پی ایچ ڈی، ...

حوالہ نمبر ______ تاریخ ۲۷ شعبان المعظم ۱۴۲۲ھ

مولانا فضل الرحمٰن آبادری مدنی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم
کے عشق میں سرمست و سرشار تھے، اخلاق عالیہ
کے پیکر تھے، دلداری و مہمان نواز تھے، فقیر پر بے حد
شفقت فرماتے تھے، جب بھی دیکھا خوش ہوتے تھے
دعائیں دیتے تھے، ہر بار نوازتے تھے، ان کی شفقت و محبت
ناقابل فراموش ہے، ان کا حلقہ ارادت وسیع تھا
ان کی محبت پیار الفت تھی، وہ اہل سنت کا
دل کی ٹھنڈک تھے ——

محمد مسعود احمد

١٩) حضرت علامہ افتخار احمد قادری مدظلہ عالی

Iftikhar Ahmad Qadri
Darul Uloom Qadria Ghareeb Nawaaz
P.O.Box: 3727
Ladysmith, 3370
South Africa
Cell: 0731576199
Tel: 063 635 7863 Fax: 063 637 8633
Email: info@darululoom.co.za

افتخار أحمد قادري
المدينة المنورة - العوالي
ت: ٠٤٨٣٤١١٥٠
جوال: ٠٥٦٧٧٢٩٩٦٣٦
ص.ب: ٢٥٥٠٩
E-mail: Iftekhar_qadri@hotmail.com

قدوۃ السلف فضیلۃ الشیخ العلامۃ الحافظ فضل الرحمن علیہ الرحمۃ والرضوان

حضرت شیخ فضل الرحمن القادری ثم المدنی رحمۃ اللہ علیہ سے میرا تعلق اور سابقہ پورے بیس سال (١٩٨٢ تا ٢٠٠٢) رہا، اس طویل عرصہ میں میں نے ان کے ساتھ متعدد معاملے کئے، نہایت وثوق کے ساتھ میں وضاحت کرتا ہوں کہ ہمیشہ میں نے ان کو معاملات میں سو فیصد صحیح، امین اور قوی پایا۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

الدین المعاملۃ — صحیح معاملہ کرنا ہی دین ہے

صحیح معاملہ دین کا روح ہے، حضرت میں یہ روح ہمیشہ جلوہ بار رہتی تھی۔

علالت کے آخری ایام میں جب لکھنے پڑھنے سے معذور ہوگئے تھے، دنیا بھر سے آنے والے خطوط کے بارے میں مجھے حکم دیتے، میں پڑھ کر سناتا، اگر بعض خطوط کے جوابات دینا مناسب سمجھتے تو مجھے حکم دیتے میں ان کے جوابات لکھتا پھر ان کو سناتا پھر آپ دستخط فرماتے۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جوابات کے القاب میں اگر کوئی کمی محسوس کرتے تو مجھ سے فرماتے یہ لفظ بڑھا دیجئے، علماء واکابر کے لئے ان کے القاب کا پورا خیال اور اہتمام فرماتے اور علماء کے لئے بالکل مناسب الفاظ لکھنے کا حکم دیتے۔ حضرت قطب مدینہ پر لکھی جانے والی کتاب جسے صدیق مکرم جناب عارف ضیائی صاحب نے ترتیب دیا ہے اس کا بیشتر حصہ بھی حضرت شیخ فضل الرحمن علیہ الرحمۃ والرضوان کو میں نے سنایا اور مولف بھی ساتھ تشریف رکھتے تھے، کئی ایک مقامات پر حضرت نے بعض الفاظ کا اضافہ بھی فرمایا اس طرح اس کتاب کے مستند اور ثقہ ہونے کی تصدیق بھی فرمادی۔

Iftikhar Ahmad Qadri
Darul Uloom Qadria Ghareeb Nawaaz
P.O.Box: 3727
Ladysmith, 3370
South Africa
Cell: 0731576199
Tel: 063 635 7863 Fax: 063 637 8633
Email: info@darululoom.co.za

افتخار أحمد قادري
المدينة المنورة ، العوالي
ت : ٠٤٨٢٤٤١٥٠
جوال : ٠٥٦٧٧٢٩٦٣٦
ص . ب : ٢٥٥٠٩
E-mail: Iftekhar_qadri@hotmail.com

علماء کرام کے القاب اور میرے اور جناب عارف ضیائی کے ساتھ اسطرح شفقت و محبت کا معاملہ کیوں فرماتے تھے اسلئے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد عالی ان کے پیش نظر تھا

من لم یرحم صغیرنا ولم یوقر کبیرنا فلیس منا — جو ہمارے چھوٹوں پر مہربانی نہ کرے اور بڑوں کا احترام نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے

اسکے مطابق چھوٹوں کو نوازنا اور بڑوں کا احترام کرنا ان کی طبیعت ثانیہ تھی۔
۲۰۰۲ء میں ان کے وصال سے بہت پہلے ساؤتھ افریقہ کا میرا ویزا ری سٹیمپ ہو چکا تھا مگر آج کل کرتے کرتے مہینہ گزر گیا اور میں افریقہ کا سفر نہ کر سکا۔ یکایک ایک شب میں ان کے وصال کی جانکاہ خبر ملی اسلئے میں ہکا بکا ہو گیا، ایک روز قبل ان کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اور وہ بالکل اپنے سابق حال پر تھے۔ بہر حال یہ تو قضاء الٰہی کا معاملہ تھا۔ جنازہ میں شرکت کے لئے دوسرے تیسرے روز ہی میں جنوبی افریقہ پہونچ گیا، لیکن غور و فکر کے بعد میں اس نتیجہ تک پہونچ گیا کہ حضرت نے اپنے کرم خاص سے مجھے سفر افریقہ سے روک رکھا تھا بیس سالہ محبت و عقیدت کے تعلقات کا تقاضا تھا کہ وہ مجھ پر یہ کرم فرماتے اور ان کے جنازہ مبارکہ میں شریک ہوتا۔
اسلئے مجھے یقین ہو گیا کہ آپ ولایت کے درجہ پر فائز تھے۔

اللّٰھم أنزل علی قبره الشریف شآبیب رحمتك و حوّله إلی روضة من ریاض الجنة وارفع درجاته فی الفردوس الأعلی، انك سمیع مجیب۔ وصلی اللّٰه علی حبیبك ونبیك سیدنا محمد وآله وأصحابه وأزواجه أجمعین۔

افتخار احمد قادری
المدینة المنورة

۲ رمضان المبارک ۱۴۲۶ھ
4.10.05

۴۰) عبدالرؤف عثمان قادری

الحمد للہ مجھے سیدی قطب مدینہ قدس سرہ العزیز پر کتاب جس کے مولف جناب سیدی محمد عارف قادری ضیائی ہیں، کی کمپوزنگ کا شرف حاصل ہے۔ فقیر سات برس مدینہ طیبہ الف الف الصلاۃ والسلام علی ساکنھا ومنورھا کی حاضری سے بہرہ ور رہا۔ جانشین قطب مدینہ قدوۃ السالکین حضرت علامہ سیدی فضل الرحمن قادری نور اللہ مرقدہ کی بارگاہ میں تسلسل سے حاضری ہوتی رہی۔ آپ کریم النفس اور انتہائی متواضع ومنکسر المزاج بزرگ تھے۔ اخلاق حسنہ کے مجسم پیکر اور مہمان نوازی وسخاوت میں اپنی مثال آپ تھے۔ ہر آنے والے کا بڑی محبت وشفقت سے استقبال فرماتے، اگر کوئی نعت پڑھنے والا ہوتا تو اس سے نعت کی فرمائش کرتے اور جانے والے کو محبت بھرے انداز میں الوداع کہتے۔

مولف کتاب ھذا پر خصوصی طور پر مہربان تھے۔ ایسا بھی ہوا کہ آپ کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے۔

"بھائی عارف آپ کا اور ہمارا مقام برابر ہے۔ آپ بھی سیدی والد صاحب قبلہ کے خلیفہ ہو اور میں بھی۔"

آپ کی زبان مبارک سے یہ بھی سنا گیا۔

"اللہ تعالیٰ مجھے یہ کتاب، مطبوعہ دیکھنی نصیب فرمائے۔"

۷۸۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ھو القادر

جانشین قطب مدینہ

حضرت سیدی حافظ فضل الرحمن

مدنی قادری مدظلہ العالی

کے

خلفاء



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ھو القادر

(۱)	حضرت سیدی ڈاکٹر رضوان قادری مدظلہ العالی	
	خلف الصدق وجانشین سیدی فضل الرحمٰن قادری	مدینہ منورہ
(۲)	حضرت سیدی ڈاکٹر خلیل الرحمٰن قادری مدظلہ	
	خلف الرشید سیدی فضل الرحمٰن قادری	مدینہ منورہ
(۳)	سیدی محمد تیسیر بن توفیق المحروی علیہ الرحمہ	دمشق ۱۴۲۵ھ
(۴)	مولانا علی احمد سندیلوی مدظلہ	لاہور
(۵)	محمد عبداللہ آل رشید مدظلہ	الریاض
(۶)	حضرت عبدالقادر بن سید محمد المعروف باپو شریف	
	بانی رکن دعوت اسلامی	کراچی
(۷)	مولانا علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری علیہ الرحمہ	لاہور ۱۴۲۸ھ
(۸)	حضرت علامہ شاہ تراب الحق قادری مدظلہ العالی	کراچی
(۹)	حضرت علامہ مفتی شاہ محمد مجیب اشرف مدظلہ العالی	پٹنہ
(۱۰)	حضرت علامہ قاری محمد خالد چشتی زید عنایہ	لاہور
(۱۱)	حضرت علامہ افتخار احمد قادری مدظلہ	پٹنہ
(۱۲)	حضرت علامہ سید محمد حسینی اشرفی مدظلہ العالی	پٹنہ
(۱۳)	مولانا محمد الیاس عطار امیر دعوت اسلامی	کراچی

(۱۴) حضرت علامہ مفتی عبد العزیز حنفی قادری مدظلہ العالی — کراچی

(۱۵) حضرت مولانا عبد العزیز خان قادری ضیائی زید مجدہ — لاہور

(۱۶) حضرت حافظ محمد فیاض احمد قادری زید مجدہ — لاہور

(۱۷) حضرت صاحبزادہ محمد فیاض قادری سجادہ نشین سیدنا علی ہجویری — لاہور

(۱۸) حضرت علامہ محمد عبد الحکیم اختر شاہجہانپوری علیہ الرحمہ — لاہور ۱۹۹۳ء

(۱۹) سیدی برکات محمد حبیب الرحمٰن قادری سلمہ الرحمٰن — مدینہ منورہ

(۲۰) سیدی جیلانی محمد عبد القادر قادری سلمہ الرحمٰن — مدینہ منورہ

(۲۱) عبد المصطفیٰ محمد عارف قادری رضوی عفی عنہ — مدینہ منورہ

(۲۲) مولانا عبد الستار مدنی علیہ الرحمہ — مدینہ منورہ ۱۴۲۸ھ



حضرت علامہ شاہ عبد العلیم صدیقی قادری رحمۃ اللہ علیہ
کی سند کا عکس

(بسم الله الرحمن الرحيم)

إجازة بمرويات السنة المحمدية

المنزلة وعلومها ، وزيادة كتاب الله العزيز

الحمد لله وصلى الله على سيدنا محمد الفاتح الخاتم وعلى آله وصحبه

وبعـــد :

قال عبد العبد الضعيف محمد الحافظ التجاني بن عبد اللطيف بن سالم الحسيني الحسني ويروي موطأ الإمام مالك وإمام دار الهجرة رضي الله عنه عن إمام الحديث الرحالة الحجة محدث المغرب السيد محمد عبد الحي بن سيدي عبد الكبير الكتاني عن المعمر أحمد بن المنلا صالح السويدي البغدادي الشافعي عن السيد مرتضى الزبيدي الحسيني ، عن المعمر محمد بن سنه الفلاني المالكي ، عن الشريف الولاتي ، عن محمد بن أركماش عن الحافظ بن حجر العسقلاني ، عن المعمر حسين بن أميله المراغي ، عن عز الدين أحمد بن إبراهيم بن عمر الفاروثي ، عن أبي اسحق إبراهيم ابن يحيى الحافظ المكناسي ، عن أبي عبد الله محمد بن سعيد بن أحمد بن سعيد ابن زرقون ، عن أبي عبد الله أحمد بن محمد بن غلبون الخولاني ، عن أبي عمر عثمان ابن أحمد القيجاطي ، عن أبي عيسى يحيى بن عبد الله ، عن عم أبيه عبد الله ابن يحيى بن يحيى ، عن أبيه يحيى بن يحيى ، عن إمام دار الهجرة مالك بن أنس رضي الله عنه آمين .

طريق آخــر :

عن السيدة الصالحة وأمة الله وابنة الحافظ الكبير الشيخ عبد الغني الدهلوي ، وأسانيده مبينة في ثبته « اليانع الجني » طبع الهند ، وهي تروي عن أبيها مباشرة .

حافظ الحدیث علامہ محمد الحافظ بن عبد اللطیف بن سالم التجانی
کی سند کا عکس

(٢)

عن إمام الحديث بدار الهجرة والسيد محمد عابد الأنصاري السندي المدني • وعن المعمر صالح بن محمد الفلاني المالكي • عن المعمر محمد بن سنه الفلاني • طريق آخر

عن العلامة محمد عبد الباقي الأنصاري الهندي والمترجم بالمدينة المنورة ومن شيخنا العلامة ألفا هاشم الفوتي بالمدينة المنورة سنة ١٣٤٩ هجرية • كلاهما عن الشيخ فالح الظاهري المالكي المدني • عن الشيخ محمد بن علي الخطابي المالكي • عن أبي حفص عمر بن عبد الكريم ابن عبد الرسول المكي • عن الشيخ المعمر صالح بن محمد الفلاني المالكي • •

ونروي العلوم الدينية — وبصدرها كتاب الله عز وجل والسنة المحمدية والفقه والتفسير وما يتعلق بذلك — عن حافظ المغرب أبي الإقبال السيد محمد عبد الحي بن عبد الكبير الكتاني • ومن الشيخ محمد الصادق الرياحي التونسي حفيد شيخ الإسلام سيدي إبراهيم الرياحي • كلاهما عن العلامة الشيخ الطيب النيفر التونسي • عن العلامة الشيخ الماحي الدارفوري الفوتي ترب المدينة المنورة • وعن شيخنا سيدي أحمد بن محمد التجاني الشريف الحسني رضي الله عنه — وقد سافر الشيخ الماحي من دار فور إلى المغرب ليأخذ عن الشيخ وقد أخذ عنه العلم والطريق • وأخذ الشيخ سيدي أحمد التجاني الإجازة العامة عن الشيخ سيدي محمود الكردي المدني بالقاهرة عن شيخ الإسلام الشيخ محمد ابن سالم الحفني بالنسبة إلى حفنة بمحافظة الشرقية بمصر

ونروي عن الشيخ الحفني بسنده عن الشيخ زين الدين الزهري الخلوتي المتوفى بطنطا سنة ١٢٦٢ هجرية عن خمسين وثمانية ومئة وستة أيام ... والده الشيخ محمد عن شيخ الإسلام الشيخ عبد الله ... الفيقي •

حافظ الحدیث علامہ محمد الحافظ بن عبد اللطیف بن سالم التیجانی
کی سند کا عکس

(٣)

وللشيخ الحنفي ثبت خاص به جمعت فيه أسانيده .

ونروي كتب السنة والتفسير والفقه من طريق إمام دار الحديث بدمشق شيخ المحدثين بالمشرق الشيخ بدر الدين الحسني عن الشيخ ابراهيم السقا عن الشيخ الأمير الصغير عن والده الشيخ الأمير الكبير من شيوخه الذين هم في ثبته المعروف بثبت الأمير .

ونروي عن مولانا الشيخ القاسم ومن الشيخ محمد عبد الباقي الأنصاري أسانيد الشيخ فالح الظاهري وثبته مطبوع، وللشيخ محمد عبد الباقي الأنصاري ثبت مطبوع أيضا نرويه عنه مباشرة .

ونروي ثبت العلامة المحدث الشيخ عبد الستار الصديقي الحنفي الهندي ثم المتوفى بمكة عنه مباشرة .

ونروي بسنده ومن المحدث الصالح الشيخ عبد الله الغازي الهندي المكي ثبت العلامة الشيخ حسين بن السيد محمد الحبشي المكي .

ونروي عن الشيخ محمد الصادق الرياحي التونسي حفيد شيخ الإسلام سيدي إبراهيم الرياحي مرويات الإمام محمد بن يحيى الولاتي حافظ المغرب في عصره .

ونروي فهرس الفهارس والأثبات للسيد محمد عبد الحي الكتاني عنه ، وهو مطبوع جامع لمعظم الفهارس والأثبات في المشرق والمغرب .

ونروي عن الشريف العلامة الواصل الكامل الإمام الشيخ محمد خفاجي الدمياطي والشريف السيد كمال الدين القاوقجي ثبت والده العلامة الإمام العارف السيد الشيخ أبي المحاسن الشمس القاوقجي وهو مطبوع أيضا .

حافظ الحدیث علامہ محمد الحافظ بن عبد اللطیف بن سالم التیجانی

کی سند کا عکس

(٤)

وسندنا في صحيح البخاري، ومن طريق شيخنا الشيخ محمد عبد الحي الكتاني بحسن المعمر الشيخ أحمد بن الملا صالح السهدي البغدادي الشافعي، عن نادرة المتأخرين السيد محمد مرتضى الزبيدي الحسيني، وهو عن المعمّر سُنّة الفُلاني المالكي، وهو عن الشيخ محمد بن الغُجَيل اليمني (بفتح الغين المعجمة وكسر الجيم)، وهو عن مفتي مكة القطب النهر والي، وهو عن الشيخ أحمد بن عبد الله بن أبي الفتوح الطاووسي عن المعمر بابا يوسف الهروي، عن محمد بن شاذبخت الفارسي الفرغاني، عن يحيى بن عمار بن مقبل بن شاهان الختلاني، عن محمد بن يوسف الفربري عن الإمام محمد بن إسماعيل البخاري رضي الله عنه، صاحب الجامع الصحيح، قال:

حدثنا مكي بن إبراهيم، قال حدثنا يزيد بن أبي عبيد عن سلمة بن الأكوع رضي الله عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: "من يقل علي ما لم أقله فليتبوأ مقعده من النار".

حدثنا محمد بن المثنى، حدثنا الوليد بن مسلم، حدثنا ابن جابر، حدثني بسر بن عبد الله الحضرمي، أنه سمع أبا إدريس الخولاني، أنه سمع حذيفة بن اليمان يقول: كان الناس يسألون رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الخير، وكنت أسأله عن الشر مخافة أن يدركني، فقلت: يا رسول الله، إنا كنا في جاهلية وشر، فجاءنا الله بهذا الخير، فهل بعد هذا الخير من شر؟ قال: نعم. قلت: وهل بعد ذلك الشر من خير؟ قال: نعم، وفيه دخن. قلت: وما دخنه؟ قال: قوم يهدون بغير هديي، تعرف منهم وتنكر. قلت: فهل بعد ذلك الخير من شر؟ قال: نعم، دعاة على أبواب جهنم، من أجابهم إليها قذفوه فيها. قلت: يا رسول الله، صفهم لنا. قال: هم من جلدتنا ويتكلمون بألسنتنا

حافظ الحدیث علامہ محمد الحافظ بن عبد اللطیف بن سالم التیجانی
کی سند کا عکس

(٤)

قلت : يا سيدي أين أدركني ذلك ؟ قال : "الزم جماعة المسلمين" ، قلت : فإن لم يكن جماعة ولا إمام ؟ قال : "فاعتزل تلك الفرق كلها ، ولو أن تعض بأصل شجرة حتى يدركك الموت وأنت على ذلك" اهـ .

وإني قد أجزت الأخ الشيخ فضل الرحمن بن الشيخ ضياء الدين بروايتي السنة المحمدية المشرفة وعلومهما وقراءة كتاب الله العزيز بأسانيدنا إلى المصطفى صلى الله عليه وسلم . وأسأل الله لنا وله كمال المتابعة ، وأن يدرجنا فيمن نضر الله وجهه تبلغ عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ، فكان له شرف حمل رسالة المصطفى صلى الله عليه وسلم إلى من بعده من أمته وكان له نصيب من تراث هذا السيد الأعظم صلى الله عليه وسلم .

والحمد لله أولا وآخرا وصلى الله على سيدنا محمد وعلى آله وصحبه وسلم .

~~القاهرة يوم الجمعة المبارك ١٩ شوال ١٣٩٢ هـ ٢٤ نوفمبر سنة ١٩٧٢~~

إمضاء

محمد الحافظ بن عبد اللطيف بن سالم التجاني .

لطف الله به آمين

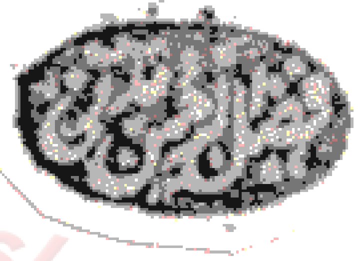
المدينة المنورة غرة الحجة سنة ١٣٩٢

محمد الحافظ بن عبد اللطيف بن سالم التجاني

لطف الله به آمين

حافظ الحدیث علامہ محمد الحافظ بن عبد اللطیف بن سالم التجانی

کی سند کا عکس



غفر اللہ عنہ وکرمہ
وبجاہ حبیبہ صلی اللہ علیہ وسلم
MOLANA FADLURREHMAN QADRI
P. O BOX 9
MADINA MUNAWWARAH (S.A.)





حضرت مولانا فضل الرحمٰن کے دستخط اور مواہیر



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

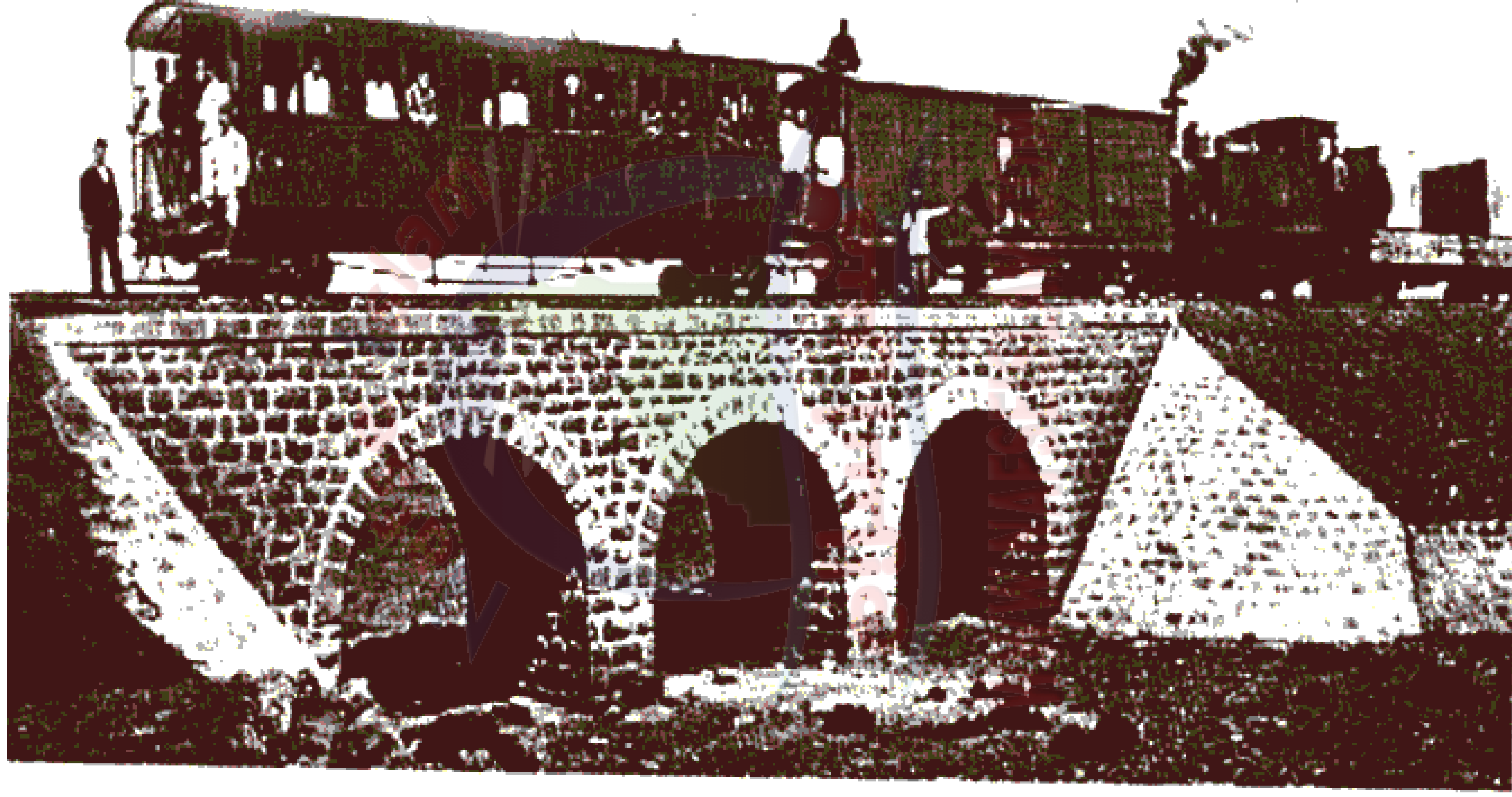
ھوالقادر

جانشینِ قطبِ مدینہ علیہ الرحمۃ

فضیلۃ الشیخ مولانا فضل الرحمٰن مدنی

کے

دو تاریخی خطبات



قطار الحجاز في العشرينات الهجرية

خطابات

(۱) پیش لفظ:

حضرت مولانا لطیف احمد چشتی کاموئکی

(۲) خطبہ صدارت:

اجلاس عام "مرید کے" ۱۰ راگست ۱۹۷۰ء

(۳) پیغام بنام:

سنی کانفرنس "مرید کے" ۱۹ راگست ۱۹۷۰ء

(۴) دعا:

۱۹۷۲ء میں کھوڑی گارڈن میں بزم رضا کی جانب سے ایک جلسہ حضرت علامہ فضل الرحمن مدنی قادری کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ جب کہ جلسہ کی سرپرستی حضرت علامہ قاری مصلح الدین صدیقی قادری رحمتہ اللہ علیہ نے کی۔
اس جلسہ کے آخر میں حضرت مولانا فضل الرحمن نے جو دعا فرمائی وہ پیش خدمت ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیشِ لفظ

حضراتِ گرامی!

پاکستان کے قیام کے ساتھ ہی پاکستان میں اسلامی دستور کا نفاذ کر دیا جاتا تو آج ملک میں موجود افراتفری پیدا نہ ہوتی۔ پاکستانی پود کو اسلامی کردار و اخلاق، نیز دینی تعلیم و تربیت دینے کی بجائے بے دینی اور آوارگی کا بیہودہ راستہ دکھایا گیا۔ نتیجۃً آج اغیار نے ان حالات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ملک کو اپنے اساسی نظریہ اسلام کی بجائے غیر ملکی نظریہ "سوشلزم" کی دعوت سے دوچار کر دیا ہے جمعیۃ العلماء پاکستان نے اس دینی اور ملکی فتنے کو چیلنج کیا۔ اور وہ بھولے بھالے پاکستانی مسلمان جو اپنی نادانی کی وجہ سے سوشلزم یا اسلامی سوشلزم کے نعرے کے فریب میں پھنس گئے ہیں ان کو اس فتنہ سے بچانے کے لئے کمر ہمت باندھی۔ ایک سو تیرہ پاکستانی علماء کے فتوے کے بعد مکہ المکرمہ اور مدینہ منورہ کے باسٹھ علماء کی طرف سے سوشلزم پر کفر کا فتویٰ عوام کے سامنے آچکا ہے۔ اب اعلیحضرت عظیم البرکت مجدد مأتہ حاضرہ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب مدنی مدظلہ العالیہ کے فرزند ارجمند مفتیٔ مدینہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدظلہ العالی کا سنی کانفرنس کاموکی منعقدہ ۷۰-۸-۹ء پر مرسلہ پیغام حاضر خدمت ہے۔ نیز حضرت موصوف نے جو خطبۂ صدارت اجلاس عام منعقدہ مورخہ ۷۰-۸-۱۰ بمقام "مرید کے" میں پڑھا وہ بھی ساتھ ہی پیش خدمت ہے۔ ملاحظہ فرمائیں اور فیصلہ کریں کہ مسلمانان پاکستان مدینہ منورہ کے ایسے معزز بزرگ، معتمد و متبحر عالم دین کے مدلل خیالات کو مسترد کر کے آخرت میں رسول عربی علیہ السلام کو کیا منہ دکھائیں گے۔ اب بھی وقت ہے کہ محبانِ رسول (علیہ السلام) اس فتنہ سے اپنے

ایمان کو بچائیں اور سوشلزم کے تصورات سے تائب ہو کر اپنی نجات کے راستہ پر گامزن ہوں۔

وما علینا الا البلاغ

لطیف احمد چشتی

جمعیت العلماء پاکستان کامونکی

جبہ قبا اور فرجی

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے تنگ آستینوں والا رومی جبہ پہنا۔

آنحضرت ﷺ کی آستینیں پنجوں تک ہوتی تھیں آپ ﷺ نے قبا اور فرجی بھی پہنیں اور تنگ آستینوں والا جبہ بھی زیب تن فرمایا۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں روایت ہے کہ انہوں نے ایک کالی چادروں کا کسروانی جبہ نکالا جس کا گریبان دیبا کا تھا اور اس کے گریبان پر کام بنا ہوا تھا اور فرمایا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کا جبہ ہے جو عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تھا۔ ان کے انتقال کے بعد میں نے اسے اپنے قبضہ میں لے لیا۔ نبی ﷺ اسے پہنا کرتے تھے اور ہم اسے پانی میں بھگو کر مریضوں کو پلا کر شفا حاصل کرتے ہیں۔

(وسائل الوصول الی شمائل الرسول ﷺ۔ علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی)



باسم الله وبحمده تعالیٰ ابتدائی القاء کلمتی هذا مصلیا و مسلما علی افضل الخلق سیدنا محمد ﷺ۔

حضرات الا فاضل المشائخ العظام والعلماء الکرام وجمهور الکریم وفقهم الله لخیر العمل ، السلام علیکم ورحمة الله وبرکاتهٗ۔

ان العالم الاسلامی الیوم فی حالة تدعُوْ الی الله شفاق البکاء من لحظر الفارح والأمر الخطیر الأدهی الشیوعیه التی مدت تفشی فی اکثر البلدان العربیة والاسلامیة وان تفشی هذا المرض الفتاک فی هذه البلاد الاسلامیه باکستان الحبوبة اصبح تیزاید کثیراً علماً بان الشیوعیة هی اشد الطبقات فی العالم الا سلامی عداوة وما یجری من الاستعداد الحدیدی أُصبح معروف الیٰ جِدّما ویظهر لنا فی البلدان الاشترا کیه بانهالم تترک للجماهیر فیها ایّ اثر من الحریه مطلقاً اومن قدمیة الانان وحقة فی الحیاه بل نعانی کبتاً و اضطهاذا فی العالم الیوم والبلدان الشیوعیه الاسجنا کبیراً هذا یجب بلن لاتثق ولا نعمة علی اعداء الا سلام الذین لا یرقبون فی مؤمن الا و ذمة هولاء لیس لهم عاطفة ولا عهد ولا میثاق ولا صلة یتخذو نارسیه لا طحاعهم المادیة ویتظاهرون بمظاهر المساعده والا حسان ویفکرون فی تقویة دعا ثم القضاء علی الاسلام والمسلمین لیل ونهار و صبح ماء ایها المسلمون ان ای بلد دخلت علیه الشیوعیه فی سوء حال ان الا شترا کیة والشیوعیة المنتشره فی هذا الایام انها الا یام انها من الاسلام ما هی الامکر و خداع، للمسلمین یقصدون القضاء علی الاسلام ان الاسلام دستور متکامل لا یحتاج الی تعدیل او

نظام او قانون انزل الله القرآن وعلي سيدالمرسلين تبيانا لكل شيء فاذا تمسكنابه ولسنة نبيه ﷺ بلغنا العلىٰ ولنلقي نظرة الى التاريخ الاسلامي المجيد يتضح جلياً ان الاسلام انتشرَ كثيراً في عهد الخلفاء الراشدين رضوان الله عليهم اجمعين حتى في زمن الخليفة الزاهد عمر بن عبدالعزيز كان يبحث عن احد يأخذ الزكاة فلا يجد مستحق لها فيه خلهافي بيت مال المسلمين ولم يبقى فقيراً واحد لسيره على الدستور الاسلام ايها المسلمون ان ذهاب المسجد الاقصىٰ ثالث الحرمين و اولى القبلتين ما الا نتيجة لتفشي الشيوعية في الممالك العربية وقد نزل بالمسلمين مانرىٰ اليوم في احتلال فلسطين الطاهره ارض الانبياء ثم سقوط القدس الشريف و حريقها واقدم اليهود الملعونين على تمزيق المسلمين وارتكبا بهم الفضائح نتجة للسير على الشيوعيه فيها ايها المسلمون انا شدكُم بالله ان تأزروا وتوحدوا صفوكم وتمسكو ابدينكم ودستوركم انما مثل المؤمن للمؤمن كالبنان يشد بعضه بعضاًفيجب علينا الاتحاد فان في الاتحاد قوة لنصر المومنين بقول الله عزوجل ان تنصر و الله ينصركم ويثبت اقدامكم فلاشيوعيه واشتراكيه في الاسلام فلنستعد لاعلاء كلمة بكل ما اوتينا من قوة وستكون كلمة اللذين كفر السفلي و كلمة الله هي العلياء.

واسلام عليكم ورَحمة الله وبركاته

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ترجمہ :

اللہ تعالیٰ کے نام اور اس کی تعریف کے ساتھ افضل الخلائق سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر درود بھیجتے ہوئے اپنی اس تقریر کا آغاز کرتا ہوں۔

حضرات! افاضل، مشائخ عظام، علمائے کرام اور معزز حاضرین اللہ تعالیٰ آپ کو بہتر کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بے شک آج عالم اسلام ایسی حالت میں ہے۔ جو زلا دینے والے خوف، بھیانک خطرے اور عظیم فتنے کی خبر دے رہی ہے۔ خبردار ہو کر سن لیجئے کہ وہ عظیم خطرہ سوشلزم ہے جو کہ اکثر عربی اور اسلامی ممالک میں پھیلتا جا رہا ہے اور اگر یہ مہلک مرض میرے محبوب اسلامی ملک پاکستان میں بھی پیدا ہو گیا تو یہ زیادہ ہی بڑھتا چلا جائے گا کیونکہ اس سوشلزم نے پہلے ہی عالم اسلام میں شدید طبقاتی دشمنی پیدا کر دی ہے اور اس آہنی پردے کے پیچھے یہ فتنہ بڑی سرعت کے ساتھ دور تک مقبول ہو چکا ہے۔ اشتراکی ممالک میں ہم پر اس کے اثرات آشکارا ہو چکے ہیں کہ اس نے ان علاقوں میں عوام میں ذرہ بھر بھی جذبہ آزادی انسانیت کا احترام اور عوام کا زندگی بسر کرنے کا حق تک باقی نہیں رہنے دیا۔ بلکہ آج کی دنیا میں پریشانی اور اضطراب کو بہت بڑھا دیا ہے۔ اور اشتراکی ممالک بہت بڑے قید خانوں کی شکل اختیار کر چکے ہیں۔ اس لئے ضروری ہو گیا ہے کہ ہم اسلام کے دشمنوں پر اعتماد و اعتبار نہ کریں۔ (جو کسی مومن کے بارے میں بھی کسی قسم کی رواداری اور وعدہ کی پرواہ نہیں کرتے) پس یہ وہ لوگ ہیں جن کی نظر میں ہمدردی، وعدہ معاہدہ اور صلہ

کی کوئی چیز نہیں یہ تو اپنے مادی لالچوں کی خاطر ہمیں آلہ کار بناتے رہتے ہیں۔ اور ظاہراً احسان و مروت کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔ لیکن باطناً وہ رات دن اور صبح و شام مسلمانوں کے خلاف اپنے منصوبوں کو قوی کرنے کے متعلق ہی سوچتے رہتے ہیں۔

اے مسلمانو! جن ممالک میں سوشلزم آیا وہ بہت بری حالت میں ہیں۔ سوشلزم اور کیمونزم جن کو آج اسلام کا نام دیا جا رہا ہے یہ مسلمانوں کے خلاف ایک گہری سازش اور مکروفریب کا جال ہے۔ اسلام ایک کامل دستور ہے ایک غیر متبدل نظام ہے۔ ایک ایسا قانون ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے سید المرسلین ﷺ پر قرآن کی صورت میں نازل فرمایا جو ہر چیز کی وضاحت کرنے والا ہے جب ہم اس قرآن کو اور اللہ کے نبی کی سنت کو مضبوطی سے تھام لیں گے تو ہم ترقی حاصل کرلیں گے۔ ہم اگر اسلامی تاریخ میں نگاہ ڈالیں تو ہم پر یہ واضح ہو جائے گا کہ خلفائے راشدین کے زمانے میں اسلام بہت زیادہ پھیلا یہاں تک کہ خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیز کے دور خلافت میں لوگ زکوٰۃ لے کر کسی مستحق کی تلاش میں پھرتے تھے اور کوئی زکوٰۃ لینے والا نہ پا کر بیت المال میں داخل کر دیتے تھے۔ اور دستور اسلامی کی برکات تھیں کہ اس دور میں کوئی فقیر نہ رہا۔

اے مسلمانوں! بلادِ عربیہ میں سوشلزم آنے ہی کا نتیجہ ہے کہ ہمارے ہاتھوں سے مسجد اقصیٰ جو تیسرا حرم اور قبلہ اول ہے چھن چکا ہے۔ مسلمانوں پر آج جو مصائب نازل ہو رہے ہیں اور جنہیں ہم دیکھ رہے ہیں یعنی انبیاء کی سرزمین مقدس فلسطین پر یہودیوں کا غاصبانہ قبضہ بیت المقدس کا سقوط اور اس کے جلائے جانے کا سانحہ۔ مسلمانوں کا قلع قمع کرنے کے صیہونی اقدامات اور ان کی ذلت اور رسوائی کے سامان یہ سب سوشلزم پر گامزن ہونے کا ہی نتیجہ تو ہیں۔

پس اے مسلمانو!

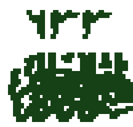
میں تمہیں خدا کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ تم کندھے سے کندھا ملا کر باہمی تعاون کی فضا پیدا کرتے ہوئے اپنی صفوں کو متحد کرلو۔ اور اپنے دین اور دستور حیات کو مضبوطی سے پکڑ لو۔ اور آپس میں کینے اور بغض کو ختم کر دو اور آپس کے اختلافات چھوڑ دو یقیناً

مومن دوسرے مومن کے لئے ایک دیوار کی طرح ہے جس کا ایک حصہ دوسرے کو قوت دیتا ہے۔ پس ہم پر متحد ہو جانا واجب ہے کیونکہ اتحاد ہی میں مسلمانوں کی نصرت کے لئے طاقت ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ اگر تم اللہ کے دین کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد فرمائے گا اور تمہیں ثابت قدمی بخشے گا۔ پس سوشلزم اور اشتراکیت کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں۔ اس لئے ہمیں اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے پوری طاقت اور تمام وسائل کے ساتھ تیار ہو جانا چاہئے اور انشاء اللہ عنقریب کلمہ کفر ذلیل ہو جائے گا اور اللہ کا کلمہ بلند ہو جائے گا۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ



ترکیا سے مدینہ منورہ پہنچنے والی سب سے پہلی ریل گاڑی کا انجن



الحمد لله الذی جعلنا من امة سیدنا محمد ﷺ، وامرنا باتباعه
صلوات الله وسلامه علیه وعلی اله واصحابه وسلم تسلیماً، اما بعد
ایها السادہ حضرات الافاضل العلماء والمشائخ الفضلاء والحاضرین
الکرام! اسلام علیکم ورحمة الله وبرکاته و بعد ایها المسلمون نحمد
الله سبحانه ان جعلنا من خیر أمة اخرجت للناس تأمر بالمعروف و تنهی
عن المنکر فالواجب الیوم علیٰ کل مسلم محاربة الشیوعیه والصهیونیة
لانها لیست من الاسلام فلا شیوعیة ولا صهیونیه فی الاسلام وان الاسلام
بریٔ عنها ولو تمعنا بالحقیقة فیها لو جدنا یحقٌ للمومن إذ لا یکون
الانسان خُرَّافی تصر فاته الشوعیه بل یکون مقیدًا بتعالیمهم الباطله
المزیَفَه ان دین الاسلام هو دین العقیدة ان دین الاسلام هو دین التسامح
والتاخی والتاذر ویدعونا الی ان یکون یدًا واحدة ضدًا لکفار الشیوعیة
والصهیونیة والملحدون مثل المؤمن للمومن کالبنیان یشدُ بعضه بعضاً
لا خلاف بعد الیوم بین المسلمین الا اذا خرج عن الشریعة السمحاء
فیجب له نصحة وافکامه بالتی هی احسن متجنبا الاتانیة والتباغض
والتحاسد فان قبل فیها ونعمت والافرکه لله لان الحب لله والبغض لله۔
ایها المسلمون یجب علینا ان نوحد صفوفنا ونجمع بین کلمتنا
وان نتمشی بتعالیم الدین الاسلامی وان یکون دستورنا هو کتاب الله ﷻ
وسنةَ نبیه ﷺ و التقید باحد المذاهب الاربعة الحقه أسوة باسلافنا وان
نحفظ بآداب النبی الکریم ﷺ ونتحلی باخلاقه الشریفه ﷺ ایها الاخوان
المسلمون هل ترون دستور یعلوا علیٰ کتاب الله الذی لایاتیه الباطل من
بین یدیه ولامن خلفه وسُنّة نبینا سیدنا محمد الصادق المصدوق ﷺ
حاشا لله لا یعلوای دستور اونظام علی کتاب الله ﷻ وسُنّة رسول الله

ﷺ رفقنا ﷻ ﷻ لاتباعه ﷺ وانی اقدم شکری لجمیع الحاضرین فی هذا الاجتماع فی الکامونکی العظیم وانی قد ابنت بکلمتی هذا لکون معبرة عن بعض شعوری نحو جمعیة علماء پاکستان الافاضل وفقهم ﷻ ﷻ لخیر العمل واعانهم للقیام بخدمة الاسلام والمسلمین وانی اسأل ﷻ الکریم ان یحفظ الجمیع وان یحفظ لناشیخ الاسلام حضرت العلامةالبرکه المجاهد الکبیر محب الفقراء والمساکین صاحب الفضیلة والارشاد عمدة العارفین مربی المریدین حضرت خواجه محمد قمر الدین حفظ الله و ابقاه ومتع المسلمین بطول حیاته لکی یرشد الناس والمسلمین۔

واسلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

قاله بفمه و حَررهٗ بنانه فضل الرحمن القادری المدنی

ﷻ ﷻ

تیل کا استعمال

آنحضرت ﷺ سر مبارک میں تیل کا استعمال کثرت سے فرماتے اسی طرح داڑھی مبارک میں کنگھی اور سر انور پر قناع کا استعمال بھی کثرت سے فرماتے۔

قناع وہ کپڑا جو تیل لگانے کے بعد سر پر رکھا جاتا ہے تا کہ کپڑے اور عمامہ خراب نہ ہو۔

آنحضرت ﷺ جب تیل لگانے کا ارادہ فرماتے تو بائیں ہتھیلی پر تیل لے لیتے ابتداء بھنوؤں سے ہوتی پھر آنکھوں کی باری آتی اور پھر سر پر تیل لگاتے۔

(وسائل الوصول الی شمائل الرسول ﷺ۔ علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ترجمہ:

اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ شروع کرتا ہوں جو بے حد مہربان بہت رحم کرنے والا ہے۔ سب تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے ہمیں ہمارے آقا ومولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی امت میں سے بنایا اور ہمیں آپ کی پیروی کرنے کا حکم فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور سلام آپ پر ہوں اور آپ کی آل واصحاب پر ہوں اور اللہ تعالیٰ سب پر صحیح طور پر سلامتی رکھے۔ اس کے بعد مدعا یہ ہے:

اے سردارو، عالمو، فاضلو، بزرگو اور حاضرین کرام! آپ پر اللہ تعالیٰ کی سلامتی ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور برکتیں ہوں اور اے جمیع مسلمانو! ہم خدائے پاک کی تعریف کرتے ہیں کہ اس نے ہمیں بہترین امت میں سے بنایا جو لوگوں کو فائدہ پہنچانے کے لئے تیار کی گئی جو نیکی کا حکم دیتی ہے اور برائی سے منع کرتی ہے۔ پس آج ہر مسلمان پر ضروری ہے کہ وہ سوشلزم اور یہودیت کا مقابلہ کرے۔ کیونکہ اسلام میں ان کا کوئی وجود نہیں۔ نہ تو اسلام میں کوئی سوشلزم ہے اور نہ یہودیت ہے اور یقیناً اسلام ان چیزوں سے بری الذمہ ہے۔ اور اگر ہم صحیح طور پر اس میں فائدہ بھی حاصل کر لیتے ہیں تو ہم ضرور اسے مومنین کے لئے ایک قید خانہ کی مثال ہی سمجھیں گے۔ کیونکہ انسان اس نظام میں اپنے شرعی تصرفات میں آزاد نہیں رہتا۔ بلکہ ان کے باطل اور ملمع شدہ نظام کی پیروی کا مقید ہو جاتا ہے۔ بے شک دین اسلام ہی صحیح العقیدہ دین ہے اور دین اسلام ہی درگزر، اخوت اور رواداری کا مذہب ہے اور وہ ہمیں اس بات کی دعوت دیتا ہے کہ سوشلزم یہودیت اور ملحدوں کی ملت کے مقابلے میں ایک متحدہ طاقت ہونی چاہئے۔ مومن کی مثال اس بنیاد کی طرح ہے جس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو مضبوط کر جاتا ہے۔ آج کے بعد مسلمانوں کے درمیان کوئی اختلاف نہ ہونا چاہئے سوائے اس کے کہ کوئی اس کشادہ دامن شریعت سے ہی نکل جائے۔ تو اس صورت میں اسے نصیحت کرنا اور احسن طریقہ سے سمجھانا ضروری ہے۔ اس حالت

میں کہ سمجھانے والا تکبر بغض اور حسد سے ماوراء ہو۔ پس اگر وہ خیال کرے تو اچھی بات ہے اور اس کے لئے بہتر ہے ورنہ اس کو خدا کی رضا کے لئے چھوڑ دینا چاہئے کیونکہ محبت اور عداوت خدا کی رضا کے لئے ہونی چاہئے۔

اے مسلمانو! ہم پر واجب ہے کہ ہم اپنی صفوں کو منظم کرلیں اور ہم اپنی آواز کو متحدہ کرلیں اور دین اسلام کی تعلیمات کے مطابق اپنی زندگی بسر کریں اور ہمارا دستور العمل اللہ عزوجل کی کتاب اور اس کے نبی ﷺ کی سنت مطہرہ اور ائمہ اربعہ حنفیہ میں سے کسی ایک کی پیروی اپنے بزرگوں کے نمونے کے مطابق ہونا چاہئے اور یہ بھی کہ ہم نبی پاک ﷺ کے احکام کی پیروی کریں اور آپ کے شرعی اخلاق سے آراستہ رہیں۔

اے مسلمان بھائیو!

کیا تم ایسے دستور کا تصور بھی کرسکتے ہو جو اللہ کی کتاب سے بڑھ کر ہو۔ جس کے مقابلے میں باطل کسی طور پر نہیں ٹھہر سکتا یا ایسے دستور کا تصور کرسکتے ہو جو ہمارے آقا و مولا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی سنت سے بڑھ کر ہو جنہیں صادق و مصدوق تسلیم کیا گیا؟ ہرگز نہیں، کوئی دستور یا نظام اللہ تعالیٰ کی کتاب اور رسول اللہ ﷺ کی سنت سے ہرگز بڑھ کر نہیں ہوسکتا۔ اور اللہ تعالیٰ ہمیں نبی کریم ﷺ کی اتباع کی توفیق عطا فرمائے اور بے شک میں سب سے پہلے کاموکی کے اس اجتماع میں تمام حاضرین کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور میں نے اپنی اس تقریر کے ذریعے جناب کو خبردار کردیا ہے کہ میری تقریر سے فاضل علماء، جمعیت علمائے پاکستان کے بارے میں میرے بعض جذبات کا اظہار ہو جائے اللہ تعالیٰ ان علمائے حق کو بہتر عمل کی توفیق عطا فرمائے اور خدمت اسلام اور امت مسلمہ کے لئے ڈٹ جانے میں ان کی مدد فرمائے اور میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ ہم سب کی قیادت کے لئے شیخ الاسلام حضرت علامہ مجاہد کبیر صدر جمعیت العلمائے پاکستان، محبت الفقراء والمساکین صاحب فضیلت والارشاد، عمدۃ العارفین، مربی المریدین حضرت خواجہ محمد قمر الدین صاحب کی حفاظت فرمائے اور مسلمانوں کو ان کی عمر دراز سے ہدایت پہنچائے تاکہ وہ تمام لوگوں اور مسلمانوں کو فائدہ پہنچاتے رہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سیدی فضل الرحمٰن مدنی

کی

دعا

ربنا تَقبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَمِیْعُ العلیمُ وتُبْ علینا یا
مَوْلانا انک انت التواب الرحیم وجُدْ علینایامولانا
انک اَنْتَ الجَوَّادُ الکَرِیْمُ وبفَضْلِکَ اللّٰھم عامِلْنَا بما
انت اَھْلُہٗ ولاتُعَامِلْنَا بما نحنِ اَھْلُہ فانک اھل التقوی و
اھل المغفرۃ وَجَعَلَ اللّٰھم جُمْعَنَا ھذاجمعاًمغفوراً
مرحوماًمقبولاً بفَضْلِکَ ومَنِّکَ وکَرَمِکَ یا اکرم
الاکرمین ویاارحم الراحمین اللّٰھم اِنَّ مغفرتک عن
ذُنُوبِنَا وَتجاوُزُک عَلیٰ مساء تنا وسِتْرُک عَلیٰ قَبِیح
اَعْمَالِنَا یَطْمَعُنَا اَنْ نَسْئَلُکَ مَالاَ نَسْتَوْجِبُ منک مِمَّا
قَدَّرْنا بہ فَصِرْنا نَدْعُوْکَ آمین وَنَسْئَلُکَ مسْتَانِسِینَ
فَاِنَّکَ انت المحسن الینا یَاربّی ونحن مُجِیْئُوْنَ الی

اَنْفُسِنَا تتوَدَّدُ الینا بالنِعَمِ ونَتَوَ غَدُ الیک بالمعاصِیْ فَلَمْ نَجِدْ کریماً اعتق منک علی اَجْلِدَةِ ضُعَفَآءِ مِثْلِنَا ولکن اعتقادی بفضلک حملتنا علی البحراة علیه فا للّٰه اللّٰهم علینا بِفَضْلِکَ وجودک و کرمک واحسانک وبجاه حبیبِک الاَعْظَمِ ﷺ

الٰهی نَجِّنا مِنْ کل ضِیْقٍ بجاه المصطفیٰ مولیٰ الجمیع
الٰهی نجّنا من کل ضیق بجاه المصطفیٰ مولی الجمیع
الٰهی نجّنا من کل ضیق بجاه المصطفیٰ مولی الجمیع
وهَبْ لنا فِي مَدِیْنَتِه قراراً ، وهب لنا فی مَدِیْنَتِه قراراً
وهب لنا فی مَدِیْنَتِه قراراً بِاِیْمَانٍ و دفنٍ بالبقیع.

اللّٰهم اغفر للمومنین والمومنات والمسلمین والمسلمات الاحیآءِ منهم والاَموات انک یا مولانا سمیع کریم مجیب الدعوات قاضی الحاجات ۔ اللهمَّ صلِّ علی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ مِنْ نُور الذاتِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ مِنْ نُور الذاتِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ مِنْ نُور الذاتِ وَعلی سَیِّدِیْ فِیْ سَائِرِ الأسماءِ والصفاتِ وَعلی آلِه وَصَحْبِه وَابْنِه مَحْبُوبِکَ غَوْثِ الأَعْظَمِ وَسَلِّمْ تَسْلِیماً.

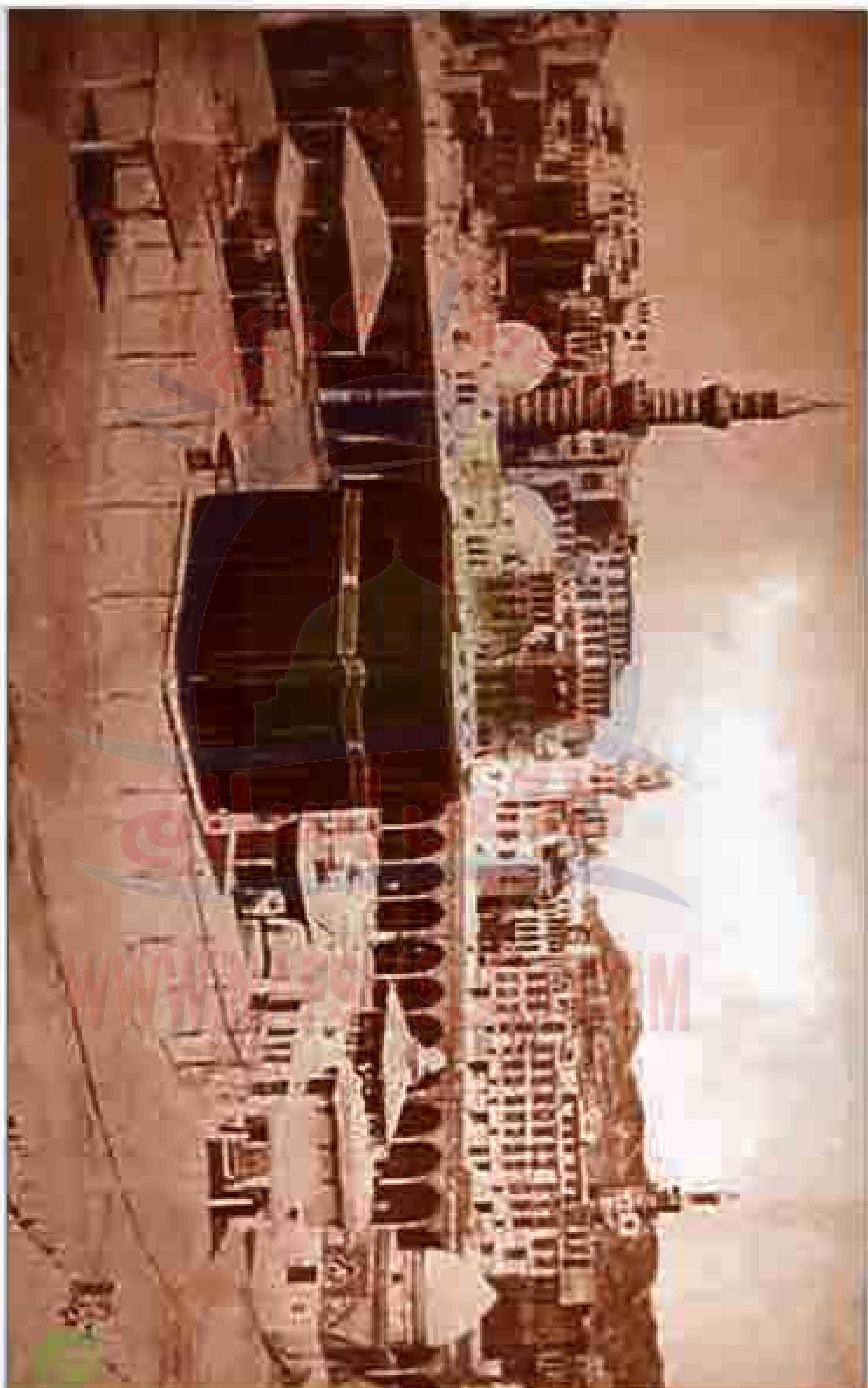
اللهمَّ صلِّ علی سَیِّدِنَا وَمولانا مُحَمَّدٍ طِبِّ القُلُوبِ وَدَوَائِهَا وَعَافِیَةِ الأَبْدَانِ وَشِفَائِهَا وَنُورِ الأَبْصَارِ وَضِیَائِهَا

وَعَلَى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَابْنِهٖ مَحْبُوبِکَ سَيِّدنا غَوْثُ الْأَعْظَمِ الجِيْلِی وَبارِکْ وَسَلِّمْ، اللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ علی سَيِّدِنا مُحَمَّدٍ صَلاةً تُنْجِيْنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ الْأَهْوَالِ وَ الْآفَاتِ وَتَقْضِیْ لَنَا بِهَا جَمِيعَ الحاجاتِ وَتُطَهِّرُنا بها مِنْ جَمِيعِ السَّيِّئاتِ وَتَرْفَعُنا بها عِنْدَکَ يارَبَّنا أَعْلَى الدَّرَجاتِ وَتُبَلِّغُنا بها أَقْصَى الغَايَاتِ مِنْ جَمِيعِ الخَيْرَاتِ فِی الحَياةِ وَبَعْدَ المَمَاتِ يا مُجِيْبَ الدَّعَواتِ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِيْر وَعَلَى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَابْنِهٖ مَحْبُوبِکَ غَوْثِ الْأَعْظَمِ عَبْدُ القَادِرُ الجِيْلِی وَسَلِّمْ تَسْلِيماً.

اَللّٰهُمَّ صَلِّ صَلَاةً كَامِلَةً وَسَلِّمْ سَلاماً تاماً عَلی سَيِّدِنا وَمَوْلانا مُحَمَّد الذی تَنْحَلُّ بِه العُقَدُ و تَنْفَرِجُ بِهِ الكُرَبُ وَتُقْضِی بِهِ الحَوائِجُ وَتُنَالُ بِه الرَّغائِبُ وَحُسْنُ الخَوَاتِيمِ وَيُسْتَسْقَى الغَمامُ بِوَجْهِهِ الكَرِيْمِ وَعَلَى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَابْنِهٖ مَحْبُوبِکَ غَوْثِ الْأَعْظَمِ سَيِّدِنا عَبْدُ القَادِرُ الجِيْلِی فِی کُلِّ لَمْحَةٍ وَنَفَس بِعَدَدِ کُلِّ مَعْلُوم لَکَ يا اَللّٰه، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاُمَّةِ سَيِّدِنا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمْ، اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ اُمَّةِ سَيِّدِنا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمْ، اَللّٰهُمَّ فَرِّجْ عَنْ اُمَّةِ سَيِّدِنا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمْ، اَللّٰهُمَّ تَجاوَزْ عَنْ اُمَّةِ سَيِّدِنا مُحَمَّدٍ

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمْ، اللّٰھُمَّ ارْحَمْ اُمَّةِ سَیِّدِنا مُحَمَّدٍ
صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمْ اللّٰھم انصُرْ امة سیدنا
محمدٍ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمْ اللّٰھُمَّ وَلِمَنْ وَالاھا،
اللّٰھُمَّ عادِ مَنْ عَادَاھا، رَبَّنا اغْفِرْلنا وَلِوَ الدِینا و والِدِ
والِدِینا فِی الدِّین والدُّنْیا ولِمَشَائِخنَا وَ لِمَشَائِخِ مَشَائِخنا
وَلِأَ سَاتِیذنَا ولأَسَاتِذی أساتِیذنا ولِمَنْ أَوْصَانا وَاستَوْصَانا
وَجُدْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ الجَوّادُ الکَرِیمْ، رَبَّنَا آتِنَا فِیْ الدُّنْیا
حَسَنَةً وَفِی الآخِرةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ، اللّٰھُمَّ یا رَبَّنَا
حُلَّ هٰذِہِ العُقْدَةَ وَأَزِلْ هٰذِہِ العُسْرَةِ وَلَقِّنَا حُسْنَ المَیْسُورِ
وقِنَا سُوءَ المَقْدُورِ وارْزُقْنَا حُسْنَ الطَّلَبِ و اکْفِنَا سُوءَ
المُنْقَلَبِ بِجَاہِ حَبِیبِکَ الأَعْظَمِ سَیِّدِ العَجَمِ وَالعُرْبِ
صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمْ، اللّٰھُمَّ حُجَّتِی وَ عُدَّتِی فَاقَتِیْ
وَوَسِیْلَتِی انْقَطَعَ حِیْلَتِیْ وَرَأسَ المَالِ وَعَدَمَ احْتِیَالِی
وَکَنْزِیْ وَعَجْزِیْ وَبِحَبِیبِکَ الأَعْظَمِ سَیِّدِنا مُحَمَّدٍ صَلَّی
اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمْ شَفِیْعِی فِی یَوْمِیْ وَغَدِیْ، اِلٰھِی قَطْرَةً
مِنْ بِحَارِ جُودِکَ تُغْنِینَا وَذَرَّةً مِنْ تَیَّارِ عَفْوِکَ تَکْفِیْنَا،
رَبِّ هَبْ لِی مَا لَا یَنْفَعُکَ، وَاغْفِرْ لِی مَالَا یَضُرُّکَ، یَا
رَبِّ یَا کَافِی، یَارَبِّ یَا کَافِی، یَارَبِّ یَا کَافِی اِنَّ رَبِّی سَمِیعٌ
قَرِیبٌ مُجِیبٌ، اِنَّ رَبِّی سَمِیعٌ قَرِیبٌ مُجِیبٌ، اِنَّ رَبِّی

سَمِیعٌ قَرِیبٌ مُجِیبٌ، رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیعُ
الْعَلِیْمُ وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ، رَبَّنَا تَقَبَّلْ
مِنَّا بِبَرَکَۃِ نَبِیِّنَا وَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم
وَبِحُرْمَۃِ سُوْرَۃِ الْفَاتِحَۃِ الشَّرِیْفَۃِ ... وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی
عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ وَنُوْرِ عَرْشِہٖ وَقَاسِمِ رِزْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا
وَوَلِیِّ نِعْمَتِنَا وَحَبِیْبِ رَبِّنَا سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ
وَابْنِہٖ مَحْبُوْبِکَ غَوْثِ الْاَعْظَمِ سَیِّدِنَا عَبْدِ الْقَادِرِ الْمُحْیِ
الدِّیْنِ وَجَمِیْعِ الصَّالِحِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ
وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ. ربنا ظلمنا انفسنا وان لم
تغفرلنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین،غُفْرَانک ربنا
والیکَ الْمَصِیر ولاحَوْلَ ولاقوۃَ الاباللہِ العلی العظِیمُ
وصلی اللہ وبارک وسلم علی سیدنا ونبیناومولانا
محمد وعلی آلہ وصحبہ وبارک وسلم تسلیماً کثیراً
والحمدللہ رب العالمین سبحان ربک رب العزۃ عما
یصفون وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب
العالمین.
بِحَقِّ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی
عَلَیْہِ وَسَلَّمْ.



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ھو القادر

(۱) حضرت سیدی فضل الرحمٰن قادری مدظلہ العالی کے محبت نامے

(۲) حضرت سیدی فضل الرحمٰن قادری مدظلہ العالی کے نام خطوط

(۳) حضرت سیدی فضل الرحمٰن قادری مدظلہ العالی کے نام تعزیت نامے



فاضل جلیل حضرت مولانا الشاہ فضل الرحمن القادری دام
مجدھم المدینۃ المنورہ
خلف الرشید حضرت العلام مولانا الشاہ ضیاء الدین احمد قادری
رضوی مہاجر مدنی مدظلہ العالی

مدینہ منورہ
١٢ / ذیقعدہ ١٣٩٣ھ
١٠ / دسمبر ١٩٧٣ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ وکفیٰ والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا محمد المصطفیٰ وعلیٰ آلہ و صحبہ وسلم انما کتبہ فضیلۃ سید الوالد حفظہ فیہ الکفایۃ لمن نور اللہ قلبہ ولا سیما ماحررہ البر وفیسر محمد مسعود احمد ایدہ اللہ بروح منہ وان علماء الحجاز قد قرظوا علی ماکتبہ فرید العصر محی السنۃ العلامۃ الکبیر مولانا الشیخ احمد رضا خان نور اللہ مرقدہ واثاب المؤلف الاجر العظیم وصلی اللہ علی سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم

حررہ من المدینۃ المنورۃ
فضل الرحمن القادری

مکتوب بنام پروفیسر مسعود احمد مجددی

از مدینہ منورہ علیٰ ساکنہا
ومنورہا الف الف الصلاۃ
والسلام

آمین



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
ھو القادر

فضل الرحمٰن بن الشیخ ضیاء الدین القادری

المملکۃ العربیۃ السعودیۃ ص۔ب ۲۱۹ المدینۃ المنورۃ

صاحب فضیلت والارشاد ڈاکٹر پروفیسر علامہ محمد مسعود احمد صاحب دامت برکاتہم وفیوضاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ الحمد للہ میں بہ حال طالب خیریت بخیریت ہوں۔ آپ کا تعزیت نامہ عزیزم الشیخ حبیب الرحمٰن قادری ضیائی رحمۃ اللہ علیہ کا وصول ہوا۔ بندہ آپ کا شکر گزار و ممنون ہے کہ آپ ہمارے شریک غم ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے التجا ہے کہ آپ کی عمر مبارک زیادہ سے زیادہ (محبت دعا قبولیت کرے) ... آپ نے سیدنا کے لئے کیا کچھ ... اظہر من الشمس ہے۔ اللہ تعالیٰ آپکو صحت ... علیہ میں جلد از جلد ... نصیب فرمائے۔ بارگاہ رسالت میں آپ کا الصلوٰۃ والسلام پیش کر دیا ہے۔

... عز و شرف

تمام علماء و مشائخ اور تمام مستفیدین ... کو السلام المسنون و تشکر ... جانب سے پیش کر دیا۔ آپکے حق میں ... اردو بول چال میں ... آپکے تو معاف فرما کر ممنون ... فرمائیں۔ یہ خط ... میں فرماتے ہیں ... آپکو تحریر ادا کرتے ہیں اور دعوات صالحہ

باقی عند التلاقی ... والسلام مع الاکرام

قالہ بفمہ وامر لتحریرہ
الفقیر الی اللہ تعالیٰ
فضل الرحمٰن
عفی اللہ عنہ وستر عیوبہ وذنوبہ
بجاہ طٰہٰ ویٰسین صلی اللہ علیہ وسلم

مکتوب بنام پروفیسر محمد مسعود احمد مجددی



الله الله

جوتا پہننے اور اتارنے کا طریقہ

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی جوتا پہنے تو پہلے دایاں پہنے اور پھر بایاں اور جب اتارے تو پہلے بایاں پاؤں باہر نکالے اس طرح دایاں پاؤں پہننے میں اول اور اتارنے میں آخر ہو۔

آنحضرت ﷺ جب بات چیت کے لیے بیٹھتے تو جوتا اتار دیتے تھے۔

(وسائل الوصول الی شمائل الرسول ﷺ ۔ علامہ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی)

ربّ العالمین ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم یا رحمۃ للعالمین

عرض دل دیگر نگاہوں کے ساتھ رسالت مآب
ہم نے تحفظ ناموس رسالت کی قسم کھائی ہے

منجانب:
فضل الرحمٰن قادری
بن شیخ ضیاء الدین مدنی قادری رضوی

مقام المدینۃ المنورۃ
تاریخ ۱۲/ ۲۷/ ۱۴۰۱ھ

مکرمی و محترمی جناب محمد عارف قادری سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم! ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپکا تار برائے تعزیت و دلجوئی کا شکریہ!

مولاکریم آپ کو سلامت رکھے اور ہم کو، آپ کو حضرت مرحوم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے

اور

ہمیں، آپ کو اور سب کو فقیہ الامت کے فیوض و برکات سے نوازے۔

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ ۝

مولائے کریم بطفیل حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں، آپ کو صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم حضرت قبلہ والد ماجد کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔

ہمارے آپ کے جملہ محبین و متوسلین کو مضمون واحد ہے۔

حاضرین مجلس و منتسبین کی جانب سے سلام مسنون قبول ہو اور مضمون واحد ہے۔

فقط والسلام

دعاگو: فضل الرحمٰن
عفی اللہ عنہ بمنّہ وکرمہ
بجاہ حبیبہ صلی اللہ علیہ وسلم

MOLANA FADLURREHMAN QADRI
P. O BOX 9..
MADINA MUNAWWARAH (S.A)

مکتوب بنام فقیر قادری

بسم اللہ و بحمدہ

مکرمی و محترمی بھائی عارف صاحب

سلام و مسنون و دعا ہائے ترقی مدارج

اگر امکان ہے تو برات کے بزم حاصل

رقص کے ساتھ تشریف لاکر ممنون

فرماویں اور ظہر کا طعام ساتھ ہو

گا اگر شہد والی ساتھ ہو تو اور اچھا ہے

فقط السلام آپکا بھائی

فضل الرحمٰن

۳/۸/۱۱ء

اگر شہد والی بسیار ہو لے میں

دیر لگتی ہے تو بھی بجنے کے ساتھ

دوبارہ لے آنا — اصل مسئلہ گنا بوٹا کا ہے

اگر امکان میں بھیں ہے تو بھی لیں

مکتوب بنام فقیر قادری

رسالة

من مراسلونا في المدينة المنورة

بسم الله الرحمن الرحيم

کلمة الشکر

" یاایتها النفس المطمئنة ارجعی الی ربک راضیة مرضیة فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی " صدق الله العظیم

انتقل الی رحمة الله سیدی الوالد صاحب الفضیلة والارشاد الشیخ ضیاء الدین احمد القادری المدنی ظهر یوم الجمعه الرابع من ذی الحجه ۱۴۰۱ھ فی المدینه المنوره۔

فنقدم خالص الشکر بواسطه مجله الدعوه الاسلامیه لکل من واسانا وقدم التعازی سواء شخصیا او برقیا اوتلفونیا بهذه المناسبه و نخص بالشکر کل من ساداتنا العلماء و المشائخ والمحبین والمریدین وادارت الجمعیات الاسلامیه۔

ونسال الله عز وجل ان یتغمد الفقید بواسع رحمته ویسکنه فسیح جناته وان لا یریهم مکروه فی عزیز لدیهم و انا لله وانا الیه لراجعون

طالب الدعاء و الداعی لکم

فضل الرحمن ضیاء الدین القادری المدینه المنوره ۱۴۰۱ھ

مکتوب بنام مجلہ الدعوہ الاسلامیہ

مکتوب حضرت شیخ الفضیلت علامہ محمد فضل الرحمٰن مدنی مدظلہ العالی

بنام

مولانا محمد مظفر اقبال مصطفوی لاہور

ازمدینۃ المنورہ

مورخہ ۱۴۰۲ھ

الی حضرۃ المحترم الفاضل الکامل مولانا محمد مظفر اقبال مصطفوی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

جناب والدِ محترم کے سانحہ ارتحال پر آپ کا تعزیتی خط ملا۔ جس کے لیے میں آپ کا بیحد مشکور وممنون ہوں، خدا تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

حقیقت یہ ہے کہ جناب والد صاحب کا سایہ کرم ہمارے سروں سے اُٹھ جانے پر ہم یتیم ہوگئے ہیں۔ آپ سب مزید دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس صدمہ کے تحمل کی قوت عطا فرمائے۔ اور ان کے روحانی فیوض وبرکات سے متمتع فرمائے۔ آمین۔

المرسل الداعی لکم بالخیر
فضل الرحمٰن القادری

یکم رجب ۱۴۱۶ھ
مطابق [illegible] ۱۹۹۵ء
ملبورن
آسٹریلیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا و مولانا محمد حبیب [illegible]
و علی آلہ و صحبہ [illegible]

سیدی حفظکم اللہ ۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ

میں الحمد للہ آپ کی دعاؤں سے بخیریت ہوں ۔ موریشس ، کینیا ، ملاوی ، افریقیا الجنوبیہ ، زمبابوے ، روڈریگ میں ، [illegible] تنزانیہ کا دورہ ختم کر کے ۲۴/ اپریل ۱۹۹۵ء سے آسٹریلیا کے دورے پر پہنچا ۔ مختلف شہروں کا دورہ ختم کر کے اب ان شاء اللہ ۳۰/ مئی کو نیوزی لینڈ ، جزائر فیجی ، ملیشیا ، سنگاپور وغیرہ ہوتا ہوا بنگلہ دیش کا [illegible] جا رہا ہوں ۔ آخر جولائی میں قبل رمضان المبارک ان شاء اللہ کراچی پہنچوں گا ۔ خصوصی معارف [illegible] آسٹریلیا وغیرہ کے علاقوں میں پہلی مرتبہ میلاد نامہ [illegible] سرکار حبیب صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] دعا فرمائیں [illegible] مبلغین [illegible] خیال فرمائے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عرض ہے

مولانا فضل الرحمن قادری
مکتبہ فضل الرحمن و اولاد
متصل فندق الرحیم مدینہ منورہ

۲۵/جمادی الاولیٰ ۹۹ھ

حبیبی السلام علیکم

الحمدللہ ہم سب بخیریت ہیں۔ مجھے امید ہے کہ آپ حضرات بھی بخیریت ہوں گے۔ اخوی خلیل الرحمن حفظہ اللہ الحمدللہ بخیریت ہیں۔ آج کل ان کے کالج کی چھٹیاں ہیں۔ [illegible] تشریف [illegible] کراچی میں [illegible] میں آج کل اچھا ماشاء اللہ ہے۔ [illegible] ہوں۔ دعا قرآن میں یاد فرماتے رہیں۔

میرے محترم دوست خواجہ محمد القیوم صاحب [illegible] تشریف لا رہے ہیں [illegible] پہلے آپ [illegible]

[illegible]





۴۸۶/۹۳

بخدمت جناب واجب الاحترام محترم مکرمی و محترمی مشفق و شفیق
حضرت علامہ مولانا فضل الرحمن خلف الرشید حجۃ الاسلام حضرت العلام
مولانا ضیاء الدین رحمۃ اللہ علیہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

بعد از سلام مسنون! عرض ہے کہ جب آپ نے مجھے ائرپورٹ پر الوداع فرمایا اس وقت مجھے کچھ پریشانی ہوئی مگر مکہ سے ہی دن مجھے سیٹ مل گئی جس کی وجہ سے میں بڑی آسانی کے ساتھ لاہور پہنچ گیا۔ اور آپ نے اس حقیر پُرتقصیر پر جو احسانات فرمائے ان کا شکریہ ادا کرنے کیلئے میرے پاس الفاظ نہیں۔ خصوصاً آپ نے تحفہ جعفریہ پر جو تاثرات لکھے ہیں اور جس محنت شاقہ سے آپ نے مجھے جدہ ائرپورٹ پر پہنچایا۔ یہ آپ کا اپنے ادنیٰ غلام پر وہ ایثار اور قربانی ہے جس کی مثال نہیں مل سکتی۔

میں نے پاکستان پہنچتے ہی آپکی خدمت عالیہ میں اپنی خیریت کا خط لکھا تھا۔ اور پورے حالات سے آپکو آگاہ کیا۔ مگر آج حضرت مولوی مشیر زمان کا ٹیلیفون آیا جس سے پتہ چلا کہ آپکو میرا خط نہیں ملا۔ کیونکہ انہوں نے کہا ہے کہ مولانا فضل الرحمن صاحب فرماتے ہیں کہ مولانا محمد علی نے لاہور پہنچ کر اپنی خیریت کا پتہ نہیں دیا۔

آپ نے جو تاثرات لکھے ہیں کاتب نے انکی ترجمہ کر دیا ہے اور انشاءاللہ ہماری کتاب کی اشاعت میں وہ بھی ساتھ چھپ جائیگا اور سب کے سامنے ہوگا۔

آپ نے فرمایا تھا کہ جب میں آپکو بھول گیا مگر یہ حقیقت ہے کہ میں آپکے احسانات کو کبھی بھی نہیں بھلا سکتا اور میں تو کیا میری اولاد بھی آپکے احسانات بھلا نہیں سکتی۔

اس دفعہ میں ارادہ کر رہا ہوں کہ سب سے بڑی بیٹی اور بچوں کی والدہ کو ساتھ حج پر لاؤں۔ آپ خصوصی دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ خیر و عافیت سے استعداد فرمائے اور اسباب مہیا ہو جائیں اور وہ مدینہ منورہ دیکھ سکیں۔

یا اللہ جل جلالہ — بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

دار العلوم جامعہ رسولیہ شیرازیہ رضویہ (رجسٹرڈ)



امیر روڈ، بلال گنج، عقب حضرت داتا صاحب لاہور

اور اگر کوئی معتمد آدمی آپ کے خدام میں سے مجھے مل گیا تو میں اپنی نئی چھپنے والی مطبوعات اس کے ہاتھ ارسال کر دوں گا۔

مجھے پتہ چلا ہے کہ حکومت نے آپکا سارا سامان شہید کر دیا ہے۔ کیا حکومت نے اس کا معاوضہ بھی دیا ہے یا نہیں؟

آپ چونکہ شوگر کے مریض ہیں اس کا بڑا فکر رہتا ہے اس لیے آپ خط کا جواب عنایت فرمائیں اور لکھیں کہ اب طبیعت کیسی ہے۔ اور مجھے جو شوگر کی تکلیف ہوئی تھی اب اس سے محفوظ ہوں۔

میری صحت کیلئے بھی دعا فرمائیں۔

اور سب دوستوں کو سلام عرض کریں۔

والسلام

محمد علی عفا اللہ عنہ

جامعہ رسولیہ شیرازیہ بلال گنج لاہور

نوٹ: پاکستان سے کوئی چیز منگوانا ہو تو ارشاد فرمائیں
خادم حاضر ہے۔



[illegible]

محمد مسعود احمد
[illegible]
[illegible] کراچی [illegible]

[illegible] ۱۴۱۶ھ

جامع منقول و معقول، واقف اسرار طریقت، عارف باللہ، [illegible] مطلب الفقراء [illegible] دامت برکاتہم العالیہ

مخدومی و معظمی حضرت شیخ فضل الرحمٰن القادری المدنی

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ صحیفۂ عالی نے نوازا ہے۔ فضیلت مآب کا ممنون ہوں۔
آپ کی دعائیں فقیر کے لیے نعمت بے بہا ہیں۔ فقیر دعاؤں کا تشنہ ہے۔
مولیٰ تعالیٰ آپ کے مبارک وجود کے فیوض و برکات کو جاری و ساری رکھے۔ آمین۔
فقیر نے آپ کی خدمت میں کچھ کتب ارسال کی تھیں۔ معلوم نہیں آپ کو ملیں یا نہیں۔ مطلع فرما کر ممنون فرمائیں۔
فقیر اردو میں لکھتا ہے۔ آپ عربی میں جواب عنایت فرما دیا کریں۔
آپ کا جواب فقیر کے لیے باعث مسرت و طمانیت ہے۔
دربار نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری کے وقت فقیر کو یاد رکھیں اور فقیر کے حسن خاتمہ کے لیے دعا فرمائیں۔ مولیٰ تعالیٰ اپنے محبوب کے دربار کی حاضری کی سعادت عطا فرمائے۔ آمین۔
اہل خانہ سلام عرض کرتے ہیں۔ فقیر کی طرف سے [illegible]
اور اپنے متعلقین کو سلام کہہ دیں۔ فقط والسلام

محمد مسعود احمد [illegible]

فون نمبر ۳۵۵۲۳۶۸ فیکس نمبر ۳۵۶۱۵۴۳ – ۲۱ – ۹۲

الشیخ فضل الرحمٰن القادری المدنی
مدینہ منورہ

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
ایم۔ اے۔ پی ایچ۔ ڈی
[illegible]

[illegible]

تاریخ [illegible]

پرنسپل
گورنمنٹ ڈگری کالج سکھر
کوڈ نمبر ۶۵۲۰۰
سندھ
اسلامی جمہوریہ پاکستان

فون نمبر
[illegible]

مخدومی معظمی دامت برکاتہم العالیہ

السلام علیکم [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] !

[illegible]

[illegible]

[illegible] !

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

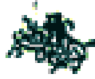
[illegible]

[illegible] والسلام

[illegible]

حضرت علامہ شیخ فضل الرحمٰن قادری مدنی

مدینہ منورہ



محمد مسعود احمد

مخدومی و مولائی دامت برکاتہم العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر و عافیت ہوں گے

الحمدللہ مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری (شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور) نے مناقب سیدی ضیاء الدین احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اردو میں ترجمہ مکمل کر لیا ہے۔

بعونہٖ تعالیٰ عنقریب کسی ادارے کی تحویل میں ہو گی ۔۔۔ انشاء اللہ طباعت کے لیے کوشش کی جائے گی ۔۔۔ جو حضرات تعاون کرنا چاہیں تعاون کر سکتے ہیں ۔۔۔

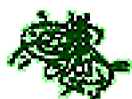
فقیر دعاؤں کا محتاج ہے ۔ دعاؤں میں یاد رکھیں ۔ از حرم اکرم

گرامی قدر مولانا [illegible] قادری رضوی کے نام عریضہ ارسال کیا تھا ۔۔۔ جواب سے محروم ہیں ۔ فقیر کی طرف سے سلام عرض کریں ۔۔۔

گھر والوں کو فقیر کی طرف سے سلام ۔۔۔ فقط والسلام

فون نمبر ۳۵۵۲۳۶۸ فیکس نمبر ۲۵۶۱۵۶۴ - ۲۱ - ۹۲

شیخ فضل الرحمن قادری
مدینہ منورہ



نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الا لا ایمان لمن لا محبۃ لہ

محمد مسعود احمد

۲/۱۴ ۔ سی
پی ای سی ایچ سوسائٹی کراچی (سندھ)
۷۵۴۰۰

[illegible]

[illegible]

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] —— اللہ اکبر!

[illegible] مبارک

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فون: کراچی ۴۵۵۰۱۲۲۸ [illegible] ۲۹۷۸۶۱ [illegible] TARIQ PK [illegible] KYAC PK

ہم گنہگاروں کے لئے فخر اور دولت ہے ۔ مولانا [illegible] آپ کا مبارک رسالہ [illegible] ترجمہ:

فقیر آپ کی لسانِ مبارک کی حلاوت [illegible] ہے ۔ حضرت صاحبزادہ عبد الرحمٰن

سے مل کر بہت ہی مسرت ہوئی الحمد للہ ۔ مولیٰ تعالیٰ آپ کو [illegible] نور سے [illegible] آمین:

[illegible]

فقیر اور اہلِ خانہ کی طرف سے دل کی [illegible] اور [illegible] دعاؤں میں

یاد رکھیں ۔ فقیر [illegible] ۔ [illegible]

اور اہلِ خانہ کو سلام [illegible] ۔

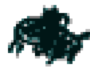
فقط والسلام

[illegible]

حضرت مولانا فضل الرحمٰن قادری

مدینہ منورہ

[illegible] صاحب



محمد مسعود احمد
[illegible]

وانہ من الحسنات والبرکات وانہ من الامارات والاحیاء

[illegible]

محترم و مکرم [illegible]

قبلہ [illegible]

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حضرت قبلہ علیہ الرحمہ کے سانحۂ ارتحال کی خبر پڑھ کر
سخت صدمہ ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! مولیٰ تعالیٰ حضرت مرحوم کی مغفرت فرمائے اور اپنے جوار
میں درجاتِ عالیہ عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین! [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

حقیقت یہ ہے کہ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

فون نمبر ۳۵۵۲۳۶۸ فیکس نمبر ۳۵۶۱۵۶۳ - ۲۱ - ۹۲

شیخ فضل الرحمٰن قادری مدظلہ العالی
مدینہ منورہ

مکتبہ قادریہ

جامعہ نظامیہ رضویہ لوہاری منڈی لاہور

حوالہ نمبر .... ۴۸۶/۹۲ تاریخ ۲۲-۷-۹۲

محترم و مکرم فضیلۃ الشیخ محمد عارف المدنی ادام اللہ تعالیٰ وجعل
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! البقیع الشریف مثواہ ومثوای

آپ کا مکتوب گرامی موصول ہوا، اسعد نظامی صاحب کے بارے میں شکایت کا آپ نے صحیح ازالہ فرمایا، شکریہ!

جناب حافظ فیاض احمد صاحب آپ کا مکتوب گرامی پہنچانے کے بعد نہیں ملے، ہم نے ہی نسخہ دلائل الخیرات شریف دکھائی، جو کچھ فقیر سے ہو سکتا اس کے لئے حاضر ہوں

عزیزم ممتاز احمد سدیدی صاحب جامعہ ازہر مصر میں داخلہ لے چکے ہیں، کامیابی کی دعا فرمائیں، ایڈریس یہ ہے: عمارہ رقم ۲۴ - صالۃ المذاکرۃ، الدور الثانی
مدینۃ البعوث الاسلامیۃ - العباسیۃ - بالقاھرہ - مصر -

راقم داتا صاحب قدس سرہ کے قدموں میں قادری منزل نزد دستا ہوٹل ایک مکتبہ قادریہ قائم کر رکھا ہے جس کی بنا پر مصروفیت بڑھ گئی اور قوت پہلے سے کم رہ گئی ہے۔

ہدایۃ السالکین کے بارے میں گزارش یہ ہے کہ میں نے وہ کتاب چھپنے کے بعد دیکھی، مجھ سے ایک استفتاء کیا گیا تھا جس میں چھ سات سوال تھے، ایک سوال یہ تھا کہ جو شخص بندے کے کاسب ہونے کا انکار کرے اس کا کیا حکم ہے؟ میں نے لکھا کہ وہ کافر ہے، غالباً اسی کو بنیاد بنا کر ادھر مرید ہونے کے ناطے

فون: ۴۴۳۵۴۱۲

محمد عبد المصطفیٰ الازہری (فاضل جامعہ ازہر مصر)

شیخ الحدیث دارالعلوم امجدیہ عالمگیر روڈ کراچی نمبر ۵ پاکستان

رہائش ۵ قادری منزل ۱/۱۰ ای ون ۹۹۰۱۰
سعود آباد کراچی

مورخہ ____________

حضرت محترم مولانا فضل الرحمن صاحب
دام اللہ تعالیٰ برکاتہم علینا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

وجہ یہ ہے کہ آپ کا گرامی نامہ تشریف فرما ہوا اور حضرت سعید میاں اور آپ کی خیریت سے دل کو بہت سکون ملا۔ آپ حضرات کی دعائیں و توجہ ہمیشہ درکار رہتی ہے۔ حضرت کی خدمت میں باادب سلام مسنون عرض ہے۔ اور حضرت قبلہ میرزا صاحب کی خدمت بابرکت میں بھی سلام مسنون اور گرامی نامہ ہم تک آپ کے خط کے ساتھ تعلق کا تار ارسال ہے کہ تسلیم منظور

والسلام

عرض ہے

جناب حاجی محمد شفیق صاحب تشریف لے جا رہے ہیں ان کے ساتھ یہ خط ارسال کر رہا ہوں

بسم اللہ الرحمن الرحیم
۷۸۶
۹۲

الفاروق
جہانگیر روڈ کراچی ۵
۱۷ دسمبر ۱۹۹۲ء

محب جلیلی و ممدوح عالم ربانی فاضل حقانی مولانا شاہ محمد فضل الرحمن صاحب المدنی سلامت با کرامت باشند

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اللہ جل شانہ آپکو مع جملہ متعلقین محبین مخلصین منتسبین و مریدین خاص کرم کے سایہ میں رکھے عزت دو جہاں بخشے۔ امید ہے کہ فقیر کا خط مورخہ ۳ نومبر ۱۹۹۲ء کا تحریر کردہ مل گیا ہوگا۔

فقیر نے تو اخبارات میں خبر سنتے ہی دعاؤں کا خصوصی سلسلہ شروع کر دیا تھا اور تمام حلقوں میں برابر اعلیٰحضرت کیلئے دعائے صحت کا سلسلہ جاری ہے جلد شفا کی دعا کی گئی اور اس خط کے بعد یہاں پر ایک بہت بڑی محفل حسینیہ ہزاروں کا اجتماع تھا شہادت امام عالی مقام سید الشہداء امام حسین رضی اللہ عنہ کی منعقد ہوئی چار دسمبر کو اور علامہ مولانا مولوی محمد شفیع صاحب اوکاڑوی خطیب پاکستان نے ذکر شہادت بیان کیا۔ آخر میں اعلیٰحضرت کیلئے دعا بڑے خشوع و خضوع سے ہوئی۔ میاں محمد عبداللطیف رحمانی سلمہ کے خط سے مرض کی تفصیل معلوم ہوئی۔ اللہ کا شکر ہے کہ اب حضرت والا خاندانہ صحت میں ہیں جیسا کہ اخبارات میں خبر آئی ہے۔ اگرچہ فقیر خود بھی بیمار ہے کمزوری باقی ہے اور ڈرپ لگ رہی ہے جسمانی قوت آہستہ آہستہ آ رہی ہے لیکن فکر زیادہ تر اعلیٰحضرت کی علالت کی ہے اور صحت کی دعا جاری ہے امید واثق ہے کہ صدقہ سید المرسلین رحمۃ للعالمین سردار دارین تاجدار کونین سلف صالحین کے ریحین ثانی اور وارث علوم اعلیٰحضرت محمد احمد رضا خاں صاحب بریلوی اور شیخ طریقت تا ابد فروزاں رہیگی۔ یہاں سے ان کیلئے کسی چیز کی ضرورت ہو تو بلا تاخیر لکھیں فقیر ان کی ہر خدمت کو سعادت عظمیٰ سمجھتا ہے۔ آپ حضرات بھی حاضر کیلئے مکمل صحت کی دعا کرتے رہیں۔ فقیر دعا جو بھی ہے دعا گو بھی۔ اہل محفل کو سلام و دعا۔ اہل خانہ کو حسب مراتب سلام و دعا۔ بچوں کو پیار۔ جو حضرات اعلیٰحضرت کی عیادت کو آئیں انکو بھی میرا سلام پہنچائیں اہل حلقہ اور رحمانی حجاج بہت بہت سلام کہتے ہیں۔ محمد عبداللطیف رحمانی کو دعا کہنا۔

دعا گو محمد فاروق رحمانی عفی عنہ

بقلم عاجز نذر محمد رحمانی عفی عنہ

jm22/97
Lahore 33 3/6/70 20.5

الشیخ فضل الرحمن القادری المدینہ

amsim

Lt
shaikh fadlurrahman alqadri badul majeedi madina

maulana abulbarakat and all sunni ulema request youhto preside ulema conference Lyallpure on 13 14 june and inform arrival noorani karachi

مولانا ابوالبرکات وجمیع علماء السنۃ یرجو منکم ان تترأسوا مؤتمر العلماء فی لایلپور فی تاریخ ۱۳/۱۴ یونیہ و اخبروا نورانی بوصولکم کراچی

shahmad noorani hazbulahnaf Lahore
المرسل شاہ احمد نورانی حزب الاحناف لاہور

col/ 13 14 noorani

المملکۃ العربیۃ السعودیۃ

ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ

کچھ بچا کر نہ رکھتے

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی صبح کا کھانا عشاء کے لیے اور عشاء کا کھانا صبح کے لیے بچا کے نہ رکھا۔

ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی اکرم ﷺ کل کے لیے کچھ ذخیرہ نہ فرماتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ جب رات کو کھانا کھا لیتے تو صبح کو نہ کھاتے اور جب صبح کا کھانا تناول فرما لیتے تو رات کو نہ کھاتے۔

(وسائل الوصول الی شمائل الرسول ﷺ۔ علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی)

حضرت سیدی مفتی فضل الرحمٰن قادری مدنی زید مجدہ کے محترم چچا جناب حضرت الحاج مقبول احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وفات حسرت آیات پر حضرت پیر سید حیدر حسین شاہ علی پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تعزیتی پیغام۔

یا نبی سلام علیک یا حبیب سلام علیک یا رسول سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

حضرت المعظم ذو المجد والفضل اخی المحترم والمکرم ادام اللہ فیوضکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے کرامت نامہ سے آپ کے مکرمی ومحترمی ومخدومی چچا الحاج مقبول احمد صاحب (محلہ اراضی یعقوب۔ سیالکوٹ) کی وفات حسرت آیات کا پڑھ کر جو، جو میرے دل کو صدمہ عظیمہ پہنچا ہے وہ احاطہ تحریر وتقریر سے خارج ہے، گو ہم اس صدمہ عظیمہ کی برداشت کے لائق تو نہیں ہیں مگر رضائے ربی کے سامنے تو اظہار بے بسی ہے مولا کریم کے حضور میں دعا ہے کہ مرحوم کو تو بے حساب جنت الفردوس میں جگہ عطاء فرماوے اور آپ تمام کے تمام پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرماوے آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ میں ان کی روح پرفتوح کو ایصال ثواب کے لئے ایک بڑی مجلس قائم کر رہا ہوں۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔ فی الحال واِلّٰی تباللہ باللہ اپنی اس بیماری کی وجہ سے چلنے پھرنے سے معذور ومجبور اور لاچار ہوں، سخت بیمار ہوں بستر پر پڑے پڑے یہ چند حروف پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں مطلع رہو گے۔ اگر میں سردیوں تک زندہ رہا تو ضرور ہی ضرور حاضر ہوں گا۔ انشاءاللہ العزیز، کیونکہ میں آپ کی خدمت اقدس میں حاضری کے لیے اور حضرت سیدی قبلہ قطب مدینہ کی خاطر تو ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہا ہوں گو میں نظروں سے ہزاروں میل دور ہوں مگر دل وجان سے آپ کے بہت ہی زیادہ قریب ہوں۔

فرزند ارجمند حضرت حبیب الرحمٰن قادری کے سانحۂ ارتحال پر حضرت علامہ محمد سبحان رضا خان قادری زیب سجادہ خانقاہ عالیہ قادریہ رضویہ کا تعزیتی پیغام۔

وصال پر ملال

یہ روح فرسا خبر تمام مسلمانان عالم کے لئے غمناک ثابت ہوئی کہ صوفی حبیب الرحمٰن صاحب کا ۱۷/ ذی قعدہ بروز پیر ۱۴۱۳ھ مطابق ۱۰/ مئی ۱۹۹۳ء کو اچانک وصال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کا تعلق خاندان اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت سے بہت گہرا تھا آپ کے جد امجد حضرت قطب مدینہ علامہ ضیاء الدین مدنی علیہ الرحمہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے خلیفۂ برحق تھے۔ اور جانشین قطب مدینہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب، مرحوم ومغفور کے والد محترم ہیں۔ اللہ تعالیٰ کسی بھی باپ کو ضعیفی کے ایام میں اولاد کے غم سے دوچار نہ کرے آمین۔ حضرت صوفی حبیب الرحمٰن صاحب ایک مجذوب صفت انسان تھے۔ آپ سے متعدد کرامات کا صدور ہوا۔ مدینہ منورہ دیار حبیب علیہ التحیۃ والثناء (ﷺ) میں آپ اپنے والد بزرگوار کے ساتھ رہتے تھے۔ آپ کے خاندان کو خاندان اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رضی اللہ عنہ سے دلی عقیدت ومحبت ہے آپ کے دولت کدہ پر اکثر وبیشتر محفل میلاد میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کا کلام پڑھا جاتا ہے۔ حضرت صوفی صاحب مرحوم نیک دل رکھنے کے ساتھ نہایت عابد و متقی تھے۔

ادارہ اعلیٰ حضرت وتمام اراکین حضرت مولانا علامہ فضل الرحمٰن صاحب کے ساتھ اس غم میں برابر کے شریک ہیں اور مرحوم کے لئے دعاء کرتے ہیں کہ مولیٰ تعالیٰ جنت الفردوس میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین۔ اللھم برد مضجعہ و نور قبرہ۔

شریک غم فقیر قادری محمد سبحان رضا خان سبحانی غفرلہ

٦٢٠٧٨٧

ہدیہ سلام مسنون

حضرت سیدی مفتی خلیل ال والی

راقم الحروف فقیر قادری سگ بارگاہ رضوی محمد ابراہیم خوشتر صدیقی کو ۔ خبر ارتحال
۱۴۱۳ھ
محمد حبیب الرحمٰن میدان بہشت نصیب ۔ مغفر المبین ۔ فردوس آشیان اثر
۱۴۱۳ھ - ۱۴۱۳ھ - ۱۴۱۳ھ
موصول ہوئی ۔ رب کریم اپنے رسول اکرم علیہ التحیۃ والثناء کے صدقے مرحوم کو بمغفور وارتقی
۱۴۱۳ھ
فرمائے اور آپ کو ۔ اولاد خانہ ۔ پسماندگان ۔ برادران متعلقین کو صبر جمیل و اجر جزیل عطا
فرمائے ۔ آپ کا گزارشے در خوشتر مع اہل خانہ سرد و غمگین تعزیت پیش کرتا ہے

والسلام مع الاکرام

اک معتقد قادری رضوی
۱۴۱۳ھ
متعلق خوشتر قادری
۱۹۹۳ء
سگ فقیر قادری
۱۴۱۳ھ

۳ جون یوم الخمیس ۱۹۹۳ء
۱۲ ذی الحجہ ۱۴۱۳ھ

عرض: حضور بزرگان دین کے اعراس میں جو افعال ناجائز ہوتے ہیں ان سے ان حضرات کو تکلیف ہوتی ہے؟

ارشاد: بلاشبہ اور یہی وجہ ہے کہ ان حضرات نے بھی توجہ کم فرمادی ورنہ پہلے جس قدر فیوض ہوتے تھے وہ اب کہاں۔

(ملفوظات ـ امام احمد رضا خاں قادری)

شیخ محمد عارف قادری ضیائی، مدینہ منورہ سے، مخدومی حضرت شیخ فضل الرحمٰن قادری مدظلہ کی اہلیہ کے وصال پر اظہارِ غم:

[illegible]

کہ مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام!

محمد مسعود احمد
[illegible]
۱۹۹۶

اے شمعِ غم کا دیا لے کے بس یہ دعا ہو جانا
میں نے دیکھا ہے غمِ زیست کا صحرا ہو جانا

برادرِ گرامی و ارجمند مکرم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اخبار جنگ میں مخدومی حضرت شیخ فضل الرحمٰن قادری مدظلہ العالی کی اہلیہ محترمہ کے وصال کی خبر پڑھ کر شدید صدمہ ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! ——— یہ رنج و الم تا زندگی رہا ہے۔ حسبِ ترتیب الرحمٰن جہاں وطن وہی ہے جہاں جانا ہے ——— یہ سلسلہ ہر سفر میں ہے، انشاء اللہ اپنی رفاقت کو عزیز و شنیدہ، جب وہ رفیقِ سفر ہو تو پھر اس راہ پر چلنے والے منزل تک فوراً پہنچ جاتے ہیں ——— میری طرف سے حضرت مرحومہ کے درجات کی بلندی کی دعا اور سب متعلقین کو صبر و استقامت عطا فرمائے۔ آمین! حضرت قبلہ مدظلہ العالی کی خدمت میں تعزیت نامہ پیش کر دیجئے۔

آپ کی خدمت میں کئی خطوط ارسال کر چکا ہوں مگر جواب نہ آیا۔ حسبِ سابق تشویش ہو گئی [illegible] آپ کس حال میں رہتے تھے۔ پیشِ نظر فکر میں اضافہ ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت و عافیت کے ساتھ سلامت رکھے۔ [illegible]

فون نمبر ۳۵۵۲۳۶۸ فیکس نمبر ۳۵۶۱۵۷۴ – ۲۱ – ۹۲

خوش وخرم رہیں ۔ آپ کے بھائی بھی آپ سب کی طرف سے متفکر ہیں ۔

خیریت سے مطلع فرما کر ممنون فرمائیں ۔

مولانا افتخار احمد قادری پاکستان تشریف لائے تھے انہوں نے اطلاع کی تھی کہ آپ نے ارشاد

بار بار کیا تھا کہ ترجمہ کرکے تیسیر نحو میں شامل کر لیں آپ نے جو تمہید لکھا تھا ۔ فقیر نے

دو دن لگا کر اردو لکھ دی ہیں علم غیب اردو تسلیم تو قبر ۔ رامپور کے

کل بھیجے ہیں کیا کرنا ہے ۔ کوئی غلطی ہو تو فرما دیں مطلع فرمائیں

تکمیل تفسیر مذہب تشریف کی یاد ہو بڑی شدت سے آرہی ہے

مولانا شاہ کرامت رسول دیا رحمت کی زیارت کی سعادت سے بہرہ ور

ہوتے رہتے ہیں ۔ جب حاضر ہوں ، یاد سے فقیر کی حسن خاتمہ

کیلئے دعا کریں ۔

اہل خانہ سلام عرض کرتے ہیں ۔ بھائی صاحب آپ سب کی

طرف سے سلام کہتے ہیں ۔ صاحبزادی صاحبہ اور سب بچوں کو بہت

بہت پیار اور دعائیں ۔ احباب خاص اور حاضرین مجلس

کو فقیر کا سلام عرض کر دیں

فقط والسلام

[illegible]

محترم المقام لائق صد احترام

جناب الحاج محمد عارف صاحب قادری رضوی ضیائی حبیبی

السلام علیکم۔ بعد از خیریت طرفین مطلوب القلوب
المرام آنکہ آپ جناب نے طویل عرصہ سے شرف ملاقات
نہ بخشا شاید ہم سے کوئی گستاخی ہوگئی ہوگی۔ امید کرتا ہوں
کہ آپ کرم فرمائیں گے۔ حافظ خیر محمد صاحب مدظلہ العالی کی
خدمت میں جب بھی حاضر ہوتا تو آپ کے خط اور حالات سے
متعلق سوال ہوتا ہے اور یہی حال مولانا فضل الرحمان صاحب دامت برکاتہم
کا ہے تو جواب نہ ہونے کی وجہ بندہ حاضری میں تاخیر کرتا ہے
لیکن وہ تو شاید بھولتے ہی نہیں۔ امید کرتا ہوں کہ جناب
بندہ کے لیے نہیں تو ان بزرگ ہستیوں کے لیے کچھ لکھ دیا کریں
جناب میاں ریاض صاحب سے ٹیلیفون پر بات کرتے وقت آپ
کے حالات کی بہتری کا سن کر بہت خوشی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ اپنے
محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ سے مزید سے مزید تر بہتری فرمائے
آمین ثم آمین

تابعدار

محمد منشا طاہر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

هو القادر

مرکزی مجلس رضا

لاہور

جناب صدر، گرامی قدر!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ [illegible]

[illegible] جناب حکیم محمد موسیٰ صاحب [illegible] کی زبانی معلوم ہوا [illegible]

[illegible] نے ایک جلسہ میں جناب کو مدعو کر کے

مرکزی مجلس رضا لاہور کو [illegible]

[illegible] مسلک پر استقامت اور [illegible]

[illegible] مبارک باد پیش

کرتا ہوں [illegible] اعلیٰ حضرت کے ارادت مندوں [illegible]

[illegible] کر دیا۔ [illegible]

[illegible] ہو۔ فقط والسلام

جو ہو ذوق یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں



قبر العمات (صفيه وعاتكه) عمتا رسول الله ﷺ



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ھو القادر

اراکین مجلس رضا

اراکین مجلس رضا پر حضرت ضیاء الملت والدین مدنی مدظلہ العالی کی خاص الخاص نگاہ کرم ہے۔ گویا اس مجلس کی حقیقی روح حضرت موصوف کا فیضانِ نظر ہے۔

حکیم محمد موسیٰ امرتسری

حضرت سیدی قطب مدینہ ﷺ مرکزی مجلس رضا کی مالی اعانت بھی کیا کرتے تھے۔

فقیر قادری عفی عنہ

بیاد : امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان قادری بریلوی قدس سرہٗ

مرکزی مجلس رضا

نوری مسجد بالمقابل ریلوے اسٹیشن - لاہور

رسید نمبر 41 کاپی نمبر 1 مورخہ 26-2-76

جناب حضرت خلیفہ اعلیٰ حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب مدظلہ العالی
معروف بہ محمد عارف قادری

تیس صرف روپے

چندہ رکنیت/عطیہ بصد شکریہ وصول پائے -

الہام

مالک و مسئول : مسعود حسن شہاب دہلوی
مشیر ادارہ : ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی

حکیم محمد موسیٰ امرتسری سے ایک انٹرویو

از:- محمد رضا المصطفیٰ چشتی نظامی کوٹلی لوہاری غربی

قسط: اول

جلد: ۳۳ شمارہ: ۱۵

۲۱/اپریل ۱۹۷۵ء مطابق ۸/ربیع الثانی ۱۳۹۵ھ

قسط: دوم

جلد: ۳۵ شمارہ: ۱۶

۲۹/اپریل ۱۹۷۵ء مطابق ۱۸/ربیع الثانی ۱۳۹۵ھ

قسط: سوم

جلد: ۳۶ شمارہ: ۱۷

۵/مئی ۱۹۷۵ء مطابق ۲۴/ربیع الثانی ۱۳۹۵ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ھو القادر

شہزادۂ اعلیٰحضرت حضور مفتی اعظم رضی اللہ عنہ

فقیر حقیر محمد عارف قادری عفی عنہ ۱۹۷۰ء / ۱۳۹۰ھ میں شہزادہ اعلیٰحضرت مفتی اعظم حضرت سیدی مصطفیٰ رضا خان قادری نوری قبلہ اور سیدی فضیلۃ الشیخ فضل الرحمٰن قادری مدنی جانشین قطب مدینہ منورہ رحمۃ اللہ علیہما کی معیت میں فریضہ حج ادا کرنے کی سعادت سے بہرہ ور ہونے کے بعد مدینہ طیبہ زادھا اللہ شرفا وتعظیما کی حاضری سے مشرف ہوا۔ حضرت سیدی مفتی اعظم بھی چند دن بعد مدینہ منورہ حاضر ہو گئے۔ حضرت قطب مدینہ رضی اللہ عنہ نے اپنے مکان کے سامنے ہی حضرت کی رہائش کا بندوبست فرمایا تھا۔

حضرت سیدی مفتی اعظم رضی اللہ عنہ کی زیارت کیلئے آنے والے مہمانان رسول مقبول (ﷺ) اور علماء عرب وعجم کا تانتا بندھا رہتا تھا۔ یہاں تک کہ آپ وقت مقررہ پر کھانا بھی تناول نہ فرما سکتے تھے۔

ہمارے قافلے کی روانگی کے لئے ۳۰ر محرم کے دن بعد نماز عشاء کا وقت مقرر ہوا۔ پروگرام کے تحت ۱۰ر محرم کربلا معلی کی حاضری تھی۔ احقر نے ۲۸ر محرم کو حضرت سیدی مفتی اعظم رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں مرکزی مجلس رضا کا تفصیلاً تعارف کراتے ہوئے تحریری پیغام کی درخواست پیش کی۔ ۳۰ر محرم کی رات کو حضرت مفتی اعظم پیغام ارشاد فرماتے گئے اور

حضرت علامہ مفتی محمد حسین قادری رحمۃ اللہ علیہ (مکمل) تحریر فرماتے گئے۔ آخر میں حضرت نے خود ملاحظہ فرمایا اور تصحیح فرماتے ہوئے دستخط فرما کر احقر کو عنایت فرمایا۔

۳ ر ذوالحجہ بعد نماز عصر حضرت سیدی و مرشدی قطب مدینہ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں عرض کیا۔ چونکہ ایام حج تھے اور ان دنوں میں مدینہ شریف میں مہمانانِ رسول مقبول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی کثرت ہوتی ہے۔ دنیا بھر سے آئے ہوئے حجاج حضرت سیدی ضیاء الملت والدین رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں فیوض و برکات حاصل کرنے کیلئے حاضر رہتے تھے۔ حضرت سیدی کے لئے ان ایام میں چند سطریں احاطہ تحریر میں لانا ممکن نہ تھا۔

احقر نے حضرت مرشدی رضی اللہ عنہ کو سیدی مفتی اعظم کا پیغام سناتے ہوئے عرض کیا کہ قبلہ آپ بھی کرم فرماتے ہوئے چند سطریں قلمبند فرمادیں تو ہمارے لئے باعث برکت ہوگا۔ آپ خاموش رہے۔ دوبارہ عرض کرنے پر فرمایا حالات آپ کے سامنے ہیں، فرصت تو بالکل نہیں ہے۔ اگر کوئی ذمہ داری اٹھائے اور فرصت کے ایام میں آجائے تو فقیر ضرور تحریر کردے گا۔ احقر نے عرض کیا سیدی ہماری تو آج عشاء کے بعد روانگی ہے۔ آپ یہ کام حضرت مولانا فضل الرحمٰن کے ذمہ لگائیں۔ فرمایا، بیٹا فضل الرحمٰن تو میرے ہاتھ پاؤں ہے۔ مگر اس کا معاملہ تو یہ ہے جو اس کو بازو سے پکڑ لے وہ اسی کے ساتھ چل دیتا ہے اس کا کام تو ہوجاتا ہے۔ اس کو بھی تو کوئی پکڑ کر لے آئے تو کام ہوگا عرض کیا سرکار آپ نے حضرت مفتی اعظم کا پیغام تو سن لیا ہے۔ اور سنتے ہوئے ماشاءاللہ سبحان اللہ اور اعلیٰ حضرت کا کیا مقام ہے، فرماتے رہے۔ ممکن ہو تو اسی پر دستخط فرمادیں تو آپ نے فرمایا "قلم دو" احقر نے قلم پیش کیا تو دستخط فرمادیئے۔ نماز مغرب کے بعد حضرت سیدی فضل الرحمٰن قادری مدنی کی بارگاہ میں آپ کے مکتبہ پر حاضر ہوا اور مدعا عرض کیا آپ نے بھی کرم فرماتے ہوئے دستخط فرمادیئے۔ الحمدللہ

(صفحہ ۶۸۱ پر سیدی مفتی اعظم رضی اللہ عنہ کے پیغام کا عکس ملاحظہ فرمائیں)

مولانا محمود احمد رفاقتی تحریر فرماتے ہیں:

حضرت سیدی الکریم مفتی اعظم کی زیارت ودید کے لئے پاکستان کے حضرات کا بڑا مجمع تھا۔ اس محفل میں مرکزی مجلس رضا کے صدر میاں محمد عارف ضیائی بھی تھے۔ ۲۵، ۳۰ برس کے نوجوان تھے، وہ مرکزی مجلس رضا کی رپورٹ کے لئے حضرت والا کا پیغام چاہتے تھے۔۔۔ گزارش منظور ہوئی۔۔۔۔۔ حضرت والا مفتی اعظم قدس سرہ کا وہ پیغام ودعا نامہ مرکزی مجلس رضا لاہور نے چھاپ کر شائع کردیا۔ [۱۳۶]

۷۸۶
۹۲

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین وعلیٰ آلہ
وصحبہ اجمعین۔ اما بعد۔ اعلیحضرت عظیم البرکت امام اہل سنت مجدد دین وملت
وحید عصر فرید دہر امام ہمام علامہ شاہ عبد المصطفیٰ محمد احمد رضا خاں قادری برکاتی بریلوی
قدس سرہ العزیز۔ اس صدی کے مجدد برحق حقیقی معنوں میں اسلام کے ستون اور محافظ تھے
سیدنا اعلیحضرت عظیم البرکت رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ اپنے اوصاف دینی۔ خدمات علمی اور
عظیم الشان تجدیدی کارناموں کے سبب اپنے عصر کے منفرد بطل جلیل تھے۔ اسلام کی
بقا و تحفظ میں اعلیحضرت نے جس عزم سے کام کیا ہے اس کا تقاضا تھا کہ آپ کی خدمات
کو اجاگر کرنے کیلئے مجالس اور یادگاریں قائم کی جائیں۔ یہ بات معلوم کر کے بڑی ہی مسرت
اور خوشی حاصل ہوئی کہ اہل لاہور نے مرکزی مجلس رضا کے نام سے یادگار مجلس قائم کر کے
امام اہل سنت قدس سرہ کی حیات طیبہ پر مضامین کے علاوہ اعلیحضرت کی تصنیفات کے
مفت شائع کرنے کا اہتمام کیا ہے۔ مولیٰ عزوجل اپنے حبیب پاک صاحب لولاک
علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ جلیلہ سے مجلس کے ارکان خصوصاً صالح جوان الحاج محمد عارف
رضوی [illegible] سلمہ المولیٰ تعالیٰ کی ہمتوں میں برکت عطا فرمائے اور علم نافع۔ عمل صالح اور
اسلام کی بیش از بیش خدمت کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین یا رب العالمین بجاہ نبیک
وحبیبک سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

الفقیر فضل الرحمن [illegible]
عفی اللہ عنہ مدنی
بالمدینۃ المنورہ ۲۹ محرم الحرام

الفقیر ضیاء الدین [illegible]
مدینہ منورہ

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ھو القادر

حضرت مجاہد اعظم علامہ محمد حبیب الرحمٰن قادری عباسی علیہ الرحمہ رئیس اعظم اڑیسہ

۱۳۹۳ھ میں مدینہ منورہ کی حاضری کی نعمت نصیب ہوئی۔
حضرت مجاہد اعظم علامہ محمد حبیب الرحمٰن عباسی قادری علیہ الرحمہ رئیس اعظم اڑیسہ کی صحبت بابرکات سے مستفید ہوا۔ اس دوران سیدی مجاہد ملت علیہ الرحمہ سے مرکزی مجلس رضا کے لئے پیغام تحریر کرنے کے لئے گذارش کی گئی کریمانہ کرم فرماتے ہوئے پیغام تحریر فرمایا۔ جب احقر نے طلب کیا تو وہ کہیں کتب میں کھو گیا۔ حضرت نے دوبارہ تحریر فرمایا اور بہت دعاؤں سے نوازتے ہوئے احقر کو عنایت فرمایا۔ ابھی میں حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں ہی حاضر تھا کہ وہ پہلے والا پیغام بھی مل گیا۔ وہ بھی عنایت فرمایا۔

(آئندہ صفحات پر پیغام کا عکس ملاحظہ فرمائیں)



MOALLIM
Syed Ahmed Shaki
BABUL UMRAH SHUBEKAH
Mecca Phon No - 28297
POST BOX 81

معلم
سید أحمد شیخ
مكة المكرمة بوسطه بكس نمبر ۸۱
باب العمرة — الشبيكة تلفون ۲۸۲۹۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ [illegible] وصلی وسلم علی حبیبہ المصطفیٰ وعلی آلہ وصحبہ [illegible]

[illegible]

معلم
سید احمد شیخ
مكة المكرمة بوسطة بكس نمبر ٨١
باب العمرة — الشبيكة تلفون ٢٨٢٩٧

MOALLIM
Syed Ahmed Shaki
BABUL UMRAH SHUBEIKAH
Mitzam Phon No - 28287
POST BOX 81

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہمیشہ سنت اللہ رہی ہے کہ جب باطل پرست [illegible] اللہ تعالیٰ رسول اکرم [illegible]

اپنے کسی [illegible] بندے کو پیدا فرماتا [illegible]

[illegible] اپنی [illegible] احقاق حق و ابطال باطل [illegible]

[illegible] اسی سلسلہ میں جب ہندوستان اور [illegible]

میں [illegible] کہ کوئی اسلام اور اسلامی [illegible]

[illegible] سیدنا اعلیٰ حضرت [illegible] احمد رضا خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیدا فرمایا

جنہوں نے تنہا [illegible] سے احقاق حق و ابطال باطل کا [illegible]

[illegible]

کی عمل اسلام دشمنی [illegible] امت مسلمہ کو ضلالت

عظیمہ سے محفوظ فرما لیا [illegible]

اور تصنیفات [illegible] اشاعت [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] مرکزی مجلس [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] عظیمہ [illegible]

[illegible] علیہ [illegible] افضل الصلوٰۃ والسلام [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ھو القادر

حضرت اشرف المشائخ حضرت علامہ غلام قادر اشرفی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت اشرف المشائخ علامہ غلام قادر اشرفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صفر ۱۳۹۲ھ کو مرکزی مجلس رضا کے منعقد کردہ "یوم رضا" کے جلسہ میں تشریف لے گئے۔ واپسی پر فقیر راقم الحروف کو نامہ مبارک تحریر فرمایا۔

خط کا عکس اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ

بازار سے سامان

آنحضرت ﷺ اونٹ کو خود باندھ لیتے اور جانوروں کے آگے چارہ خود ڈال لیتے۔ خادم کے ساتھ کھانا کھا لیتے، آٹا گوندھنے میں اس کی مدد فرما دیتے اور اپنا سامان خود بازار سے اٹھا لاتے۔

حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بازار گیا آپ ﷺ نے پاجامہ خریدا اور اسے اٹھا لیا میں آگے بڑھا تا کہ اسے اٹھا لوں فرمایا:

جس کی چیز ہو وہ اسے اٹھانے کا زیادہ حق دار ہے۔

(وسائل الوصول الی شمائل الرسول ﷺ۔ علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی)

مکتوب شریف
حصہ اول
۳ ــ ۷

دارالاشرف ۲
قلب
دہلی شریف ــ انڈیا
۲۵ صفر المظفر ۱۳۹۶ھ
۳۱ مارچ ۷۶ء

مشفق
سلام
حضرت شوکت کا سب

السلام علیکم و رحمۃ ــ الحمد للہ و علی حق

عریضہ ملا کیسے گزشتہ سال غائبانہ
تشریف لے آئے تھے عرفات کو ہی جا
ملاقات ممکن نہ ہو سکی شرف وصل
اب فرمائیں جس کی آخر تک بہ برکت شریف تشریف سیکھا
پیوستہ رہنا ہے یہی حرم شریف سے ــ لکھ
چاہیں کچھ دن کچھ وقت ملیں وہیں کی تکمیل کا
انشاء اللہ بہرحال یہ رحم کرے آمین۔

مجھے کم از کم پانچ سیٹ معارف رضا کے
نمبر جو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ صد سالہ

میں بڑی ممنون ہوں گی تکلیف کر کے آپ مجھے پانچ پیکٹ
جو خصوصی شمارے شائع کیے گئے ہیں ارسال فرما کر
شکریہ کا موقع دیں یا چیک بھیج دیں
کریں۔ یا قیمت حاضر ہے فقط
والسلام

بشریٰ
صدر



LAHORE

حضرت علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مجددی مدظلہ کا ارشاد گرامی:

اوراق کے عکس مل گئے ہیں۔ پہلے آ جاتے تو اچھا ہوتا اور ارشادات

اتنے شمارے میں استفادہ ہو سکتا ہے۔ میرا [illegible] دیوان اور

سے کچھ میں نے چاہیں تاکہ اہل حقائق کا لوگوں کو

علم ہو۔ اب یہ ترتیب میں درست کر کے لگا دیا جائے

اس میں کوئی ایسی بات نہیں جو ارشاد حقیقت کے خلاف

سکھ [illegible] میں [illegible] حسب ضرورت [illegible] کی تکلیف

تاکہ ان کو بیان کرنے سے روکا گیا ہے

رات کا وقت ہے، بلکہ کھانا [illegible] اور

ہے اور فقیر بیچ رہے بیمار رہتی بلڈ پریشر کا

اس لئے پہلے ٹریک لکھنا چاہا پھر جھانسے لگا

کہیں جو مطالب کے ترجمے میں چھوٹ نہ جائیں۔

اس لئے معذرت خواہ ہوں۔

ہفت روزہ الہام بہاولپور　　　　۱۸ اپریل ۱۹۷۵ء

مرکزی مجلس رضا لاہور

مخدومی حکیم محمد موسیٰ امرتسری سے ایک انٹرویو

محمد رضاء المصطفیٰ چشتی نظامی کوٹلی لوھاراں - مغربی

مرکزی مجلس رضا لاہور کے زیر اہتمام سالانہ جلسہ "یوم رضا" منعقدہ ۲ / مارچ ۱۹۷۵ء بمطابق ۱۸ / صفر ۱۳۹۵ھ بمقام جامعہ مسجد نوری بالمقابل ریلوے اسٹیشن لاہور میں شرکت کا موقع ملا۔ اس اجلاس کی عظیم کامیابی سے متاثر ہو کر اور مطبوعات مرکزی مجلس رضا کے مطالعہ کے بعد یہ خیال پیدا ہوا کہ اس ادارے کی تاریخ اور آئندہ کے عزائم معلوم کیے جائیں۔ چنانچہ اراکین مجلس کے مشیر علمی حضرت مخدومی الحاج حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہ العالی کے پاس چند سوالات لے کر حاضر ہوا انہوں نے ازراہ کرم میرے سوالات کے جو جوابات دیئے وہ اس قابل ہیں کہ عوام اہلسنت بالخصوص عشاق "امام احمد رضا" کو بھی ان سے مطلع کیا جائے۔

س: مجلس رضا کب اور کس نے قائم کی؟

ج: میرے مشورے سے الحاج محمد عارف رضوی ضیائی صاحب نے چند مخلص احباب کے تعاون سے ۱۹۶۸ء میں اپنے مکان واقع روشن اسٹریٹ نیامزنگ لاہور میں قائم کی اور وہی مجلس کے پہلے صدر مقرر ہوئے اور اس سلسلے میں انہوں نے انتھک محنت سے کام کیا مگر وہ ذاتی مصروفیات کے باعث ۱۹۷۱ء میں مجلس کی صدارت سے علیحدہ ہو گئے لیکن ان کی تمام تر دلی ہمدردیاں آج مجلس کے ساتھ ہیں اور مرکزی مجلس رضا کے صحیح بانی وہی ہیں۔

س۔ مجلس رضا کے قیام کے مقاصد پر روشنی ڈالیے۔

ج۔ امام اہلسنت اعلیٰحضرت شاہ احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ اس پایہ کے عالم دین

ہیں کہ گذشتہ دو سو سال میں ان کے مرتبہ اور مقام کا فقیہ اور متنوع علوم و فنون پر حاوی کوئی اور شخصیت نظر نہیں آتی اور جو شخص بھی ان کی کتابوں کا بنظر عمیق مطالعہ کرے گا اسے میری اس رائے سے لازماً متفق ہونا پڑے گا۔ مگر افسوس کا مقام یہ ہے کہ اس رجل عظیم کے بارے میں اپنوں نے تو کچھ بھی کام نہ کیا اور جو کیا وہ جدید تقاضوں کو پورا نہیں کرتا تھا مگر دوسری طرف مخالفین اہلسنت نے اس عظیم و جلیل شخصیت کے بارے میں کذب بیانی اور دروغ گوئی سے کام لیتے ہوئے عوام و خواص کے اذہان میں اعلیٰحضرت کے خلاف غلط تاثرات پیدا کر دیئے تھے اندریں حالات مرکزی مجلس رضا کے قیام کی شدید ضرورت محسوس کی گئی اور اس نے سیاست سے علیحدہ رہ کر اعلیٰحضرت عظیم المرتبت کے صحیح علمی منصب اور علو مرتبت نیز ان کی ناقابل فراموش دینی و ملی خدمات سے عامۃ الناس کو روشناس کروانے کا بیڑا اٹھایا۔

س۔ الحاج محمد عارف قادری ضیائی کی علیحدگی کے بعد پھر یہ کام کس کے سپرد ہوا؟

ج۔ جناب ضیائی صاحب کے بعد ڈاکٹر اختر حسین صاحب صدر جناب میاں محمد شفیع رضوی نائب صدر جناب ظہور الدین خاں صاحب سیکرٹری اور جناب محمد مقبول احمد قادری ضیائی خازن مقرر ہوئے، اور موخر الذکر دونوں حضرات کی خدمات بہت زیادہ ہیں اور حق یہ ہے کہ ان ہی کی وجہ سے "مجلس رضا" روز افزوں شاہراہ ترقی پر گامزن ہے حضرت الحاج صاحبزادہ سید محمد حسن شاہ صاحب گیلانی نوری ضیائی مدظلہ العالی اس مجلس کے سرپرست ہیں۔

س۔ مرکزی مجلس رضا کا دفتر نوری مسجد سے ملحقہ عمارت میں کب منتقل ہوا؟

ج۔ الحاج محمد عارف رضوی ضیائی کے استعفاء کے بعد۔

س۔ مرکزی مجلس رضا نے آج تک کون کون سی کتابیں شائع کی ہیں؟

ج۔ جو کتب و رسائل مجلس رضا کی طرف سے طبع ہو کر اطراف و اکناف عالم میں مقبول خاص و عام ہو چکے ہیں ان کے نام یہ ہیں۔

(۱) تجلی المشکوٰۃ از اعلیٰحضرت قدس سرہ (۵ ہزار)

(۲) اعلیٰحضرت بریلوی کا فقہی مقام مولانا اختر شاہجہانپوری (۱ ہزار)

(۳) فاضل بریلوی اور ترک موالات از ڈاکٹر پروفیسر محمد مسعود احمد، ایم اے پی ایچ ڈی

(۴) پیغامات یوم رضا از محمد مقبول احمد قادری رضوی ضیائی

(۵) مولانا احمد رضا خان کی نعتیہ شاعری از ملک شیر محمد خاں اعوان

(۶) سوانح سراج الفقہا از مولانا محمد عبد الحکیم شرف قادری

(۷) فاضل بریلوی علماے حجاز کی نظر میں از ڈاکٹر پروفیسر محمد مسعود احمد ایم اے پی ایچ ڈی

(۸) فاضل بریلوی کا فقہی مقام از مولانا غلام رسول سعیدی

(۹) المجمل المعدد لتالیفات المجدد از علامہ ظفر الدین بہاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۱۰) محاسن کنز الایمان از ملک شیر محمد خان اعوان

(۱۱) اعلیٰحضرت کی شاعری پر ایک نظر از سید نور محمد قادری

اور یہ کتابیں پاک وہند کے علاوہ دنیا کے اکثر ممالک کے اہل علم وفضل وکمال کے پاس پہنچ چکی ہیں۔ جن ممالک میں مجلس کی مطبوعات جا چکی ہیں ان کے نام یہ ہیں۔ حجاز مقدس، مصر، کویت، شارقہ، ترکی، تھائی لینڈ، امریکہ، برطانیہ، کینیڈا، ایران، افغانستان، مسقط، ماریشس وغیرہ آپ نے جلسہ یوم رضا پر حضرت مولانا شاہ محمد عارف اللہ قادری صاحب سے سنا ہوگا کہ انہوں نے برطانیہ کے حالیہ دورہ کے دوران مجلس رضا کی تصانیف وہاں کے اکثر اہل علم کے ہاتھوں میں دیکھیں ان تصانیف میں سے بعض متعدد مرتبہ طبع ہوئی ہیں۔

س۔ جلسہ "یوم رضا" کے انعقاد کے بارے میں بھی کچھ ارشاد کیجیے؟

ج۔ مرکزی مجلس رضا نہ صرف خود یوم رضا کو نہایت تزک واحتشام سے مناتی ہے بلکہ ہر قصبہ اور ہر شہر کے عوام سے بذریعہ اخبارات یہ اپیل بھی کرتی رہی ہے کہ وہ ہر سال اعلیٰحضرت کی یاد میں یہ نورانی مجلس منعقد کیا کریں۔ چنانچہ اس کا خاطر خواہ نتیجہ برآمد

ہوا اور الحمد للہ کہ اب پورے ملک میں یوم رضا کی تقاریب انعقاد پذیر ہونے لگی ہیں اور بیرونی ممالک ماریشیس (افریقہ) اور انگلستان وغیرہ میں بھی اس کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

س۔ مجلس رضا کے آئندہ کے عزائم کے متعلق بھی آپ اظہار خیال مناسب سمجھیں گے؟

ج۔ مجلس کی طرف سے اعلیٰحضرت قدس سرہ العزیز پر متعدد کئی تصانیف وقتاً فوقتاً منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوتی رہیں گی، اور سابقہ مطبوعات کی طباعت واشاعت بھی پروگرام میں شامل ہے۔

س۔ جبکہ مرکزی مجلس رضا کئی قیمتی اور دیدہ زیب کتابیں طبع کرا کر بلا قیمت تقسیم کرتی ہے تو ان کے مصارف کے انتظام کی کیا صورت ہے؟

ج۔ مجلس رضا کا کام محض اللہ تعالیٰ کے بھروسہ پر چل رہا ہے۔



ہفت روزہ الہام بہاولپور ۲۹ اپریل ۱۹۷۵ء

مرکزی مجلس رضا لاہور

مخدومی حکیم محمد موسیٰ امرتسری سے ایک انٹرویو

از: محمد رضاء المصطفیٰ چشتی نظامی — گذشتہ سے پیوستہ

س۔ مصارف کے انتظام کی کیا صورت ہے؟

ج۔ جب کوئی کتاب چھاپنے کا پروگرام بنتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طباعت کے اسباب بھی خود ہی پیدا فرما دیتا ہے دوست احباب سے حسب ضرورت مطالبہ کیا جاتا ہے اور یہ خدمت تقریباً جناب مقبول احمد قادری ضیائی صاحب کے سپرد ہے۔ موصوف خود ہی احباب سے مطالبہ کرتے ہیں اور ان کے اخلاص کا ہاتھ کبھی خالی رہا ہی نہیں اور وہ اپنی گرہ سے بھی بہت کچھ صرف کرتے رہتے ہیں۔ جزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

س۔ مجلس رضا کی کئی سال کی کوششوں کے نتائج پر بھی روشنی ڈالئے؟

ج۔ کار خیر ہمیشہ نتائج سے بے پرواہ ہو کر کرنا چاہیے چنانچہ مجلس کا کام اسی اصول کے تحت ہو رہا ہے چونکہ اللہ تعالیٰ کسی کی محنت کو رایگاں نہیں کرتا۔ لہذا نہایت درجہ مفید نتائج برآمد ہوئے ہیں تحدیث نعمت کے طور پر چند مثالیں عرض ہیں آج سے آٹھ سال قبل تک اخبارات میں اعلیٰحضرت قدس سرہ کا صرف نام لکھا جانا بھی محال تھا۔ اب آپ دیکھتے ہیں کہ ہر سال اخبارات میں آپ سے متعلق بکثرت مضامین شائع ہوتے ہیں اردو "دائرۃ المعارف پنجاب یونیورسٹی" میں اعلیٰ حضرت پر "رضا بریلوی" کے عنوان کے تحت پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب کا ایک تحقیقی مقالہ چھپ چکا ہے اور اکثر غیر جانب دار محققین اس عظیم شخصیت کی طرف متوجہ ہو گئے ہیں ریڈیو ٹیلی ویژن پر بھی اب پر تقاریر ہونے لگی ہیں۔

اعلیٰ حضرت پر ایم اے کے مقالے لکھے جا چکے ہیں اور ایک صاحب ان پر پی ایچ ڈی بھی کر رہے ہیں ملک کے مشہور مورخ ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی نے اپنی انگریزی تالیف "علماء ان پالیٹکس" میں تحریک ترک موالات میں اعلیٰ حضرت کے اہم کردار کا ذکر "مجلس رضا" کی شائع کردہ کتاب "فاضل بریلوی اور ترک موالات" کے حوالے سے کیا ہے یکم اپریل ۱۹۷۵ء کے اردو ڈائجسٹ میں جناب مقبول جہانگیر کا اعلیحضرت پر ایک مضمون شائع ہوا ہے اردو ڈائجسٹ ایسے پرچے سے قبل ازیں یہ توقع عبث تھی ۱۹۷۱ء کے عید میلاد النبی (ﷺ) کے موقع پر مجلس رضا کے معاون علمی جناب حفیظ تائب صاحب نے اعلیٰ حضرت کی نعت گوئی پر نہایت پرمغز تقریر کی اور امسال ۱۵ صفر ۱۳۹۵ھ کو کراچی ٹیلی ویژن سے جناب حسن مثنیٰ ندوی نے فاضلانہ تقریر کی جو سب اسٹیشنوں سے ٹیلی کاسٹ ہوئی۔ ازیں علاوہ مجلس بیرونی ممالک کے علماء کو اعلیٰ حضرت کی خدمات جلیلہ سے متعارف کرانے کی مساعی کر رہی ہے۔ مرکزی مجلس رضا لاہور کی موثر خدمات کے مفید نتائج سے مخالفین اہل سنت حواس باختہ ہوگئے ہیں چنانچہ ہفت روزہ اہل حدیث لاہور نے ۲۱/مارچ کے شمارے میں رونا رویا ہے کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا چرچا کیوں ہو رہا ہے اور خاص طور پر یہ شکایت کی ہے کہ ان کے ریڈیو پر کیوں پروگرام نشر ہوتے ہیں؟

س۔ کسی کام کی اہمیت کا اندازہ اس کی مخالفت سے ہوتا ہے آپ بتا سکتے ہیں کہ اپنوں یا بیگانوں میں مجلس رضا کی مخالفت کی کیا نوعیت ہے؟

ج۔ اپنوں میں سے چند حاسدوں یا شہرت کے بھوکوں کے سوا جملہ اہل سنت کارکنان مجلس رضا کیلئے دعا گو ہیں اور بیگانوں کی مخالفت ظاہر و باہر ہے چنانچہ بعض وہ لوگ جو اہلسنت کو تنگ نظری کا طعنہ دیتے نہیں تھکتے احقر (حکیم محمد موسیٰ امرتسری) سے صرف اس لئے ناراض ہوگئے ہیں کہ میرا مرکزی مجلس رضا سے تعلق کیوں ہے؟ مثلاً مشہور خطاط نفیس رقم صاحب کو جب علم ہوا کہ مجلس رضا کے ساتھ احقر کا کچھ تعلق ہے

تو وہ انقطاع تعلقات پر مجبور ہو گئے اس موقع پر جناب نفیس رقم صاحب کی وسعت قلبی کا ایک اور واقعہ بتانا چاہتا ہوں وہ یہ کہ "مکتبہ نبویہ" والوں نے انہیں فتاوی رضویہ کا ٹائیٹل لکھنے کو بھیجا اور انہوں نے اس کی کتابت سے انکار کر دیا۔ یعنی وہ اپنے قلم سے اعلیحضرت عظیم البرکت کا نام نامی و اسم گرامی لکھنا نہیں چاہتے تھے یہ بات ایک دوسرے صوفی منش خطاط تک پہنچی تو انہوں نے اسے اعلیحضرت علیہ رحمتہ کی کرامت قرار دیا۔ یعنی اعلیحضرت نے اپنا نام اپنے مخالفین سے لکھوانا پسند نہیں کیا کراچی کے ایک لور دیوبندی نے نکل کر کہہ دیا کہ ہم تو آپ کے اعلیحضرت کو دفن کر چکے تھے مگر آپ نے پھر زندہ کر دیا ہے۔ لہذا اب ہمیں مزید پچاس سال رات دن کام کرنا پڑیگا۔ اس پر احقر نے کہا گویا آپ کو مزید پچاس سال کذب و افترا کا وظیفہ پڑھنا پڑے گا۔ اس پر وہ خاموش ہو گیا میں ان لوگوں کی اس روش سے اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ مجلس رضا نے معقولیت کے ساتھ جو کام کیا ہے۔ اس سے یہ بوکھلا گئے ہیں اور مجلس کے کام کے موثر ہونے کی یہ بین دلیل ہے۔

س۔ آپ اس موقع پر کوئی ایسی بات بتانا پسند فرمائیں گے جس سے یہ معلوم ہو سکے کہ اعلیحضرت کے مخالفین کس کس قسم کے کذب و افترا سے کام لیتے ہیں؟

ج۔ چند سال کی بات ہے کہ نقشبندیہ سلسلہ کی ایک خانقاہ کے ایک ایسے منتظم جو دیوبندی مذہب اختیار کر چکے ہیں اور اپنے اسلاف کو بھی دیوبندی ثابت کرنے میں کوشاں نظر آتے ہیں۔ وہ لاہور آئے تو پروفیسر محمد اقبال مجددی صاحب انہیں اس غرض سے ملنے گئے کہ مجدد الف ثانی قدس سرہ کے بارے میں اگر ان کے ہاں کوئی لیٹریچر ہو تو اسے ان کے پاس جا کر دیکھا جائے۔ دوران گفتگو ان پیر صاحب نے تقوی بر طرف یہ کہہ دیا کہ مولوی احمد رضا خان بریلوی نے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی تکفیر و تکذیب کی تھی اور پھر مخالفت کے خوف سے اس نے فتوی واپس لیا تھا۔ محمد اقبال صاحب نے مجھے یہ بات سنائی تو میں نے انہیں اعلیحضرت فاضل بریلوی

علیہ الرحمۃ کی حسب ذیل تحریر دکھائی جس میں ان لوگوں کی ایسی بہتان تراشیوں کا ذکر کیا ہے۔

لہذا عوام مسلمین کو بھڑ کانے اور دن دہاڑے ان پر اندھیری ڈالنے کو یہ چال چلتے ہیں کہ علمائے اہلسنت کے فتویٰ تکفیر کا کیا اعتبار، یہ لوگ ذرا ذرا سی بات پر کافر کہہ دیتے ہیں ان کی مشین میں ہمیشہ کفری کے فتوے چھپا کرتے ہیں، اسماعیل دہلوی کو کافر کہہ دیا مولوی اسحٰق صاحب کو کہہ دیا۔ مولوی عبدالحئی صاحب کو کہہ دیا۔ پھر جن کی حیا اور بڑھی ہوئی ہے وہ اتنا اور ملاتے ہیں کہ معاذ اللہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کو کہہ دیا، شاہ ولی اللہ صاحب کو کہہ دیا، حاجی امداد اللہ صاحب کو کہہ دیا، مولانا فضل الرحمٰن صاحب کو کہہ دیا۔ پھر جو پورے ہی حد حیا سے اونچے گزر گئے وہ یہاں تک بڑھتے ہیں کہ معاذ اللہ عیاذ باللہ حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کہہ دیا۔ غرض جسے جس کا زیادہ معتقد پایا اس کے سامنے اسی کا نام لے دیا کہ انہوں نے اسے کافر کہہ دیا یہاں تک کہ ان کے بعض بزرگواروں نے مولانا مولوی شاہ محمد حسین صاحب الہ آبادی مرحوم ومغفور سے جا کر جڑ دی کہ معاذ اللہ معاذ اللہ حضرت سیدنا شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قدس سرہ کو کافر کہہ دیا۔ مولانا کو اللہ تعالیٰ جنت عالیہ عطا فرمائے انہوں نے آیۂ کریمہ ان جاء کم فاسق بنباءٍ فتبینوا پر عمل فرمایا خط لکھ کر دریافت کیا جس پر یہاں سے رسالہ "انجاء البری عن وسواس المفتری" لکھ کر ارسال ہوا اور مولانا نے مفتری کذاب پر لاحول شریف کا تحفہ بھیجا غرض ہمیشہ ایسے ہی افترا اٹھایا کرتے ہیں۔

(تمہید ایمان بآیات قرآن صفحہ ۲۹)

ہفت روزہ الہام ۱۵ مئی ۱۹۷۶ء

مرکزی مجلس رضا لاہور

مخدومی حکیم محمد موسیٰ امرتسری سے ایک انٹرویو

از رضا المصطفےٰ چشتی نظامی

گزشتہ سے پیوستہ

س۔ آپ مجلس رضا کے کس عہدے پر فائز ہیں؟

ج۔ میں مجلس کا رکن بھی نہیں عہدے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ہاں اراکین مجلس مجھ سے حسن ظن رکھنے کی وجہ سے میرے مشوروں کو قبول کرتے ہیں۔ اور میں ایک سنی ہونے کی حیثیت سے حتی المقدور تعاون کرتا ہوں۔

س۔ میں نے مجلس رضا کی مطبوعات میں آپ کو مجلس کا روح رواں لکھا دیکھا ہے؟

ج۔ یہ سوال لکھنے والوں سے کیجئے مجھ جیسا بے روح انسان ایسے عظیم ادارے کی روح کیسے ہو سکتا ہے؟

س۔ کیا مجلس رضا کا کسی سیاسی جماعت سے تعلق ہے؟

ج۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے مجلس کا کوئی ذمہ دار شخص کسی سیاسی جماعت سے متعلق نہیں ہے اور علمی اداروں کے اراکین کو سیاست سے کنارہ کش رہنا ضروری بھی ہے سیاست میں الجھنے والے کبھی علمی کام نہیں کر سکتے۔

س۔ مرکزی مجلس رضا کی کوئی شاخ قائم ہوئی ہے؟

ج۔ گوجرانوالہ میں مجلس رضا کے نام سے ایک ادارہ قائم ہوا ہے جس کا الحاق مرکزی مجلس رضا سے ہے یہ لوگ مرکزی مجلس رضا کی اعانت کرتے ہیں اس ادارہ کے صدر علامہ محمد فرید رضوی ہیں حال ہی میں ایک شاخ انگلستان میں بھی قائم ہوئی ہے جناب محمد الیاس صاحب ساکن مانچسٹر کی مساعی جمیلہ سے یہ ادارہ معرض وجود میں

آیا ہے انگلستان کی یہ شاخ مرکزی مجلس رضا لاہور کی مطبوعات کے انگریزی تراجم شائع کرے گی چنانچہ انہوں نے پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد ایم اے پی ایچ ڈی کی مقبول ترین تالیف "فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں" کا انگریزی ترجمہ شروع کر دیا ہے جو بہت جلد مانچسٹر سے طبع ہو جائے گا انشاء اللہ العزیز اور وہ لوگ مانچسٹر میں باقاعدگی سے یوم رضا منایا کریں گے اس کے علاوہ بعض احباب جن کا تعلق بمبئی مالیگاؤں (بھارت مالی انگلستان) سے ہے مجلس کی مطبوعات کا ترجمہ گجراتی زبان میں عنقریب شائع کروائیں گے۔ انشاء اللہ گجراتی کا یہ کام مولانا نیاز احمد مصطفوی اور مولانا محمد میاں صاحب کریں گے۔

س۔ آپ مرکزی مجلس رضا کے ذمہ دار حضرات کا اگر مختصر تعارف کرا دیں تو بہتر ہوگا؟

ج۔ مرکزی مجلس رضا کے بانی اور سابق صدر جناب الحاج پیر محمد عارف رضوی ضیائی لاہور کی آرائیں برادری کے ایک جواں سال چشم و چراغ ہیں، زمیندار ہیں اور ضیاء الملت والدین حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قادری رضوی مہاجر مدنی مدظلہ العالی خلیفہ مجاز اعلیحضرت فاضل بریلوی ﷺ سے بیعت ہیں اور حضرت مجاہد ملت مولانا حبیب الرحمٰن قادری رضوی مدظلہ سے اجازت یافتہ بھی ہیں سرپرست جناب الحاج صاحبزادہ پیر طریقت سید محمد حسن شاہ گیلانی نوری مدظلہ العالی خلف سید محمد معصوم شاہ قادری نوری رحمۃ اللہ علیہ زمیندار ہیں، تاجر ہیں، پیر ہیں۔ شاہ صاحب موصوف ضیاء الملت والدین حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قادری مدنی سے بھی فیض یافتہ ہیں صدر محترم الحاج اختر حسین صاحب، حضرت سید محمد معصوم شاہ قادری کے مرید رشید ہیں اور پنجاب ہوٹل کے مالک ہیں ڈاکٹر صاحب موصوف نہایت نیک مخلص اور متدین انسان ہیں۔ نائب صدر میاں محمد شفیع رضوی صاحب حضرت علامہ ابوالحسنات قادری رحمۃ اللہ علیہ کے تربیت یافتہ اور مقبول عام پریس لاہور اور ہجویری پبلشرز کے مالک ہیں سیکرٹری جناب ظہور الدین خان صاحب کسی دفتر میں ملازم

ہیں اور اعلیحضرت کی تعلیمات کے شیدائی ہیں انہوں نے مجلس کیلئے اپنے آپ کو وقف کر رکھا ہے۔خازن جناب الحاج مقبول احمد قادری رضوی ضیائی مدظلہ العالیٰ بہترین پائپ میکر اور حضرت ضیاء الملت والدین ضیاءالدین احمد قادری مدنی مدظلہ العالیٰ کے مرید صادق ہیں اراکین مجلس رضا پر حضرت ضیاء الملت والدین مدنی مدظلہ العالیٰ کی خاص نگاہ کرم ہے گویا اس مجلس کی حقیقی روح حضرت موصوف کا فیضان نظر ہے۔

اس موقعہ پر مولانا عبدالحکیم اختر شاہجہان پوری، مولانا الحاج باغ علی نسیم، علامہ اقبال احمد فاروقی ایم اے، جناب بشیر حسین ناظم ایم اے، جناب ابوالطاہر فدا حسین مدیر مہر وماہ لاہور، جناب محمد عالم مختار حق صاحب اور مورخ لاہور جناب میاں محمد الدین کلیم کا ذکر نہایت ضروری ہے یہ حضرات مرکزی مجلس رضا کے یوم تاسیس سے ہی خصوصی معاونت فرمارہے ہیں تقریباً عرصہ ۴ سال سے فاضل جلیل مولانا عبدالحکیم شرف قادری اور مولانا الحاج محمد منشا تابش قصوری چشتی سیالوی مخلصانہ تعاون فرما رہے ہیں، پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب ایم اے پی ایچ ڈی پرنسپل گورنمنٹ کالج سندھ کی کرم فرمائیوں کا تو شکریہ ادا کرنا مشکل ہے۔اللہ تعالیٰ ان سب حضرات کو جزائے خیر سے نوازے آمین!!

س۔ آپ نے کبھی سیاست میں حصہ لیا ہے؟

ج۔ تحریک پاکستان کے دنوں میں مشائخ کرام بالخصوص مرشدی شیخ المشائخ حضرت میاں علی محمد خان سجادہ نشین بسی شریف رحمتہ اللہ علیہ کے ارشاد کے مطابق مسلم لیگ میں کام کیا۔مگر تشکیل پاکستان کے بعد کسی سیاسی جماعت سے کوئی تعلق نہیں رہا۔ اور اب گوشہ تنہائی کی تلاش ہے۔

س۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے اپنا قیمتی وقت ضائع کرکے مجلس رضا کے بارے میں نہایت قیمتی معلومات بہم پہنچائیں۔اور اب میں آپ سے کچھ مزید

استفسارات کرنا ضروری سمجھتا ہوں وہ یہ کہ فیض الاسلام راولپنڈی اور دیگر جرائد میں آپ نے بعض ایسے علماء پر مضامین لکھے ہیں جو اہل سنت کے مخالفین میں شمار ہوتے ہیں۔

ج۔ آپ نے مجھ سے بڑی اہم بات پوچھی ہے میں یہ جواب دے کر آپ کو مطمئن کر سکتا ہوں کہ میں نے وہ سب مضامین ایک مورخ کی حیثیت سے لکھے ہیں لیکن میں تاویلات اور ہیر پھیر کی گفتگو کا عادی نہیں۔ لہذا واضح طور پر کہتا ہوں کہ "ایسی سب تحریریں میرے دورِ جاہلیت کی یادیں ہیں۔" ☆

استفسارات کے جوابات اپنے علم کے مطابق دے دیئے ہیں اب میری معروضات بھی سنیئے "مرکزی مجلس رضا" اہل سنت کے ایک اہم ادارے کی حیثیت اختیار کر چکی ہے۔ اس کے سرپرست سید محمد حسن شاہ صاحب قبلہ اور دیگر ذمہ دار حضرات کو اس مجلس کو وسعت دینے کی کوشش کرنی چاہیے جناب الحاج محمد عارف ضیائی صاحب کو مجبور کر کے پھر مجلس میں لانا چاہیے اور خدمت مشورہ حضرت مولانا محمد عبدالحکیم خان اختر شاہجہان پوری مدظلہ العالیٰ کے سپرد ہونی چاہیے اس لئے کہ موصوف ذی علم ہونے کے ساتھ ساتھ راسخ العقیدہ انسان ہیں اور اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کے صحیح ترجمان ہیں حضرت اختر صاحب اعلیٰحضرت پر ایک عظیم کتاب بنام معارف رضا لکھ رہے ہیں جو بلاشبہ اس موضوع کا انسائیکلوپیڈیا ہوگی۔

پبلشر : شہاب الدین دہلوی
پرنٹر : ولی اللہ
گردیزی پرنٹنگ پریس
بہاولپور
مقام اشاعت : ماڈل ٹاؤن۔ بہاولپور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مرکزی مجلس رضا

روشن سٹریٹ نیا رنگ محل لاہور

نمبر............ تاریخ ۸ ستمبر ۱۹۷۴ء

المحترم الحاج میاں محمد عارف صاحب قادری رضوی ضیائی حبیبی
صاحب سلمکم اللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج شریف!

نانوتوی کی آدھی امت (یعنی اس کے افکار و نظریات پر عامل لوگ مرزائی) کے غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے پر آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ قبول فرمائیں۔

میں کچھ علیل ہوں۔ مگر بریلویوں کا ادنیٰ خادم ہوں۔ لہذا غلط تکلف دیجیے۔ اور آ کر ملیے۔ ضروری مشورہ کرنے ہیں۔ مدینہ طیبہ جاتی دفعہ ہم جیسوں کو معاف کر دینا یہ آپ کے لائق شایان کی بات ہے۔

والسلام
محمد [illegible]

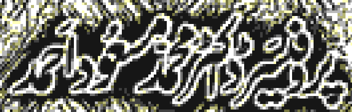
بسم اللہ الرحمن الرحیم

ھو القادر

مرکزی مجلس کے متعلقہ ابتدائی دور کے کچھ مکتوبات کے عکوس

بنام فقیر محمد عارف قادری عفی عنہ





تاریخ ۲۶

حوالہ نمبر ____________

اخی الکریم الشیخ محمد عارف قادری ضیائی السلام علیکم لطفکم فقیر نے

۱۹۶۹ء میں غائبانہ محبت کا آغاز ہوا

[illegible] ۳۵ سال

[illegible] یہ محبت قائم و دائم ہے [illegible]

شیخ محمد عارف قادری زید مجدہ [illegible] استقامت میں [illegible] الحبیب

[illegible] اعلیٰ حضرت [illegible]

[illegible]

خوب [illegible]

[illegible] محبوب [illegible]

بنائے اور اپنے [illegible] خوب خوب نوازے۔ آمین




PAKISTAN
15

مکرمی جناب صدر صاحب، مجلسِ رضا!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاجِ گرامی! "مجلسِ رضا" کا اعلان اور اشتہار موصول ہوا۔ احباب اور بزرگوں نے بھی کئی اشتہار جو انھیں موصول ہوئے تھے لاکر دئے اور ہر ایک صاحب زور دے رہے ہیں کہ میں (ناچیز) بھی "عظمت کے فقہی تمام" پر مضمون لکھوں۔ دیرینہ علالت کے پیشِ نظر اور اپنی کم علمی کے باعث اس موضوع پر لکھنا میرے لیے از حد مشکل ہے لیکن بزرگوں اور دوستوں کے تقاضے اور علمائے حق کی بے توجہی کو مدِ نظر رکھتے ہوئے کچھ نہ کچھ لکھنے کا ارادہ کر ہی لیا ہے۔ کیونکہ:

جھنجوڑتے ہیں بت رہنما بن کے اپنے
تغافل کی لیکن فراوانیاں ہیں

اس جھنجوڑنے کے سلسلے میں آپ کا یہ اقدام انتہائی لائقِ تحسین اور قابلِ حوصلہ افزائی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس سے بھی زیادہ مسلک کی خدمت کرنے کا حوصلہ عطا فرمائے آمین۔ عوام کی بے حسی تو ایک تاریخی المیہ ہے لیکن علمائے کرام کا طرزِ عمل بھی تو حوصلہ افزا نہیں۔ اسی لیے بعض اوقات بے ساختہ منہ سے نکل جاتا تھا۔

اقبال کوئی محرم اپنا نہیں جہاں میں
معلوم کیا کسی کو دردِ نہاں ہمارا

لیکن آپ جیسے بعض حضرات کی مساعیٔ جمیلہ اور چند ایک احباب کی مخلصانہ مربوط کوششیں اس عالمِ یاس

میں صبحِ رسید کا مژدہ بن جاتی ہیں اور یہ بھی غنیمت ہے۔ کیوں؟ اسلیے کہ اب یہ تو کہہ سکتے ہیں:

گئے دن کہ تنہا تھا میں انجمن میں
یہاں اب مرے رازداں اور بھی ہیں

آپ پورے عزم اور حوصلے کے مطابق مسلک اہلسنت و جماعت کی ترویج و اشاعت کا کام جاری رکھیں۔ احقر ہمکن اعانت کے لیے تیار ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ عنقریب شرفِ نیاز بھی حاصل کروں گا۔ "تقدیم" جو پچھلے سال "مقالاتِ یومِ رضا" پر کوکب صاحب نے لکھی تھی اس کے تلخ تجربے اور غلط نتائج سے سبق حاصل کرنا۔ ایسی کسی غلطی کا اعادہ نہ ہو جائے۔ معتمد علمائے کرام اور اہلِ نظر حضرات کا تعاون حاصل کرنا انتہائی ضروری ہے تاکہ کوئی غلط نظریہ منظرِ عام پر نہ آسکے جس سے فائدے کی بجائے مسلک کو الٹا نقصان پہنچے۔ اللھم ارنا الحق حقا و الباطل باطلا و الحقنی بالصالحین۔ فقط والسلام

احقر العباد: اختر شاہجہان پوری مظہری
سی۔ بی۔ عابد مجید کی ٹی اسکول۔ آر۔ اے بازار
لاہور چھاؤنی

مورخہ ۹ جون سنہ ۱۹۶۹ء

۱۱ شعبان ۱۴۱۳ھ

صدرِ عالم یا رسول اللہ توئی
بدرِ عالم یا حبیب اللہ توئی

فقیر
تاج محمد
عفی عنہ القادری
... پشاور

صبا بحسنِ ادب گو تو غوثِ اعظم را
خدا سپرد بہ تو کارِ ہر دو عالم را
تو آں شہی کہ کنی رد قضائے مبرم را
بری ز خاطرِ ناشاد محنت و غم را

اللّٰھم صل علی دافع البلاء والوباء سیدنا محمد ن المصطفیٰ وعلی الہ المجتبیٰ واصحابہ المہتدی الاتقیاء علی مرشدنا سیدنا عبد القادر الجیلانی غوث الوریٰ وعلینا معھم یا رب العلیٰ بعدد حسنہ وجمالہ ابدا ابدا

ضیاء اللہ کم
... نوری
... علم

بزرگوارم مکرم محترم جناب محمد عارف صاحب قبلہ ضیائی

وعلیکم السلام سنت سیدنا سید الانام علیہ الف الف الف الف الف الف الف الف الف الف تحیۃ والصلوٰۃ والسلام الیٰ یوم القیام صحیفہ معارف سند کرم گستری کا بار بار ہزار ہزار بار شکر گذار ہوں جزاکم اللہ احسن الجزاء فی الدنیا والآخرۃ بحرمۃ سیدنا محمد ن المصطفیٰ علیہ التحیۃ والصلوٰۃ والثناء

مجوزہ القاب وکرم فہم کا تبصرہ رسالہ ترک موالات میں شامل فرما کر شرمندہ احسان فرمایا ہے ذرہ نوازی کا شکریہ ماشاء اللہ خدا فقیر روسیاہ کسی قابل نہیں دولت علم اور نعمت حلم سے سراپا محروم ہوں جناب بزرگوار میرے دستگیر ہیں۔ ممنون ہوں جو مجھ روسیاہ کو تبصرہ لکھنے کو ارشاد فرمایا یہ محض ان کی کرم گستری و ذرہ نوازی ہے عفا عنا آثم ... جب اپنے باطن میں غور کرتا ہوں تو خود کو ایسا نیست کہ ... چہرے پر ایک بدنما داغ پاتا ہوں شرم سے شرمسار ہو کر خاموش ہو کر شکستہ ہو کر سر بسجود ہو جاتا ہوں

یا کریم العفو یا ستار العیوب
انتقام از ما مکش اندر ذنوب

کاش یہ داغ معصیت آنسوؤں کے پانی سے بصدقہ محبوب سبحانی قطب ربانی شہباز لامکانی قندیل نورانی ہیکل یزدانی مرشدنا الثانی حضور پرنور سیدنا وسندنا سیدنا شیخ ابو محمد محی الدین حضرت سید عبد القادر جیلانی و گیلانی غوث صمدانی غیاث حقانی رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا ... دھل جائیں تو قسمت بھی ... یا صاحب نظر ... عبد القادر ... بشر ... محشر ...

مکتوب بنام فقیر قادری

الحمدللہ اس پرفتن دور معصیت میں آپ جیسے مخلص اور درد دل رکھنے والا افراد دنیا میں موجود ہیں
جن کی سعی جمیل سے مذہب اہل سنت والجماعت کی خوب نشر و اشاعت ہو رہی ہے
مجلس رضا کا قیام و وجود نعمت غیر مترقبہ ہے آج ہم سنی و حنفی عوام کو مجلس رضا جیسی مخلص
ادارہ جو جماعت کی ہر جگہ پاکستان میں اشد ضرورت ہے تاکہ ہم لوگ مذہب مہذب اہلسنت
کی کما حقہ تبلیغ و اشاعت کی جائے اس سلسلہ میں مجلس رضا کا وجود سنگ میل اور نشان راہ کی
حیثیت رکھتا ہے مجلس رضا کی دینی علمی ملی اور خالص اہل سنت والجماعت کی خدمات دلکو
دو حالی مسرت ہوتی ہے رسالہ ترک موالات اور فاضل بریلوی کی دیدہ زیب اشاعت
کتابت اور طباعت قابل تعریف ہے مجھے اتنی خوشی ہوئی ہے کہ بیان نہیں کر سکتا
عیاں را چہ بیاں ۔ مجھ ناچیز کی دلی دعا ہے مولا کریم بطفیل حضور نبی الکریم علیہ التحیۃ والتسلیم
مجلس رضا کو ترقی عطا فرمائے ۔ آمین ۔ میری طرف سے اس ترقی پر ہدیہ تبریک قبول فرمائیے
اس وقت پاکستان میں بد قسمتی سے ایسے لوگ دیوبندی ۔ غیر مقلدی ۔ مودودی یعنی
مودودی یعنی جماعت اسلامی تبلیغی ، مرزائی قرآنی یعنی پرویزی یہ تمام امت انگریزی کی [illegible]
ذرا غور سے دیکھئے دیوبندی مذہب ہے مطلقاً [illegible] ۔ ان ظالموں نے تبلیغ کی
آڑ میں وہ کی بہت وہابیت کی وہ تبلیغ کی ہے کہ خدا کی پناہ اللہ تعالیٰ ان کے شر سے
محفوظ رکھے آج کل خاص تبلیغی جماعت میں انکی خفیہ گمراہی منافقانہ روش
پر مبنی ہے بہ زبان کلمہ گوئی مگر دینی گمراہی ہے ۔ نعوذ باللہ من ہذا الشر المنافقین
میری طرف سے رسالہ ترک موالات و دیگر رسائل کی اشاعت پر مبارکباد قبول فرمائیے
خداوند عالم مجلس رضا کو ان ظالم بد عقیدہ لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے
افسوس ہے کہ میں کسی مالی [illegible] خدمت کرنا کہ میں دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ
مجلس رضا اپنے محبوب کی رضا کی خاطر کامیاب فرمائے ۔ جملہ احباب وارکان مجلس رضا کو
عنایت الٰہی علیکم ۔ کسی خدمت میں تو تحریر فرمائیں ۔ حتی الامکان مجلس رضا کو کامیاب کرنے کا
ارشاد خدمت ہے اس کی شاخیں [illegible] خیر ہو [illegible] ہوں گا
جس طرح ممکن ہے آپ کا کام کر رہے ہیں [illegible] آپ کی امداد دونگا
[illegible] والسلام علیکم ۔ جواب [illegible] فرمائیں کہ کوئی کتاب کیسے [illegible] ارسال کریں
[illegible] پاکستان [illegible] محمد صدیق [illegible]

ڈاکٹر وحید قریشی
ایم ۔ اے ، پی ایچ ۔ ڈی ، ڈی ۔ لٹ

فون :

صحیفہ

569/10/ک/...
...5-72

مکرمی ۔ تسلیم ۔

آپ کے ادارے کی شائع کردہ کتاب پر تبصرہ صحیفہ ~~...~~ اپریل ۱۹۷۲

میں شائع ہوا ۔ متعلقہ صفحے کا اقتباس خاطر خدمت ہے سلسلے میں عرض

ہے کہ ہر کتاب کے دو نسخے موصول کئے جاتے ہیں ۔ امید ہے آپ اپنے ادارے

کی مطبوعات تبصرے کے لیے بھیجتے رہا کریں گے ۔

آپ کا مخلص

(دستخط)

(ڈاکٹر وحید قریشی)
مدیر صحیفہ ۔

نہیں ۔ کتاب میں درج شدہ حقائق بڑے شگفتہ اور دلکش انداز میں بیان ہوئے ہیں ۔ وہ باب جس میں خواتین کے ان احتجاجی جلسوں کو درج کیا گیا ہے جو خضر وزارت کے خلاف کیے گئے ، کتاب کا سب سے اہم ، نادر اور دلچسپ حصہ ہے۔
سرفراز مرزا کی یہ کتاب پاکستان کے سرمایہ تاریخ میں ایک گراں قدر اضافہ ہے ۔ میں لائق مورخ کو ان کی اس پہلی علمی کاوش پر مبارک باد پیش کرتا ہوں ۔
(وحید قریشی)

۶۔ تجلی المشکواۃ

تالیف : مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی ۔ ضخامت : ۴۷ صفحات ۔ کاغذ سفید ۔ کتابت و طباعت روشن ۔ سرورق رنگین ۔ بلا قیمت ۔ ناشر : مرکزی مجلس رضا ، روشن سٹریٹ نمبر ۲ اپا مزنگ لاہور ۔

مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی علیہ الرحمہ اہل سنت (حنفی) مسلک کے بریلوی مکتب فکر کے بانی اور اس صدی کے بہت بڑے فقیہہ اور متبحر عالم تھے ۔ ہمارے علماء مسائل شریعت سے تو واقف ہوتے ہی ہیں لیکن دوسرے علوم خصوصاً ریاضی وغیرہ سے بہت کم واقف ہوتے ہیں حالانکہ بعض مسائل بالخصوص میراث اور زکٰوۃ وغیرہ میں ریاضی سے ناواقفیت کی بنا پر بڑی الجھنیں پیدا ہو جاتی ہیں ۔ مولانا احمد رضا خاں مرحوم کی ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ وہ ریاضی کے بھی ماہر تھے ۔ اس لیے ایسے مسائل کو بہت خوبی سے حل کرتے تھے ۔

زیر نظر کتابچے میں زکٰوۃ سے متعلق مولانا مرحوم نے سات سوالوں کا جواب بڑی تفصیل سے دیا ہے : زکوۃ تدریجاً دینی چاہیے یا یک مشت ۔ راس المال میں کمی بیشی سے زکواۃ میں کمی بیشی ہو گی یا نہیں اور کس حساب سے ؟ سادات کو زکواۃ دینا جائز ہے یا نہیں ؟ زکواۃ کے مصارف کیا ہیں ؟ سونا یا چاندی کی علٰحدہ علٰحدہ زکواۃ کیا ہو گی اور مجموعی صورت میں کیا ہوگی ؟ کن صورتوں میں سونے کو بنیاد بنایا جائے گا اور کن صورتوں میں چاندی کو ؟ غرض زکواۃ سے متعلق ان تمام مسائل کو کھول کر مثالوں کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اور زکواۃ کے حساب لگانے کے لیے ایک تقویم بھی درج کی گئی ہے ۔

۷۔ ادب اور زندگی

مصنف : مجنوں گور کھپوری ۔ ضخامت : ۴۰۸ صفحات ۔ کاغذ سفید ۔ کتابت و طباعت گوارا ۔ مجلد مع گردپوش ۔ قیمت : دس روپے ۔ ناشر : مکتبہ دانیال وکٹوریہ چیمبر نمبر ۲ صدر کراچی ۔

مجنوں صاحب اردو کے ان گنے چنے نقادوں میں شامل ہیں جنھوں نے

تجلی المشکواۃ پر مجلہ کا تبصرہ

MUFTI S. SHUJAAT ALI QUADRI
4/810 Liaquatabad, Karachi.



۷۸۶

مولانا محترم!

سلام مسنون!

مضمون حاضر خدمت ہے۔ میں حضرت فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ پر ایک مضمون
طویل لکھ رہا ہوں اور کوشش کر رہا تھا کہ کسی طرح چھپ کر جلد ہدیہ پیش
کیا جائے۔ مگر یہ ایک طویل اور دشوار کام ہے۔ اس لئے مجھے اپنے
دوستوں سے تعاون کی سخت ضرورت ہے۔ امید ہے کہ آپ حضرات تعاون
کریں گے۔ مرسلہ مضمون اسی کا ایک حصہ ہے جو بعض ترمیمات کے ساتھ حاضر
خدمت ہے۔ اگر چھپنے سے قبل ترمیمیں ضروری ہوں۔ تو ضرور کر دیں گے۔
مگر حضرت فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں کوئی کوتاہی نہ ہو۔ ہم تو بس قلم
اعانت و محبت حضرات سے تعاون کے خواستگار [illegible]
اور [illegible] ان شاء اللہ بہت رجوع رکھتا ہوں۔

[illegible]

Professor
Dr. Muhammad Masood Ahmed
M.A. (G.M.); Ph.D.; S.E.S.—I

گورنمنٹ کالج
ٹنڈو الہیار (سندھ)
۱۳ [illegible] ۱۹۸۱ء

[illegible]

گرامی مقام زید مجدکم

وعلیکم السلام۔

[illegible]

[illegible]

شیخ محمد عارف [illegible]

لاہور

Professor
Dr. Muhammad Masood Ahmed
M.A. (G.M.); Ph.D.; S.I.S.—I

[illegible]

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

[illegible]

[illegible]

نوٹ: [illegible]

شیخ محمد عارف [illegible]

لاہور

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

قافلے نے سوئے طیبہ کمر آرائی کی — مشکل آسان الٰہی مری تنہائی کی

لاج رکھ لی طمعِ عفو کے سودائی کی — اے میں قربان مرے آقا بڑی آقائی کی

فرش تا عرش سب آئینہ ضمائر حاضر — بس قسم کھائیے اُمّی تری دانائی کی

پانسو سال کی رہ ایسی ہے جیسے دو گام — آس ہم کو بھی لگی ہے تری شنوائی کی

چاند اشارے کا ہلا حکم کا باندھا سورج — واہ کیا بات شہا تیری توانائی کی

تنگ ٹھہری ہے رضا جس کے لئے وسعتِ عرش

بس جگہ دل میں ہے اُس جلوۂ ہرجائی کی

(حدائقِ بخشش۔امام احمد رضا خاں قادری)

পোস্ট কার্ড

LAHORE

پوسٹ کارڈ

POSTAGE PAKISTAN 10 PAISA

LAHORE (Pak. W. Pak.)

[illegible]

[illegible] ۱۹۶۲ء

مکرمی ۔ [illegible]

آپ کا گرامی نامہ اور رسالہ مل گیا تھا ۔ فرصت کی تلاش تھی

اس لیے جواب بھیجنے میں دیر ہوگئی ۔ رات ہی رسالہ پڑھا

[illegible] ۔ ۔ [illegible]

[illegible]



পোস্ট কার্ড

پوسٹ کارڈ

ঠিকানা

پتہ

POSTAGE PAKISTAN 10 PAISA

LAHORE (Punjab)



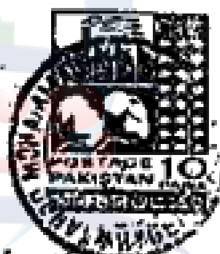
LAHORE

পোস্ট কার্ড

پوسٹ کارڈ

ঠিকানা

پتہ



بیادگار امام اہلسنت مجدد ملت حضرت الشاہ احمد رضا خان قادری بریلوی رضی اللہ عنہ

مرکزی مجلس رضا
(رجسٹرڈ)

محفوظ نامہ لف ہذا ہے

بالمقابل ریلوے اسٹیشن ○ لاہور

نمبر ------ تاریخ ------

۷۸۶

المحترم محب الفقیر والمساکین محمد عباس صاحب رضوی ضیائی زید لطفہ

السلام علیکم۔ مزاج شریف!

آپکو دلی آرزو کے پورا ہونے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ قبول فرمائیے۔ خیابانی اس ناکارہ و گنہگار کیلئے دعا بھی کیجئے۔ اور سرکار دوجہاں تاجدار کونین و مکان صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میرا سلام نیاز پیش کیجئے اور میری مغفرت طلب کیجئے۔ اور میری والدہ ماجدہ مرحومہ مغفورہ کی بلندی مراتب کیلئے خاص طور پر دعا کیجئے۔

حضرت شیخ مدنی مدظلہ کی خدمت اقدس میں سلام عرض کیجئے اور میرے لیے دعا خاتمہ ایمان کرا دیجئے۔

فاضل بریلوی اور ترک موالات کا غلط نامہ ارسال ہے۔ خاص طور پر ایک غلطی کو ضرور ٹھیک کر دیجئے۔ وہ یہ کہ صفحہ ۱۱۲ سطر ۴ پر شہرت پر لکھا ہے اس کو حقیقت پر کر دیجئے۔

پیغامات بھی حاصل کیجئے۔ مولانا فضل الرحمٰن قصوری سے ملاقات ہو تو انہیں بھی سلام عرض کریں اور ان سے یہ بھی کہیں کہ اپنی کتاب بھیج

یہ غلطی درست کر لیں۔ ورنہ یہ بھی لوگ ... والسلام فقط ... محمد ... غفرلہ

۸ / دسمبر ۱۹۷۲ء

۴۸۶
۹۲

حکیم محمد موسیٰ امرتسری
۵۵- ریلوے روڈ- لاہور

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

مورخہ ۱۳ دسمبر ۱۹۷۸ء
بروز بدھ-

اعز محترم الحاج محمد عارف صاحب رضوی زید لطفہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - مزاج شریف!

نامہ عنبر شمامہ موصول ہو کر باعث فرحت وانبساط ہوا۔ خدا اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا شکر ہے کہ آپ نے بڑا اخلاص دکھایا ہے۔ (ماشاء اللہ) مقدمہ کی عبارات ترتیب وار قابل داد ہے۔ یہ حضرات جب بھی اسی طرح چلے جائیں گے۔ جس وقت آپ کا یہ خط ملا۔ اس وقت سید محمد حسن صاحب نوری میرے پاس تشریف فرما تھے۔ انہیں آپ کا یہ مکتوب شریف سنا دیا گیا۔ سید محمد حسین صاحب اور ڈاکٹر صاحب غالباً ہوائی جہاز کے ذریعے حاضری دینے گئے۔ اس لئے کہ بحری جہاز میں ابھی تک بندوبست نہیں ہو سکا۔ ماسٹر وزیر علی صاحب سے متعلق ڈاکٹر صاحب نے بتایا تھا کہ آج کسی کے ذریعے خبر ملی ہے کہ ان کا بحری جہاز میں بندوبست ہو گیا ہے۔ اللہ سب طرح سے خیریت ہے۔

قبل ازیں آپ کو عریضہ بذریعہ ڈاک روانہ کر چکا ہوں۔ امید کہ مل گیا ہوگا۔ اور آپ نے کتابوں میں تعلیقات لگا دی ہوں گی۔

آپ کو دستی عریضہ جناب میاں جمیل احمد شرقپوری کے ہاتھ روانہ کیا ہے۔ یہ بھی مل گیا ہوگا۔ اور آپ نے میرے لئے دعا بھی کی ہوگی۔

ہاں بھائی! آپ کو پہلے خطوں میں اس مصیبت کے بارے میں نہ لکھ سکا۔ اب عرض ہے کہ برادرم غلام مرتضیٰ کے لئے ضرور دعا کیجئے

P.T.O

[illegible]

[illegible]

ابھی تک اس کا پڑھنا گیا نہیں بلکہ کچھ اضافہ ہی ہوا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ کچھ میرے مخالف ہیں۔ یہ ان کے بہکانے میں آ رہا ہے۔ یہ بہرحال آپ عزیز ہیں۔ [illegible] اور بہکانے والوں کیلئے یہ دعا فرمائیں کہ اللہ ان کی بیماری دور کر دے اور ہم سب کو راہ راست پر لائے۔ حاجی صاحب! آپ کو معلوم ہے کہ اس مرتبہ حج کی درخواست نہ دینے کی وجوہات میں سے ایک بڑی وجہ یہی تھی۔ اس سے میری پریشانی کا اندازہ کیجیے۔ اور اس پریشانی کو دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے رفع کروائیے۔ اور خاتمہ بالایمان کی دعا تو سب سے مقدم ہے۔

فرخندہ بیگم، باجی سلام لکھواتی ہیں اور دعا کی درخواست کرتی ہیں۔ حضرت محمد حسن شاہ صاحب بھی سلام لکھنے کو کہہ گئے ہیں اور چند دن سے گئے ہوئے ہیں۔

نوٹ: پہلے جو رقعہ روانہ کیا تھا وہ پوسٹ بکس کے بجائے [illegible] تھا۔ مگر [illegible] فرخندہ نے لیا ہو گا۔

نوٹ دیگر: حضرت میاں جمیل احمد صاحب کو ایک رقعہ اور ایک [illegible] [illegible] کے نام میاں محمد سلطان [illegible] معرفت پاکستان [illegible] بھیج [illegible] میاں صاحب سے لکھ کر دیا تھا۔ حضوری کے اندر [illegible] ہے۔

والسلام بالاکرام [illegible] غنی

حکیم محمد موسیٰ امرتسری

~~[illegible]~~

مدینہ منورہ

۸۶ء

محترم المقام السید محمد عارف رضوی قادری صاحب

السلام علیکم مسنون۔

عید کارڈ ملا۔ اور آپ کے نیک عزائم سے آگاہی ہوئی۔ آپ کا سلام حضرت مولانا صاحب مدظلہ کی خدمت میں پیش کر دیا گیا۔ انہوں نے فرمایا کہ میرا سلام بھی لکھ دیں۔ آپ کی طرف سے متعدد مرتبہ سرکار ابد قرار کے حضور سلام عرض کر چکا تھا۔ اب خط کا مضمون بھی عرض کر دیا گیا۔ قبول فرمائیں آمین۔

تاہم یہ خط صرف اس لئے لکھ رہا ہوں کہ حضرت مولانا صاحب کے فرزند جواد رشید [illegible] آج کل [illegible] عمدہ قسم کی فیروزہ [illegible] سے یا جشن [illegible] لئے [illegible] انگشتریاں [illegible] ایک [illegible] کش کے لئے [illegible] یا کوئی بھی [illegible] ۔ یہ چیزیں [illegible] دکھا کر [illegible] سے لے لیں۔ [illegible] خود [illegible] کہا ہے

اگر آپ سے پہلے مولانا تاج محمد صاحب آ رہے ہوں تو یہ چیزیں ان کے ہاتھ بھجوا دیں ـــــ اگر آپ سے ملاقات ہو تو میرے لئے یا مجھے [illegible] انگشتریاں [illegible] بھجوا دیں [illegible] بہر حال آپ [illegible] ۔ پیر حیدر حسین شاہ علی پوری سے دو تین دفعہ ملاقات ہوئی تھی۔ وہ واپس چلے گئے ہیں۔ پھر حاضر ہوں گا۔

حکیم عبد الواحد، سید محمد حسن صاحب، رشید محمد احباب کی [illegible]
طرف سے سلام قبول فرمائیں

حکیم عبد الباسط چشتی صاحب مدظلہ کے نام بھی رقعہ روانہ ہے [illegible]

والسلام

دعا جو و دعا گو محمد مصطفی علی عفی عنہ
۷ شوال ۱۳۷۳ھ
۹ جون ۱۹۵۴ء
بروز جمعرات
قبل مغرب

عزیزی [illegible] کو بتانا چاہیے کہ [illegible] خیریت [illegible] ہے

۴۸۶

خوش نصیب محمد عارف صاحب

سلام مسنون!

یہ میرا تیسرا خط آپ کی طرف پرواز کر رہا ہے۔ مگر ابھی تک آپ کی جانب سے کوئی خط نہیں ملا۔ ایک خط تو لکھ دیتے کہ میں خیریت سے مدینہ طیبہ پہنچ گیا ہوں۔ میں اس انتظار میں ہوں کہ آپ کا خط آئے اور میں آپ کو شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کی شعر تقسیم کروں۔ آج یہاں رمضان کا اکیسواں روزہ ہے اور آج وہاں غالباً بیسواں ہوگا۔

ایک عید کارڈ صاحب برکات حضرت صاحب مدظلہ العالی کی بارگاہ بے کس پناہ میں [illegible] ارسال کیا ہے۔ خدمت اقدس میں بھی حاضر ہو کر عید مبارک عرض کریں [illegible]

مولانا محمد لطیف زاہد صاحب ملیں تو انہیں بھی عید مبارک کہہ دیں۔ مولانا فضل الرحمن صاحب اور ان کے صاحبزادگان۔ حضرت صاحب قبلہ۔ بابا نور محمد صاحب سیالکوٹی۔ حافظ سردار محمد صاحب کو بھی سلام کہیں۔ مدینہ طیبہ کی فضاؤں سے یاد کرتے ہیں۔ پانچویں ... کو سلام کہیں۔

والسلام فقیر ضیاء الدین قادری عفی عنہ

بابا غلام رسول صاحب حرم شریف میں ملیں تو انہیں بھی سلام عرض کر کے درود کی درخواست کریں۔

۱۸ر رمضان المبارک
۵ر اکتوبر ۱۹۷۴ء

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام   شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

۲۸۶

5/12/76

مکرم المقام حضرت الحاج محمد عارف رضوی ضیائی حبیبی صاحب زید مجدہ

سلام مسنون

آپ کا مکتوب گرامی محررہ ۲۶ اکتوبر جس میں پروگرام ۳ نومبر کو ملا اور حالات سے آگاہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو خوش و خرم رکھے۔ اس حقیر کو دعاؤں میں یاد رکھتے ہیں اور حضرت صاحب قبلہ کو یاد کرتا ہوں۔ میرے کرم فرماؤں کے بارے میں حضرت صاحب کے ارشاد گرامی پر عمل کیجئے۔ مدینہ طیبہ میں بخیر بخشش میں مستغرق رہئے۔ اب ضروری باتیں سنئیے

(۱) غلطی یا اسراف تریاق بہت ہے مولانا خلیل صاحب نے بتائی ہے۔ سید محمد حسن شاہ صاحب نے با تحفہ بھیجنی چاہیے تھی۔ علاوہ ازیں میرا یہ اعتراف۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے لیے دعا کے وسیلہ سے کوئی نقصان نہیں ہوتا۔ ان شاء اللہ ورسولہ الکریم۔ سے بہ حال مولانا خلیل صاحب سے ضرور وصول کیجئے

(۲) سید محمد حسن شاہ صاحب کے تحفہ معجون فلاسفہ کا ایک پارسل حضرت صاحب کے لیے اور آپ کے لیے مصنوعی جگر بھیج رہا ہوں۔ حضرت صاحب کے لیے صافی اور روغن بادام شاہ صاحب اپنی طرف سے لا رہے ہیں۔ بادام روغن خود نکلوایا ہے۔

(۳) حاجی میاں دارا صاحب کو ایک بوتل عرق دے دی گئی ہے۔ یہ ان سے وصول کر لیں۔

(۴) بابا غلام قادر صاحب آپ کی دعا سے اچھے ہو گئے ہیں

[illegible]

ان کے ہاتھ بھی کچھ نہ کچھ آپ کی ضرور پہلے گیا تھا۔ آپ نے شفقت سے انہیں دس روپے اور ایک مرتبان جو ارشد نے کھول کر لیا تھا۔ یہ دونوں چیزیں ان سے وصول کیجئے۔

(۵) حاجی مستری محمد دین شیخوپورہ والوں کو فاضل بریلوی کا لکھا ہے حجاز کی زیارت میں ۲۰ روپے مع ... دی ہیں۔ آپ حضرت صاحب مزار کے لئے اور ایک مولانا فضل الرحمن صاحب سے مل چکے ہیں۔ آپ نے لئے کپڑے اور حاجی کو دوں گا۔ جو آپ کی حجاز والوں کو سامان دیتے ہوئے خود دل گھبراتا ہے۔

استدراک

(۶) میاں جمیل احمد صاحب شیخوپوری کو ہاتھ بھی کچھ نہ کچھ ضرور بھیجوں گا۔ انہیں جو کچھ دینا تھا اس کی تفصیل بھی لکھی گئی تھی (مشہد اور بادام وغیرہ بھی) ... صاحب ... کو ... سلسلہ کرانا ہے۔ نام ان کا

(۷) وہ حاجی ورد صاحب ... بھول گیا ہوں۔ یہ جو پانچ سیر سویاں دے گئے ہیں۔ یہ سویاں مریدکے منڈی کے حاجی کے ہاتھ روانہ ہوئی تھیں۔ یہ لوگ مولانا محمد عبد اللہ قصوری صاحب کے مریدین میں سے ہیں۔ یہ لوگ ۲۵ نومبر کے جہاز میں کراچی سے روانہ ہوں گے۔ لہٰذا تصور ہے کہ حج کے بعد مدینہ طیبہ حاضر ہوں

مدینے کا حصہ خدا کو گوارا ہے — [illegible]

۱۵ر نومبر ۱۹۷۶ء

۷۸۶
۹۲

عزیز محترم جناب الحاج [illegible] صاحب زید لطفہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ — مزاج شریف

خیریت جانبین نیک مطلوب [illegible]

(۱) خدا آپ کو خادم المدینہ کا مرتبہ عطا کرے اور آپ ہم سب کو [illegible] پھر بھی [illegible] بعد میں کوشش میں لگے رہیں [illegible] آمین!

(۲) حضرت [illegible] صاحب کے ہاتھ مبلغ بیس روپے بھیج رہا ہوں — یہ [illegible] رکھ لیجئے۔

(۳) قصیدہ بردہ شریف کی تشریح ... اجازت حضرت صاحب قبلہ مدظلہ سے لیکر [illegible] ویسے میں یہ قصیدہ کئی سال سے با اجازت پڑھتا ہوں — [illegible] کی اجازت بذریعہ [illegible] ہے۔

(۵) بہت ضروری بات یہ ہے کہ [illegible] صاحب کے ذریعے [illegible] ہے — آپ [illegible] میں مشغول ہوں گے۔

خواجہ [illegible] صاحب [illegible] سے [illegible] — بادام [illegible] اور [illegible] الحمد للہ آپ کو مل گیا ہوگا۔

(۶) [illegible] صاحب خورشید کو دے دیا جائے۔

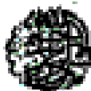
والسلام مع الاکرام

[illegible] غفرلہ

حضرت شاہ صاحب کے ہاتھ [illegible] اور [illegible] ارسال ہیں — [illegible]

[illegible] کے ہاتھ دو تین سیب (یا [illegible]) ارسال ہوا۔ ایک آپ کے [illegible] اور ایک حضرت صاحب کی

[illegible]



یادگارِ امام اہلسنت مجدد ملت اعلیٰحضرت مولانا مفتی شاہ محمد احمد رضا خان قادری بریلوی قدس سرہ العزیز

مرکزی مجلس رضا

۹۱۔ چاہ بھائیاں والہ، لیا مزنگ، لاہور

نمبر ۸۱   تاریخ [illegible] ۱۹۸۰ء

مخدوم محترم عارف صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کی انتھک کوششیں اور شب و روز کی محنت [illegible] بارگاہ خداوندی میں مقبول و منظور ہوئی جس کی دلیل آپ حضرات کے جلسہ کا [illegible] ہے [illegible] امید ہے بھی نہایت کامیاب ہوا ہوگا۔ انشاء اللہ آپ حضرات کی یہ [illegible] بارگاہ [illegible] فرمائے۔

علامہ [illegible] کتاب [illegible] کے مصنف [illegible] [illegible] زیادہ [illegible] کا دیئے جائیں۔ حقیقت [illegible] فرصت [illegible] [illegible] مضمون بطور [illegible] کتاب [illegible] [illegible]

[illegible] میں [illegible] عقیدت پیش [illegible] آپ حضرات کو مبارکباد [illegible] ایک [illegible] [illegible] کو جلسہ کے بعد [illegible] [illegible] والسلام

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فیضِ رضا پائندہ باد

۱۔ انکشافِ لغوث احمد رضا پائندہ باد ۔ اعترافِ عظمتِ شیخ [illegible] پائندہ باد

۲۔ وارثِ علمِ پیمبر، نائبِ غوث الوریٰ ۔ اے محیّ الدین ثانی ! مرحبا پائندہ باد

۳۔ اے شہنشاہِ ولایت، عاشقِ نورِ خدا ۔ رہبرِ طریقِ اہلِ سنت، باصفا پائندہ باد

۴۔ اے امامِ اہلسنت، اے فقیہہ و مجتہد ۔ [illegible] رضوی [illegible] پائندہ باد

۵۔ ترجمہ قرآن کا لکھا، کنز الایمان کر دیا ۔ [illegible] رحمتِ خدا پائندہ باد

۶۔ علم و عرفان کے خزانوں میں تصانیف آپکی ۔ نور لایاں [illegible] پائندہ باد

۷۔ مصطفیٰ کی آن پر سب کچھ کیا [illegible] ۔ [illegible] مصطفیٰ پائندہ باد

۸۔ علم و عرفان، جانِ ایمان ہے فقط [illegible] ۔ تیرا یہ فرمان دیا میں [illegible] پائندہ باد

۹۔ نور سے [illegible] ۔ [illegible] کر دیا پائندہ باد

۱۰۔ منتشر [illegible] اہلسنت ۔ ان [illegible] پائندہ باد

۱۱۔ [illegible]

[illegible] پائندہ باد

۱۹ ۷ ۷ء

[illegible]

[illegible]

۷۸۶
۹۲

برادرم محمد عارف صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عزیزہ گرامی! [illegible]
جو مضمون مجھے آپ دونوں کی زبانی [illegible] ہو چکا ہے۔ ادھر
"الدولۃ المکیہ" کی تصحیح اور دیباچے سے بھی فارغ ہو گیا ہوں
اول نومبر میں جو عزیزہ صاحب کی خدمت میں بھیجا تھا شاید جس
کا جواب آ گیا ہوگا۔ اگر فرصت ملے تو ذرا [illegible] تقدیم کر دیجئے
کسی نعت شریف ذیل تحریر میں بھی اختر کو بھیجا جائے تاکہ کام جاری
رہے۔ آپ سے کل لطیف کا جزا فرمائیں گے۔

۱- رسالہ زکوٰۃ و چندہ کا بیان (مصنفہ اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

۲- میرا مضمون (اعلیٰحضرت کا فقہی مقام)

۳- تمام نظمیں (متعلقہ اعلیٰحضرت رضا)

اگر فرصت ہو تو مطبوعہ [illegible] خود ہی [illegible]

کردیں۔ ایک دو اشعار میں آپ کا مشورہ بھی درکار ہے۔ اگر کوئی مضمون بھی آیا ہو تو لیتے آنا۔ فقط
والسلام

مرسلہ:- اختر شاہجہانپوری مظہری
سی۔ ای۔ عابد مجید گرلز سکول
آر اے بازار۔ لاہور چھاؤنی

۱۲ رمضان المبارک




بخدمت
جناب محمد عارف صاحب معرفت مرکزی مجلس رضا
۱۰- [illegible] چاہ میراں [illegible]
[illegible] لاہور

۱۹/۸
۹۲

جناب محترم گرامی قدر!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مزاج گرامی! مبلغ
مجاہدین ملت کی انسانی تنظیم بذریعہ منی آرڈر موصول
پائی۔ شکریہ! حوصلہ افزائی کی مہربانی [illegible]
دور رس نتائج رکھنے والے اقدام پر تحریر بار بار
مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

برادرم! جو قدم آگے اٹھ گیا ہے وہ پیچھے نہ ہٹنے
پائے۔ آئندہ خود آہستگی سے اٹھائے جائیں لیکن
مستقل مزاجی کے ساتھ اور انتہائی مثبت انداز
میں تعمیری قسم کے ہوں۔ احقر اپنی بساط کے مطابق
کرتا رہے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔
عنقریب دفتر میں حاضر ہونے کی کوشش
کروں گا۔ فقط والسلام

احقر العباد:- اختر شاہجہان پوری مظہری
[illegible] حافظ حمید [illegible]
[illegible] لاہور [illegible]

[illegible]



بخدمت گرامی جناب محمد عارف صاحب
صدر مرکزی مجلس رضا۔ لاہور
[illegible]
لاہور

۷۸۶
۹۲

جناب ممدوح گرامی قدر!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عرض ہے کہ الحدید رضا کے مطلوبہ آخر مضامین کی اصلاح اور دیکھ بھال کی جا چکی ہے۔ لہٰذا اب کاتب کے سپرد کر دینے چاہییں اس سلسلہ میں اب مزید دیر کرنا مناسب نہیں۔ احقر یہی عرض سے جناب کی خدمت میں حاضر ہوا تھا لیکن آپ مناظرہ سننے کیلئے جانے والے تھے بایں وجہ کوئی گفتگو نہ ہو سکی۔ میرا خیال ہے کہ ہفتہ کے روز بتاریخ ۱۸ جولائی کو ہم تینوں دن کے گیارہ بجے حکیم محمد موسیٰ صاحب کی دکان پر اکٹھے ہو جائیں اور اس سلسلہ میں صلاح مشورہ کر لیں تاکہ مزید دیر نہ ہو۔ امید ہے آپ ضرور تشریف لے آئیں گے۔ علاوہ ازیں فتاویٰ رضویہ کتاب النکاح کی کتابت کا بھی جلد بندوبست ہو جانا چاہیے۔ عرس کی [illegible] کا بھی کچھ حساب لینا باقی ہے جس کے علاوہ [illegible] چار مضامین اجرت پر لکھے گئے ہیں اور یہ جلد صاحب چالیس روپے کے حساب کتابت ہو جائے گا۔ امید ہے ہفتہ کے روز آپ وہاں پر ضرور تشریف لے آئیں گے۔ فقط والسلام

مرسلہ :- اختر شاہجہانپوری
سی - بی - ساجد جمیعہ ہائی سکول
آر - اے - بازار - لاہور چھاؤنی

۱۵/۷/۶۴







جناب محمد عارف صاحب جنرل سیکرٹری مجلس رضا
۱۹ - روشن سٹریٹ - نیا مزنگ
لاہور

۴۸۶
۹۲

برادرم حاجی محمد عارف رضوی صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عزیزی گرامی قریباً ایک ہفتہ ہوا احقر جناب کے در دولت پر حاضر ہوا۔ لیکن زیارت نہ ہو سکی۔ فتاوی رضویہ کا مطبوعہ مسودہ جناب نے حکیم صاحب کے پاس انہیں پہنچایا تھا اسی وجہ سے سائیکل پر جو اتنی بارش میں میل کا سفر کیا تھا۔ عرض ہے کہ مذکورہ مسودہ اور تیسری جلد کے جتنے صفحات لکھے جا چکے ہیں وہ حکیم صاحب قبلہ کے پاس پہنچا دیں چاہیے تاکہ ۱۸/۴/۷۱ کو ان سے حاصل کر سکوں۔

فقط والسلام

اختر شاہجہان پوری

اختر شاہجہان پوری
سی۔ بی۔ عابد مجید ہائی اسکول
آر۔ اے بازار لاہور چھاؤنی

مورخہ ۱۳ اپریل ۱۹۷۱ء

পোস্ট কার্ড
پوسٹ کارڈ
ঠিকানা
پتہ



بخدمت جناب حاجی محمد عارف رضوی صاحب
معرفت مرکزی مجلس رضا۔ لاہور
نقشبندی سٹریٹ نمبر ۲ نیا مزنگ
لاہور

۱۳۹۱ه
۹۲

مکرمی جناب حاجی محمد عارف

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج گرامی! فتاویٰ رضویہ
کتاب النکاح کے آخر میں ... کی ضمنی فہرست کے صفحہ ... لگا
درج ہیں تینوں حصے نقل کی ضمنی فہرست مطبوعہ میں ہیں
ہے لیکن یہیں حصے کا دوسرا ورق ۵ پایا ہے۔ مسئلہ شامل کتاب
نہیں ہے۔ تمام حصوں کو بار بار دیکھا لیکن ان کاغذات میں
موجود نہیں ہے۔ جناب اپنے علمی ذخائر کی پڑتال فرما کر
وہ ورق مولانا حکیم صاحب کے پاس پہنچا دیں تو بہت ہی بہتر
ہے کہ جتنا کام مکمل ہو جائے آ جاتا ہے۔ یہ بھی تحریر
فرمائیں کہ پورے حصے کا مسودہ مل گیا ہے یا نہیں؟ جو جدید
کتاب میں شامل کیا گیا ہے؟ اختر کا صفحہ ... کا حاشیہ
تا حال کاتب کو دیا گیا ہے یا نہیں؟ فقط والسلام

اختر الحامدی ... اختر شاہجہاں پوری
...
...

۹ ربیع الاول شریف
۱۳۹۱ھ

পোষ্টকার্ড
پوسٹ کارڈ
ঠিকানা
پتہ



خدمت حاجی محمد عارف رضوی صاحب
...
...
...

SENDER'S NAME AND ADDRESS (PLEASE SHOW YOUR POSTCODE)

Maulana Muhammad Ibrahim Khushtar Siddiqi Qadri
NO.1, Cross Street,
Nelson, Lancs, U.K.

AN AIR LETTER SHOULD
NOT CONTAIN ANY ENCLOSURE;
IF IT DOES IT MAY BE SURCHARGED
OR SENT BY ORDINARY MAIL

SECOND FOLD HERE

BY AIR MAIL
AIR LETTER
PAR AVION AEROGRAMME

MEDIEVAL JOUSTING TOURNAMENT
NELSON STADIUM CARR RD
SUNDAY 22ND AUG. 1976 3 PM
BOX OFFICE NELSON 692890



TO

Alhaj Muhammad Arif Razvi Ziai,
Markazi Majlis Raza,
Raushan Street, Naya Muzang,
Lahore,
PAKISTAN.

۷۸۷
۹۲

محبی گرامی صدیقی الحاج محمد عارف رضوی نیپالی جعلک اللہ عارفاً کا مسلک عارف
آمین

بعد سلام مسنون — خیر و عافیت — مزاج عالی۔

مولانا تحریر ہے کہ آپ بہر وجوہ بخیر ہوں گے اور ماہ رمضان میں رمضان دوران
بحمدہ تعالیٰ آپ کی یاد تازہ رہی اور کار رضا میں سرگرم عمل کی آوازہ کانوں کو سنائی دیتی ہے
مرکزی مجلس رضا کے زیر اہتمام طباعت شدہ کی آگہی اور دیگر رسائل مادیہ عقیدہ
کی اشاعت کی دست یابی کیلئے یہ عریضہ مسطور خدمت کر رہا ہوں نیز
یہ جاننا چاہتا ہوں کہ اگر تمہید ایمان کا انگریزی ترجمہ مطبوع ہو گیا ہو تو چشم ما روشن
دل ما شاد ورنہ ترجمہ مذکور کا مسودہ بحیثیت راقم الحروف کو دیا جائے یہیں رضوی اکادمی
کی جانب سے اشاعت کی سعادت حاصل کرے گا احباب اہل سنت۔ اراکین مجلس رضا
حکیم اہل سنت حکیم محمد موسیٰ صاحب مدظلہ کی خدمت میں سلام ارادت خانہ صاحب
سب کو سلام دعا۔ کل خاندان کو پیار۔

والسلام

یکے از غلاموں کا خستہ مولانا رضا
بول نیپالی مرکزی کاروں سے

بستہ مدرسہ فیض تحریر
نزیل عقب گراس سٹریٹ بلیسن
نشکار نگر بلوچستان
8-8-1976



نمبر ۸۵/۱۵/۲۱

PRESIDENT'S HOUSE
MUZAFFARABAD

۳ مئی ۸۵ء

مکرمی محمد عارف صاحب
السلام علیکم

۱۶ مئی کو یوم رضا کے جلسہ میں شمولیت کیلئے محترم مولانا محمد سعید احمد نقشبندی صاحب کے مکتوب مورخہ ۲۲ اپریل کے ساتھ مجھے آپ کا دعوت نامہ بھی مل گیا ہے۔ جس کیلئے میں آپ کا شکر گزار ہوں۔

پروگرام کے مطابق ۱۶ مئی کی شام مجھے مظفرآباد سے واپس لاہور پہنچنا تو ہے لیکن عین ممکن ہے کہ کسی وجہ سے مقررہ وقت پر نہ پہنچ سکوں اور اسطرح جلسہ کی صدارت کیلئے آپ کی پرخلوص پیشکش سے مستفید نہ ہو سکوں۔ چنانچہ مہربانی فرما کر صدارت کیلئے کسی اور صاحب کا انتخاب فرما لیجئے۔ اگر میں بروقت لاہور پہنچ گیا تو جلسہ میں شرکت کرکے مجھے خوشی ہوگی۔ حضرت مولانا محمد سعید احمد نقشبندی صاحب سے سلام عرض کر دیجئے۔ والسلام

مخلص

محمد عبدالقیوم
۳/۵

بخدمت محمد عارف صاحب
صدر مرکزی مجلس رضا
[illegible] سٹریٹ، نیا مزنگ
لاہور

جامعہ نظامیہ رضویہ (رجسٹرڈ)

ٹیلیفون نمبر ۶۸۳۵۲

اندرون لوہاری گیٹ لاہور

بحوالہ نمبر ________ مورخہ ۱۸ ـــــ ۱۹۶۹

۷۸۶

مکرمی محترمی مبلغ دین و ملت جناب صاحب سلمہ الصمدانی۔

صدر مجلس رضا مرکزی

گذارش ہے۔ جناب کا گرامی نامہ موصول ہوا۔ جشن امام احمد رضا کے موقع پر

بندہ حسب فرمان مقالہ لکھنے کا پختہ ارادہ کئے ہوئے تھا۔

مگر علاوہ طلباء مدرسہ کے انتظامیہ کی مصروفیات میں یہ فقیر ان دنوں خود [illegible]

تبلیغ کے لئے کچھ علاقہ میں مشغول ہو گیا۔ لہٰذا وقت پر مقالہ پیش

کرنے سے معذور ہوں۔ التماس دعا فرماتے رہیں۔ والسلام

منجانب: ملک محمد اکبر خان ساقی اتراء

بمقام اترا، نزد فتح آباد۔ ضلع سرگودھا

۷۰-۵-۱۰

محترم جناب محمد عارف صاحب زید مجدہ!

سلام مسنون! خدا کے فضل سے خیریت ہوں۔ امید ہے مزاج گرامی بخیر ہونگے۔

جناب کا گرامی نامہ اور ارسال کردہ کتاب بطور تحفہ موصول ہوئی۔ یاد فرمائی کا بے حد ممنون ہوں۔ جلسہ میں شریک ہونا میرا دینی و مذہبی فریضہ تھا جسے میں نے پورا کیا۔ اس میں شکریہ کی کیا بات ہے۔ ہاں آپ جیسے باہمت نوجوانوں کی ساری قوم کو داد دینی پڑتی ہے۔ جنہوں نے باوجود مشکلات کے اس اہم موقع پر جلسے کا اہتمام کیا۔ آپ واقعی میرے نزدیک قابل صد تحسین و تبریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے اس جذبہ میں مزید اضافہ فرمائے (آمین)

چلو، خدا ترے جنوں کا سلسلہ دراز کرے۔

مگر اس چیز کیلئے آپ شکریہ نہ کریں۔ اور نہ ہی یہ کوئی بڑی بات ہے۔ آپ نے تو اتنی معمولی سی بات کو محسوس کر کے تکلف کا مظاہرہ فرمایا ہے۔ معلوم یہی ہوتا ہے کہ آپ نے یہ سمجھا کہ ساقی کچھ محسوس کر کے چلا گیا ہو۔ واللہ مجھے اس عظیم الشان جلسہ کا انعقاد اور پھر آپ جیسے مہربان دوستوں سے ملاقات کر کے ہی فرحت و انبساط محسوس ہوا اور اب بھی جہاں جلسے کا موقع ملتا ہے آپ کے خلوص، مروت اور اخلاق کا ضرور تذکرہ کرتا ہوں۔ آپ کا کام قابل داد ہے۔ مگر اسے سمجھنے کی ہرگز ضرورت نہیں۔ میں یہ سمجھ گیا کہ ایک دوست کی ملاقات کیلئے لاہور گیا تھا۔ ویسے تو باری تعالیٰ نے مجھے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے بہت کچھ دیا ہے۔ شاید جناب کو معلوم نہ ہو کہ میں یہاں کی ایک معروف خاندان قریشی سے تعلق رکھتا ہوں۔

P.T.O

میری طرف سے جناب حکیم محمد موسیٰ صاحب [illegible] کی خدمت میں [illegible]

[illegible]





[illegible]



منجانب: ملک محمد اکبر خان ساقی اُتراء

بمقام اُتراء۔ نزد قائد آباد۔ ضلع سرگودھا

22.4.70

محب الاحترام جناب محمد عارف صاحب زید مجدہٗ!

سلام مسنون! خدا کرے آپ بخیر ہوں۔ امید ہے مزاج گرامی بخیر ہونگے۔

جناب کی طرف سے مجدد دین وملت قبلہ شاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی قدس سرہٗ کے سالانہ عرس شریف میں شرکت کی دعوت موصول ہوئی۔ یاد فرمائی کیلئے آپ کا ممنون ہوں۔ اس سے قبل آپ کا کارڈ بھی ملا تھا۔ جواباً بندہ نے عرض کیا تھا۔ کہ انشاءاللہ تعالیٰ حاضر ہو جاؤں گا۔ اب آپ کی طرف سے دوسرا خط ملا ہے۔ بندہ انشاءاللہ تعالیٰ اس مبارک تقریب میں حاضر ہو کر اور تقریر کر کے ضرور سعادت حاصل کرونگا۔ تو میں کل 25 اپریل کو لاہور پہنچ جاؤں گا۔ لیکن آپ سے ملاقات 26 اپریل صبح 8 بجے برکت علی ہال میں ہوگی۔ آپ مطمئن رہیں۔

پہلے خط میں بندہ نے اشتہارات کے متعلق لکھا تھا۔ لیکن تادم تحریر مجھے اشتہار موصول نہیں ہوئے۔ براہ کرم خط ملتے ہی فوراً بذریعہ پوسٹ ارسال فرما کر ممنون فرمائیے۔ تاکہ مکمل پروگرام سے آگاہی ہو سکے۔ شکریہ!

جملہ احباب واراکین مجلس کی خدمت میں سلام۔

فقط مخلص خادم

22.4.70

ملک محمد اکبر خان ساقی!

ناظم اعلیٰ انجمن تحفظ ناموس رسالت

بمقام اتراء نزد قائدآباد ضلع سرگودھا

۸۶
۹۲

بجانب: ملک محمد اکبر خان ساقی اُتراء

بمقام اُتراء - نزد [illegible] - ضلع سرگودھا

واجب الاحترام جناب محمد عارف صاحب۔ زید مجدہٗ

صدر مرکزی مجلس رضا ——— لاہور

مستشفق من! خدا کرے آپ بخیریت ہوں۔ مزاجِ گرامی بخیر ہونگے۔ جناب کی طرف سے مرسلہ خط اور رسالہ تجلی المشکوٰۃ موصول ہوا۔ یاد فرمائی کیلئے آپ کا انتہائی ممنون ہوں۔ پتہ ٹھیک تھا۔ صرف نام غلط لکھا تھا۔ میرا کرم اللہ کیلئے اور یہ چھپا ہوا پتہ نوٹ فرمالیں۔ تاکہ جب بھی ضرورت پڑے۔ آپ کے پاس پتہ و نام محفوظ ہو۔

- اس دفعہ ان شاء اللہ تعالیٰ ہمارے یہاں مجدد دین وملت قبلہ اعلیٰحضرت کا عرس نہایت اہتمام سے منایا جائیگا۔ آپ کے مرکزی دفتر میں بھی باقاعدگی سے چھپنے والی کارروائی کی روداد بھیجی جائیگی۔

- اخبارات کیلئے بہتر مضمون تیار کر رکھے ہیں۔ مختلف رسائل و جرائد میں بھیجے جائیں گے۔ آپ اخبارات کے مدیر حضرات کو لکھیں انہیں اعلیٰحضرت پر باقاعدہ نمبر نکالنے پر آمادہ کیجئے۔ ان شاء اللہ مواد اس کی کوئی کمی نہیں ہوگی۔ ہم یہاں سے اپنے طور پر مختلف اخبارات کو اس بارے میں لکھ رہے ہیں۔

- لاہور میں منعقدہ تاریخی اجلاس میں آپ کے یاد فرمانے پر ان شاء اللہ ضرور حاضر ہو کر نیاز حاصل کروں گا۔

- مجموعہ مقالات کیلئے جناب نے مضمون مانگا تھا۔ میں آپ کا انتہائی ممنون ہوں کہ آپ نے اس قابل سمجھا۔ محرم کی وجہ سے تقاریر کے پروگرام قدرے زیادہ تھے لیکن ان شاء اللہ

چند دن تک وقت نکال کر ایک اچھا سا چاہے مختصر ہی کیوں نہ ہو مضمون بھیج کر شرکت کی سعادت حاصل کروں گا۔

ایک بار پھر آپ کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں ۔ جملہ ساتھیوں کو میری طرف سے سلام عرض کر دیجئے۔

فقط طالب دعا

ملک محمد اکبر خان ساقی اتراء

ناظم اعلیٰ انجمن تحفظ ناموس رسالت

بمقام اتراء نزد قائدآباد۔ضلع سرگودھا

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا ۔۔۔ اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا
سر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا ۔۔۔ اولیاء ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا
کیا دبے جس پہ حمایت کا ہو پنجہ تیرا ۔۔۔ شیر کو خطرے میں لاتا نہیں کتا تیرا
تو حسینی حسنی کیوں نہ محی الدین ہو ۔۔۔ اے خضر مجمع بحرین ہے چشمہ تیرا
تجھ سے در، در سے سگ اور سگ سے ہے مجھ کو نسبت ۔۔۔ میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا
اس نشانی کے جو سگ ہیں نہیں مارے جاتے ۔۔۔ حشر تک میرے گلے میں رہے پٹا تیرا
بد سہی، چور سہی، مجرم و ناکارہ سہی ۔۔۔ اے وہ کیسا ہی سہی ہے تو کریما تیرا

فخر آقا میں رضا اور بھی اک نظم رفیع
چل لکھا لائیں ثنا خوانوں میں چہرا تیرا

(حدائق بخشش۔امام احمد رضا خاں قادری)

۷۸۶

محترم و مکرم جناب قمر صاحب، جناب اقبال اللہ عمرک

السلام علیکم خیر و عافیت از جانب شریف

بعدہٗ آپ نے مرید و ماتم حافظ علیہ الرحمہ کا رسالہ قبول شکریہ
ارسال فرمایا دیکھ کر دل باغ باغ ہو گیا الحمد للہ تحریر اچھی ہے۔
سعی بلیغ ہوئی ہے اللہ تعالیٰ مزید توفیق تبلیغ مرحمت
فرمائے عرض خدمت یہ ہے کہ آپ نے بنام مہتمم صاحب
جامعہ نظامیہ صرف ایک عدد رسالہ ارسال فرمایا
حالانکہ مدرسہ میں دیگر کئی ایک سے مدرس ہیں
اس وقت آپکو کم از کم پانچ عدد رسالے اور ارسال فرماتیں
بہرحال بندہ کی نسبت تو فوراً ہی ارسال فرمائیں

الراقم محمد گل احمد خان عتیقی
خادم التدریس جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرون لوہاری دروازہ لاہور



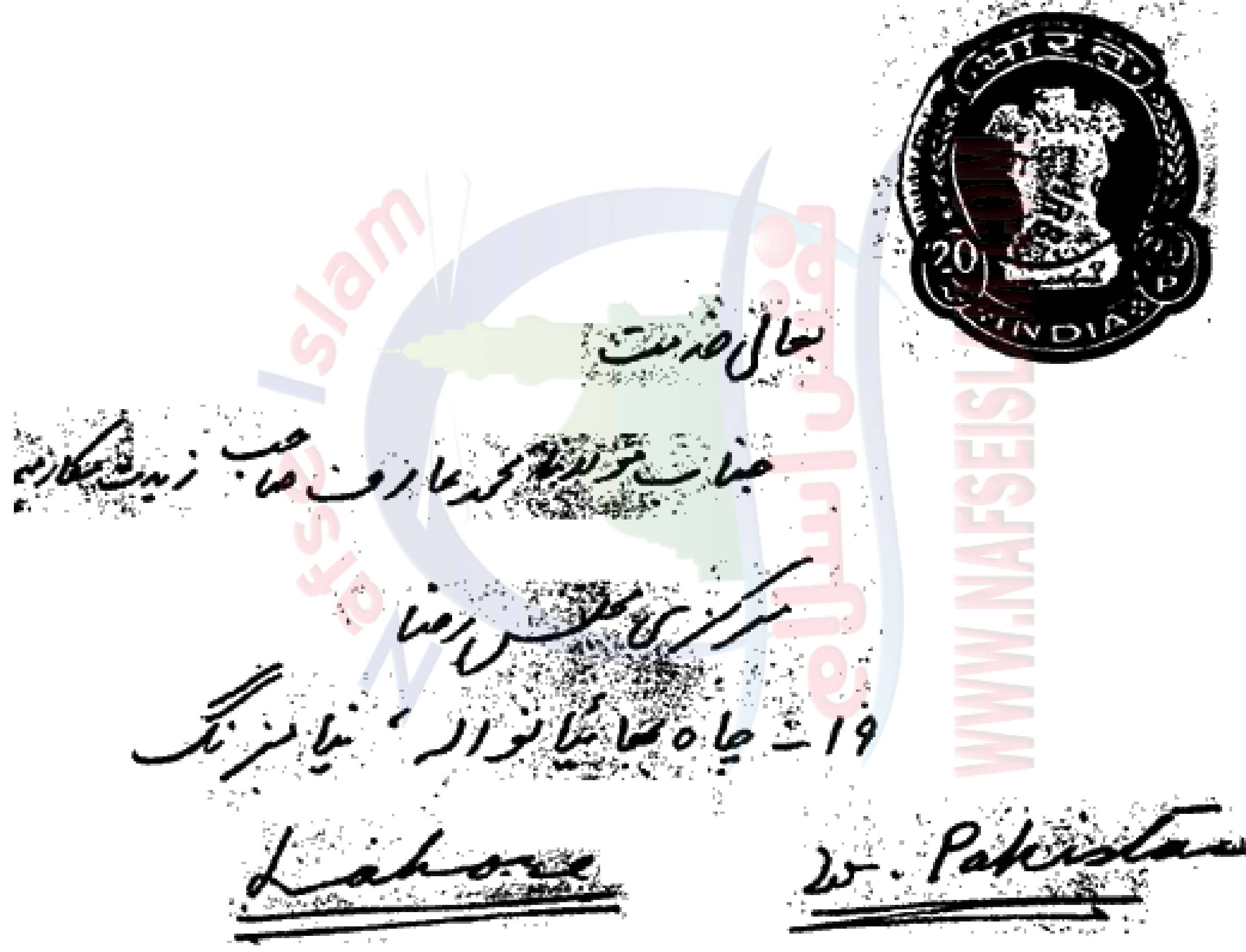
۷۸۶

محترم و مکرم جناب قمر صاحب، جناب اقبال اللہ عمرک

السلام علیکم خیر و عافیت از جانب شریف

بعدہٗ آپ نے مرید و ماتم حافظ علیہ الرحمہ کا رسالہ قبول شکریہ
ارسال فرمایا دیکھ کر دل باغ باغ ہو گیا الحمد للہ تحریر اچھی ہے۔
سعی بلیغ ہوئی ہے اللہ تعالیٰ مزید توفیق تبلیغ مرحمت
فرمائے عرض خدمت یہ ہے کہ آپ نے بنام مہتمم صاحب
جامعہ نظامیہ صرف ایک عدد رسالہ ارسال فرمایا
حالانکہ مدرسہ میں دیگر کئی ایک سے مدرس ہیں
اس وقت آپکو کم از کم پانچ عدد رسالے اور ارسال فرماتیں
بہرحال بندہ کی نسبت تو فوراً ہی ارسال فرمائیں

الراقم محمد گل احمد خان عتیقی
خادم التدریس جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرون لوہاری دروازہ لاہور


INDIA
20
مرکزی مجلس رضا
Lahore
W. Pakistan

۵۸۶

عربک ڈیپارٹمنٹ ۔ مسلم یونیورسٹی ۔ علیگڑھ
۱۱ مئی ۱۹۷۲ء

مخدومی و معظمی زیدت معالیکم و دام لطفکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ۔ گرامی نامہ موصول ہوا ۔ آنجناب کے ارشاد کی تعمیل ضرور کروں گا اور اعلیٰحضرت مغفور و مرحوم کے متعلق چند سطور لکھ کر اپنی نیازمندی کا ثبوت کے علاوہ اپنے صحیح عقیدت و علائق دینیہ کے حق میں ایک بیان گزارش ہے آپ کے قدردانی کو واضح کرنے اور عربی حیثیت سے متعارف کرانے اور ان کا انجم آپ کی شعرگوئی کی عربی میں حیثیت متعین کرنے میں اپنی سعادت محسوس کروں گا ۔ فی الحال میرے پاس تمام مواد نہیں ہے ۔ دو چار ہفتہ میں پہلے کام شروع کروں گا اور خدا نے چاہا تو جون کے آخر تک آپ کو ضرور روانہ کر دوں گا ۔ میرا خیال ہے کہ سوانح زیادہ مفصل نہ لکھے جائیں ۔ صرف چند جملے سطروں میں متعارف کرا کے عربی اشعار کے متعلق لکھوں اور نمونہ کلام پیش کرتے ہوئے عربی اشعار کا اردو میں ترجمہ بھی کر دوں ۔ آپ صرف اتنا ارشاد فرما دیجئے کہ کس قدر اشعار کا انتخاب کیا جائے ۔ راقم اس ماہ میں علیگڑھ رہوں گا ۔ آخر انشاء اللہ جون کے نصف میں باہر چلا جاؤں گا ۔

ماہنامہ کی پیشکش قابل تحسین ہے ۔ خدا آپ کو صحیح اجر دے گا ۔ آمین !

مولانا مرحوم کی خدمت کے سلسلہ میں بیش از بیش توفیق عطا فرمائے ۔ اور ان کے مشن کو کامیاب بنائے اور آپ کی مساعی جمیلہ قبول فرمائے ۔ آمین ! فقط نیازمند

حامد علی خاں



صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری

مدیر ماہنامہ نورِ اسلام و ہفت روزہ سفینۂ اسلام

ناظم دار المبلغین حضرت میاں صاحب آستانہ عالیہ حضرت

میاں شیر محمد صاحب شرقپور شریف ضلع شیخوپورہ (مغربی پاکستان)

مکرم و محترم جناب محمد عارف صاحب

سلام مسنون۔ دعائے خیر۔ آپ کا مکتوب گرامی صادر ہوا

حالات سے آگاہی ہوئی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے

حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم دین و دنیا کی بہتری دیں

جیسا کہ معروف ہے آپ کی حاضری کے تمام نوٹ کر لیا گیا تھا۔

کہ صوفی علامہ اکبر صاحب کی تشریف آوری کبھی ہوئی تھا۔

ان شاء اللہ مشترکہ وقت میں حاضری کی صورت بنے گی۔ اللہ تعالیٰ

میں دین و دنیا میں سرخرو فرمائیں۔ تمام دوست و احباب کو سلام کہہ دیں

ارشاد خط۔

[illegible]

خادم آستانہ شرقپور شریف

ESTD. 1937

LAHORE PHONE:
LYALLPUR PHONE: 2204

PAKISTAN'S PIONEER NEWSPAPER

Daily "SAADAT" Lyallpur

Published Simultaneously from Lyallpur and Lahore

Ref. No.....................

Dated...25/4/70...

مکرم و محترم [illegible] صاحب [illegible]

السلام علیکم! آپ کا گرامی نامہ مع تفاصیل ملا [illegible] شکریہ

مجھے حسن خاں بال [illegible] کی فوٹو سٹیٹ نہیں [illegible] سے

چار صفحے [illegible] کہ [illegible] پیش [illegible] ہے

[illegible] کے [illegible] لیا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ہے

(۴) یوم رضا کی تقریب کا ریکارڈ بھجوا رہیں ہے۔ د
اہلسنت سے ملکی سیاست - اسلام ہو نشست
اسلام سے سرمایہ دارانہ ایسے مخلوط سے نجات
مشکل ہے کی ضرورت ہے

نیاز مند
ناصر سیفی

اللہ اللہ

عرض: عذاب فقط روح پر ہوتا ہے یا جسم پر بھی؟

ارشاد: روح و جسم دونوں پر۔ یوں ہی ثواب بھی حدیث میں ہے۔ ایک لنجھا کسی باغ کے سامنے پڑا تھا اور میوے دیکھ رہا تھا مگر اس تک جا نہ سکتا تھا۔ اتفاقاً ایک اندھے کا اس طرف گزر ہوا کہ باغ میں جا سکتا تھا مگر میوے اسے نظر نہ آتے۔ لنجھے نے اندھے سے کہا تو مجھے باغ میں لے چل وہاں جا کر ہم اور تم دونوں میوے کھائیں۔ اندھا اس کو اپنی گردن پر سوار کر کے باغ میں لے گیا۔ لنجھے نے میوے توڑے اور دونوں نے کھائے اس صورت میں کون مجرم ہوگا۔ دونوں ہی مجرم ہیں۔ اندھا جسم ہے اور لنجھا روح۔

(ملفوظات۔ امام احمد رضا خاں قادری)

۷۵۵

باسمہ سبحانہ

کالا باغ
۲۰/اپریل ۱۹۶۹ء

مکرمی و محترمی صدر صاحب مرکزی مجلس رضا لاہور

السلام علیکم ورحمتہ اللہ!
مرکزی مجلس رضا کی طرف سے گراں مایہ دینی لٹریچر بطور تحفہ موصول ہوا جس کے لئے میں مرکزی مجلس رضا کے معزز اراکین کا اعماق قلب سے ممنون ہوں ۔۔۔ والسلام!

خاکسار
شبیر محمد خان

اللہ اللہ

عرض: قبر کھودی وہاں مردے کی ہڈیاں نکلیں تو کیا کیا جائے؟

ارشاد: اگر اور جگہ مل سکتی ہے تو ہرگز اس میں دفن نہ کریں اور اس قبر کو بدستور درست کردیں ورنہ ان ہڈیوں کو ایک طرف رکھ کر حائل کا فصل دے کر اس کو دفن کریں اور اگر یہ معلوم ہو کہ پہلے یہاں قبر تھی اگرچہ اب یہاں نشان باقی نہ رہا تو اس صورت میں وہاں قبر کھودنا جائز نہیں ہاں اگر کوئی جگہ اور نہ مل سکے اور یہ قبر پرانی ہو چکی ہو تو مجبوراً جائز ہے۔

(ملفوظات۔ امام احمد رضا خاں قادری)

۷۸۶
۹۲

محترم و مکرم حضرت الحاج محمد عارف قادری صاحب مدظلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اس سے پہلے مجھ تحریروں احقر کی طرف سے سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور ہدیہ صد درود سلام پیش کر کے مجھ ناچیز پر احسان فرمائیں۔ پچھلے دنوں احقر حضرت علامہ عبدالحلیم اختر شاہجہانپوری مدظلہ العالی کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا۔ حضرت صاحب نے خلوص و محبت بھرے جذبات میں آپ کا ذکر خیر کیا۔ احقر نے آپ کا سلام بھی حضرت صاحب کی خدمت میں کہہ دیا۔ یوں آپ کے خصائص بیان ہوتے گئے وقت کا پتا ہی نہ چلا مرکزی مجلس رضا کے متعلق بھی آپکے حوالے سے کافی معلومات ملیں۔ بہرحال حضرت مولانا صاحب نے کچھ کتب آپ کو ارسال کرنے کیلئے دی

ہیں۔ جو اب تو ارسال کر رہا ہے۔ کچھ باقی رہ گئی ہیں وہ آئندہ ارسال کروں گا۔ آپ کتابوں میں موجود "مرکزی مجلس امام اعظم" ایڈریس پر علامہ شاہ جہانپوری مدظلہ کو ضرور خط لکھ دیں۔ کتب کی وصولی کی اطلاع بھی ضرور دیں۔ عرض ہے۔ اس سے قبل علامہ صاحب نے جو کتب بھجوائی تھیں وہ تو آپ کو معلوم ہے کہ تذکرہ شریف کے خواجہ صاحب کی نذر ہو گئیں۔

اب علامہ صاحب اور احقر کی طرف سے سلام قبول فرمائیں اور دعا کی درخواست

فقط

محمد ضیاء الحق صدیقی
۲۵/۴/۹۳

ادارہ معارف نعمانیہ
۳۲۵۔ شادباغ لاہور 54900
پاکستان

مکتبہ قادریہ

جامعہ نظامیہ رضویہ لوہاری منڈی لاہور

حوالہ نمبر .... ۴۸۶/۹۲ تاریخ ۲۲-۲-۹۲

محترم و مکرم فضیلۃ الشیخ محمد عارف المدنی اکرمہ اللہ تعالیٰ وجعل البقیع الشریف مثواہ و مثوانی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ کا مکتوب گرامی موصول ہوا، اسعد نظامی صاحب کے بارے میں شکایت کا آپ نے صحیح ازالہ فرمایا، شکریہ!

جناب حافظ فیاض احمد صاحب آپ کا مکتوب گرامی پہنچنے کے بعد نہیں ملے، انہیں نسخہ دلائل الخیرات شریف دکھائی، جو کچھ فقیر سے میسر ہو سکے اس کے لئے حاضر ہوں

عزیزم ممتاز احمد سدیدی صاحب جامعہ ازہر مصر میں داخلہ لے چکے ہیں، ان کی کامیابی کی دعا فرمائیں، ایڈریس یہ ہے: عمارہ رقم ۲۷ ـ صالۃ المذاکرۃ، الدور الثانی مدینۃ البعوث الاسلامیۃ ـ العباسیۃ ـ بالقاهرۃ ـ مصر ـ

راقم داتا صاحب قدس سرہ کے قدموں میں قادری منزل نزد دستا سبیل ایک مکتبہ قادریہ قائم کر رکھا ہے جس کی بنا پر مصروفیت بڑھ گئی اور قوت پہلے سے کم رہ گئی ہے۔

ہدایۃ السالکین کے بارے میں گزارش یہ ہے کہ میں نے وہ کتاب چھپنے کے بعد دیکھی، مجھ سے ایک استفتا لیا گیا تھا جس میں چھ سات سوال تھے، ایک سوال یہ تھا کہ جو شخص بندے کے کاسب ہونے کا انکار کرے اس کا کیا حکم ہے؟ میں نے لکھا کہ وہ کافر ہے، غالباً اسی کو بنیاد بنا کر اور مرید ہونے کے ناطے

[illegible]

تصدیق کنندگان میں میرا کیوں نام شامل کر دیا گیا۔ میں نے بعض بااثر احباب سے کہا ہے کہ آئندہ میرا نام شامل نہ کیا جائے، میرا حضرت اخوندزادہ سیف الرحمٰن صاحب سے رابطہ بھی نہیں اور نہ ہی آمد و رفت ہے جیسے کہ آپ کے علم میں آ چکا ہے۔

آپ جانتے ہیں کہ الحمدللہ محض دنیا کی دولت حاصل کرنا نہ تو میرا مقصد ہے اور نہ ہی مجھے اس کا ڈھنگ آتا ہے، نتیجہ یہ ہے کہ اب تک زمین خرید کر اپنا مکان نہیں بنا سکا۔

محفل ذکر اس لئے ہوتی ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ کچھ وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے مختص کر دیا جائے، اگر کوئی آ جائے تو اسے بھی شامل کر لیا جائے ورنہ ذکر تو اکیلے بیٹھ کر بھی کیا جا سکتا ہے، الحمدللہ! چار پانچ سال سے یہ سلسلہ جاری ہے جتنے احباب شریک ہوں انہیں لنگر بھی پیش کیا جاتا ہے، ان سے طلب بھی کچھ نہیں کیا جاتا۔ دینی نشستیں ہیں، ذکر الٰہی، نعت شریف اور مسلک اہل سنت کے بارے میں گفتگو بھی ہو جاتی ہے۔ اسے آپ دینی اجتماع کہیں یا جو بھی نام دے لیں آپ کو اختیار ہے۔ حضرت مولانا ریحان رضا خان رحمہ اللہ سے خلافت تو آپ پہلے ادا دے ہی چکے ہیں، حضرت مولانا فضل الرحمٰن المدنی مدظلہ العالی سے بھی اجازت ہے، تہ دل سے ممنون ہوں گا۔

آج بین الاقوامی سطح پر ضرورت ہے کہ الزبدۃ الزکیۃ، جمل النور فی نہی النساء عن زیارۃ القبور، جلی الصوت لنہی الدعوۃ امام الموت، بامر المعین ایسے رسائل کا ترجمہ پیش کیا جائے، اقامۃ القیامۃ، بطرد الافاعی، یا حسام الحرمین وغیرہ



۷۸۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم



ھوالقادر

مقالہ

مولانا محمد منشا تابش قصوری



مدینہ منورہ کی قدیم فصیل

نبیرۂ پیر شریف مکرم جناب الحاج صوفی محمد عارف صاحب صابری رضوی جیلانی

صدر مرکزی مجلس [illegible]

[illegible]

[illegible]

تاریخ کو ضرور بھیجدیں فوٹو طلب ... کا ...
... ولد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میری زندگی کا حسین ترین دور وہ ایام ہیں جو میں نے جوار رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں گزارے۔ مسجد نبوی میں محراب نبوی کے سامنے دست بستہ صلوٰۃ وسلام ... اور گنبد خضریٰ کا سایہ، ریاض الجنۃ کی بہاریں اور ... برکات کے مرکز مدینہ طیبہ کا ہر لمحہ گزرا ... الحمد للہ ... اس ناچیز ... صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور ... کیا ... ہے۔

سب کچھ ملا جو ملی اس در کی حاضری
گو تشنہ ... باقی رہا
تا ... جنت ... نصیب
اس در کی حاضری سے ... قسمت ...

مدینہ عالیہ کے فیوض و برکات میں حضرت شیخ الاسلام ضیاء الدین ... کی ذات ... آپ ... اعلیٰحضرت ... کی خدمت ... فیض ہے عالم اسلام ... سلسلہ ... مرجع بنے ہوئے ہیں۔ آپ کے ... حلقہ ... مقدس ... ہے۔ آپ کی بارگاہ عالیہ میں ... حاضری ... [redacted] اس جامع شریعت و طریقت شخصیت کا دسترخوان ... وسیع ہے ... مدینہ طیبہ حاضری دینے [redacted] خوش نصیب مسلمان آپ کے در اقدس کی حاضری اپنی سعادت سمجھتے ہیں۔ مسجد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ... میں شامل ہے ... اور ... مبارک سلسلہ جاری رہتا ہے ... لازمہ پاتے ہیں ... میں بعض ... سیدنا ... صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ... اس دسترخوان ... مسجد النبی میں ... شرکت ... ہے۔ مگر یہاں ... رسول کریم کا مہمان سمجھ کر [redacted] خدمت کی جاتی ہے ... بیں۔ [redacted] ... آپ کی بارگاہ عالیہ میں عرض کرنا ... تو آپ ... میں مستقل ... زنار ... فرما دیتے ہیں۔ دسمبر ۱۹۷۳ء ذوالقعدہ المبارکہ ۱۳۹۳ھ [redacted]

[redacted] میں ناچیز کو مدینہ منورہ میں حاضری کا سعادت نصیب ہوئی۔ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ... حاضری کے بعد ... آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ [redacted] ... در ... پر ...

مکتوب قبول ہوا۔ دوران گفتگو میں دست بستہ عرض کی کہ حضرت کا لطف و کرم زیادہ تھا حضرت مولیٰ شاہ حسین شاہ علی پوری کا ظہور

زمانہ تھا! منشا بیان آئندہ۔ کیا یہی حضرت ہے؟ یاد فرما رہے تھے۔ [redacted]

آگے بڑھو۔ تو پہلی کا شوق نصیب ہوا۔ پھر تو آپ کی خدمت میں حاضری میرا معمول بن گیا۔ تقریباً بستیس سال

مدینہ طیبہ [redacted] حاضری رہی ان میں بتیس روز ایسے تھے جن حضرت کی زیارت سے فیض یاب ہوتا رہا

حضرت شیخ الاسلام رحمت برکاتہم العالیہ کی نظر شفقت جو مجھ پر تھی اس کا بعض احباب بھی محفل میں اظہار کرتے

رہتے تھے چنانچہ حضرت خلیفہ اعظم مولانا ابو الحسن القادری بانی و مہتمم دار العلوم حنفیہ غوثیہ لاہور پاکستان

نے مجھ سے فرمایا کہ منشا! مولانا ضیاء الدین احمد قادری آپ کے بڑے مہربان ہیں، یہ جو زیر سایہ ہیں سعادت ہے

اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لاتا۔ ایک روز حضرت خلیفہ اعظم مدظلہ نے مولانا شریف قادری صاحب سے فرمایا جاؤ میری طرف

مولانا ضیاء الدین احمد قادری کی خدمت میں سلام عرض کرو۔ غالباً یہ سن ہجری کی بات ہے حضرت خلیفہ اعظم مدظلہ بھی حج و زیارت کے سلسلہ میں

مدینہ منورہ حاضر تھے اور مولانا ضیاء الدین احمد کے قریب ہی قیام پذیر تھے۔ مولانا شریف صاحب بعد از نماز عصر

جب مولانا ضیاء الدین کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان سے فرمایا آپ تشریف نہیں لا سکتے تھے چلو جو آج فرصت

ملی [redacted] بالا خانہ پر تشریف لے جا چکے تھے۔ مولانا شریف قادری یہ سن کر واپس چلے آئے! تھوڑی دیر بعد

حضرت خلیفہ اعظم نے مجھ سے فرمایا منشا! تم جاؤ۔ [redacted] مولانا ضیاء الدین احمد قادری آپ پر بڑے مہربان ہیں!!

حاضر ہوا۔ جب کتاب میں حاضر ہوا تو آپ حضرت کا مسند خالی تھا اور ایک [redacted] مجذوب تھے۔ بالکل خاموش بیٹھے تھے

ان کا صحیح وقت میں نقشہ حضرت کا مسند کا قبیلے سے تازہ دم آپ اٹھائے اور خلیفہ اعظم کا خط لا کر کھول دیا۔ ساتھ ہی

خلیفہ اعظم نے خط لکھ کر حضرت کی خدمت میں خادم ان کا مسند موجود تھا میں نے یہ عرض کی حضرت کی طرف سے بھیجا ہوں

خلیفہ اعظم نے فرمایا تھا کہ یہ خط لے جا کر حضرت کی خدمت میں پیش کرنا ہے جا کر عرض میں پیش کیا یہ خطوط

نہیں [redacted] واپس لے جاؤ۔ خطوط نے عرض کیا۔ خطوط دیکھ لیں۔ پھر بہتر یہ ہے آپ دوبارہ نہ جائیں تو بہتر

ہے اور جو آپ تشریف لائیں! فکر ہوا اس خطرے کا اگر حضرت سے یہاں مانگ لیا تو دھوکہ دے گی

جائیں گے۔ میں نے عرض کیا اپنی رسم جب ہو گی تو حضرت سے ملاقات کر کے نماز مغرب معافی طلب کر لوں گا

چنانچہ۔ نماز مغرب کی ادائیگی کے بعد حضرت شیخ الاسلام مدظلہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا اور تمام ماجرا کہہ سنایا!

آپ نے مسکرا کر فرمایا اچھا ہوا کہ وقت پر پہنچ گئے [redacted] یہ کیسی غلطی ہو گئی ہے! یہ شفقت اور

عنایت۔ اب جا کر اس کا ساری ترتیب ہو۔ حضرت کا حکم ہے تو پاس رہ کر چلے [redacted]

حاضر ہو کر پیش کر دی۔ تھا اس وقت حضرت خلیفہ اعظم صاحب کے تشریف لانے کے ساتھ حضرت شیخ الاسلام

یکساں ملحوظ رہے۔ حضرت شیخ الاسلام مدظلہ نے فرمایا تھا کہ تم نے استاذ کرام سے عقیدہ کو حاصل کیا ہے جو

ملا تھے جب چاہے حضرت خلیفۃ اعظم کو پیش کر دو کیونکہ قدم بقدم ساتھ چلنا ہی حق ہے ... ہمیشہ ان

پر حضرت سے ملاقات کی درخواست کرتا تھی۔ میری زندگی سے پہلے لمحہ ہی مکمل حصہ میں ... کہ حضرت

خلیفۃ اعظم [redacted] مسلمانوں کو بتا دو۔ حضرت پیر صاحب نے اجازت دی۔ اسی لئے میرے استاذ گرامی کا

ذکر ان سے پہلے اور بعد میں ہو یا یہ کہ حضرت شیخ الاسلام مدظلہ فرماتے تھے مجھے چاہئے حضور کی بارگاہ میں اسی مقام سے

میرے اس کتاب میں ان کی تعریف کا کھلا اجازت ہے۔

(۱) پیر سید حمید حسین شاہ صاحب۔ ملتان

(۲) حاجی محمد امین صاحب۔ لاہور

(۳) عزیز محمد یوسف ضیائی رضوی ابو المصری

(۴) ... شانِ کتب خانہ

یہ جملہ میری زندگی کا حاصل ہے۔ مگر حضرت نے انتہائی شفقت سے فرمایا تاہم اس حوالہ سے بار بار فرمایا کہ بعد

مجھے حضرت کی موجودگی میں (جو چند ...) میں [redacted] تعریف تو بڑی بات ہے۔ ان کی ذات

کا ... حضرت شیخ الاسلام مدظلہ شریف کی ... (میں) اور اہلسنت وجماعت

کے معتقد اور مشہور ... نے ان کا ... کیا عرض کروں وہیں پاؤں

کر حضرت نے ... فرمایا اور میرے ... دل کو ... شفقت سے معاف فرما دیا۔

... جب ... سب کا فرض ... ہے۔

... معاف ... بعد میں حضرت

نے فرمایا یہ ... حضور والا۔ جب تمام ... معاف کر چکے تو حضرت کی خدمت میں عرض کیا

حضور!! اور حکم فرمایا۔ ... معاف ہو گئے!! عرض کیا کر چکا ہوں۔ اب کیسے ...

مجھے تو ندامت ... کہ ... کا ... کا یہ مقام ...

کی خدمت میں ... سے ... عرض کیا ... معاف ... اور حکم۔ !!

فرمانے لگے: اب اگر میرا دل ... ہو۔ !! ... بعد جو میری حالت

ہوئی اللہ کو معلوم ہے اس کو بیان نہیں کیا جا سکتا۔ مختصر یہ کہ [redacted] ... نے میرے

سینہ ... کو ... کر دیا۔ اور ... میں اجازت لیتا ہوں۔ ... کتاب ... ابھی۔

[illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ھو القادر

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

اختتامیہ

۹۴ ے

مولف

سیدی ضیاء الدین احمد القادری ﷫

کے قلم سے

زیر تدوین

سیدی حبیب الرحمٰن قادری ﷫

انشاء اللہ تعالیٰ

منصۂ شہود

پہ

جلوہ افروز ہوگی



مرقد مبارک سید علی ہجویری حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

میاں محمد اویس قادری زید مجدہ
سجادہ نشین سیدنا علی ہجویری (داتا گنج بخش رضی اللہ عنہ) لاہور

حضرت سیدی محمد عارف قادری مدظلہ سے ہمارے خاندانی تعلقات ہیں۔ اس بنا پر مجھے بچپن ہی سے آپ کی صحبت نصیب رہی۔ آپ کی محبت و شفقت بے مثال ہے۔ آپ کے لیل ونہار دیکھے اور جلوت وخلوت میں وقت گزارا، آپ کی خلوت کو جلوت سے بہتر پایا۔ دوستوں پر مہربان، اور محسنوں کے قدردان ہیں۔ عاجزی و انکساری آپ کی فطرت ہے، نفرت اور غیبت سے بیزار ہیں، کسی کے ظلم پر بھی زبان پر شکوہ کے الفاظ نہیں لائے۔ سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری رضی اللہ عنہ کی تعلیمات کے فدائی ہیں۔ مدینہ طیبہ میں اقامت کی تمنا، قادریت پر موت اور جنت البقیع میں تدفین کی تڑپ قابل تقلید ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مجددی مدظلہ العالی فرماتے ہیں:۔

> "آپ نے بڑے تحمل اور بردباری اور استقامت کے ساتھ شدائد ومصائب برداشت کیے لیکن متزلزل نہ ہوئے صاحب استقامت ہیں۔ ان کی زندگی حضور ﷺ کے جانثاروں اور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے فداکاروں کے لئے مثالی نمونہ ہے"۔

> "عاشق رسول (ﷺ) ہیں۔ انہوں نے عشق ومحبت کی منزلوں میں بڑی سختیاں جھیلی ہیں۔ ہمت نہیں ہاری، کامیاب وکامران لوٹے"۔

آپ حضرت قطب مدینہ سیدی ضیاء الدین احمد قادری مہاجر مدنی رضی اللہ عنہ کے مرید باصفا اور آپ سے مجاز وماذون ہیں۔ اور دیگر متعدد علماء ومشائخ سے بھی خلافت واجازت

حاصل ہے۔

مجھے حضرت سیدی قطب مدینہ علیہ الرحمہ کی دست بوسی کا بارہا شرف حاصل ہوا۔

آپ پر قطب مدینہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی بے شمار نوازشات وعنایات دیکھنے میں آتی رہیں۔ آپ پر سیدی قطب مدینہ کے انعام وکرام کی بارشیں ملاحظہ فرماتے ہوئے بعض حضرات کو ان کے بارے میں سوال کرتے ہوئے سنا گیا۔

''کیا آپ سیدی قطب مدینہ کے صاحبزادے ہیں؟''

بعض حضرات کو دیکھا گیا کہ وہ سیدی قطب مدینہ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہوئے اپنا تعارف سیدی محمد عارف قادری ضیائی کی نسبت وتعلق سے کراتے۔

فقیر حضرت مجاہد ملت علامہ محمد حبیب الرحمٰن عباسی قادری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ ایسا عاشقِ رسول (ﷺ) اور عجز وانکسار والا انسان زندگی میں نہیں دیکھا۔ حضرت سیدنا غوثِ اعظم سید عبد القادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز سے ایسا عشق تھا کہ ہر ملنے والے کو بڑے ہی عجز ونیاز سے فرماتے:

''میرے لئے دعا کرو، قادری سروں اور مدینہ شریف کی مٹی نصیب ہو جائے''۔

سیدی محمد عارف قادری سے ایسا گہرا تعلق تھا، جو الفاظ میں بیان کرنا ناممکن ہے۔ جب مجھے آپ کی دست بوسی کی سعادت حاصل ہوئی، تو میں نے اپنا تعارف اس طرح کرایا، حضور میں حضرت محمد عارف قادری کی بہن کا بیٹا ہوں۔ آپ کا نام سنتے ہی حضرت مجاہد ملت علیہ الرحمہ نے میرے پاؤں کو چوم لیا۔ میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے، بدن پسینہ میں شرابور ہو گیا، کپکپی طاری ہو گئی، کچھ دیر مبہوت رہا۔ ایسا تو کبھی بھی میرے تصور میں بھی نہ آ سکتا تھا، ایسے عظیم انسان جن کی قطب مدینہ علیہ الرحمہ تعریف فرمائیں، جو مجاہد اعظم ومناظر اعظم، امام المتقین ورئیس التارکین، قدوۃ السالکین وزبدۃ العارفین کے القابات سے مشہور ومعروف ہوں، کسی کی محبت میں ایسا بھی کر سکتے ہیں!

پہلی مرتبہ لاہور میں سیدی محمد عارف قادری کے دولت کدہ پر حضرت مولانا علامہ

فضل الرحمٰن قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیارت سے مستفیض ہوا۔ الحمد للہ پھر مدینہ طیبہ میں عرصہ دراز تک آپ سے فیض حاصل کرتا رہا، آپ بے حد کریم اور سخی تھے، وسعت علمی اور وسعت قلبی میں اپنی مثال آپ تھے۔ جب میں مدینہ شریف میں پہلی مرتبہ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو سلام مسنون کا جواب عنایت فرماتے ہوئے فرمایا:

"ہمارا بھائی عارف کیسا ہے"؟

اور پھر آپ کی زبان مبارک سے مختلف اوقات میں ان کے بارے میں یہ کلمات سنے گئے:

(۱) بھائی عارف ایک عرصہ سے سیدی والد ماجد علیہ الرحمہ سے وابستہ رہے ہیں۔ ان کو جس قدر والد جلیل سے صحبت رہی ہے یہ شرف کم ہی افراد کو نصیب ہوا۔ ان کی جلوتوں اور خلوتوں کو انہوں نے بھرپور دیکھا ہے۔

(۲) ہمارے گھر میں آپ کو پورا اختیار ہے، جو چاہو بغیر اجازت کے لے جا سکتے ہو۔

(۳) ہمارا اور آپ کا مقام برابر ہے آپ بھی سیدی والد صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہو اور میں بھی۔

(۴) آپ ہمارے وکیل ہو، جس کو چاہو ہمارے سلسلہ میں داخل کرو، اور جس کو چاہو ہماری طرف سے اجازت دو۔

(۵) ہمارے گھر میں کوئی پروگرام ہو تو ممکن ہی نہیں کہ بھائی عارف کو اس کی خبر نہ ہو۔

(۶) اللہ کرے بھائی عارف کی مولفہ کتاب مجھے زندگی میں مطبوعہ دیکھنی نصیب ہو۔

مذکورہ بزرگوں میں مندرجہ ذیل اوصاف مشترک تھے عاشقان رسول (ﷺ)، شریعت پر سختی سے پابند، علماء و مشائخ کی تعظیم و تکریم کرنا۔ ہر کسی سے محبت کرنا اور عجز و انکساری سے پیش آنا۔ کسی کی تعظیم اس کی شخصیت کی وجہ سے نہیں بلکہ نسبت کی وجہ سے کرنا۔ غیبت سے نفرت اور دوسروں کے عیب چھپانا۔ دوسروں کی مدد کرنا اور خود کسی سے مدد نہ لینا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان نفوسِ قدسیہ کے فیوض و برکات سے ہمیں مالا مال

فرمائے۔ ہماری دنیا و آخرت میں خیر و برکت عطا فرمائے اور مولف کی تمنا کے مطابق ان کو مدینہ طیبہ میں مقیم رکھے، قادریت پر موت اور ان کی جنت البقیع میں تدفین کی آرزو پوری فرمائے۔ آمین

بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

میاں محمد اویس قادری
سجادہ نشین حضرت داتا گنج بخش۔ لاہور

تاریخ عام رحیل فضیلۃ الامام الشیخ السید آل رسول الاحمدی المارہروی

۱۲۹۶ھ ۱۲۹۶ھ ۱۲۹۶ھ ۱۲۹۶ھ ۱۲۹۶ھ ۱۲۹۶ھ

أجود قرب ۳۱۹	أصفی عمل ۳۲۱	واصل برّ ۳۲۱	طارم محلّ ۳۲۸
أنقی صفا ۳۳۳	آل رسول ۳۲۷	أشبه بجد ۳۱۷	بحر سمتی ۳۲۰
جان حرب ۳۲۹	آل روح دین ۳۲۹	أصفی التّنا ۳۲۳	فرد أجلّ ۳۱۸
أفق العلیٰ ۳۲۲	نور زنجیّ ۳۱۹	شاہ ھدیٰ ۳۲۵	کنف صفیّ ۳۳۰

(ہر سطر اور ہر ستون کے ساتھ: ۱۲۹۶ھ)

۱۲۹۶ھ ۱۲۹۶ھ ۱۲۹۶ھ ۱۲۹۶ھ ۱۲۹۶ھ ۱۲۹۶ھ

امام احمد رضا قادری

۷۸۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ھوالقادر

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

حواشی



المدينة داخل السور في القرن الثالث عشر الهجري صورة رسمها المستشرق الإنكليزي الرحالة برايتون



المدينة كما تبدو للقادم إليها من خارج السور. صورة رسمها المستشرق الرحالة برايتون في منتصف القرن الثالث عشر الهجري عندما زارها باسم «الحاج عبدالله»

۱ ماخذ اولیائے سیالکوٹ از رشید نیاز مطبوعہ سیالکوٹ

۲ محمد عبدالحکیم شرف: تذکرہ اکابر اہل سنت

۳ رضی حیدر خواجہ: تذکرہ محدث سورتی۔ڈاکٹر محمد مسعود احمد: کچھ صاحب تذکرہ کے بارے میں صفحے ۱۱ تا ۲۰

۴ مفتی مکہ معظمہ سیدی عبدالرحمٰن سراج قدس اللہ سرہٗ

حضرت سیدی شیخ عبدالرحمٰن عبداللہ سراج ۱۲۳۹ھ میں مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔قرآن کریم حفظ کیا اور دیگر علوم وفنون حاصل کئے، اپنے والد عبداللہ سراج ومفتی مکہ استاذ العلماء شیخ جمال عبداللہ سے شرف تلمذ سے مشرف ہوئے۔شیخ عبداللہ سراج کی رحلت کے بعد مکہ معظمہ کے شیخ العلماء کی سند پر رونق افروز ہوئے۔حضرت علامہ سید احمد زینی دحلان مفتی شافعیہ ومولانا رحمت اللہ ہندی بانی مدرسہ صولتیہ سے علوم اخذ فرما کر اپنے ہم عصر علماء سے ممتاز ہوئے۔جب آپ کے استاذ علامہ مفتی جمال عبداللہ، مدینہ طیبہ کی زیارت کے لئے گئے تو آپ کو اپنی مسند افتاء پر اپنا نائب مقرر کر گئے۔حضرت علامہ شیخ جمال کے رحلت فرمانے پر مفتی مکہ مکرمہ کے عہدہ پر فائز ہوئے، جب تک منصب افتاء پر فائز رہے کسی سے ہدیہ قبول نہ کیا۔

(اعلام الحجاز، محمد علی مغربی)

آپ نے تقریباً ایک سو مشائخ سے سند حدیث حاصل کی۔علامہ حاج احمد الطلیبی مکی وشیخ عثمان بن حفنر وعبدالملک القلعی ومحمد بن حاشم فلانی وشیخ صدیق بن صالح انباوندی واحمد الشنقیطی ومرزیجان شیخ حبیب الرحمٰن ہندی وشیخ احمد ابوالخیر مرداد مکی ومحمد بن محمد الرغنی

وغیرہم سے روایت کرتے ہیں اور آپ سے شیخ احمد رضا خاں قادری بریلوی ہندی وشیخ محمد مراد تازانی مکی ومعمر جمال الدین وشیخ جمال مکی وغیرہم روایت کرتے ہیں۔ (فہرس الفہارس)

جب آپ مفتی احناف مکہ معظمہ تھے اس وقت شیخ محمد عابد بن حسین مفتی مالکیہ وسید ابراہیم نائب الحرم مفتی حنابلہ وسید عبداللہ بن محمد الزواوی مفتی شافعیہ اور سید علوی سقاف نقیب الاشراف تھے۔

مفتی عبدالرحمن سراج اپنے بیٹے عبداللہ عبدالرحمن کو ساتھ لے کر مصر چلے گئے اور ۱۳۱۴ھ میں ۷۵ سال کی عمر میں وہاں ہی وصال فرمایا۔

(محمد علی مغربی اعلام الحجاز جلد ۳)

سندِ اجازت

شیخ الاسلام ابی الخیر محمد بن محمد الجزری الشافعی۔ حضرت الشیخ ابی القاسم عمر بن فہد۔ حضرت الحافظ جلال الدین السیوطی۔ حضرت الشیخ السراج عمر بن الجائی۔ حضرت الشیخ علی الاجہوری۔ حضرت مولائی الشریف محمد بن عبداللہ۔ حضرت الشیخ محمد بن سنتہ العمری۔ حضرت الشیخ صالح القلانی۔ حضرت الشیخ عبداللہ سراج مفتی مکہ۔ حضرت عبدالرحمن سراج مفتی مکہ۔ حضرت الشیخ احمد رضا خاں قادری محدث بریلوی۔ قطب مدینہ ضیاء الدین احمد القادری

۵ محمد مسعود احمد ڈاکٹر پروفیسر، حیات امام اہلسنّت۔ رضا اکیڈمی لاہور

۶ ہفت روزہ خطیب دہلی مورخہ ۲۲، مارچ ۱۹۱۵ء صفحہ ۳، ۱۷۲، ۱۷۲ ج ا، صفحہ ۱۱، ماخوذ امام احمد رضا نمبر ہفت روزہ نجوم صفحہ ۱۵)

۷ بحوالہ: عبدالحکیم رضوی مولانا: تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ صفحہ ۴۴۵

۸ محمد مسعود احمد ڈاکٹر پروفیسر، حیات امام اہلسنّت۔ رضا اکیڈمی لاہور

۹ اکرام امام احمد رضا'' صفحہ ۳۰

۱۰ پروفیسر مجید اللہ قادری: تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت، کراچی صفحہ ۱۲۵۔۱۷۱

۱۱ عبدالحی بن عبدالکبیر الکتانی فہرس الفہارس

۱۲ خیرالدین الزرکلی: الاعلام جلد ا، صفحہ ۱۳۵، مطبوعہ بیروت

۱۳ خیرالدین الزرکلی: الاعلام جلد ۷، صفحہ ۱۵۷۔۱۵۸، مطبوعہ بیروت

۱۴ محمد الیاس برنی صراط الحمید، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ صفحہ ۱۷۔ ۱۳۳۶ھ

۱۵ خیرالدین الزرکلی: الاعلام جلد ا صفحہ ۱۳۵ مطبوعہ بیروت

۱۶ عبدالحی بن عبدالکبیر الکتانی: فہرس الفہارس صفحہ ۹۲۸ مطبوعہ بیروت

۱۷ محمد عبدالحی بن عبدالکبیر الکتانی۔ فہرس الفہارس صفحہ ۳۲۹۔ ۳۳۰ مطبوعہ بیروت

۱۸ محمد عبدالحی بن عبدالکبیر الکتانی۔ فہرس الفہارس صفحہ ۱۱۰۷ تا ۱۱۱۰

۱۹ مختصر شرح قصیدہ ہمزیہ

قصیدہ ام القریٰ فی مدح خیر الوریٰ ﷺ المشہورۃ بالھمزۃ، عارف باللہ حضرت علامہ شیخ شرف الدین ابی عبداللہ محمد بن سعید البوصیری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۶۹۲ھ کا اٹھارہ فصلوں پر مشتمل چار سو چھپن (۴۵۶) اشعار کا قیصدہ مبارکہ ہے اس کی مختصر شرح حضرت علامہ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی قدس اللہ سرہ العزیز نے فرمائی الحمدللہ یہ قصیدہ بمع مختصر شرح منجانب حزب القادریہ لاہور، باہتمام عبدالعزیز خان قادری ضیائی غفرلہ ۱۴۱۸ھ میں زیور طبع سے آراستہ ہو کر، برائے اجر وثواب حضرت حجۃ الاسلام سیدی حامد رضا خان قادری خلف الاکبر الامجد والاعظم الامام احمد رضا خان قادری بریلوی رضی

اللہ عنہما تقسیم کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ معاونین جزب القادریہ لاہور کو اجر عظیم سے نوازے۔ آمین ثم آمین۔

۱۰؎ خیر الدین الزرکلی اعلام جلد ۸ صفحہ ۲۱۸، مطبوعہ بیروت

۱۱؎ محمد عبد الحی بن عبد الکبیر الکتانی۔ فہرس الفہارس

۱۲؎ حضرت میاں راج شاہ صاحب سندھ شریف ضلع کوڑ گانواں پنجاب کے باشندہ اور سلسلہ عالیہ قادریہ کے عالی نسبت بزرگ تھے، ۱۲/ ذیقعدہ ۱۳۰۶ھ میں واصل بحق ہوئے۔ (بشیر القادری علامہ غلام جیلانی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ)

۱۳؎ حضرت شاہ آلِ رسول مارہروی قدس اللہ سرہ

نورِ جاں عطر مجموعۂ آلِ رسول
میرے آقائے نعمت پہ لاکھوں سلام

حضرت مخدوم شاہ آلِ رسول مارہروی قدس اللہ سرہ تیرھویں صدی ہجری کے اکابر اولیاء اللہ سے تھے، ۱۲۰۹ھ میں ولادت باسعادت ہوئی، اپنے بڑے چچا حضرت اچھے میاں اور والد ماجد حضرت شاہ آلِ برکات ستھرے میاں قدس سرہما کی آغوش شفقت ومحبت میں تربیت اور نشوونما پائی، حضرت عین الحق شاہ عبد المجید بدایونی، حضرت مولانا شاہ سلامت اللہ کشفی بدایونی قدس سرہما سے خانقاہ برکاتیہ میں ابتدائی درسیات پڑھ کر فرنگی محل کے علماء حضرت ملا نور صاحب، مولانا عبد الواسع صاحب سے تکمیل کی، ۱۲۲۰ھ میں مخدوم شیخ العالم عبد الحق رودولوی المتوفی ۸۳۷ھ کے عرس مبارک کے موقع پر مشاہیر علماء مشائخ کی موجودگی میں دستار بندی ہوئی، اسی سن میں حضرت اچھے میاں کے ارشاد کے بموجب حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کے درسِ حدیث میں شریک ہوئے،

صحاح ستہ کا دور کرنے کے بعد سلاسل حدیث وطریقت کی سندیں مرحمت ہوئیں، واپسی میں متوسلین کی خواہش والتجا پر بریلی تشریف لے گئے، حضرت مولانا شاہ نیاز احمد بریلوی المتوفی ۱۲۵۰ھ کو آپ کی آمد کی خبر ہوئی ملاقات کا ارادہ فرمایا، مگر آپ پیش قدمی فرما کر پہونچے اور ملاقات فرمائی، حضرت نیاز ادب واحترام سے پیش آئے، تعظیم دی، کچھ دیر گفتگو کے بعد حضرت فرودگاہ واپس تشریف لے گئے، حضرت کو اجازت وخلافت حضرت اچھے میاں قدس اللہ سرہٗ سے تھی، والد ماجد نے بھی اجازت مرحمت فرمائی تھی، مگر مرید حضرت اچھے میاں کے سلسلے میں فرماتے تھے، حضرت مخدوم شاہ آل رسول علیہ الرحمۃ تیرہویں صدی کی وہ عظیم شخصیت تھی جن کے فیض یافتوں کی مساعی وکوشش سے اسلام کی گرتی ہوئی دیوار سنبھل گئی، اور اسے پھر سے قوت واستحکام مل گیا، حضرت کے دور میں بھی سلسلہ برکاتیہ کی کافی اشاعت ہوئی، قطب العالم شیخ المشائخ شاہ علی حسین اشرفی سرکار کچھوچھہ شریف، مجدد مأتہ حاضرہ مولانا شاہ احمد رضا بریلوی، حضرت تاج العارفین شاہ ابوالحسن نوری نبیرہ وسجادہ نشین، جیسے یگانۂ روزگار عارف آپ کے خلفاء تھے، ۱۸/ذی الحجہ ۱۲۹۶ھ میں حضرت نے انتقال فرمایا۔

۱۲۱ حضرت حافظ شاہ حسین خان جہانپوری رحمۃ اللہ علیہ

محلہ ہاتھی تھان شاہ جہان پور میں سکونت تھی، علاوہ صاحب نسبت اور عالی مقامات ہونے کے فارسی واردو کو شاعر تھے دیوان احمد کے نام سے مجموعہ کلام شائع ہو چکا ہے، رؤساء شہر میں شمار تھے۔

۲۵ حضرت شاہ خلیل احمد رحمۃ اللہ علیہ

سال ولادت ۱۲۵۲ھ محمد معین اللہ نام نامی، والد کا نام صدیق احمد صفی پور ضلع اُناؤ کے مشہور بزرگ، تیس برس ضلع رائے بریلی میں سرکار انگریز میں ملازمت کی، حضرت شاہ خادم صفی، صفی پوری سے مرید ہوئے، ۱۲۸۱ھ میں مرشد نے خلافت عطا کی اور فرمایا کہ سب خلفاء میں یہ اچھے ہیں، تیرہ رمضان بروز چہار شنبہ رہگرا رعالم باقی ہوکر بعد عصر تجہیز و تکفین ہوئی۔ آپ کے ۲۵ خلفاء تھے، دو کتابیں اسراء خادی اور ارشاد خادی تالیف فرمائیں، آپ کے فرزند و جانشین صاحبزادہ حضرت شاہ جمیل احمد المتوفی ۱۳ رمضان ۱۳۶۹ھ مطابق ۱۹۵۰ء نامور شیخ طریقت گذرے ہیں۔ ان کا مدفن بھی صفی پور میں ہے۔ (چراغ صفوی)

۲۶ محمود احمد قادری: تذکرہ علمائے اہل سنت صفحہ ۲۸۸،۹۰

۲۷ خیر الدین الزرکلی، الاعلام جلد ۲، صفحہ ۱۸۶ مطبوعہ بیروت

۲۸ محمد طاہر فاروقی، پروفیسر، سیرت امیر ملت صفحہ ۶۱ مطبوعہ لاہور

۲۹ محمود احمد قادری مولانا، تذکرہ علماء اہل سنت صفحہ ۱۷۸ مطبوعہ بہار ہند

۳۰ امام احمد رضا خاں قادری، ملفوظات حصہ دوم مرتبہ مصطفیٰ رضا خاں قادری صفحہ ۱۳۶ مطبوعہ لاہور۔

۳۱ امام احمد رضا خان قادری، ملفوظات حصہ دوم مرتبہ مفتی اعظم صفحہ نمبر ۱۳۶، ۱۳۷ مطبوعہ لاہور۔

۳۲ امام احمد رضا خان قادری انوار البشارہ۔ مطبوعہ کراچی صفحہ ۱۰

۳۳ بدر الدین مولانا، سوانح اعلیٰحضرت مطبوعہ ہند، صفحہ ۳۲۱،۳۲۲

۳۴ محمد شہاب الدین رضوی، علماء عرب کے خطوط فاضل بریلوی کے نام صفحہ ۲۷ـ۲۸

۳۵ مجموعہ مصححہ شیخ الدلائل حافظ محمد عبدالحق مہاجر مکی صفحہ ۱۷۸، ۱۳۶، ۲۲۶، ۲۳۸ مطبع اکلیل المطابع بلیا، ہند ۱۳۲۸ھ

۳۶ خیر الدین الزرکلی ـ الاعلام، جلد ۷ مطبوعہ بیروت

۳۷ خیر الدین الزرکلی ـ الاعلام جلد ۲، صفحہ ۱۸۶ مطبوعہ بیروت

۳۸ دلائل الخیرات ـ مصححہ مولانا عبدالحق مہاجر مکی مطبوعہ اکلیل المطابع، بلیا ہند صفحہ آخر ۱۳۲۸ھ

۳۹ محمود احمد قادری مولانا تذکرہ علماء اہلسنّت مطبوعہ ہند صفحہ ۱۷۸

۴۰ تذکرہ علماء اہلسنّت مطبوعہ ہند صفحہ ۱۷۷

۴۱ صراط الحمید طبع ۱۳۲۶ھ صفحہ ۱۲۷

۴۲ انس یعقوب کتبی: اعلام من ارض النبوہ الجزء الاول صفحہ ۱۹۸، ۲۰۳

۴۳ محمود احمد قادری، مولانا: تذکرہ علماء اہلسنّت صفحہ ۱۷۲

۴۴ الاعلام خیر الدین الزرکلی جلد ۷ صفحہ ۷۶

۴۵ محمد سعید بن ولید طولہ: تاریخ عائلات المدینہ (مخطوطہ)

۴۶ محمد سعید بن ولید طولہ: تاریخ عائلات المدینہ (مخطوطہ)

۴۷ محمد سعید بن ولید طولہ: نفحات الفیض القدوسی (مخطوطہ)

۴۸ محمد سعید بن ولید طولہ: بہجۃ التحقیق المتینہ فی تراجم سندی المدینہ (مخطوطہ)

۴۹ محمد عبدالحکیم شرف قادری مولانا: تذکرہ اکابر اہل سنت صفحہ ۱۷۹ ـ ۱۷۰

۵۰ محمد عبدالحکیم شرف قادری مولانا: تذکرہ اکابر اہل سنت، صفحہ ۷۸ـ۸۰

۵۱ سید آل رسول حسنین میاں برکاتی: سراج العوارف

۵۲ رضی حیدر خواجہ: تذکرہ محدث سورتی، سورتی اکیڈمی، کراچی۔

۵۳ خیر الدین الزرکلی: الاعلام جلد ۷ صفحہ ۲۲۳۔۲۲۴

۵۴ عبدالحکیم شرف قادری مولانا: تذکرہ اکابر اہل سنت، صفحہ ۵۳۶ تا ۵۴۱

۵۵ خیر الدین الزرکلی: الاعلام جلد ۵ صفحہ ۲۵۔۲۶

۵۶ خیر الدین الزرکلی: الاعلام جلد ۵ صفحہ ۳۱۹۔

ابراہیم الدروبی: البغدادیون صفحہ ۹۔۱۰

۵۷ شیخ الاسلام: سیدنا عبد القادر الگیلانی ﷺ و اولادہ، صفحہ ۸۸، ۳۵۱۔۳۶۱

۵۸ لب الالباب، ج ۱، ص ۲۷۰۔۲۸۰

تاریخ علماء سامراء، ص ۳۶۔۵۳

۵۹ عبدالحق انصاری: تاریخ الدولۃ المکیہ

۶۰ یونس ابراہیم السامرائی: تاریخ علماء بغداد، صفحہ ۵۳۲۔۵۳۳

۶۱ شیخ الاسلام، سیدنا عبد القادر ﷺ و اولادہ، صفحہ ۳۷۳۔۳۷۴

۶۲ (ا) لب الالباب: ج ۲، صفحہ ۳۰۲۔۳۱۰

(ب) بلوغ الادب فی ترجمہ: السید الشیخ رجب ص ۱۵۳۔۱۷۴

(ج) الاعلام الزرکلی، ج ۱، صفحہ ۲۷

(د) معجم المولفین العراقیین، ج ۱، صفحہ ۴۳

۶۳ خیر الدین الزرکلی: الاعلام جلد ۳ صفحہ ۲۲۹ مطبوعہ بیروت

۶۴ ہفت روزہ الفقیہ، امرتسر جلد ۸۲ شمارہ ۱/۲۱ مطبوعہ ۲۸/۲۱ محرم الحرام ۱۳۶۲ھ

۱۴/۲۷ جنوری یوم یکشنبہ صفحہ ۸ ک ۲۰۱۰،

۶۵ آڈیو کیسٹ مملوکہ عبد الروف عثمان قادری نزیل مدینہ منورہ

۶۶ امام اہل سنت سیدنا اعلیٰحضرت عظیم البرکت ﷺ، حضرت ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری رحمۃ اللہ علیہ کو ایک مکتوب میں اپنی بیماری اور ضعف کا ذکر فرماتے

ہوئے تحریر کرتے ہیں:

ضعف میں فرق نہیں، مسجد کو چار آدمی کرسی پر بٹھا کر لے جاتے اور کرسی پر لاتے ہیں، اسی حالت میں ترک موالات وترک وطن واستعانت بکفار وادخال مشرکین مسجد وغیرہ امور دائرہ پر ایک جواب لکھنا پڑا کہ پانچ جزء سے زائد ہوگیا، آیہ کریمہ ممتحنہ کی اس میں کافی بحث کردی گئی ہے، اس لحاظ سے اس کا نام "المحجۃ المؤتمنۃ فی آیۃ الممتحنۃ" رکھا ہے، یہ رسالہ چھپ رہا ہے۔

(مکتوبات امام احمد رضا خاں بریلوی صفحہ ۴۳)

۱۷ امام اہل سنت سیدنا اعلیٰحضرت عظیم البرکت رحمۃ اللہ علیہ، حضرت علامہ شاہ عبدالسلام جبل پوری رحمۃ اللہ علیہ کو ایک مکتوب محررہ ۱۵ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ میں وصال سے گیارہ ماہ قبل اپنی بیماری کا تذکرہ کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

مولا تعالیٰ نے فضل فرمایا مگر ضعف بدرجہ غایت ہے، نواں روز ہے، بخار کا دورہ ہوا۔ ضعف کو اور قوت پہنچی، کئی روز تجربہ کیا، مسجد تک جانے آنے کی تعب سے فوراً بخار آجاتا ہے، مجبوراً کئی روز سے یہ ہے کہ کرسی پر بیٹھا کر چار آدمی لے جاتے اور لاتے ہیں ظہر پڑھ کر جاتا اور مغرب پڑھ کر آتا ہوں۔

(مکتوبات امام احمد رضا خاں بریلوی صفحہ ۴۷)

۱۸ ایک مکتوب بنام حضرت علامہ محمد عبدالسلام جبل پوری رحمۃ اللہ علیہ میں تحریر کیا:

ڈھائی سال سے اگرچہ امراض درد کمر ودستانہ وسر وغیرہ کا الزام ہوگئے ہیں، قیام و رکوع وسجدہ بذریعہ عصا ہے مگر الحمد للہ دین پر استقامت عطا فرمائی ہے۔

(مکتوبات امام احمد رضا خاں بریلوی صفحہ ۴۷)

۱۹ حضرت مجدد اعظم شاہ احمد رضا خاں قادری قدس سرہ العزیز اپنے خلیفہ حضرت علامہ شاہ عبدالسلام جبل پوری رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی پہاڑ (نینی تال) سے واپسی کا اس طرح ذکر فرماتے ہیں:

چودہ محرم کو پہاڑ سے واپس آیا، لاری والے میرے احباب تھے، مولیٰ تعالیٰ انہیں

جزائے خیر عطا فرمائے آمین۔

(مکتوبات امام احمد رضا خاں بریلوی صفحہ ۵۰)

۷۰ آڈیو کیسٹ مملوکہ محمد حبیب الرحمٰن قادری مدینہ منورہ

۷۱ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ آپ حضور انور ﷺ کے آزاد کردہ ہیں۔ آپ فارسی النسل رام ہرمز کی اولاد سے ہیں۔ فارس کے شہر اصفہان کے علاقہ کے رہنے والے تھے۔ تلاش دین میں دیس چھوڑ کر پردیسی بنے پہلے عیسائی بنے ان کی کتابیں پڑھیں بہت مصیبتیں جھیلیں۔ حتیٰ کہ بعض عربیوں نے غلام بنا لیا اور یہود کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ ان کے آقا نے انہیں مکاتب کر دیا۔
حضور انور ﷺ نے ان کا مال کتابت ادا کر کے آزاد کر دیا۔ آپ دس سے زیادہ آقاؤں کے پاس پہونچے حتیٰ کہ حضور انور ﷺ تک پہنچ گئے۔ حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ سلمان ہمارے اہل بیت سے ہیں۔ جنت ان کی مشتاق ہے۔ بڑی عمر پائی۔ ساڑھے تین سو سال عمر ہوئی۔ ہمیشہ اپنے ہاتھ سے کما کر کھایا اور صدقہ کیا۔ مدائن میں وفات ہوئی وہاں ہی مزار ہے ۵۳ھ میں وفات ہوئی۔ مدائن کا نام اب سلمان پاک ہے یہ جگہ بغداد شریف سے ۳۰ میل دور ہے۔ ان کے ساتھ حذیفہ ابن یمان رضی اللہ عنہ اور جابر (عبداللہ ابن جابر) رضی اللہ عنہ کے مزارات ہیں۔ مدینہ منورہ میں عوالی میں آپ کا باغ ہے۔ اس میں دو کھجور کے درخت حضور ﷺ کے لگائے ہوئے ہیں۔

(احمد یار خان مفتی: المصابیح شرح مشکوٰۃ۔ اجمال ترجمہ اکمال)

۲ے **سیدنا حذیفہ ابن یمان رضی اللہ عنہ**

آپ کی کنیت ابوعبد اللہ ہے۔ آپ کے والد کا نام حِسل ہے۔ یمان لقب ہے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ حضور انور ﷺ کے صاحب اسرار راز دار ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے چالیس دن بعد آپ کی وفات مدائن میں ہوئی وہاں ہی آپ کی قبر شریف ہے۔ سنہ ۳۵ھ میں وفات ہوئی۔

(احمد یار خان مفتی: المصابیح مشکوۃ جلد ہشتم۔ اجمال ترجمہ اکمال صفحہ ۱۵)

۳ے **فیصل الاول**

عراق کا بادشاہ ابوغازی فیصل بن حسین بن علی الحسنی الہاشمی سنہ ۱۳۰۰ھ / ۱۸۸۳ء کو طائف میں پیدا ہوا۔ اپنے دور میں عرب کے معروف سیاستدانوں میں سے تھا۔ قبیلہ بنی عتیبہ جو کہ بادیہ حجاز میں ساکن تھے، میں پرورش شروع ہوئی۔ ۱۳۰۸ھ / ۱۸۹۱ء میں اپنے والد کے ہمراہ آستانہ گیا۔ سنہ ۱۳۲۷ھ کو واپس ہوا اور "مجلس انقلاب العثمانی" کا شہر جدہ میں نائب مقرر ہوا۔ سنہ ۱۹۱۲ء میں دمشق گیا۔ "الجمعیۃ السریۃ" کا حلف اٹھایا۔ اس کے والد نے ترکوں پر حملہ کر دیا۔ سنہ ۱۹۱۶ء میں شمالی افواج کی قیادت اس کے سپرد ہوئی۔ سنہ ۱۳۳۷ھ میں ترکوں کو سوریہ سے نکالنے کے بعد وہاں داخل ہونے پر شہریوں نے زبردست استقبال کیا۔ پھر اپنے والد کا نائب بن کر صلح کی غرض سے برطانیہ گیا۔ سنہ ۱۹۲۰ء میں دمشق آیا اور سوریہ کا قانونا بادشاہ بنا دیا گیا۔ ۱۳۳۸ھ / سنہ ۱۹۲۰ء کو فرانس نے سوریہ پر حملہ کر کے قبضہ کر لیا۔ ملک فیصل یورپ چلا گیا، کچھ مدت اٹلی میں قیام کیا اور پھر برطانیہ چلا گیا۔

اس وقت انگریزوں نے عراق پر جنگ مسلط کر رکھی تھی۔ سنہ ۱۹۲۱ء میں برطانیہ کے تعاون سے بغداد آیا، عراقی نمائندگان نے حکومت سنبھالنے کی دعوت دی،

۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۱ء میں فیصل عراق کا بادشاہ مقرر ہوا۔ داخلی اصلاحات میں مصروف ہو گیا۔ پارلیمنٹ مقرر کی اور ملک کا دستور وضع کیا، ملک کے استحکام میں اہم کردار ادا کیا۔ انگریزوں کے ساتھ معاہدے اور مقامی آبادی کے ماتحت ملاقات قائم کئے۔ سعودی عرب، ترکیہ، ایران و دیگر عراق کے ہمسایوں کے ساتھ صلح و دوستی پیدا کی، ترکیہ اور برطانیہ کے دورے کئے۔

ملک فیصل کا انتقال ۱۳۵۲ھ / ۱۹۳۳ء کو سوئزرلینڈ میں ایک ہوٹل میں ہوا۔ میت کو بغداد لا کر دفن کر دیا گیا۔ غازی بن فیصل اس کا جانشین مقرر ہوا۔
(خیر الدین الزرکلی۔ جلد ۵۔ ص ۱۶۵۔)

۴۔ الشیخ قاسم القیسی قدس سرہٗ۔ مفتی اعظم عراق

حضرت سیدی قطب مدینہ ضیاء الدین احمد قادری رضی اللہ عنہ کے قیام بغداد مقدس کے دوران آپ سے بڑے گہرے برادرانہ مراسم تھے۔ آپ مفتی اعظم عراق کے علم و فضل اور زہد و تقویٰ کے بڑے مداح تھے۔ آپ فرمایا کرتے کہ اگر میں چند دن مفتی اعظم عراق سے ملاقات کے لئے نہ جاتا تو آپ خود تشریف لے آیا کرتے۔ فرمایا جب ہم عراق گئے تو آپ نے اصرار فرما کر تین دن الاعظمیہ میں اپنے ہاں ٹھہرایا۔ ان دنوں آپ بہت مشغول تھے مگر پھر بھی اکثر وقت ہمارے ساتھ ہی گزارتے۔ الشیخ قاسم القرضی القیسی ۱۲۹۳ھ / ۱۸۷۶ء کو بغداد میں پیدا ہوئے۔ سات سال کی عمر میں قرآن شریف ختم کر لیا اور ترکی و فارسی کی زبانیں سیکھنے کے لئے مدرسہ منیف افندی میں داخلہ لیا۔ ۱۳۰۳ھ میں شیخ عبد الحسن الطائی سے فن خطاطی میں مہارت حاصل کی، اور شیخ علامہ عبد الوہاب النائب و دیگر متعدد مشائخ سے علوم و فنون اخذ کئے۔ الشیخ عبد الوہاب النائب و الشیخ عبد السلام الشواف مدرس حضرۃ القادریہ سے عام و خاص اجازت حدیث اور

خلافت سے بہرور ہوئے۔

۱۳۱۷ھ میں امتحان میں پہلی پوزیشن حاصل ہوئی اور خاتقین میں قانون اسلامی کے استاد مقرر ہوئے تقریباً ایک سال تک اس منصب پر ایک استاد و مرشد کی حیثیت سے کام کیا اور مفتی شہر کے عہدۂ جلیلہ پر فائز ہوئے۔ بغداد شریف میں درس وتدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ ۱۳۱۹ھ میں الصویرہ میں قضا کے استاد مقرر ہوئے۔ والی بغداد نے ۱۳۲۶ھ کو حکام کے تنظیمی ڈھانچہ طے کرنے کے لئے آپ کو فوری طور پر بغداد مقدس طلب کیا، اس کونسل کا آپ کو با اصرار منتظم اعلیٰ بنایا گیا۔ ۱۳۲۷ھ میں بغداد شریف میں آپ کو "مجلس المعارف" کا رکن، اور "مجلس العلمی" اوقاف کا رکن مقرر کیا۔ کچھ عرصہ دار المعلمین میں مدرس رہے، پھر شرعی ریسرچ کمیٹی کے ممبر منتخب ہوئے، مختلف ادوار سے گزرے ہمیشہ دعوت وارشاد کا کام جاری رکھا، آپ اپنی وفات کے وقت مفتی اعظم عراق، اور حضرہ قادریہ کے خطیب وجمعیت المدینۃ الاسلامیہ کے رائس تھے۔ آپ کی چالیس سے زیادہ مولفات مطبوعہ ومخطوطہ شکل میں موجود ہیں۔ اتوار کی صبح ۲۷ محرم ۱۳۷۹ھ کو الاعظمیہ میں فوت ہوئے، اور حضرہ قادریہ میں دفن ہوئے۔

(بغدادیون اخبارھم ومجالسھم ص ۱۷۱)
(لب الالباب ج۲ ص ۱۳۲۳ ـ ۳۱۵)

۵ے آڈیو کیسٹ مملوکہ عبد الرؤف نزیل جدہ

۶ے حضرت مولانا سید محمد فرید پاشا قادری علیہ الرحمہ حضرت سیدی قطب مدینہ رحمۃ اللہ علیہ کو ہر سال تیلیا رومال ارسال فرماتے جو آپ کے زیر استعمال رہے۔

۷ے آڈیو کیسٹ مملوکہ سید محمد حسن قادری نوری بک ڈپو لاہور

۸ے حضرت علامہ شاہ ریحان رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ

حضرت علامہ الحاج شاہ ریحان رضا خاں عرف رحمانی میاں ۱۸ ذوالحجہ ۱۳۵۴ھ/ ۱

۱۹۲۳ء کو خواجہ قطب بریلی شریف میں ولادت باسعادت ہوئی۔ خاندانی روایت کے مطابق محمد نام رکھا گیا اور عرف ریحان رضا قرار پایا۔ ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی۔ پھر والد ماجد کے حکم پر لائل پور پاکستان میں جامعہ منظر اسلام کے سابق شیخ الحدیث محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد قدس سرہ کی خدمت میں تین سال تک تحصیل علوم فرمایا۔ حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ سے بیعت وخلافت کا شرف حاصل تھا۔ آپ صفات انسانی کے جامع اور اپنے خاندانی اصول پر مضبوطی سے قائم رہنے والے، نڈر، بے باک، مخلص اور عفو وکرم آپ کے اوصاف حمیدہ تھے۔ آپ نے اپنے وقت میں بے شمار سماجی وملی کارنامے انجام دیے۔ آپ ایک اچھے سیاستداں اور اپنے موقف کا برملا اظہار کرنے میں کسی کو خاطر میں نہ لاتے، یہاں تک کہ ایوان حکومت میں بھی کسی سے نہ خوف کھاتے اور اپنے مسلک کی بھرپور وضاحت فرماتے۔ غیر ممالک کے کئی دورے کیے اہلسنت کی ترویج وخانقاہ رضویہ کے فروغ میں مثالی اقدام فرمایا۔ عشق رسول (ﷺ) ومحبت انبیاء واولیاء آپ کی تقریروں کے خصوصی عنوانات ہوتے۔ خطابت وصحافت کے ساتھ ساتھ شعر وادب کا پاکیزہ ذوق تھا۔ آپ کے اشعار میں دعوت فکر، حرارت قلبی وجوش ایمانی جیسے اہم مضامین کی کثرت ہوتی۔ جس کو پڑھ کر ہر قاری متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ اسلام وسنیت کا یہ عظیم مجاہد دین نے لافانی خدمات کو انجام دیتے ہوئے ۱۸ رمضان ۱۴۰۵ھ / ۱۹۸۵ء کو داعی اجل کو لبیک کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

۹ ے حضرت حافظ خیر محمد سندھی مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ

ابو عبد الہادی حافظ خیر محمد سندھی ۱۳۱۵ھ میں کھوکی سندھ میں پیدا ہوئے۔ سلسلہ عالیہ قادریہ میں بھرچنڈی شریف والوں کے مرید تھے۔ چودہ برس کی عمر میں گھر سے نکلے۔ ڈھائی سال کے عرصہ میں مدینہ منورہ پہنچے۔ حضرت سیدی

کال المہدی ﷺ کی خدمت کے لئے پوری زندگی وقف کر رکھی تھی، بکریاں پالی ہوئیں تھیں ان کے دودھ سے چائے بنا کر مہمانوں کی ضیافت فرماتے، بے حد نفیس مزاج تھے۔

حضرت مجاہد اعظم سیدی محمد حبیب الرحمٰن عباسی قادری ﷺ کے عاشقوں میں سے تھے۔ فرمایا کرتے:

"ارے ان کو محبوب الملت کہو۔"

اکثر علماء عرب سے آپ کا ذکر فرماتے اور آخر میں پوچھتے کیا آپ لوگوں نے زندگی میں کوئی ایسا عالم دیکھا ہے۔ پچھتر (۷۵) برس کی عمر میں صفر ۱۳۹۰ھ کو رحلت فرما کر جنت البقیع شریف میں دفن ہوئے۔

۸۰ مجید اللہ قادری پروفیسر: تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت

۸۱ مجید اللہ قادری پروفیسر: تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت

۸۲ مجید اللہ قادری پروفیسر: تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت

۸۳ خیر الدین الزرکلی: الاعلام جلد ۷ صفحہ ۸۲-۸۳

۸۴ محمد خیر رمضان: الاعلام للزرکلی تتمہ جلد ۱ صفحہ ۹۲-۹۳

۸۵ مجید اللہ قادری پروفیسر: تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت صفحہ ۲۳۳ تا ۲۳۰۔

۸۶ مجید اللہ قادری پروفیسر: تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت

۸۷ محمد عبدالحکیم شرف قادری مولانا: تذکرہ اکابر اہل سنت صفحہ ۲۳۶ تا ۲۴۲

۸۸ عبدالحکیم شرف قادری مولانا: تذکرہ اکابر اہل سنت صفحہ ۱۱۳ تا ۱۱۷

۸۹ محمد عبدالحکیم شرف قادری مولانا: تذکرہ اکابر اہل سنت صفحہ ۲۰۲ تا ۲۰۹

۹۰ یونس ابراہیم السامرائی: تاریخ علماء بغداد۔ صفحہ ۲۸۶-۲۸۷

۹۱ ابراہیم عبدالغنی الدروبی: شیخ الاسلام سیدنا عبدالقادر الکیلانی واولادہ۔ صفحہ ۲۷۳-۲۷۴

۹۲ ابراہیم عبدالغنی الدروبی: شیخ الاسلام سیدنا عبدالقادر الکیلانی واولادہ۔

۹۳ یونس ابراہیم السامرائی: تاریخ علماء بغداد صفحہ ۱۷۴ــ ۱۷۵

۹۴ محمد عبدالحکیم شرف قادری مولانا: تذکرہ اکابر اہل سنت صفحہ ۲۳۲ تا ۲۳۳۔

۹۵ محمود احمد قادری مولانا، تذکرہ علمائے اہل سنت صفحہ ۱۹۱-۱۹۲

۹۶ یونس ابراہیم السامرائی: تاریخ علماء بغداد۔ صفحہ ۲۳۴

۹۷ یونس ابراہیم الشیخ السامرائی: تاریخ علماء بغداد صفحہ ۸۵-۸۶

۹۸ سید قاسم محمود، اسلامی انسائیکلوپیڈیا۔ (شاہکار بک فاؤنڈیشن، کراچی)

۹۹ زبدۃ الحکماء حکیم سلطان بخش (متوفی ۱۳۹۵ھ) ایک زمانہ سے مدینہ طیبہ میں مقیم تھے بچپن ہی میں والدین کا انتقال ہوگیا تھا۔ حضرت امیر سلطان رحمۃ اللہ علیہ، سجادہ نشین حضرت سلطان العارفین (رحمۃ اللہ علیہ) نے پرورش اپنے ذمہ کرم پر لے لی۔ حضرت کی اہلیہ محترمہ شیراں بی بی نے دودھ پلایا۔ پھر حضرت حکیم سلطان محمد صاحب کے سپرد فرمادیا۔ انہیں سے علم طب حاصل کیا اور ان ہی کے مرید ہوئے۔ حضرت زبدۃ الحکماء رحمۃ اللہ علیہ حضرت قطب مدینہ کی بارگاہ میں ہمیشہ حاضر ہوتے تھے۔ ۱۹۷۱ء میں جب شہزادہ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم سیدی مصطفی رضا خاں قادری ﷫ مدینہ طیبہ حاضر ہوئے تو آپ روزانہ حضرت کی بارگاہ میں حاضر ہوتے۔ ان دنوں حکیم صاحب بیمار تھے۔ حضرت سے دعا کے لئے عرض کرتے، حضرت نسخہ تجویز فرمادیتے۔ چند دن ایسا ہی ہوا۔ آخر عرض کی کہ مجھے نسخہ نہیں، دعا کی ضرورت ہے پھر حضرت مفتی اعظم تا دیر دعا فرماتے رہے۔

۱۰۰ محمد عبدالحکیم شرف قادری مولانا: تذکرہ اکابر اہل سنت صفحہ ۲۸۱ تا ۲۸۲۔

۱۰۱ محمود احمد قادری۔ تذکرہ علماء اہلسنت۔ مطبوعہ کانپور بھارت۔

۱۰۲ رضی حیدر خواجہ، تذکرہ محدث سورتی۔ مطبوعہ کراچی۔ صفحہ ۲۶۷، ۲۶۸

۱۰۳ے عبدالحکیم شرف قادری۔تذکرہ اکابر اہلسنت۔لاہور

۱۰۴ے ڈاکٹر اقبال احمد اختر قادری: مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ دھلوی مطبوعہ کراچی

۱۰۵ے محمد صادق قصوری: تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت صفحہ ۲۱۷ تا ۲۲۱

۱۰۶ے محمد صدیق ہزاروی: تعارف علماء اہل سنت صفحہ ۲۲۶ تا ۳۰

۱۰۷ے مجلہ امام احمد رضا کانفرنس: پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مجددی

۱۰۸ے محمد صدیق ہزاروی مولانا: تعارف علماء اہل سنت صفحہ ۲۰۲ تا ۲۰۷

۱۰۹ے عبدالحکیم شرف قادری مولانا: تذکرہ اکابر اہل سنت، صفحہ ۲۹۱۔۲۹۷

۱۱۰ے عبدالحکیم شرف قادری مولانا: تذکرہ اکابر اہل سنت صفحہ ۱۴۹ تا ۱۵۵

۱۱۱ے پندرہ روزہ رضائے مصطفیٰ، گوجرانوالہ، ۱۲/ذی الحجہ ۱۳۸۲ھ/۷/مئی ۱۹۶۳ء صفحہ ۸

۱۱۲ے محمد صدیق ہزاروی مولانا: تعارف علماء اہل سنت، ص ۴۳ تا ۵۲

۱۱۳ے محمد عبدالحکیم شرف قادری: تذکرہ اکابر اہل سنت، ص ۲۴۹ تا ۲۵۰

۱۱۴ے محمد عبدالحکیم شرف قادری: تذکرہ اکابر اہل سنت، ص ۵۲ تا ۵۷

۱۱۵ے ڈاکٹر اعجاز انجم لطیفی: ڈاکٹر پروفیسر محمد مسعود احمد حیات، علمی اور ادبی خدمات: مطبوعہ کراچی۔

۱۱۶ے شاہ تراب الحق قادری: عرفان منزل کراچی، مصلح الدین نمبر

۱۱۷ے محمود احمد قادری مولانا: تذکرہ علمائے اہل سنت (مطبوعہ بھوانی پور ھند)، صفحہ ۲۲۷ تا ۲۲۸

۱۱۸ے محمد صدیق ہزاروی مولانا: تعارف علماء اہل سنت، صفحہ ۲۶۸ تا ۲۷۱

۱۱۹ے محمد صدیق ہزاروی مولانا: تعارف علماء اہل سنت، صفحہ ۱۱۳ تا ۱۱۵

۱۲۰ے محمد صدیق ہزاروی مولانا: تعارف علماء اہل سنت، مطبوعہ لاہور

۱۲۱ے محمد عبدالحکیم شرف قادری: تذکرہ اکابر اہل سنت، صفحہ ۲۸۶ تا ۲۸۸

۱۲۲ے مولانا ظفر الدین، حیات اعلیٰ حضرت صفحہ ۲۷۔۲۸

۱۲۳ے مفتی عبد الواجد قادری، حیات مفسر اعظم ہند صفحہ ۱۳

۱۲۴ے محمد ابراہیم خوشتر صدیقی قادری - تذکرہ جمیل

۱۲۵ے آڈیو کیسٹ مملوکہ: عبد الرؤف عثمان قادری نزیل مدینہ منورۃ

۱۲۶ے آڈیو کیسٹ مملوکہ: ام حبیب فاطمہ نزیل مدینہ منورۃ

۱۲۷ے حضرت سیدی قطب مدینہ سیدی ضیاء الدین احمد قادری رضی اللہ عنہ کو بھی اکیس برس کی عمر میں سیدنا اعلیٰحضرت عظیم البرکت احمد رضا خاں قادری محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے خلافت واجازت حاصل ہوئی۔ اور امام احمد رضا خاں قادری رضی اللہ عنہ کو بھی اکیس برس کی عمر میں حضرت خاتم الاکابر سید شاہ آل رسول مارہری قدس سرہ العزیز سے مجاز وماذون ہوئے۔

۱۲۸ے سیدہ حفصہ

آپ کی پیدائش ۱۳۳۸ھ میں مدینہ منورہ میں ہوئی اور وفات ۱۴۱۵ھ میں ہوئی۔ جنت البقیع میں مدفون ہیں۔ آپ سیدنا عبد اللہ ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مبارک سلسلہ نسب سے تھیں۔ بیر عروہ اور اس سے ملحقہ زرعی اراضی آپ کو اپنے ابا سے وراثت میں حاصل ہوئی۔ مدینہ منورہ کا ایک متمول اور اثر ورسوخ والا یہ کنواں اور اراضی خریدنا چاہتا تھا، مگر حضرت سیدی فضل الرحمٰن مدظلہ نے انکار کر دیا۔ فرماتے ایک برکت والی زمین اور کنواں ہے اس سے ہماری نسبت ہے۔ وہ متمول اور اثر ورسوخ والا شخص وزارت اوقاف میں بڑے عہدے پر تھا اس نے یہ کنواں اور اراضی یہ ظاہر کرتے ہوئے کہ یہ آثار میں سے ہیں اور یہ کسی کی ملکیت میں نہیں رہ سکتے، وزارت اوقاف کے قبضہ میں کرادیا۔

اس کنوے کے پانی میں اللہ تعالیٰ نے شفا رکھی تھی۔ خصوصاً گردے کی پتھری والے چند دن کے استعمال سے شفا یاب ہوتے۔ پتھری ریزہ ریزہ ہو کر نکل

جاتی، پھر یہ کنواں بند کردیا گیا۔



بئر عروة

۱۲۹ فقیر قادری حضرت سنوسی الہند مجاہد اعظم سیدی محمد حبیب الرحمٰن عباسی قادری قدس سرہ العزیز سے جب آخری مرتبہ مدینہ طیبہ سے رخصت ہو رہا تھا۔ جس وقت گاڑی پر سوار ہونے لگا تو آپ نے فرمایا:

"ذکر کرتے رہنا، اب دیکھیں کب ملاقات ہوتی ہے۔ میرا غوث تجھے استقامت دے۔" آمین

یہ حضرت سیدی مجاہد ملت ﷺ سے آخری ملاقات تھی۔ بعد میں اس شرف عظیم سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے محروم ہی رہا۔ اور حضرت سیدی حافظ حبیب الرحمٰن مدنی رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی حالت جذب میں اپنے خالق سے ملے۔

فقیر نے نتیجہ اخذ کیا کہ جب ایسے پاک نفوس یہ فرمائیں کہ دیکھیں یہ کام کب ہوتا ہے، تو اکثر اس کا نتیجہ نفی ہی میں ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ستر عطا فرمائے۔ آمین

۱۳۰ ماہنامہ "الدعوۃ" عربی کراچی نومبر ۱۹۸۱ء

۱۳۱ جہان مفتی اعظم صفحہ ۱۰۸۷